UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188551
UNIVERSAL
LIBRARY

کتب خانہ

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد نہم

زوال سلطنت تیموریہ

Checked 1978

جلد دہم

مضامین مختلفہ

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلوالہ آباد یونی ورسٹی سابق پروفیسر

ورنی کیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۹۰۸ء

شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

CHECKED. 1951

اشتہار

قیمت عہ — **جلد نہم و دہم** صفحہ ۱۱۲ — محصول

جلد نہم مین زوال سلطنت تیموریہ کا بیان بہادر شاہ عالم جانشین عالمگیر سے آخر بادشاہ بہادر شاہ تک بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مظفری۔ تاریخ لب التواریخ۔ تاریخ خافی خان۔ سیر المتاخرین شاہ عالم نامہ۔ سکھون کی تاریخ جو خود سکھون کی تصنیف ہین اور مرہٹون کی تاریخون سے جو خود مرہٹون کی تصنیف ہین اور بہت سی ہندوستان کی انگریزی تاریخون سے مرتب کی گئی۔ اس مین بایں صدر ۱۸۵۷ء کا حال نہین لکھا۔ باقی اور سب حالات لکھے ہین سلطنت کے اسباب کو بیان کیا ہے اور خاتمہ مین یہ لکھا ہے کہ اب مسلمانون کی سلطنت ایشیا مین کہان کہان ہین اور اونکا حال کیا ہے +

جلد دہم

اس جلد مین صرف تین مضمون ہین اول مل صاحب کی برٹش انڈیا کی جلد دوم کے باب پنجم کا ترجمہ ہے جس مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان اور ہندون کو سلاطین کی سلطنت سے فائدہ ہوا یا نقصان پہنچا۔ دوم شاہان دہلی کی دار السلطنتون کا بدلنا اور تعمیر عمارات۔ سوم سکھون کا مختصر بیان +

Checked 1975

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

	صفحہ
رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام	۳
محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دلی کی طرف پر نہ پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا۔	۱۳
محمد کام بخش کا کچھ حال	۱۴
اعظم شاہ کا کوچ	۱۵
شاہ عالم بہادر شاہ کا حال	″
بہادر شاہ کی سلطنت کا استقلال ہونا	۲۲
امیر الامرا اسد خان اور وداب کا خرچ	۲۴
بادشاہ کا سید بننا	۳۶
جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ اجیت سنگھ اور اور راجپوت	۳۷
جشن سال دوم ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء شاہزادہ کام بخش۔	۳۸
کام بخش کا حال۔	۳۸
سیف خان کی کارستانی۔	۳۱
مرہٹوں کے ساتھ بادشاہ کے تعلقات	۳۳
بینیا جی سیندھیا۔	۳۴
راجہ ساہو کا چھوٹنا	۳۵
سردیسی مکھی کے باب میں ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف آرا ہونا۔	۳۵
خطابات بہادر شاہ کی دریادلی و نرمی	۳۶
بہادر شاہ کے خصائل اور دربار کا حال جو اراوت خان نے لکھا۔	۳۹
پاپ راے لیٹرے کا ذکر۔	۴۰
قندھار کا معاملہ۔	۴۴
سوانح سال سوم ۱۱۲۰ھ	۴۵
بادشاہ کا سفر۔	۴۵

گورو نانک شاہ — ۴۶
گورو انگد — ۴۸
گورو امرداس صاحبِ بادشاہی سوم — 〃
گورو رام داس بادشاہی چہارم — ۴۹
گورو ارجن بادشاہی پنجم — ۵۰
گورو ہرگوبند بادشاہی ششم — ۵۳
گورو ہررائے بادشاہی ہفتم — ۵۵
ہرکرشن بادشاہی ہشتم — 〃
گورو تیغ بہادر بادشاہی نہم — 〃
بابا بندہ بہادر — ۵۷
سکھوں کے حال کا خلاصہ سوین گورو تک — 〃
بہادر شاہ اور بابا بندہ کی لڑائیاں — ۵۹
راجپوتوں سے لڑائیاں — ۶۴
سوانح سال چہارم — ۶۶
مرہٹوں کی برہانپور پر لڑائی — ۶۷
سکھ — ۶۸
چین قلیچ خان — ۷۰
منعم خانخانان کی وفات اور خصائل — 〃
وزارت کے باب میں اختلاف رائے — ۷۲
نظام الدین خان فیروز جنگ کی وفات — 〃
خطبہ — ۷۳
سوانح سال پنجم — ۷۳
اعظم شاہ — ۷۵
شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر — ۸۳
حکایت — ۸۵
بہادر شاہ کے بیٹے — ۸۶
ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ — ۸۷
عظیم الشان کی شکست موت — ۸۷
رفیع الشان کا مرنا — ۸۹
معزالدین کا بادشاہ ہونا — 〃
فرخ سیر کا بنگالہ سے کوچ کرنا — ۹۱
عبداللہ خان اور سید عبدالغفار خان کا محاربہ اور سادات بارہ سے سید عبدالغفار خان کی شکست — ۹۳
امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی — ۹۴
فرخ سیر کا سفر — ۹۵
ذکر سلطنت محمد فرخ سیر — ۱۰۰
فرخ سیر کی ولادت سے تخت نشینی تک — 〃
محمد رضا علی قلعہ دار رہتاس پر فرخ سیر کی فتح — ۱۰۰
سوانح سال اول فرخ سیر — ۱۰۷
وزرا و امرا کا تقرر — ۱۰۷
بادشاہ و وزیر کی ناموافقت — ۱۰۸
قتل اور سزائیں — ۱۱۰

حکم شاہی ۱۱۱
نظام الملک بہادر فتح جنگ۔ ״
ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر سنہ ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء ۱۱۲
سید حسین علیخان کا مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور سے لڑنے کے لئے جانا اور اوسکا فی الفور اطاعت کرنا۔ ۱۱۳
فرخ سیر اور سادات کے درمیان افزائش منازعات۔ ۱۱۲
شاہزادون کا ملکول ہونا۔ ۱۱۳
بادشاہ کی سادات کے ساتھ تجدید عہود ۱۱۴
نظام الملک بہادر فتح جنگ کی صوبہ داری دکن و داؤد خان پر فیضیابی + ۱۱۵
نظام الملک کا حال ۱۱۸
حسین علی خان کی صوبہ داری دکن و داؤد خان ۱۱۵
سوانح سال سوم جلوس سنہ ۱۱۲۵ھ / ۱۷۱۳ء ۱۲۰
ہندو مسلمانون اور شیعہ سنیون کا جھگڑا + ״
ذکر سوانح سال چہارم جلوس سنہ ۱۱۲۶ھ ۱۲۲
عبدالصمد خان دلیر جنگ کا سکھون پر فتح پانا اور اونکے سردار بابا بندہ کا قتل ہونا ״
سوانح سال پنجم سنہ ۱۱۲۷ھ / ۱۷۱۵ء ۱۲۷
فرخ سیر کی شادی راجہ اجیت سنگھ کی بیٹی سے ״
عیسیٰ خان کی سرکشی۔ ۱۲۷
دھیر کی سرکشی ״
سوانح سال ششم سنہ ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۷ء ۱۳۰
بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہونا۔ ۱۳۰
جزیہ وعنایت اللہ خان ورتن چند کی رنجشین۔ ۱۳۱
چورامن جاٹ سے صلح ۱۳۱
سوانح سال ہفتم سنہ ۱۱۲۹ھ / ۱۷۱۷ء ۱۳۲
ذکر سوانح سال ہشتم سنہ ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۸ء ۱۳۳
رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امراء عظام کا اجتماع۔ ۱۳۹
حسین علی خان کا دہلی مین آنا ۱۴۳
ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات ۱۴۹
ابوالبرکات کا بادشاہ ہونا۔ ״
جزیہ کی موقوفی اور امراء کے گھوڑون کی ضبطی۔ ۱۵۰
فرخ سیر کا مارا جانا اور دفن ہونا۔ ۱۵۱
بھائی بھائیون مین نااتفاقی ۱۵۳
اکبرآباد مین نیکوسیر کا بادشاہ ہونا۔ ۱۵۳
رفیع الدرجات کا مرنا ۱۵۴

ذکر سلطنت رفیع الدرجات ۱۵۴

ملقب بہ شاہجہان ثانی

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ۱۵۵

ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۵۵

بہ تجہیز لشکر جرار بصوبہ الہ آباد کا مرنا اور اوسکے بھتیجے گردھر بہادر کا سیدون سے لڑنا اور ۱۵۶

اور اس مہم کا آخری فیصلہ ۔

سادات کا معزول اور نظام الملک بہادر ۱۶۴

فتح جنگ کی ترقی ۔

نظام الملک کا حسن اخلاق ۱۶۸

عبدالصمد خان و میر جنگ کی حسین خان ۱۶۹

افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا

نظام الملک کی خبرون کا سیدون کے ۱۷۰

پاس آنا ۔

کشمیر کا مذہبی فساد ۔ ۱۷۰

نظام الملک و دلاور علی خان بخشی امیرالامرا ۱۷۲

کی لڑائی ۔

زلزلہ ۔ ۱۷۵

بادشاہ اور سید حسین کا ارادہ ۔ ″

عالم علی خان کی شکست اور کشتہ ہونا ۔ ۱۷۶

تدابیر وزرا ۔ ۱۷۹

امیرالامرا سید حسین علی خان کا مارا جانا ۔ ۱۸۱

عزت خان کا بادشاہ پر چڑھ آنا اور مارا جانا ۱۸۴

امرا کے خطاب ۔ ۱۸۷

سید عبداللہ خان کے مرنے کی خبر ۱۸۸

پہنچنا اور سلطان ابراہیم کا بادشاہ بننا

سلطان ابراہیم کی چند روزہ سلطنت اور ۱۸۹

اوسکی لڑائی محمد شاہ سے اور اسکا شکست

پانا اور سید عبداللہ کا قید ہونا ۔

بادشاہ کا شاہجہان آباد مین آنا ۔ ۱۹۷

جزیہ کی معافی ۔ ″

راجہ اجیت سنگہ کی سرکشی ۔ ۱۹۸

بزم آرائی ۔ ۲۰۱

نظام الملک کی وزارت ″

سید عبداللہ خان کی وفات ۔ ۲۰۲

سید عبداللہ خان و سید حسین علیخان ۲۰۲

کے خصائل ۔

جاٹون سے لڑائی ۔ ۲۰۳

میر محمد حسین معروف بہ نمودو و امنودو کا ۲۰۴

مذہب جدید ۔

حیدر قلی خان ۔ ۲۰۶

نظام الملک کا دوبارہ دکن جانا ۔ ۲۰۸

مبارز خان اور نظام الملک بہادر ۲۰۹

کی لڑائی ۔

احمد نگر کا ذکر ۔ ۲۱۳

سربلند خان کا احمد آباد کا صوبہ ہونا ۔ ۲۱۶
حیدر آباد مین آصف جاہ کے بندوبست کا بیان ۲۱۷
آصف جاہ کی تدبیر مرہٹون کے باب مین ۲۱۸
مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت ۲۱۸
بالاجی وسومناتھ پیشوا ۔ ″
ساہو کی خصلت اور پیشوا کی لیاقت ۲۲۳
مسلمانون کا مرہٹون سے مدد طلب کرنا اور چوتھ دینا ۔ ۲۲۴
دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگھ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا ۔ ۲۲۵
آصف جاہ کا مرہٹون مین فساد ڈلوانا اور اپنی سلطنت جمانا ۔ ۲۲۶
ٹرمبک راؤ ۲۲۹
سربلند خان اور مرہٹون کی شرائط صلح اور اُن کا نتیجہ ۔ ۲۳۰
آصف جاہ اور باجی راؤ کی مصالحت ۔ ۲۳۱
ہولکر اور سیندیا ۔ ۲۳۱
راجہ ابھی سنگھ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات ″
مالوہ کی صوبہ داری پر باجی راؤ کا مقرر ہونا ۔ ۲۳۳
محمد عضنفر اور بندیلون کی لڑائی اور مرہٹون کا دخل ۔ ۲۳۴
عضنفر پر بادشاہ کا عتاب ۲۳۵
متفرقات حالات ۔ ۲۳۵
بادشاہ کا سیر و شکار کو جانا ۲۳۶
مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ کے لئے جانا ۔ ″
نواب امان الملک کی جنگ راجہ بھگونت کھچار سے ۔ ۲۳۷
امیر الامرا صمصام الدولہ وزیر الممالک عماد الدولہ کا باجی راؤ مرہٹہ کے لئے جانا اور اس مہم کا انجام ۔ ۲۳۹
برہان الملک کا مرہٹون سے لڑنا اور اونکو شکست دینا ۲۴۱
برہان الملک کو صمصام الدولہ کا باجی راؤ سے لڑنے کے لئے منع کرنا اور شاہجہان آباد پر باجی راؤ کا تاخت کرنا ۔ ۲۴۲
نادر شاہ کا دور ۔ ۲۴۷
ایران پر افغانون کا قبضہ ″
نادر شاہ کا حملہ ہندوستان پر ۲۵۱
محمد علی وردی خان اور شجاع الدولہ اور جعفر کا بیان ۔ ۲۶۲
شجاع الدولہ کا مرنا اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرفراز خان سے اور اوسکا انجام ۲۶۳
مرہٹون کا ملک بنگال مین غدر مچانا ۔ ۲۶۵
مصطفے خان سے مہابت جنگ علی وردی خان کا بگاڑ اور اوسکا انجام ۔ ۲۶۶
ہیبت جنگ اور مصطفی خان کی لڑائی اور اوسکا انجام ۲۶۷

علی وردی خان کی مرہٹون سے لڑائی	۲۶۸	احمد شاہ درانی کا حملہ ہندوستان پر	۲۸۴
علی وردی خان کے برخلاف سرکشیان۔	۲۶۹	**احمد شاہ کی سلطنت**	**۲۸۵**
محمد علی وردی کی وفات و خصائل۔	۲۷۱	روہیلون کی لڑائیان۔	۲۸۶
نادر شاہ کے جانے کے بعد شاہجہان آباد کا حال	۲۷۳	حاکم اجمیر کا شکست پانا۔	۲۸۸
		احمد شاہ درانی کا حملہ۔	״
مرہٹون کے معاملات۔	۲۷۳	صفدر جنگ کی ناراضی۔	۲۸۹
آصف جاہ کے ملک پر باجے راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوس کے مصائب۔	۲۷۴	صفدر جنگ اور غازی الدین خان عماد الملک کا حال اور خاص دارالخلافہ کے فساد۔	״
کانکن کی لڑائیان	״	غازی الدین خان کی لڑائی جاٹون سے	۲۹۱
باجے راؤ کے دشمن	۲۷۴	احمد شاہ کا قید ہونا۔	۲۹۳
بالاجی کی جانشینی کے خلاف سازشین	۲۷۵	**عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان**	**۲۹۴**
متفرقات حالات۔	״	غازی الدین خان کی مہم لاہور پر۔	۲۹۵
بالاجی کا مالوہ پر قبضہ ہونا اور بعض اور معاملات۔	۲۷۶	احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان آباد مین آنا	۲۹۶
مرہٹون کا ملکی انتظام	״	وزیر کا دلی مین آنا اور مرہٹون کا ساتھ لانا۔	۲۹۸
آصف جاہ کی وفات	۲۷۷	شاہزادہ ولیعہد عالی گوہر کا حال۔	۲۹۸
آصف جاہ اور باجے راؤ پیشوا۔	״	ملک پنجاب پر رگھوناتھ کا قبضہ۔	۲۹۹
راجہ ساہو کا مرنا اور جانشینی کے لئے جھگڑا ہونا۔	۲۷۸	مرہٹون کا ارادہ کل ہندوستان کے فتح کرنے کا مسلمانون کا متفق ہوکر اونکا مقابلہ کرنا۔	۳۰۰
تارا بائی کا فساد۔	۲۷۸	احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا۔	۳۰۱
دلی کا حال۔	۲۸۰	عالمگیر ثانی کا قتل۔	۳۰۱
روہیلون کا عروج	۲۸۱	ہندوستان خاص مین مرہٹونکی فوج کا	۳۰۲

احمد شاہ کے ہاتھ سے پراگندہ ہونا۔	
احمد شاہ اور شجاع الدولہ کا ملنا۔	۳۰۲
مرہٹون کا حال۔	۳۰۳
سداشیورا ؤ معروف بھاؤ اور بسواس ا ؤ کا لشکر لیکر دکہن سے آنا اور شاہ ابدالی سے شکست پانا	۳۰۴
احمد شاہ درانی کا واپس جانا +	۳۰۹
عماد الملک کا حال	۳۱۱
شاہ عالم کی سلطنت کا بیان	۳۱۰
بادشاہ کی خصلت و لیاقت۔	۳۱۱
بہار کی لڑائی۔	۳۱۲
شجاع الدولہ وزیر کا دلی سے آنا اور بادشاہ سے ملنا +	۳۱۳
شاہ عالم اور انگریزون کی صلح۔	۳۱۴
بادشاہ کا الہ آباد مین رہنا۔	۳۱۵
دہلی مین نجیب الدولہ کے معاملات۔	״
جاٹون کے ساتھہ نجیب الدولہ کی لڑائی	۳۱۶
شاہ ابدالی کا آنا اور سکھون کو شکست دینا +	۳۱۸
مرہٹون کا ہر تپور اور دوآبہ کا لینا۔	۳۱۹
ضابطہ خان کا دلی سے مرہٹون کا نکالنا	۳۲۰
شاہ عالم کا دلی مین آنا۔	״
مرزا نجف خان کا حملہ ضابطہ خان پر	۳۲۱
مرزا نجف خان کا حال۔	״

رہیلون اور شجاع الدولہ کی صلح۔	۳۲۲
دلی کے قریب لڑائی اور ضابطہ خان کا امیر الامرا ہونا۔	״
مرہٹون اور نجف خان کا ملاپ۔	۳۲۳
رہیلون سے لڑائیان۔	״
مرزا نجف خان کا دلی مین بلایا جانا	۳۲۳
جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان	۳۲۴
عبد الاحد خان کی سازشین اور سکھون سے لڑائی۔	۳۲۷
نجف خان کا دلی مین آنا اور سکھون کو شکست دینا۔	۳۲۸
شمرو کا مرنا اور اوس کی بیگم کو ریاست ملنا۔	״
مرزا نجف کی وفات اور مرزا شفیع اور افراسیاب خان کا آپس مین لڑنا۔	۳۲۸
مرزا جوان بخت کا دلی سے انگریزون پاس جانا۔	۳۳۰
مادہو جی سیندہیا کا دلی پر قابض ہونا۔	۳۳۱
غلام قادر کا باپ کی جگہہ بیٹھنا۔	۳۳۲
مرزا جوان بخت کا لکھنو چھوڑنا اور انگریزونکو اپنا اختیار جتلانا۔	״
سیندھیا کے ملکی اور جنگی انتظام۔	۳۳۲

راجپوتون کا اتفاق اور لال سنگھ کی لڑائی	۳۴۴	خاتمہ	۳۴۸
راجپوتون کی امداد کے لئے بادشاہ کا جانا۔	۳۴۵	مسلمانونکی سلطنت ایشیا مین کہان کہان ہین اور بالفعل اُنکا کیا حال ہے۔	۳۴۸
مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور اور بنارس مین مرنا +	۳۴۶		
رانا خان اور اسمعیل بیگ کی لڑائی۔	۳۴۸	سلطان روم کی فرمانروائی ایشیا مین	۳۵۱
مغلون کی سرکشی اور ہندو فوج کا بھاگنا اور غلام قادر کا تسلط۔	,,	سلطنت ایران۔	۳۵۵
غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھین نکالنی	۳۵۹	افغانستان اور بلوچستان	۳۵۸
مرہٹون کا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو پکڑکر مارنا۔	۳۶۱		
محمد سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ	۳۶۶		

فہرست مضامین جلد دہم

مضامین مختلف

مضمون — صفحہ

ہندوستان اور ہندوؤں کو مسلمانون کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا۔ ۱-۲۰

دہلی مین مسلمانون بادشاہون کا پایہ تخت کا بدلنا اور اونکی عمارت کا بننا۔ ۲۰-۲۵

سکون کا بیان۔ ۲۵-۳۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شام سلطنت تیموریہ

یعنی

زوال سلطنت تیموریہ

دیباچہ

تم روز دیکھتے ہو کہ صبح - دوپہر - شام ہوتی ہے کچھ وقت فجر اور دوپہر کے درمیان اور کچھ وقت دوپہر اور شام کے مابین گذرتا ہے اسی طرح سلطنت تیموریہ کی صبح و دوپہر و شام ہوئی - یگانہ روزگار دانشور فرزانہ شہریار بابر فرغانہ سے ہندوستان میں آیا یہ سلطنت تیموریہ کی صبح ہوئی یعنے آفتاب دسکا مشرق سے طلوع ہوا - اور اونچا ہوتا گیا اور اپنی گرمی کو بڑھاتا اور روشنی کو پھیلاتا گیا - اہل فرنگ کے نزدیک شاہجہان کے عہد میں اور اہل اسلام کے نزدیک اورنگ زیب کے عہد میں وہ اپنے نصف النہار پر پہنچا اور پھر وہ مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوا اپنی تیزی اور روشنی کو کم کرتا گیا - یہانتک کہ نابینا شہنشاہ شاہ عالم کے زمانہ میں شام ہوگئی وہ غروب ہوگیا اوسکی روشنی باقی نہیں رہی ایک زمانہ اُسکا ابتدا سے انتہاء عروج تک گذرا جسکا حال کئی جلدوں میں مرقوم ہوا دوسرا زمانہ انتہاء عروج سے انتہاء زوال تک گذرا اوسکا حال اس جلد میں تحریر ہوتا ہے +

زمانہ کا دستور چلا آتا ہے کہ جن اقوام اور سلطنتوں کی ترقی ہوئی اون کا تنزل ہوا -

اس اقبال اور زوال کے اسباب کو مسبب الاسباب ہی خوب جانتا ہے مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ یہ خدائی کارخانے ہیں اُن کو کون سمجھ اور جان سکتا ہے یہ محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ قومون کی ترقی و تنزل کا تار بندھا رہتا ہے کہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے آجاتے رہتے ہیں

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے

سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے

بہت یہان ہوئے خشک چشمے اُبل کر
بہت باغ چھائے گئے پھول پھل کر

ابھی بشر کی عقل و دانش کی ایسی ترقی نہیں ہوئی کہ وہ ان اسباب کو بالکل صحیح صحیح دریافت کرلے مگر دانشمند ارباب الرآے ان اسباب کی عالمانہ تحقیق اور حکیمانہ تدقیق کرتے ہین اور دلچسپ سُود افروز مباحثے اور دل آویز دانش آموز گفتگوئیں ارقام فرماتے ہیں۔ اسلئے میں اونکو باقی شاہان تیموریہ کے عہدون میں بیان کرون گا کہ کیون ہندکی سلطنت مغلیہ کے کاخ بلند کی رنگین اندر ہی اندر ایسی ہل گئیں کہ وہ دھڑام سے گر پڑا جسکے برج و مینار آسمان سے باتین کرتے تھے اور اوس کے سونے اور چاندی کے روپہلی سنہری کلس اپنی چمک دمک سے عالم کو دکھلاتے تھے اوسکے ستونون میں ساری دنیا کے جواہر جڑے جاتے تھے گو اسکے کھنڈر اور جواہر اس خاک کے ملبے پر بھی کہیں کہیں اپنی درخشانی دکھاتے رہے اور کیون اور کیسے ہوگئے ہونے کے بعد سلطنت مغلیہ کی آنکھیں اندھی کان بہرے دانت ٹوٹے پہ پہلے عالمگیر انگلی کٹی ہاتھ لنجے ہوگئے کوئی کل سیدھی نہ رہی جیتے ہی مرگئی کیون اسکا حال یہ ہوگیا جیسے کوئی مردہ زمین سے نکل آئے کہ زیور پہنے ہوئے اور ہتیار لگائے ہوئے ہو مگر اسکا حال یہ ہو کہ دو سپر پھونک مارو تو اوسکی خاک اوڑنے لگے اگرچہ شہنشاہی کا سرچشمہ بزرگی دہلی ہی رہی مگر سے میلا گدلا پانی ان باغون مین جاری رہا جو سبز و خاشاک سے پر ہے سلطنت مغلیہ کے زمانہ تنزل کی ابتدا مقرر کرنی بڑی مشکل بات ہے جو مورخ کہ اورنگ زیب کے عہد کو اسکی ابتدا ٹھیراتے ہیں وہ اپنے فرض کو نہیں ادا کرتے بہت سی تھیں

اورنگ زیب پر بغیر تحقیق و تفتیش کے تھوپتے ہیں میں اس بادشاہ کی ان باتون کو بہ ترتیب
بیان کرتا ہون جسکو اسباب تنزل سلطنت مغلیہ ٹھیراتے ہیں بتاتا ہون کہ وہ کیسے اصل ہیں
اول سلطنت مغلیہ کے تنزل کا سبب ہندو مسلمانون کے اور سب اورنگ زیب کے تعصب
مذہبی کو بتلاتے ہیں اورنگ زیب نہایت متشرع بادشاہ تھا وہ ساری عمر مین ایک کام بھی ایسا
کرنا نہیں چاہتا تھا جسکو شریعت مصطفوی عدالت کے خلاف بتلائے وہ شریعت اسلام کا
پورا پابند تھا۔ بہت سے عیسائی جو اپنے مذہب کے تعصب کی بلا مین گرفتار ہین وہ شریعت
مصطفوی کی نسبت یہ رائے رکھتے ہین کہ اس مین صلاحیت و قابلیت ہی نہیں ہے کہ اس کی
پابندی سے کوئی قوم مہذب و شائستہ ہو یا کوئی سلطنت اسپر عمل کرکے ظلم و ستم سے خالی ہو
مسلمانون مین انھین بادشاہون کی سلطنت کا عروج ہوا جنھون نے اپنی شریعت اسلام
کو بالائے طاق رکھا۔ اکبر اور عالمگیر کا مقابلہ اس طرح کرکے اپنے دعوی کی دلیل پیش کرتے
ہین۔ اکبر شریعت اسلام کا پابند نہ تھا اسکے عہد مین سلطنت کا عروج ہوا۔ اورنگ زیب شریعت
اسلام کا پابند تھا۔ اوسکی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔ اکبر نے شریعت کے برخلاف جزیہ
ہندوؤں کو معاف کیا۔ عالمگیر نے شریعت کے موافق جزیہ غیر اسلام قومون پر مقرر کیا اس
جزیہ کے باب مین ٹوڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام کے خط کا ذکر ہے جسکو اوم صاحب نے
تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جی سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا ہے مگر یہ راجہ جزیہ کے
حکم سے پہلے مر چکا تھا تو ٹوڈ صاحب نے تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو
لکھا تھا۔ اودے پور سے انکا منشی اصل کی نقل دون پاس لایا تھا اونھون نے اسکا
انگریزی ترجمہ لکھا ہے مین اس انگریزی ترجمہ کا حاصل ترجمہ کرکے لکھتا ہون +

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لئے ہے اور تمام ستائش بادشاہ کے لئے ہے جو
شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے۔ بندہ گو حضور پر نور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ
ہے حضور کی اطاعت اور دولت خواہی کے کامون کے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے

میری عین تمنا، دلی یہ ہو کہ میں ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جنسے بادشاہون امیرون مرزاؤن راجاؤن رائیون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری وخشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو۔ یہ میرا ایمان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اس مین ذرا شک ہوگا مین اپنی خدمات سابقہ پر اور حضور کے تحمل پر نظر کرکے جناب عالی کی خدمت مبارک مین حضور کے اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کے لئے چند التماسین کرتا ہون۔

مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندہ خیر خواہ کے استیصال کے لئے اتنی دولت خرچ ہو چکی ہے کہ خزانہ شاہی خالی ہو گیا ہے اور سکے معمور کرنے کے لئے جزیہ لینا قرار پایا ہے

حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسایش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہی اونسے عیسائی۔ موسوی۔ داؤدی۔ محمدی برہمن لامذہب دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا سب پر دیا مہربانی شفقت عاطفت فرمائی۔ اس لطف و کرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو اسکا خطاب لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شاہنشائی کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستون کی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتحمند رہا +

شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی کم نہین حاصل کی رحم دلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی

یہ حضور کے باپ دادا کے رافت و کرم و عدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت و بزرگی کے پیرو ہوئے تو جہان انہون نے قدم رکھا وہان فتح و ظفر ہمرکاب ہیں۔ بہت قلعے اور ملک انکے قبضہ و تصرف مین آئے۔ مگر حضور عالی کے مملکت مین سے بہت سا ملک نکل گیا اور آیندہ اور نکلنے والا ہے سارے ملک مین تباہی اور غارت گری قزاقی کا بازار گرم ہے اور کوئی اوسکی روک ٹوک نہیں۔ رعایا ویران و برباد ہو گئی۔ سارا ملک بھوکا مرتا ہے۔ روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہیں جب بادشاہ اور بادشاہزادون

کے گھرون میں افلاس آگیا ہو تو وائے برحال امیران سپاہ واویلا مچا رہی ہے سوداگر شکایت کر رہے ہین مسلمان ناراض بیٹھے ہیں ہندو بے نوا بے دست و پا ہو رہے ہیں۔ بدنصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہیں ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور سر پٹک کے مارے سر کو دے دے مارتے ہیں +

کس طرح اس بادشاہ کا جاہ و حشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد غایت کو پہنچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے۔ اس زمانہ مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤن سے جلکر برہمنون۔ سناروں جوگیون۔ بیراگیون سنیاسیون سے جزیہ لے گا۔ اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ و نام و عزت و احتشام کا خیال کچھ نہیں کرے گا بے گناہ تارک الدنیا آدمیون پر زبردستی کریگا۔ اگر جناب عالی کو کتب الہامی پر ایمان و اعتقاد ہو تو آپ کو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے ہندو مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہین اور سنے اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین۔ وہی سبکو پیدا کرتا ہے۔ مساجد مین اذان ہوتی ہے بت خانون میں گھنٹہ بجتا ہے مگر دونو جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے کسی غیر کے مذہب و رسم و رواج مین دست اندازی کرنا اور اوسکو بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تقصیر کو بگاڑے تو مقصر کے دل میں کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کامون کی عیب جوئی نہ کرو +

القصہ جو ہندوؤن سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح و دولت کے لئے مضر ہے۔ وہ ملک کو مفلس بنائے گا وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین و آئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی تھی تو عدالت کا مقتضا یہ تھا کہ اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤن کا منڈہے جزیہ طلب کرتے بلعد اسکے اس خیرخواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور بآسانی سے کر سکتے ہین۔ بہادر جوانمردون کو جینو ٹوٹن اور ٹکھیون کا ستانا زیبا نہین۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ اراکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو

ثواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہیں کی +

کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہیں لکھا معلوم نہیں کہ اورنگ زیب کی زندگی میں وہ لکھا گیا یا اوسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جائے کہ وہ اوسکی زندگی میں تحریر ہوا تو یقینی اس پاس نہیں بھیجا گیا۔ اگر یہ عرضداشت اس پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا۔ اس کے فرامین و خطوط و رقعات میں کہیں اس کا جواب نہیں۔ اور مسلمانوں کی تاریخوں میں مذکور نہیں ہندوستان میں قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہیں مثلاً بعض انگریزوں کو قدیم سکوں کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزاروں جعلی سکے بنا کر اسکو لا دیئے ایسے ہی لوڈ صاحب کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیوں نے جعلی بنا بنا کے دے دیئے ہونگے وہ راجپوتوں کے بڑے سرپرست تھے جب تک کسی نوشتہ کی سند معتبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے +

مسلمانوں کا جزیہ مذہبی قوموں میں ایک وحشیانہ ٹیکس سمجھی جاتی ہے اون کو اور غیر قوموں کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹیکس متعصبانہ اسلئے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانوں کی غیر عظمت اور تسلط غیر قوموں پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہیں کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبراً ہے جب جزیہ دینے والا یہ جانتا ہے کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ میں آن کر مسلمان ہو جاتا ہے مگر اس جزیہ کو ایسا خیال کرنا اور [illegible] مصطفوی کو ایسا سمجھنا جیسا اوپر میں نے [illegible] غیر قوموں کا تعصب ملتے ہیں ہے میں ان مباحثوں کو یہاں نہیں لکھتا جسکو دیکھنا ہو فرسٹر اگر سید احمد خان اور مولوی چراغ علی مرحوم اور نواب محسن الملک اور شمس العلما مولوی شبلی اور شمس العلما حافظ مولوی نذیر احمد کی تصنیفات میں دیکھے کہ کن براہین متین سے عیسائی متعصبین کے ان خیالات کو غلط و باطل ثابت کیا ہے عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ جب شریعت اسلام کے موافق ہندوؤں پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانوں پر زکوٰۃ بھی لگائی تھی۔ شہاب الدین طالش تاریخ آشوب میں لکھتا ہے

کہ بنگالہ مین قحط مین اس رکوتہ نے افلاس کی مصیبت کو اور بڑھا دیا تھا - دنیا مین یہ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کوئی نئی ٹیکس رعایا پر لگاتا ہے تو وہ ناراض ہوتی ہے اور واویلا مچاتی ہے کہ ہم پہلے ہی تھوڑے مرے جاتے تھے یہ ٹیکس کس گھر سے دینگے اس سے سارے ملک مین فتور برپا ہوگا خلقت برباد ہو جائیگی اور نگزیب نے جب جزیہ لگایا تو ہندو اوس کے پاس واویلا کرتے ہوئے جیسے ایسے موقعہ پر بادشاہون پاس جایا کرتے ہین دہلی مین قلعہ کے نیچے گئے - بادشاہ کو گھیر لیا بھیڑ بھاڑ مین دو ایک آدمی بھی پس گئے - یہ ایسا واقعہ عظیم نہ تھا جیسا ڈراونا دکھایا جاتا ہے +

دوم بعض مورخ مسلمانون کی تذلیل کے لئے اس بات کے دکھانے کا قصد کرتے ہین کہ سلطنت مغلیہ کا تخت سلطنت راجپوتون کے کندھے پر قائم تھا - اکبر نے راجپوتون سے ناتے رشتے پیدا کر کے ان کے دل مین وہ مسلمانون کی محبت و موانست پیدا کی کہ اس خاندان کے بادشاہون پر راجپوت جان و مال اور اولاد کو قربان کرنے لگے - ان کے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑنے لگے - عالمگیر نے اسکے برخلاف عمل کیا تو وہ اوسکے دشمنون کے معاون ہو گئے اس لئے سلطنت کا زوال ہوا - یہ بیان غلط ہے - اول تو خود عالمگیر نے راجپوتون سے رشتے کئے اپنے بیٹے کو راجپوتون مین بیاہا - دوم مسلمان اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے حق مین مضر جانتے تھے کہ کیا راجپوت محکوم تھے یا اس رشتہ مندی کے سبب برابری کا دعوی کرنے لگے اور گستاخ ہو گئے وہ ان راجپوتون کی معاونت کو اپنی سلطنت کا استحکام نہین جانتے اور اکبر کی رشتہ مندی کو پسند نہین کرتے - تو صاحب لکھتے ہین کہ عالمگیر نے جو دہ ہین آدمی بھیجکر تنخا ڈھلوائے اور بت تڑوا کر منگائے - اودے پور مین بیس بچاریون کا خون کیا غرض سارے راجپوتانہ مین تین سو تنخانے و مندر عالمگیر نے مسمار کرائے - یہ تعداد کا تعین تو صاحب ممدوح کی تحقیق کا نتیجہ ہوگا مگر اس مین شک نہین کہ اوس نے راجپوتانہ مین بت خانے ڈھوائے اور ان کے سوا ہندوؤن کے مقدس شہر بنارس مین بشیشور اور بندما دھو کے مندر توڑے متہرا کا مندر کیشو رائے کو مسمار کرایا اور اوس کی جگہہ مسجد بنوائی - ملتان مین بھی ایک مندر توڑا - ہند مین تین دریا جمنا گنگا سندھ ہندوؤن کی بڑی پرستش گاہین ہین جن کے کنارون پر یہ مندر اس نے

مسمار کرائے ۔

دنیا کا یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب کوئی فاتح کسی شہر او ر ملک کو اپنی جان پر کھیل کر تسخیر کرتا ہے تو وہ اوس کی جان و مال کا مالک ہوتا ہے وہ انتقام کو اس طرح بھی دکھاتا ہے کہ مفتوح جن چیزون کو مقدس جان گراون کے آگے سر جھکاتا ہے وہ اون کو ناپاک و نجس سمجھ کر پامال کرتا ہے ۔ ان بتون کا توڑنا اور بت خانون کا ڈھانا ہندوؤں کی سرکشی کی سزا تھی ۔ قاعدہ ہے کہ رعایا کے دل مین بادشاہ کے سو ظلم و ستم وہ نفرت و عداوت نہین پیدا کرتے جو ذرا سا مذہبی بغض قلبی عداوت اور دلی نفرت پیدا کرتا ہے اسلئے ہندو راجپوتون کے دل ناراض ہوئے مگر یہ سمجھنا کہ راجپوتون کی اس ناراضی سے مسلمانون کی سلطنت مین زوال آیا غلط ہے ۔ کوئی مہم اسکی ایسی نہ تھی جس مین راجپوت اسکے ساتھ شریک ہوں ۔ آئہ عالمگیری مین ہر سال کے جشن مین دیکھ لو کہ کتنے راجپوت راجہ و رائے اور منصب دار بنائے جاتے تھے ۔ وقعات عالمگیری کو پڑھو کہ اوسنے اپنے بیٹون سے کتنی ہندوؤنکی سفارش کی اصل حال یہ ہے کہ اورنگ زیب کی یہ پابندی مذہبی تھی جسنے اوس کے سر پر تاج رکھا اور پاؤن تلے تخت سلطنت بچھایا ۔ اوسکی کئی پیڑھی سے سلطنت مین ہندو عروج ہوتا جاتا تھا ۔ تورانی ۔ ایرانی ۔ افغانی ۔ ماوراالنہری اور غیر ملکون کے مسلمان اپنے تنزل سے اور ہندوؤن کی ترقی سے زہر کھائے ہوئے بیٹھے تھے ۔ انھون نے اورنگ زیب کو دیکھا کہ وہ سچا و پکا دیندار مسلمان ہے ۔ سارے مسلمان امرا اوس کے دلی خیر خواہ بنے اوسکو بادشاہ بنایا ۔ شاہجہان جیسا بادشاہ سات برس تک قید خانہ مین پڑا رہا کسی نے اوسکی رہائی کی پیروی نہ کی ۔ دارا ۔ شجاع ۔ مراد برابر کے مدعیان سلطنت کو خاک مین ملایا وہ سچا دیندار تھا ۔ اپنے دین کی پابندی سے خواہ اوسکا دنیا کا نقصان کیسا ہی ہو اوس کو وہ فائدہ سمجھتا تھا ۔ وہ مسلمانون کی خاطرداری کے لئے جنکی عنایت سے اوسکو بادشاہی میسر ہوئی تھی ایسے احکام جاری کرتا تھا کہ ہندو اہل قلم موقوف ہون اور اون کی جگہ مسلمان مقرر ہون ۔ گو ایسے احکام پر اوسکی تعمیل نہین ہوتی تھی مگر مسلمان خوش اور ہندو ناخوش ہوتے تھے

عیسائی مورخ اوسکو متعصب کہتے ہین اور جو کام اوسکے ایسے ہین کہ بالکل تعصب سے خالی ہیں اون کو مکر و ریا سے منسوب کرتے ہیں اور شیعہ مورخ عالمگیر کو سراپا مکر و تزویر و باتدبیر بتلاتے ہیں اور عیسائی مورخ بھی اون کی اس تحریر کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہی جانتے ہیں

عیسائی مورخون کو سنی مسلمانون کی تذلیل و تضحیک کے واسطے ہمیشہ شیعہ مورخون کی تاریخون سے بہت دلائل و شہادتین ملجاتی ہین وہ محض بے اصل ہوتی ہیں وہ صرف باہمی عداوت و مذہبی کی وجہ سے گھڑی ہوئی ہوتی ہین۔ وہ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب جو لمبی چوڑی نمازین پڑھتا تھا اور رمضان مین روزے رکھتا تھا تراویح پڑھتا تھا اور اعتکاف مین بیٹھتا تھا اس کا سبب یہ نہ تھا کہ وہ عابد تھا جو عبادت الہٰی کرتا تھا بلکہ وہ اس مذہب کی آڑ مین شکار کھیلنا چاہتا تھا۔ بھائیون کے خون کو اور باپ کی قید کو مذہبی چادر مین چھپانا چاہتا تھا۔ دُنیا پرستون کے نزدیک تو نماز پنجگانہ ہی ایک ہنسی کی بات ہے وہ اورنگ زیب کی حق پرستی اور خدا شناسی کو ریاکاری سے کب خالی گنتے ہیں وہ اس زاہد بادشاہی کو زہد کے سبب سلطنت کی قابلیت سے خالی سمجھتے ہیں اہل فرنگ جو اس بادشاہ کی نسبت برے خیالات ظاہر کرتے ہیں اسکے کئی سبب ہین انمین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہان کے عیب و صواب و نیک و بد کو اپنے ملک کے عیب و صواب کے پیمانے سے ناپتے ہین مثلاً وہ اورنگ زیب کو غاصب سلطنت کہتے ہین کیونکہ انکے دستور کے موافق پسر اکبر مستحق سلطنت ہوتا ہے یہان کچھ پسر اکبر کی قید نہین باپ کے مرنے کے بعد جو بیٹا لڑ بھڑ کر کامیاب ہوا وہ سلطنت کا مستحق سمجھا گیا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ یہان کی بعض تحریرون کی طرز کو پوری طرح سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ غلط سمجھتے ہیں اورنگ زیب نے جو اپنے آخری وقت مین شاہزادون اعظم اور اکام بخش و معظم شاہ کو خطوط لکھے ہین وہ سمجھتے ہین کہ اورنگ زیب ایسی حالت مین مراجیسے بدآدمی مرا کرتے ہیں

مگر جو اونکو سمجھتے ہیں وہ الہٰی سے جانتے ہیں کہ اورنگ زیب خدا پرست ولی اللہ کی موت مرا۔ نہ تھا وہ اپنے افعال پر بھروسہ نہین رکھتا تھا بلکہ خدا کے لطف و کرم پر۔ اُس کو کہتے ہیں کہ وہ ہر دل عزیز دنیا مین نیک نیت بادشاہ تھوڑے ہوتے ہین اور اونمین بھی جو سب سے زیادہ نیک ہوئے ہوں کچھ ضرور

نہین کہ ہر دل عزیز بھی ہون یعنے یہ کہ بادشاہ جن کامون کو حق جانتا ہو اونکو رعایا بھی اسلئے حق جانے کہ بادشاہ اُنکو حق جانتا ہے۔ اورنگ زیب جس کام کو اپنے مذہب کے موافق حق جانتا تھا اوسکو کرتا تھا خواہ اسسے کسی کا دل دکھے یا خوش ہو۔ گو بادشاہ کو یہ بات کرنی لازم نہیں ہے اوسکو جیسا کہ ملک پر حکومت کرنے کا خیال ہو ایسا ہی اوسکو رعایا کے دل مین محبت پیدا کرنے کا بھی خیال ہونا چاہئے۔ یہ سچ ہے اُسنے اپنے مذہب کی پیروی کرکے ملک پر سلطنت کی لیکن لوگون پر حکمرانی کرنے کی پروا نہیں کی جو مورخ اوسکو یہ کہتے ہیں کہ وہ زبردستی مسلمان کرتا تھا بڑا جھوٹ بولتے ہیں

پروفیسر ارنلڈ نے اپنی کتاب دعوت اسلام مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے فرامین اور خطوط رقعات کا مجموعہ جو طبع نہیں ہوا ایک صاحب کے پاس موجود ہے اس مجموعہ کو مین نے دیکھا ہے اور اوس مین ایک فرمان مین مذہبی آزادی کا وہ جامع اصول درج ہے جو ہر بادشاہ کو غیر مذہب رعایا کے ساتھ برتنا لازم ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بادشاہ کو اس مضمون کی عرضی دی کہ دو شاہی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر ہیں بادشاہ اس بنا پر خاست کردے کہ وہ کافر آتش پرست پارسی ہیں اور اونکی جگہہ تجربہ کار معتمد مسلمانون کو مقرر کردے کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے + یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ (اے مومنو مت سمجھو میرے اور اپنے دشمن کو دوست) عالمگیر نے جواب لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہ دینا چاہئے اور ان مین معاملات تعصب کو جگہہ نہیں مل سکتی۔ اور مین اپنی قوم کی تائید مین۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (تم کو تمھاری راہ اور مجھ کو میری راہ) نقل کرتا ہون اور لکھتا ہون کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر وہ ہی سلطنت کا دستور العمل بنایا جائے تو ہم کو اس ملت کے سب اجاؤن اور اونکی رعیت کو غارت کردینا چاہئے تھا لیکن یہ کب ہو سکتا ہے۔ بادشاہی نوکریان لوگون کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگے اور کسی طرح کا لحاظ نہیں ہو سکتا فقط اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس شریعت پر عمل کرکے رعیت کا انصاف کرتا تھا جسکو رعایا مانتی نہ تھی۔ ایسی عدالت کو رعیت اپنے حق مین ظلم و ستم سمجھتی ہے۔ یہ بات بھی اوسکی عدالت کے بیان مین دیکھہ لو کہ وہ

بعض معاملات کو تو شریعت کے موافق اور بعض کو آئین و قوانین سلطنت کے موافق فیصلہ کیا کرتا تھا +
اسکی ساری تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی اوسنے کسی ہندو کو اس کی مذہب کی وجہ سے مارا ہو یا پکڑا
جکڑا لوٹا کھسوٹا ہو کسی اسکی آبائی رسوم علانیہ عبادت کی روک ٹوک کی ہو۔ اسکا سبب بے بین کہتی
ہکہ اوسکی دادی ہندنی تھی اوسکا اثر یہ تھا کہ کسی ہندو کو نہیں مارا۔ مارا گھونسا چھوٹی آنکھ۔
وہ اپنے اس اصول کا پابند تھا جسکو فرمان مذکور میں خود اوسنے بیان کیا۔
اسکے ذمہ یہ بھی الزام لگایا جاتا تہا کہ اوسکی سلطنت بدگمانیوں کا ایک متواتر سلسلہ تھا۔
ہر عہدہ دار کے پیچھے جاسوس لگے رہتے تھے۔ ایک مہم میں کئی شریک کئے جاتے تھے۔
یہ اوسکی بدظنی نہ تھی بلکہ یہ اوسکے پردادا اکبر کا ضابطہ تھا کہ ایک مہم میں دو مہتمم کار اس سبب سے
جایا کریں کہ اگر ایک مرجائے یا بیمار ہوجائے تو اوسکی جگہہ دوسرا مہتمم موجود ہو۔ اور یہ بھی کہ اگر
ایک کی نیت میں فساد آئے تو دوسرا اوسکا علاج کردے۔ اسپر اسکا عمل تھا +
عالمگیر میں ایک ملکہ خداداد تھا کہ وہ مردم شناس بڑا تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ سیمائے آدم
آئینہ حال باطن است۔ جب وہ کسی نوکر کی نیت بگڑتی ہوئی دیکھتا اوسی وقت تاڑجاتا اور اسکا
علاج کرتا۔ وہ معتمد آدمیوں کا قدرشناس بڑا تھا عبدالرزاق لاری کی کیسی خاطرداری فقط
اس سبب سے کی کہ وہ قابل اعتماد تھا جو مورخ یہ کہتا ہے کہ نوکروں نے اس سبب سے کہ اوسنے کسی
پورا اعتبار کسی پر نہیں کرتا تھا۔ اوسکی بری طرح خدمت گزاری کی وہ اپنے اوپر ہنسواتا ہے
اگر اوس کے نوکر خدمت گزار نہ ہوتے تو کیسے اوسکو بادشاہ بناتے اور سلطنت کی وسعت
ایسی بڑہاتے جو کسی بادشاہ کو میسر نہیں ہوئی۔ انسان کے اعتماد اور اعتبار کی تکمیل کا اندازہ
پیمانہ عالمگیر کے ذہن میں تھا اسسے وہ آدمیوں کے اعتبار کو ناپتا تھا اسلئے وہ اُنکو بتاتا تھا اور
لکھتا تھا۔ آدم خوب النادر کالمعدوم ؎

انچہ برستیم وکم دیدیم و بسیار است ونیست نیست خبر انسان دریں عالم کہ بسیار ونیست

اوسنے لکھا ہے کہ ہر شخص جوہر دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلی است بہر کہ حق تعالیٰ
کرامت کردہ باشد اما ہمت و انصاف آفرا نیز دخلے ہست کہ نوکر را مرفہ الحال و ازوجہ معاش

بمقدار احوال فارغ البال دارد تا ضروریات عالم تعلق خلل انداز اعتقاد او نشود + ع
کہ مزدور خوش دل کند کار بیش +

اورنگ زیب صاحب لکھتا ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کا سمندر تھا ذلیل سے ذلیل آدمی کی فریاد اس طرح سنتا جسطرح کہ ایک بڑے امیر کی۔ سب امیر اوس سے خائف رہتے ہیں کہ وہ اپنے کامون کو احتیاط سے کرتے ہین اور اونکو جس کسی کا دینا ہوا دا کرتے ہیں +

خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانون کی نزدیک تھے اورنگ زیب بادشاہ کے افعال زوال سلطنت مغلیہ کا سبب نہین ہوسکتے - وہ تو اوسکو سب بادشاہون مین اعلی اور اکبر سے بہتر جانتے ہین ولی سمجھتے ہین اب بھی وہ خلد آباد اورنگ آباد مین قبر مین ایسا پڑا ہے جیسا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا ہے اوسکی زندگی مین جو لوازم تسلیم و کورنش تخت کے آگے ادا کئے جاتے تھے اب اوس کی قبر پر ادا کئے جاتے ہیں باقی انگریزی و شیعہ مورخ اپنے خیال کے موافق اوسکی نسبت جو باتین بیان کرتے ہیں وہ اوپر کے بیان سے ثابت ہوا ہوگا کہ صحیح استناد و شہادت پر مبنی نہین ہیں اصل سبب سلطنت مغلیہ کے زوال کا یہ تھا کہ کوئی بادشاہ خاندان تیموریہ کا اسکے بعد سلطنت کے لایق نہین پیدا ہوا - اسکے بعد جو شاہ عالم جانشین ہوا اول تو تعجب ہے کہ ایسے سنی باپ کا بیٹا شیعہ ہو پھر اوسکی عقل و لیاقت باوجودیکہ اوسنے باپ دادا کی سلطنت کا زمانہ دیکھا تھا ایسی نہ تھی کہ وہ اس سلطنت وسیع کا انتظام کرتا جسکو اکبر - جہانگیر - شاہجہان - عالمگیر جیسے دانشمند بادشاہون اور اوسکے عاقل فرزانہ امیرون و وزیرون نے قائم کیا ہو سلطنت عالمگیری کا انتظام تو وہی بادشاہ کرسکتا تھا جو دوسرا عالمگیر ہوتا - اوس کے نالائق دیوانے بیٹون سے سلطنت نہ سنبھل سکی جسکا ناحق الزام باپ پر لوگ لگانے لگے عالمگیر کے مرنے کے بعد خاندان تیموریہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہ پیدا ہوا کہ اوسکی طبیعت امور سلطنت سے مناسبت رکھتی اور دل و دماغ شاہانہ رکھتا شاہی کے اعتبار سے وہ بالکل بانجھ ہوگیا +

محمد اعظم شاہ کا سکہ لگانا اور خطبہ پڑھوانا اور دلکی مراد پر پہنچنا اور شاہ عالم کا بادشاہ ہونا

ہم نے بیان کیا ہے کہ محمد اعظم شاہ مالوہ کی صوبہ داری پر بادشاہ سے رخصت لیکر گیا تھا وہ بتیس کوس پر پہنچا تھا کہ باپ کا انتقال ہوا اسکی سگی بہن زیب النسا نے قاصد کو دوڑا کر شہزادہ کو بادشاہ کے انتقال کی خبر دی شاہزادہ یہ خبر سنتے ہی راتون رات لشکر میں آیا۔ امرا نے مراسم تہنیت و تعزیت کو ادا کیا جب کفن دفن سے فراغت ہوئی تو شاہزادہ نے امرا حاضرین و خدمۂ محل کی تسلی اور تالیف قلوب کی۔ اور کمیت خزانہ و جواہر خانہ و توپخانہ اور اور کارخانجات کی خبر لی۔ باربردار اور ماتحتاج سفر کے سرانجام کرنے کا حکم دیا منجمون کے کہنے سے جلوس کے لئے ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ مقرر ہوئی۔ شاہزادہ بیدار بخت جو احمد آباد مین تھا اوسکو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور جب ابراہیم خان صوبہ دار گجرات آگیا تو شاہزادہ کو یہ حکم ہوا کہ سرحد مالوہ پر پہنچکر حکم کا منتظر رہے۔ ابراہیم خان نے احمد آباد مین پہنچکر مراد خان کی معرفت محمد اعظم کا حکم بیدار بخت کے پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ محمد مرلو خان تم تحقیق جانو کہ ہندوستان کی سلطنت کا کام ابتر ہو گیا عالمگیر بادشاہ کی قدر خلقت نہین جانتی تھی اب اوس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ چند روز میرے باپ کو سلطنت نصیب ہوا اور خون ریزی ہو۔ اب عید الضحے آئی ابراہیم خان ناظم کو یہ فکر ہوئی کہ خطبہ کس کے نام کا پڑھوایا جائے۔ مگر آخر کو یہ فیصلہ ہوا کہ اس سبب سے کہ عالمگیر کے واقعہ کی خبر عالمگیر نہیں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ابراہیم خان اعظم خانی کہلاتا تھا وہ چاہتا تھا کہ بیدار بخت کو حکم ہو کہ وہ آگرہ جائے تو مین اوسکے ساتھ جاؤن۔ اگر اعظم شاہ کو بیدار بخت سے دل میں وسوسہ ہوتا اور اوس کو اکبر آباد بھیجتا جہان بیدار بخت کا خسر ممتاز خان صوبہ دار تھا اور وہان نو کروڑ روپیہ سوا دو اشرفی دو روپیہ غریب نواز کے کہ پانسو تولہ وزن میں تھا وطلا و نقرہ آلات غیر مسکوک کے موجود تھا وہ ہاتھ آتا۔ قلعہ دار منتظر تھا کہ وارثان ملک مین سے جو پیشتر آئے اوسکو خزانہ و قلعہ حوالہ کرے۔ یہ کام مصلحت عقل اور رائے صائب کے موافق تھا مگر تقدیر الہی مین کچھ اور تھا

کام بخش باپ سے رخصت ہو کر قلعہ پرینڈہ میں کہ جالیس پچاس کوس کی مسافت پر تھا پہنچا کہ بادشاہ
کے واقعہ ناگزیر کی خبر اوسکو ہوئی۔ محمد امین خان ایک جماعت کو ہمراہ لیکر اعظم شاہ کی خدمت
میں آیا۔ اس سے کام بخش کے لشکر میں تفرقہ و فساد پیدا ہوا۔ احسن خان باقی ہمراہی لشکر کو تسلی دیکر
قلعہ بیجاپور پر تصرف کرنے کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ کے پاس آیا تو نیاز خاں قلعہ دار نے احسن خان
کی حسن سعی و تدبیر سے قلعہ کی کنجیاں بھیجدیں اور کام بخش کی خدمت میں آیا۔ دو مہینے بعد بہادر
کے بندوبست سے خاطر جمع کر کے احسن خاں کو منصب پنجہزاری سے سربلند کیا اور بخشیگری پر مستقل
اور حکیم محمد محسن کو قلمدان وزارت عطا کیا اور تقرب خان کا خطاب دیا اور اورام کو خطاب
و منصب عطا کئے اور جشن جلوس کیا خطبہ میں اپنا لقب دین پناہ پڑھوایا اور سکہ میں شعر مسکوک کرایا

زد بر زر سکہ بر خورشید و ماہ　　بادشاہ کام بخش دین پناہ

جب سات آٹھ ہزار سوار جمع ہو گئے تو قلعہ داکنکیرہ کی تسخیر کی طرف کام بخش متوجہ ہوا۔ سید
نیاز خان ایک دو منزل ساتھ گیا اور بعد ازاں وہ اعظم شاہ کی خدمت میں چلا گیا تو کام بخش گلبرگہ
میں آیا اور قلعہ پر تصرف کیا گیا اور سید جعفر کو قلعہ دار کیا۔ اور پھر قلعہ داکنکیرہ پر متوجہ ہوا جو
عالمگیر کی وفات کے بعد پریانایک کے قبضہ میں آگیا تھا۔ احسن خان نے قلعہ کا پندرہ بیس
روز تک محاصرہ رکھا اور اوسکو تسخیر کر لیا قلعہ دار قلعہ چھوڑ کر ملک گیری میں مصروف ہوا
تقرب خان اور احسن خان میں ہم چشمی کے سبب سوء مزاج باہم ہوا تقرب خان نے
گلبرگہ کی قلعہ داری پر سید جعفر کی جگہ جو احسن خان کی تجویز سے ہوا تھا دوسرا آدمی بھیجا
اوسنے عمل دخل نہ دیا۔ کام بخش یہاں گلبرگہ میں آیا تو جعفر خان نے قلعہ کے حوالہ کرنے میں
چند روز ایسا دگی کی جسکے سبب سے احسن خان کی بدنامی ہوئی۔ احسن خان ایک بازار
تھا جسمیں محصول کی معافی کا قول دیکر رسد جمع ہوتی تھی تقرب خان نے کام بخش سے کہا کہ بازار
گنج احسن خان سے بازار شاہ گنج بادشاہی کی کساد بازاری ہوتی ہے تو کام بخش نے بازار احسن خان
کی آبادی کا مانع ہوا تو احسن خان نے اپنے بازار کا جھنڈہ توڑ کے تقرب خان کے بازار میں بھیجدیا۔ پھر
کام بخش نے احسن خان کی تسلی کر کے قلعہ کرنول کی تسخیر کے لئے معین کیا یہاں یوسف خان

کام بخش کا کچھ حال +

فوجدار اور قلعہ دار تھا اور اپنے چھوٹے بیٹے کو بطور تورہ کے اوسکے ہمراہ کیا۔ یوسف خان نے احسن خان کو سرکار کے لئے تین لاکھ روپیہ دیکر راضی کیا۔ اور بلا کو سر پر سے ٹالا۔ پھر وہ ارکاٹ کی طرف ملک گیری کے لئے یقین ہوا اس ضلع کا داؤد خان افغان فوجدار تھا مگر احسن خان نے یہاں بڑی جان فشانی کی گو لشکر عسرت کے سبب فاقہ کی نوبت تھی باقی حال کام بخش کا اپنے محل پر بیان ہوگا + اعظم شاہ نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ کو اس شعر سے رونق دی۔ ؎

سکہ زد در جہان بدولت و جاہ　　بادشاہ ممالک اعظم شاہ

امرائے بادشاہی اور اکثر امیران ہمرکاب کی خلعت و جواہر و اضافہ و وعدہ و عید لطف آمیز سے نوازش کی گئی۔ وسط ذی الحجہ میں جدۃ الملک امیر الامرا اسد خان و ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اور اور امرا نامی جو بادشاہ مغفور کے رکاب میں تھے ان سب کو اعظم شاہ ہمراہ لیکر شاہ عالم کے مقابلہ کے قصد سے چلا محمد امین خان اور حسین قلیچ خان مخاطب بہ خاندوران خان نے اعظم شاہ کے بعض وضع و سلوک سے افسردہ خاطر ہوکر ترک رفاقت کی اور اورنگ آباد میں وہ آئے اور اکثر پرگنات پر قابض و متصرف ہوئے +

اعظم شاہ کا کوچ +

شاہ عالم پاس منعم خان کو بادشاہ مرحوم نے بھیجا تھا اسنے شاہزادہ کی خدمت میں ایسی رسوخیت بہم پہنچائی کہ شاہزادہ نے لاہور میں اپنی جاگیرات کی دیوانی بھی اوسکو عنایت کی جب عالمگیر کی علالت کی استداد کی خبر منعم خان کو معلوم ہوئی تو اوسنے بار بردار و اسباب سفر مہیا کیا اور جنگ سلطانی کے لئے اونٹوں کی قطارین اور توپ کشی کے لئے بیل اور ضروری یحتاج براہ لاہور اور پشاور میں چھپے چھپے جمع کئے کہ بروقت کام آئیں پشاور میں ۱۷ ذی الحجہ کو بادشاہ کے مرنے کی خبر شاہ عالم کو معلوم ہوئی۔ وہ اوسی روز کوچ کی فکر میں ہوا۔ اور بہ امیرون اور تابینون کی طلب میں فرمان جاری کئے اور کوچ کیا۔ لاہور کے نزدیک منعم خان چار لاکھ روپیہ لیکر شاہ عالم کی خدمت میں آیا۔ اور تسلیمات سلطنت بجالایا شاہ عالم نے بھی اوسکو وزارت کی مبارکباد دی سلخ محرم یا غرہ صفر کو نواح لاہور میں مقام کرکے اپنے خطبہ اور سکہ کا

شاہ عالم بہادر شاہ کا حال +

حکم دیا اور امرا نذر نیاز کے ساتھ تسلیمات مبارکباد بجالائے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ روپئے کے وزن مین نیم ماشہ بڑھاکر میرے نام کا سکہ لگایا جائے۔ مگر یہ طلب کی تنخواہ مین داد و ستد پہلے ہی سکے کے وزن کے موافق ہوتی تھی اسلئے یہ سکہ رائج نہ ہوا۔ یہان اسکا بیٹا محمد معز الدین صوبہ دار ملتان بھی آگیا اور اس کو بست و پنجہزاری پانزدہ سوار کا منصب عنایت ہوا۔ اور محمد عظیم کی ہجدہ ہزاری پانزدہ سوار کا منصب غایبانہ عطا کیا اور اوسکو حکم دیا کہ وہ اکبرآباد مین بنگالہ سے آئے۔ بہت امیرون کو منصب عنایت کئے اور خزانہ لاہور سے چالیس لاکھ روپیہ لیکر کوچ کیا سہرند مین اٹھائیس لاکھ روپیہ وزیر خان صاحب صوبہ سہرند نے پیشکش مین دئے شاہ عالم اواخر صفر مین شاہجہان آباد کے حوالی مین آیا۔ بادشاہزادہ محمد عظیم الشان بیس ہزار سوار لیکر محمد بیدار بخت کے پہنچنے سے پہلے اکبرآباد مین آگیا۔ اوسنے مختار خان صوبہ دار کو مغلوب و بیدخل و محصور کرکے اسکا مال ضبط کیا۔ باقی خان قلعہ دار کو خزانون کی کنجیون کے سپرد کرنے کا حکم دیا۔ قلعہ دار نے خزانہ کے سپرد کرنے مین یہ عذر کیا کہ اگرچہ قلعہ اور خزانے دونو وارث تاج و تخت سے تعلق رکھتے ہین لیکن جو پہلے آجائیگا اوسکو خزانے کی کنجیان اور قلعہ سپرد کردونگا +

جب شہزادہ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مختار خان قید ہوا اور باقی خان مطیع اور اکبرآباد تسخیر تو شاہ عالم نے شادیانے بجانے کا حکم دیا۔ شاہجہان آباد سے تیئیس لاکھ روپیہ لیکر اوائل ربیع الاول مین اکبرآباد کی طرف کوچ کیا اور وسط ماہ مذکور مین وہ باغ دسہرہ نواح اکبرآباد مین آگیا۔ باقی خان قلعہ دار نے قلعہ اور خزانون کی کنجیان۔ بادشاہ کی خدمت مین بھیجدین شاہجہان نے خزانہ مین یہان جو بیس کروڑ روپیہ جمع کیا تھا جسمین سے مہم دکن مین اورنگ زیب نے بہت روپیہ خرچ کیا بعد اس خرچ کے نو کروڑ روپیہ سواء طلا آلات و نقرہ غیر مسکوک کے باقی تھا ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیرہ کروڑ روپیہ تھا اس مین اشرفی و روپیہ غریب نواز کہ سو تولہ سے پانچ سو تولہ تک مخصوص انعام مسکوک سے تھا اور بارہ و تیرہ ماشی اشرفیان محمد اکبر شاہ کی بھی موجود تھین۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ چار کروڑ کے

روپئے اشرفیان خزانہ سے نکالی جائیں۔ تین شاہزادون مین سے ہر ایک کو جو ہمرکاب ہین تین
تین لاکھ روپیہ دیا جائے۔ تین لاکھ روپیہ خان زمان بہادر کو مع پسرون کے اور ایک لاکھ روپیہ
سادات بارہ کو اور ایک لاکھ روپیہ آغر خان اور اوسکے ہمراہی مغلون کو اور اسی طرح
اور بندہ ہاے بادشاہی کو جو ہمرکاب ہین اور نوکران سابق کو آٹھ نو مہینہ کی طلب اور
نئے ملازمون کو دو ماہہ اور توپخانہ اور تمام کارخانون کے ملازمون اور خدمۃ محل کو ماہہ
دیا جائے اور ایسے ارباب طلب اور صاحب ریاضت درویشون کو بہت روپیہ دیا گیا۔ یعنی
دو کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا۔ خان زمان کو پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب ملا اور وزارت حوالہ کی
اور صاحب السیف والقلم وزیر با فرہنگ جملۃ الملک بہادر ظفر جنگ کا خطاب دیا۔ فوج کا ہراول
مقرر کیا اور فوج بندی کی ترتیب دی۔ جرانغار و برانغار و دلیمش و قول و چنداول مین
امراے کارزار نامور مقرر کئے۔ آغر خان کو قراول مقرر کیا۔ بادشاہزادہ محمد عظیم آٹھ کروڑ
روپیہ اور ایک قول کے موافق گیارہ کروڑ روپیہ صوبہ بنگالہ کا زر فراہم شدہ ساتھ لایا تھا
اوسنے تیس ہزار سوار کی موجودات ہاپ کو دکھائی۔ قیاساً اسی ہزار سوار تھے +

محمد اعظم شاہ توپخانہ اور پینتیس ہزار سوار موجودی کہ بحساب فوج بندی اسی نوے
ہزار سوار ہوتے ہین ہمراہ لیکر بھائی سے لڑنے چلا۔ اگرچہ وہ عطاے اضافہ و ترقی مراتب
اور عنایات سے امرا کا جذب قلوب کرتا تھا لیکن تقسیم دادنی و طلب سیاہ و عطاے مساعدۃ
و انعام نقد مین بہ سبب خزانہ کی قلت کے امساک کو کار فرما ہوتا تھا اوسکو اپنی تہوری کا غرور
اتنا تھا کہ وہ عدم احتیاج لشکر اور طرف ثانی کی نامردی کے باب مین کلمات درشت
زبان پر لاتا تھا۔ فی الحقیقت اس قدر خزانہ بھی اس پاس نہ تھا کہ وہ کشادہ پیشانی سے
خرچ کرتا۔ علاوہ اسکے درشت گوئی اور کج خلقی کا ردیہ سکا ایسا تھا کہ جس سے ہمراہیون کی خراش
خاطر اور دل افسردگی ہوتی۔ محمد اعظم گوالیار مین آیا۔ یہان اوس کو معلوم ہوا کہ شاہ عالم اور
محمد عظیم بڑے لشکر کے ساتھ اکبرآباد مین موجود ہین۔ اپنی سگی بہن زیب النسا بیگم اور فصول
اسباب کو قلعہ گوالیار مین چھوڑا کچھ روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا اور شاہزادہ بیدار بخت کو ہراول کیا

اور پچیس ہزار سوار لیکر اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محمد اعظم کے ساتھ پچاس ہزار سوار تھے۔ لیکن یہان خزانہ کی تنگی کے سبب سے سپاہیون کے زر دینے مین امساک ہوتا تھا اور طرفانی مین زر پاشی اور گنج بخشی کی شہرت تھی اکثر سپاہ اور تمن دار بانام و نشان متفرق ہوکر شاہزادہ محمد عظیم الشان کی طرف چلے گئے۔ کہتے ہین کہ محمد اعظم شاہ کے گوالیار مین آنے کی خبر جب شاہ عالم کو ہوئی اوسنے بھائی پاس یہ نامہ نصیحت آمیز بھیجا کہ پدر بزرگوار نے اپنے خط مبارک وصیت نامہ تقسیم ملک کے باب مین لکھا ہے کہ دکن کے کل چھ صوبون مین چار صوبے مع صوبہ احمد آباد کے تم کو دئے جائین انکے سوا مین ایک دو اور صوبے تمھاری تواضع کرتا ہون اور یہ نہین چاہتا کہ مسلمانون کی خون ریزی ہو۔ اہل اسلام کے نزدیک ایک مسلمان کے ناحق خون کے کفارہ مین خراج ملکی دین تو اوسکی تلافی نہین ہوسکتی باپ کی وصیت کے موافق راضی ہوکر فساد و آشوب کے دفع مین کوشش کرو اور یہ بھی کہتے ہین کہ اوسنے یہ پیغام دیا کہ اگر زیادہ طلبی اور بے انصافی سے ہاتھ نہ اوٹھاؤ گے اور باپ کے ارشاد کے موافق جو خداوند مجازی ہے اور جس نے خداوند حقیقی کے حکم کے موافق وصیت کی ہے اوسپر راضی نہوگے اور اپنی شجاعت و تہوری کے اظہار کے لیے شمشیر خلاف غلاف سے نکالوگے تو کیا لازم ہے کہ ملک فانی کے لیے جسپر باہم نزاع ہے ہم تم اپنی شامت سے ایک عالم کو زیر تیغ لائین۔ بہتر یہ ہے کہ ہم تم بنفس واحد میدان معین مین مقابلہ مین آئین ع + بہ بینیم کز ما بلندی کراست + بادشاہ حقیقی کسی کی اعانت کرتا ہے۔ تم اپنی تلوار کے مقابل مین کسی دوسرے کی حمایت نہین سمجھتے تمھارے لیے اس کارزار مین فائدہ ہے۔ پھر دیکھئے واہب العطیات منت کسکی باوری کرے +

محمد اعظم کی شجاعت مشہور تھی۔ شاہ عالم تا مقدور جنگ مین اقدام نہین کرتا تھا اور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہین ہوتا تھا۔ لیکن دشمن کے ساتھ کارزار اور مقابلہ مین اوسکی استقامت اور حوصلہ مین خلل نہین پڑتا تھا۔ کبھی کبھی وہ یہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا بھائی شجاعت و پردلی مین ایسا غرہ رکھتا ہے کہ شاید حملہ اول مین تیز جلوی سے

اپنے تئیں تہلکہ میں ڈالے اور اغلب ہے کہ اپنے غرور کی وجہ سے ارزے سلطنت اپنے ساتھ لے جائے غرض جب بڑے بھائی کا یہ نامہ و پیغام اعظم شاہ پاس پہنچا تو بر آشفتہ ہو کر اوسنے کہا کہ اس عقل و ہوش باختہ نے گلستان بھی نہیں پڑھی ہے جس میں شیخ سعدی شیرازی نے لکھا ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دو درویش در گلیمے بخسپند اور آستین چڑھا کر یہ شعر پڑھا + بیت +

چو فردا بر آید بلند آفتاب من و گرز و میدان و افراسیاب

جب بہادر شاہ کے جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد اعظم شاہ کی فوج کا ہراول آب چنبل پر جو اکبر آباد سے اٹھارہ کوس ہے آگیا ہے اور وہ اس دریا پر تصرف کرنا چاہتا ہے تو اوس نے حکم دیا کہ خانہ زاد خان و صف شکن خان و داروغہ توپخانہ اور آغر خان قراول جا کر معبر آب پر تصرف کریں اور دشمن کی فوج کو دریا سے نہ اترنے دیں۔ ان دنوں میں شاہ عالم سے عرض ہوا کہ محمد اعظم شاہ چاہتا ہے کہ سموگڈہ کی طرف کے گھاٹ سے اتر کر آئے اور اکبر آباد کو پشت کی طرف چھوڑ کر مقابلہ کرے شاہ عالم نے حکم دیا کہ سراے حاجو کے نزدیک پیش خیمہ کھڑا کیا جائے۔ رستم دل خان اور دو تین امیروں کو مقرر کیا کہ غنیم کی فوج کی خبر متواتر پہنچاتے رہیں اور آپ شکار کے لئے سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد عظیم کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ مستعد جنگ رہے اور فوج خصم کے ساتھ مقابلہ میں مشغول ہو خان زمان کو مامور کیا کہ فوج بندی میں مشغول ہو اور ہر وقت محمد عظیم کی کمک کرے اور ایسی باقی تین شاہزادوں کو جرانغار و برانغار و تلمیش مقرر کیا۔ اور ہر ایک کو ایک ایک طرف بھیجدیا کہ وہ فوج خصم سے کارزار کے لئے مستعد رہے محمد اعظم نے اپنی فوج کی آرایش کی اور از راہ تہوری جیسے شیر غران گوسفندوں کے گلہ کی طرف جاتا ہے وہ شاہ عالم کی فوج کی طرف چلا۔ شاہزادہ بیدار بخت نے سبقت کر کے پیش خانہ بہادر شاہی پر حملہ کیا اور اوس کو آگ لگا کے جلا دیا تھوڑی سی فوج جو مقابل آئی اوسکو ہزیمت دی عظیم الشان کہ مقدمۃ الجیش پدر تھا وہ کچھ آگے چلا اور باپ کا انتظار کیا جو شکار افگنی میں مشغول تھا۔

جب باپ کو یہ خبر ہوئی تو وہ مع شاہزادہ محمد معزالدین اور تمام ارکان دولت کے ساتھ اپنے فرزند کی مدد کو آیا۔ مخالفون کے دفع کرنے مین جرأت کی۔ اعظم شاہ نے بڑے بیٹے بیدار بخت کو مقدمۃ الجیش بنایا اور باد شاہزادہ والاجاہ کو دست راست پہ تعین کیا۔ شاہزادہ عالی تبار کو کہ خرد سال تھا اپنے ساتھ ہاتھی پہ بٹھایا۔ اتفاق یہی تھا کہ ہندوستان کی سلطنت بہادر شاہ کو نصیب ہو۔ اس اثنا مین ایسی تند ہوا اعظم شاہ کی فوج کے منہ پر اور مخالف کی پشت پر چلنی شروع ہوئی کہ باد عاد کو یاد دلائی تھی۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ نے ازراہ دولت خواہی عرض کیا کہ اب دوپہر ہوگئی اور ہوا بھی تند چل رہی ہے اور آصف الدولہ اسد خان اور آتشخانہ گران گولیانداز مین اس صورت مین جنگ مین قدم رکھنا صلاح وقت نہین ہے اور اسی قدر غلبہ کو کہ خصم کے پیش خیمہ کو جلا دیا ہے اور آدمی کو منہزم کیا ہے فتح سمجھ کر اپنے خیمہ پر نزول فرمائین کہ کل لشکر اور اسباب آ جائیگا خاطر جمع سے مخالف پر تاخت کرینگے اعظم شاہ کو شجاعت اور رفقاے قدیم پر ایسا اتکیہ تھا کہ وہ اوسکے جواب پر ملتفت نہیں ہوا اور حیب دوبارہ اوسنے کہا تو خشونت سے یہ جواب دیا کہ بہادر جی تم اپنی جان بچا کر جہان چاہو چلے جاؤ ہم تو اس گل زمین سے ہل نہیں سکتے۔ بادشاہون کے لئے تخت ہے یا تختہ سپہ سالار نے کہا کہ جب حضور بندہ کی سنتے نہیں تو میں رخصت ہوتا ہون اعظم شاہ نے اوسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ذوالفقار خان اپنے باپ آصف الدولہ اسد خان پاس جو بنگاہ مین پیچھے تھا چلا گیا۔ اعظم شاہ نے اپنی پہلی طرح ستیز و آویز مین اصرار کیا دوڑتا ہوا دشمن پہ چڑھا مقابلہ سے مقاتلہ پر نوبت آئی طرفین کے پردلون نے مردی اور مردانگی کی داد دی لیکن مقابل کی ہوا کی شدت سے اور گرد و غبار کی کثرت نے عرصہ کارزار کو آدمیون کی آنکھون مین ایسا تیرہ و تار کیا کہ قریب سے بھی حریف و رفیق مین تمیز نہیں ہوتی تھی۔ جو تیر اعظم شاہ کے لشکر سے آتا تھا وہ ہوا کی مدد سے محمد اعظم کے لشکر کے زرہ و بکتر کے پار جاتا تھا اور سنگریزہ جو باد صرصر سے اڑ کر اس لشکر مین آتا تھا وہ چھرّہ کی طرح چہرہ پر لگتا تھا اور برخلاف اسکے بان و تیر و گولہ لشکر محمد اعظم شا

سے پھیکا جاتا تھا ہوا کی مخالفت سے فوج خصم میں پہنچتا ہی نہ تھا چند قدم چلکر زمین پر گر پڑتا تھا۔ اس گرد و باد نے اعظم شاہ کے لشکر کی آنکھون کے آگے جہان کو سیاہ کر دیا تھا باوجود شاہ عالم کی فوج کے غلبہ کے اولاد مغلیہ مین محمد اعظم شاہ کے حملہاے رستمانہ نے کارنامہ بہادری پر زخمہاے کاری سے سکہ و مُہر ختم بہادری کو لگایا۔ ایسی کوشش کی کہ آج کے دن تک یہہ جنگ ہندوستان مین بہت عظمت کے ساتھہ مشہور ہے۔ اس اثنا مین منور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی نے کہ اپنے قوم کے رئیس اور شجاعت وقوت مین جمہور مین مشہور تھے یہ کہا کہ ہم میدان رزم کو مجلس شادی اور بزم کو تاخت جانتے ہین اور لباس زرتار پہنتے ہین ہمارے پانچہزار سوار اپنے سردارون کے اتباع سے دستار زرتار بادلہ سر پر پہنے ہوئے اپنی خون فشانی پر اور اعدا کی جانستانی پر مستعد ہو رہے ہین۔ اعظم شاہ پاس آن کر اونھون نے عرض کیا کہ ہمکو سواری اسپ کا حکم ہو کہ ہم اپنے ہمراہیون کو لے جاکر میدان داری کی راہ و رسم اور گھوڑون کی جولانی اور اعدا کی جانستانی اور ولی نعمت کی راہ مین سربازی دوست و دشمن کو دکھلائین۔ اعظم اونکے مخالفون کی بدگوئی کے سبب سے اونکی طرف بدگمان تھا اوس نے قبول نہین کیا اونسے اونکو ہاتھیون پر جنکے فیلبان سرکاری مقرر تھے بٹھائے رکھا مجبور سواری فیل مع ہمراہیون کے لشکر محمد عظیم کے ہراول سے لڑے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میان مخاطب عبداللہ خان اپنی جمعیت کے ساتھہ اونکے روبرو آئے۔ خانعالم کے بہت رفیق کشتہ و زخمی ہوئے حسن علیخان اور اوسکے بھائی اور اکثر ملازم زخمہاے کاری اٹھاکر خاک و خون مین غلطان ہوئے۔ خانعالم چند آدمیون کے ساتھہ عظیم الشان کے ہاتھی کے مقابل پہنچا اور نیزہ جسکو ہندی مین بلّم کہتے ہین ایسا مارا کہ اوسکی انی ہاتھی کے ہودہ کے پیچھے کے تختہ کے پار ہوئی عظیم الشان پہلوتہی کر کے بچ گیا۔ خان عالم کو عظیم الشان کے رفقانے مار ڈالا اس حال مین بیدار بخت جو اعظم شاہ کا مقدمۃ الجیش تھا اس جہان فانی سے گذرا اور اوسکے بعد والاجاہ بھی عالم بقا و فانی کو روانہ ہوا۔ اعظم شاہ نے اپنے بیٹون کے مرنے کی خبر سُن کر

علی الخصوص بیدار بخت کی جسکو وہ بہت ہی عزیز رکھتا تھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ اب مجھے زندگی و فتح درکار نہیں ہے میرے ہاتھی کو بھائی کے ہاتھی کے مقابل لاؤ دوسری طرف سے کماندار اعظم شاہ تیر اندازی کیا کرتے تھے مینہ برساتے تھے اس سبب سے اعظم شاہ کے اکثر ملازم مقتول و مجروح ہوئے۔ باوجود اسکے اعظم شاہ اپنی شجاعت و استقلال کو نہیں چھوڑتا تھا مخالف کے سر پر حملہ آور تھا۔ اور بڑی جرأت سے تیر چھوڑتا تھا اور شاہزادہ عالی تبار کو کہ ہمراہ تہا شفقت اور مہربانی سے سپر کے نیچے سلا رکھا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ دن سے کم دن باقی تھا کہ اعظم شاہ کے رفقاے معتبر مثل امان اللہ خان و قطب خان و تربیت خان و منور خان و راجہ رام سنگھ و راجہ دلیپ سنگھ وغیرہ کشتہ ہوئے اور اعظم شاہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ خود بھی زخمون سے چور ہوا سکرات کی حالت مین گرفتار تھا کہ رستم دل خان نے اعظم شاہ کے ہاتھی پر سوار ہوکر اوسکا سر جدا کیا۔

جب رستم علی خان محمد اعظم کا سر بہادر شاہ پاس لایا تو اوسکو اپنے دامن سے نکال کر اوس کے رخسارہ خون آلود پر غضب سے چکنہ بھرا۔ اور شاہ عالم کے ہاتھی کے پاؤن تلے ڈالدیا۔ اور مبارکباد دی۔ بہادر شاہ نے اوسکی طرف تند نگاہ سے دیکھا اور آنکھون میں آنسو بھر آئے پیچھے چارون شاہزادے و خان خانان مع بیٹون اور امیرون کے دست و زبان سے تہنیت فتح بجا لائے آصف الدولہ اور اوسکے بیٹے ذوالفقار خان کے ہاتھ دستمال سے بندھے ہوئے تھے۔ بہادر شاہ نے مہربانی کرکے آگے بلایا اور خود اپنی جگہ سے اٹھکر آصف الدولہ کے دست بستہ اپنے ہاتھ سے کھولے اور ذوالفقار کے ہاتھ اپنے بیٹے معزالدین سے کھلوائے۔ پدر اور پسر کی تسلی خاطر کی خلعت ملبوس خاص عنایت کیا۔ آصف الدولہ اسد خان سے معانقہ کیا بیٹھنے کی اجازت دی منصب ہزاری ہفت ہزار سوار دیا۔ اور اجازت دی کہ اوسکی سواری کی پالکی عنبرخانہ کے دروازہ تک وہان آیا کرے جہاں شاہزادہ کی نالکی آتی ہے اور حضور کے روبرو وہ اپنی نوبت بجوائی۔ اور وکالت کل کا عہدہ جلیل القدر عنایت کیا منعم خان نے خطاب جملۃ الملک اور وزارت اعظم کا عہدہ پایا۔ اور اکبرآباد کی صوبہ داری

بہادر شاہ کی سلطنت کا استقلال ہونا +

ضمیمہ زارت ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ وہ کچہری مین آصف الدولہ کے داہنی طرف بیٹھا کرے اور کاغذات
مین اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے لگایا کرے +
شاہزادہ عالی تبار پر ترحم کیا اور مادام الحیات اپنے بیٹون کی طرح رکھا۔ اور عزت
واحترام کے ساتھہ مطلق العنان کیا بیٹون نے مصلحتاً ممانعت کی تو جواب دیا کہ اگر سلطنت
کے لئے اندیشہ دشمنی ہے تو تم میرے بڑے دشمن ہو اور وہ میری سلامتی کا خواہان ہے +
شاہ عالم نے ایک مختصر سا خیمہ کھڑا کیا۔ اور دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ پھر عالی تبار اور محمد
بیدار بخت کے بیٹون بیدار دل وغیرہ کو بلایا اور سب کو گلے لگایا پدرانہ دست شفقت
اونکے سر پر رکھا اور فرزندون کی طرح پالنے کا مژدہ اونکو سنایا۔ پردگیان مغموم کو پیغام تسلی
دیا و پرسہ ماتم کیا۔ خانخانان کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جو کچھہ مجھکو ملا وہ آپ کی سعی و تردد و
جان فشانی سے ہاتھہ آیا۔ حکم دیا کہ محمد اعظم اور بیدار بخت اور والاجاہ کی لاشون کو غسل
وکفن کے بعد ہمایون کے مقبرہ مین مدفون کرین۔ دوسرے روز خان خانان کی عیادت
کو جسکے زخم لگا تھا تشریف لے گیا اور اوسکو خانخانان بہادر ظفر جنگ یار وفادار سے مخاطب
کیا۔ ایک کروڑ روپیہ نقد وجنس انعام دیا کہ ابتداء عہد تیموریہ سے کسی بادشاہ نے کسی
امیر کے ساتھہ ایسی رعایت وبخشش نہین کی اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب دیا
خانخانان نے جو دس لاکھہ روپیہ کی پیش کش دی تھی اس مین سے ایک لاکھہ روپیہ
نقد وجنس قبول کیا اور منعم خان پسر کلان خانخانان کو خان زمان بہادر سے مخاطب
کیا پنج ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب و بخشی سوم کا خلعت دیا۔ اور چھوٹے بیٹے کو خانہ زاد خان
بہادر کا خطاب دیا اور چار ہزار سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ اور چارون شاہزادون مین سے
ہر ایک کو سی سی ہزاری ہشت ہزار سوار کا منصب دیا محمد معز الدین سب سے بڑے بیٹے
کو جہاندار شاہ کا اور محمد عظیم کو عظیم الشان بہادر اور رفیع القدر کو رفیع الشان اور
خجستہ اختر کو جہان شاہ بہادر کا خطاب دیا +
بہادر شاہ کی فتح کی اور محمد اعظم شاہ کے کشتہ ہونے کی خبر جب گوالیار مین آئی تو

خیمے خیمے مین ایک ماتم حشر برپا ہوا۔ امیر الامرا اسد خان نے اعظم شاہ کی سگی بہن زیب النسا بیگم کی خدمت مین جاکر تعزیت کی مراسم ادا کیے۔ اور اوسکو اور سب کارخانون کو لیکر گوالیار سے بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ زیب النسا بھائی کے ماتم کا لباس پہنے رہی اور آداب تہنیت نہین بجالائی۔ یہ امر بادشاہ کو ناگوار تو ہوا مگر چشم پوشی کی اور بیگم کا سالیانہ مقرر مضاعف کیا اور خدمہ محل محمد اعظم مین سے ہر ایک کے فراخور حال روبیہ مقرر ہوا۔ اور شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بہادر شاہ نے عہد کیا تہا کہ اگر خدا اوسکو بادشاہی دے گا تو وہ کسی سائل کا سوال نہین رد کرے گا۔ اوسنے جیتے جی بڑے بڑے لاکہون روپیون کے انعام سے اور بڑے بڑے خلعتون سے اور مراتب سہ چند و چہار چند کرنے سے اور جواہر و فیل کے عطا و سے کام روا کیا۔ اوسنے منعم خان کو مامور اور مختار کیا تہا کہ ہر کام کے حسن و قبح کو سمجہکر انتظام سلطنت کے لیے جو بہتر جانے وہ عمل مین لاوے۔ اوسکے عہد مین عمدہ خطاب و مناصب عظیمہ مبتذل ہوگئے۔ اور ہر کس و ناکس کو ملنے لگے اُنکا اعتبار جاتا رہا

ایک نقل دل لگی کی مشہور ہے کہ کسی پیشکار نے دارو غہ کی معرفت رائی کی درخواست کی عظیم الشان آپ کی طرف سے صاحب دستخط تہا اوس نے توقیع کیا کہ خانی بہ بہر خانہ رائی در ہر بازار بیاں خاطر شما این گیدی ہم راے باشد۔ اسکا خطاب گیدی راے مشہور ہوگیا جسکے سبب سے وہ بڑا جز بز ہوا پیش کش مین روپیہ دیکر اس فضیحت سے رستگاری چاہتا تہا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا مرتے دم تک یہی خطاب رہا +

ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ بادشاہ نے اسد خان کو وکیل مطلق اور منعم خان کو وزیر مقرر کیا پہلے بادشاہون کے زمانہ مین وکیل مطلق کو وزیر کے عزل و نصب کا اختیار ہوتا تہا اور ارکان سلطنت وکیل کے قبضۂ اقتدار مین ہوتے تہے بعض حسد پیشہ مفسدون نے خلوت مین بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ اعظم شاہ کا رفیق شفیق اور مصاحب مین شریک امیر الامرا تہا تو اوسکے جواب مین بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ کمن مین میرے بیٹے بھی ہوتے تو اس قضا مصاحبت یہ تہا کہ اپنے عہدی کی رفاقت کرتے +

گو اسد خان وکیل اور منعم خان وزیر تھا مگر ان دونوں مراتب و کالت اور وزارت کے تعلقات بنھے نہیں چاہیئے تھا کہ آصف الدولہ جب دیوان کرتا تو خان خانان اور امرا کے دستور کے موافق آنکر مجرا کرتا اور کھڑے ہو کر کاغذوں پر دستخط کراتا ایسا کرنا منعم خان کو ناگوار تھا آصف الدولہ عیش و آرام طلب تھا اور عالمگیر کے سفر دائمی سے زندگانی کی لذات سے متمتع نہیں ہوتا تھا تو مصلحت یہ ٹھیری کہ پدر کی نیابت و کالت صمصام الدولہ سرانجام دے اور آصف الدولہ نواب بادشاہ بیگم کو اپنے ساتھ لے کر دار الخلافہ شاہجہاں آباد کو جائے اور ایام پیرانہ سالی کو بغیر سفر دائمی کے حرج کے فراغ خاطر سے بسر کرے۔ آصف الدولہ کی مہر پر والا شاہ دلی و بلگی پر مہر وزارت کے بعد لگتی تھی مگر اس کے سوا کوئی دخل امور سلطنت میں بطریق اصلاح نہ تھا۔ خان خانان نے خدمت وزارت کو بہت نیک نامی اور نیک نفسی و بے طمعی و استقلال سے سرانجام دیا۔ اجرائے کار خلق میں اس مرتبہ کوشش کی کہ دیوان میں بیٹھنے کے وقت سزاول تعین کئے کہ آج کے ارباب حاجت کے کاغذ اور دستخط دوسرے روز کے لئے باقی نہ رہیں اوسنے بڑی نیکنامی اور ثواب عظیم یہ حاصل کیا کہ اورنگزیب کے عہد میں اختہ بیگی اور مقصدیون نے یہ مقرر کر رکھا تھا کہ خوراک و دواب کا سرانجام کرنا منصب داروں کے ذمے لازمی تھا منصب داروں کا حال یہ تھا کہ مشکل سے انکو روٹی ملتی تھی۔ یکبارگی نار و صد بیمار بادشاہ نے خود اونکے لئے دستخط کئے تھے جب اونکے وکیلون کو مقید کر کے خرچ دواب طلب کرتے تھے تو وہ بادشاہ سے فریاد کرتے تھے تو داروغہ فیلخانہ اور اختہ بیگی بادشاہ سے ایسی باتین بنا دیتے تھے کہ وہ اونکی سنتا نہ تھا۔ اس بدعت سے یہانتک نوبت آئی کہ وکیل وکالت سے استعفا دینے لگے شاہ عالم کے عہد میں خانخانان نے یہ مقرر کیا کہ تنخواہ (نقد) جاگیر کے منصب داروں کو دیجائے اور دواب کی خوراک کے دام جاگیر کی کل آمدنی میں سے منہا کئے جائے اور باقی کو تنخواہ میں محسوب کریں۔ اس صورت میں دواب کا کسالہ منصب داروں کے سر سے اٹھ گیا فی الحقیقت خوراک دواب کے معاف ہونے کا حکم ہو گیا +

خان خانان کے مزاج مین تصوف غالب تھا علم سے بھی بہرہ تھا اوس نے ایک کتاب علم سلوک اور تصوف مین تالیف کی اوسکا نام الہامیہ رکھا بعض مقدمات و فقرات اوسکے متکلمین کے نزدیک شرع کے خلاف تھے +

حافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے حکم دیا کہ روپیہ و اشرفی کے سکہ مین نظم نہ ہو نثر عبارت مین شاہ عالم بادشاہ اور نام بلدہ لکھا جائے اور خطبہ مین حکم دیا کہ نام نامی شاہ عالم لفظ سید کے ساتھ پڑھا جائے - اگرچہ ازروئے تاریخ ابتدا سلسلہ صاحبقران سے بلکہ شروع سلطنت غوریون سے اسم سیادت بادشاہان سلف مین سے کسی کے نام کے ساتھ خطبہ اور حسب و نسب کے ذکر مین ثابت نہین ہوا ہان خضر خان جب وہ دہلی کی سلطنت پر کامروا ہوا تو روایت ضعیف کی دلیل سے اوسکے عہد کے مورخون نے اوس کو سید بنایا مگر اوسکے جد و آبا کی اصل اور اونکی اسم ملک سوا اوسکی قوم افغان معلوم ہوتی - اس مورخ کے نزدیک خضر خان سید نہ تھا - لیکن بہادر شاہ نے ایک اور ہی دلیل سے اپنے تئین سید بنایا - اگرچہ اس مین اختلاف اقوال سنا گیا لیکن حاصل کلام مجمل خامہ صدق بیان کرتا ہے کہ سید میر حضرت غوث الاعظم کی اولاد مین تھا اور جد مادری کے ملک و پہاڑون مین جو توابع کشمیر سے تھے گوشہ نشین ہوا تھا - راجہ کشمیر اوسکا مرید و معتقد ہوا اپنی بیٹی کو سید شاہ میر کی خدمت مین بھیجا سید نے اوسکو مسلمان کر کے نکاح کیا - اوس سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا پیدا ہوا سید بیت اللہ چلا گیا - پھر اوسکا کچھ پتا نہ لگا کہ کیا ہوا - اسی پہاڑ مین اوسکی اولاد کی پرورش مین راجہ نے بھی کوشش کی - اہل اسلام سے اونکو پیوند نہ ہوا جب شاہجہان نے راجہ سے اوسکی لڑکی کی باج خراج کے ساتھ درخواست کی تو راجہ نے اوسی سید کی دختر کو کہ حسن صورت و سیرت و ذکا مین موصوف تھی تحف و پیش کش کو اوسکا جہیز بنا کے روانہ کیا - شاہجہان نے معلم اور ادب دان مغلانیان اوسکے واسطے مقرر کین اور زبانون سے آشنا کیا - اور شاہزادہ اورنگ زیب سے اوس کا نکاح کیا - نواب بائی بیگم اوسکا خطاب ہوا - اوسکے بطن سے شاہ عالم بہادر شاہ پیدا ہوا - اس بیگم مین

+ بہادر شاہ کا سید بننا

طرح طرح کی خوبیان اور وصف تھی اور سرائے فردا پور وسط سرحد خاندیس میں کہ پائے
تخت میں واقع ہے اوسکو جاگیر ملی تھی۔ اورنگ آباد میں بائی جو پورہ اوسکا آباد کیا ہوا ہے
پس اس صورت سے شاہ عالم کی سیادت مان کی طرف سے ثابت ہوتی ہے۔

اکبر آباد میں ۱۱۱۹ھ میں سلخ رجب کو بادشاہ کا وزن قمری ہوا

جلوس سال اول ۱۱۱۹ھ راجیت سنگھ و اودے پور و اجیت +

بادشاہ نے اودے پور و جودھپور کی طرف کوچ کیا صوبہ اجمیر و پرگنات و اطراف جودہ پور کے
اخبار نویسوں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ راجہ اجیت سنگھ پسر راجہ جسونت سنگھ جو درگاداس کے
بہکانے سے اورنگ زیب سے برگشتہ ہو گیا تھا اوس نے بادشاہ کے مرنے کے بعد از سر نو
نافرمانی اور سرکشی کا طریقہ اختیار کیا مسلمانوں کو ایذا پہنچائی اور گاؤکشی کو منع کیا اذان
دینے کی ممانعت کی۔ اُن مساجد کو ڈھا دیا جو اورنگ زیب کے عہد میں بت خانوں کو مسمار
کر کے بنی تھیں اور اپنے نئے نئے معبد خانے بنانے شروع کئے۔ رانا سے اودیپور کی
فوج اور اپنے خسر جے سنگھ راجہ کی رفاقت کے زور و ن سے ایسا مغرور ہوا کہ قبل از
فتح اور بعد از جلوس بادشاہ پاس نہ آیا۔ اسلئے ۱۱۱۹ھ راجپوتوں کی گوشمالی پر بادشاہ متوجہ
ہوا اور انبیر وطن جے سنگھ کی راہ سے منزل بمنزل ہوا۔ اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ
رمضان شریف آگیا۔ مقامات کا حکم دیا۔ راجپوتانہ پایمال و غارت کرنے کے لئے فوج کو
بسر فوجی شاہزادہ عظیم الشان اور ہراولی جملۃ الملک خانخانان بہادر صمصام الدولہ مقرر
کیا حسب الشکر شاہی نے ملک و مال و جان و عیال کی خرابی بہت کی اور راجپوتوں اور
رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دیہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتوں کے
صاحب فوج سردار مال و عیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑوں میں داخل ہوئے
جو اغلب خاردار سے پُر تھے۔ اجیت سنگھ اور اوسکے معاونوں نے جانا کہ جان کی سلامتی
اور مال و عیال کی امان انقیاد اور اطاعت میں ہے تو اونھوں نے خان خانان اور اوسکے
بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کر کے امان چاہی اور عبودیت قبول
کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودھپور میں آکر مساجد کی تعمیر

اور بتخانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائیں ذبح کرین ارباب عدالت کو تعین کرین جزیہ کے احکام مقرر کرین اور ہمارے اعمال کو معاف کرین اور جو وہ پور اور اوسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی ومفتی اور مساجد مین امام ومؤذن مقرر کرین اجیت سنگھ وجے سنگھ باتفاق درگاداس بادشاہ پاس آئے اونکے قصور معاف ہوئے خلعت فیل وشمشیر وبدم عنایت ہوئے +

۱۸ ذی الحجہ کو جلوس کے سال دوم کا جشن بڑی دھوم دھام سے ہوا - بادشاہ نے فرمایا کہ محمد کام بخش کو نامہ محبت افزا اور فرمان نصیحت وتسلی آمیز اس مضمون کا لکھا جائے کہ پدر بزرگوار نے صوبہ بیجاپور کی حکومت تم کو دی انتہی ہم برادر عالی قدر کو دونو صوبون بیجاپور وحیدرآباد کو مع انکے کل توابع ولواحق کے دیتے ہین بشرطیکہ فرمانروایان سابق دکن کے دستور کے موافق ہمارا سکہ اور خطبہ جاری کرو اور زمان قدیم سے ان دونو صوبون کے حکام جو پیش کش سرکار شاہی مین داخل کرتے تھے وہ بھی نورالابصار کو معاف کرتے ہیں چاہئے کہ اس رعایت ہماری عنایت کا شکریہ دل اور زبان سے ادا کرو اور طریقہ سلوک وعدالت پروری وداد گستری اپنے باپ دادا کے رویہ کے موافق رعایا وضعفا وکافہ انام کے لئے جاری رکھو اور سرکشون کی تنبیہ اور راہ زنون اور ظالمون کا استیصال پیش نہاد خاطر رکھو - حافظ محمد مفتی مخاطب بہ معتبر خان کو یہ خط دیا گیا - بادشاہ اواخر ذی الحجہ مین اجمیر کو چلا +

جشن سال دوم ۱۱۱۹ھ ۱۷۰۷ء شاہزادہ کام بخش +

کام بخش کا حال +

کام بخش کا حال کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ احسن خان عرف میر مینگ کے حق مین عجب بادشاہ سے باتین لگاتے رہتے تھے جس سے بادشاہ کی توجہ اوسکی طرف کم ہوتی جاتی تھی اور وہ خفیف ہوتا جاتا تھا مگر وہ سواے طریقہ فدویت وخیر خواہی کے کوئی اور ارادہ نہ کرتا تھا - وہ گولکنڈہ اور حیدرآباد کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا - حیدرآباد سے تین چار منزل پر پہنچکر رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد سے نامہ پیغام التیام افراے اور قلعہ گولکنڈہ کے حوالہ کرنے مین رسل ورسائل بھیجے قلعہ دار نے بہادر شاہ کے فرمان کا عذر کرکے قلعہ سپرد کیا مگر رستم دل خان چار پانچ ہزار سوار لیکر کام بخش پاس آیا اور احسن خان اور اوسنے اتفاق کرکے

یہ ٹھیرائی کہ قلعہ کی تسخیر میں صرف اوقات نہ کی جائے حکام وعمال مقرر کرکے ملک کا بندوبست
محصولِ اطراف کی گردآوری کی جائے اور مداخل جاگیر کی راہ اور رسد غلہ قلعہ وار پر سدود
کی جائے کام بخش کے تمام کاموں کا مدار احسن خان پر تھا حکیم محمد حسن وزیر اور امیر اوسکے
اکھیڑنے کے درپے تھے مگر احسن خان اپنی مدد طالع کے بہروسہ اور نشہ جوانی اور آقا کے
کار میں تردد جانفشانی کی وجوہ سے مدعیوں کے حسد کی اصلاح پر اصلا خیال نہ کرتا تھا
کبھی کبھی احسن خان و یوسف خان جو کام بخش کا تیراندازی میں استاد تھا اور ارشد خان
و ناصر خان و احمد خان و رستم دل خان ہم داستان اور ہمدم ہوکر کار سرکار کے مشورت
کے لئے خلوت کرتے تھے اور آپس میں بنیافقین اور تحفہ تحائف کی تواضع کرتے +
محمد کام بخش کے مزاج میں ابتدا سے سودا کا اثر تھا - بدخواہوں کے افسوں کے
پھونکنے سے اسقدر اوسکا سودا بڑھ گیا کہ اوسنے اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری جسکی
تفصیل یہ ہے کہ تقرب خان و اسد اخان و میر احمد نے محمد کام بخش کے دل نشین کردیا کہ رستم دل
خان و احسن خان و سیف خان و احمد خان اتفاق کرکے بادشاہ دین پناہ کو مسجد جامع میں
جمعہ کے دن دستگیر کرینگے آپ اونکا علاج جلد کیجئے محمد کام بخش نے صاحب غرض کی باتوں
پر غور نہ کی کہ اوسکی تحقیقات کرتا - اپنے ہاتھ سے شقہ لکھکر رستم دل خان کو بلایا وہ آیا تو اوسکو
مع بیٹوں کے کام بخش کے آدمیوں نے قید کرلیا تین روز قید رکھکر اوسکو مار ڈالا اور اوسکی بیوی
سیدہ محترمہ کو بھی جو لڑنے کو تیار ہوئی تھی ہلاک کیا اور سیف خان کے ہاتھ کٹوائے جنہوں
نے اوسکو تیراندازی سکھائی تھی احمد خان کو لٹاکر اوسپر گھوڑے دوڑائے مظلومانہ
اوسنے جان دی - ارشد خان کی زبان کٹوائی اور مظلوموں کو مارا - احسن خان کو لوگوں نے
سمجھایا کہ بھاگ کر بہادر شاہ کی عملداری میں چلا جا مگر احسن خان اپنی عقیدت اور وفاداری
کے سبب خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا - کام بخش نے اوسکا گھر ضبط کیا دو تین مہینے
تک اوسکو طرح طرح سے شکنجہ عذاب میں کھینچا - پاؤں سیر کھچڑی جس میں نمک زیادہ ہوتا کھانے
کو دیتا وہ بھی مرگیا - اس کا غلبہ سودا اور وسوسہ سفاکی اور بڑھا - جب بہادر شاہ کا ایلچی اسماعیل آیا

تو بعض بدسرشت ہرزہ گو ہوا خواہون نے اوسکی خاطر نشان کیا کہ معتبر خان ایک جماعت سرہنگون کی ساتھ لایا ہے اور قصد فاسد رکھتا ہے کہ اُنکو دین پناہ تک لائے۔ کام بخش نے بے سوچے سمجھے حکم دیدیا کہ ایلچی کے ساتھ جتنے ہمراہی آئے ہیں اونکے نام لکھ کر لائین کہ مین ہر ایک کا یومیہ نقد و خوراک مقرر کرون۔ اس پر میہ کی شہرت سے حافظون اور طالب العلمون نے ایلچی پاس آمد و رفت کر کے اپنا نام ایلچی کے ہمراہیون مین لکھا دیا۔ ان سب کو جو بھیتر آدمیون کے قریب تھے دعوت مین بلایا۔ اُن مین سے دس دس آدمیون کی جماعت کو دست بستہ ہر محلہ اور بازار مین لیجا کر تیغ سے بیدریغ قتل کرایا۔ ہر چند لوگون نے واویلا مچائی کہ ہم ایلچی کے ہمراہیون مین سے نہیں ہیں لیکن کسی نے کچھ نہ سنا۔ ملا سعدالدین مفتی حیدرآباد سے جو ایک فاضل متدین تھا معلوم مقتولون کے باب مین فتوی مانگا تو اس خدا پرست حق گو نے بے باکانہ و بے محابا جواب مین کہا کہ موافق شرع محمدی محض از راہ سوء ظن و گفتۂ مدعیان جرات و فساد قوم بر خونریزی مسلمانان نمودن باعث ندامت باز خواست روز جزا است۔

کام بخش کی خونریزی اور ظلم کے سبب سے اکثر فضلا و شرفا نے حیدرآباد کا رہنا چھوڑ دیا۔ مال و عیال لیکر جہان جان بچا سکے چلے گئے جب کام بخش کو اونکے فرار ہونے کی اطلاع ہوئی تو اطراف شہر مین چوکی مقرر کی ایلچی کو ذلیل کر کے مقید کیا۔ بہادر شاہ کے نامہ لطف آمیز کے جواب مین کلمات خصومت انگیز لکھے۔ جو بہادر شاہ نے اپنی مہربانی کا جواب نامہربانی سنا تو وہ مہم کام بخش کے لئے چلا اور جب اجین کے قریب آیا تو راجہ جے سنگھ اور راجپوتیہ جو اکبرآباد مین آنکر بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے تھے۔ بادشاہ کے قریب شکار کے بہانے سے سوار ہوئے اور جو اسباب اوٹھا سکے اوسکو اوٹھایا پرانے خیمون کو چھوڑا بعض خیمون کو آگ لگائی اور اپنے وطن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اونکے اسطرح چلے جانے پر کچھ خیال نہ کیا۔ اوائل جمادی الاولی مین برہانپور مین وہ آیا۔ تمام رات مینہ برستا رہا اور دریا تا بحدی کہ قلعہ کے نیچے بہتی ہے ایسی طغیانی مین آئی کہ تین چار روز بمجبوری مقام کرنا پڑا۔ جب دریا کا پانی اُتر گیا کہ وہ پایاب ہوئی تو برہانپور سے ایک کوچ ایک مقام کر کے آخر شوال مین حیدرآباد

سیف خان کی گرفتاری

دو تین منزل پر بہادر شاہ آیا باوجودیکہ محمد کام بخش کا لشکر اوسکی سفاکی اور غلبہ سودا سے متفرق ہو گیا تھا اور پانچ چھہ سو سواروں سے زیادہ سپاہ اس پاس نہ تھی وہ بھی بدسلوکی و خونریزی اور گرسنگی سے اور ایک سال کی تنخواہ نہ ملنے سے نالاں اور بیخبر تھی اور شاہ عالم بادشاہ کے ساتھہ اسی ہزار سوار جمع تھے مگر اونکے دل مین دشمن کے شب خون مارنے کا خوف و ہراس ایسا آیا کہ رات بھر سوئے نہین ان ہی ایام مین سیف خان عرف میر اسد اللہ کہ عالمگیر کے خانہ زادون مین سے تھا اور ایسا جنون کا نشہ رکھتا تھا کہ بادشاہ نے اوس کو لشکر سے خارج کر کے کعبۃ اللہ بھجوا دیا تھا وہان سے وہ آنکر کل صوبجات ہندوستان کا میر بحری مقرر ہوا۔ ان دنون مین پھر جنون کی شورش ہوئی۔ ذوالفقار نصرت جنگ و آصف الدولہ سے برہم ہو کر بادشاہ کے لشکر سے فرار ہوا اور راجہ جے سنگھہ و اجیت سنگھہ پاس پہنچا اور بانام و نشان راجپوتون سے موافقت کی اور محمد کام بخش کی وکالت و حجابت کرنے لگا اور یہ عہد و پیمان ٹھیرائے کہ محمد کام بخش راہ برار سے سرحد متعینہ راجپوتون مین آجائے تو پچاس ہزار سوار راجپوت اوسکو شاہجہان آباد مین اُس سے پہلے تخت پر بٹھا دین کہ دکن سے بہادر شاہ مراجعت کرے اور ایک دست آویز پر اس جماعت کی مہر لگوائی جو بہادر شاہ سے عبار خاطر رکھتے تھے جس خدمت و فدویت کے اظہار کے لئے راہ گوندوانہ و برار و چاندہ سے حیدرآباد مین وہ آیا اور محمد کام بخش کو پیغام دیا کہ مین راجپوتون مین اوسکو بالا بالا پہنچا دونگا۔ اور سترہ اٹھارہ ہزار سوار راجپوتون کے نزدیک استقبال کو آئینگے پھر حضور راجپوتون کی فوج سنگین کے ساتھہ دارالسلطنت مین پہنچکر سکہ و خطبہ جاری کیجئے اور امراء غائب و حاضر کی تالیف قلوب فرمائیے۔ بہادر شاہ کو خبر بھی نہ ہوگی اور اوسکی مراجعت سے پہلے یہ کام ہو جائینگے پھر بہادر شاہ کے مقابلہ مین آئے۔ کام بخش کو سراسر اس سودا اور وسواس نے مغلوب کر رکھا تھا اوسنے سیف اللہ خان کے آنے کو اور پیغام کے اظہار کو محض بہادر شاہ کے تہید اور ساختگی جانا اصلا اسکی بات پر کان نہ لگایا اور اوسکے احوال پر متوجہ نہ ہوا اور اوسکو اپنے پاس نہ بلایا۔ اور پیغام کا جواب دیا۔ کہ یہان سوار

زبان کاٹنے اور اقسام سیاست سے مارنے کی تدبیر حسن تردد و تحقیقات کا شجر کوئی اور پھل لائیگا
بار بار اوسنے درخواست کی مگر اوسکو کام بخش نے اپنے پاس نہ آنے دیا کچھہ یومیہ مقرر کردیا
باوجود اس بے بضاعت ہونے کے کہ اصلا لشکر و خزانہ پاس نہ تھا۔ فقیرون اور منجمون
کے فالون نے اوسکی فتحمندی کی شہرت اڑا رکھی تھی وہ دو تین کوس حیدرآباد سے تین چار
سو سوارون کے ساتھہ بہادر شاہ کے لشکر کے انتظار مین بیٹھا۔ دہم ذی القعدہ کو بادشاہ
کا خیمہ حیدرآباد سے تین کروہ پر لگا۔ بادشاہ نے رفیع الشان و جہان شاہ اور خانخانان
اور امیرون کو بھیجا اور فرمایا کہ تا مقدور جنگ مین سبقت نہ کرین اور کام بخش کو گھیر لین ایسا
نہ ہو کہ وہ مارا جائے اور مسلمانون کی خونریزی ہو غرض دونو لشکرون مین محاربہ صعب ہوا
محمد کام بخش مغلوب ہوا اور میدان دار و گیر مین اکثر اوسکے معتبر و عمدہ رفیق کشتہ و زخمی ہوئے
اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ محمد کام بخش ایسا مردانہ لڑا جیسا سلاطین تیموریہ و بابریہ کو
سزاوار ہے اور زخمی ہوکر بیجاپور گیا۔ ملازمان بہادر شاہی اوسکو جس حال مین تھا
مع بیٹون کے بادشاہ پاس لائے۔ بادشاہ اوسکو دیکھہ کر رویا اور اوسکو اپنے خیمہ کے متصل
احترام و اکرام کے ساتھہ جگہ دی اور یونانی اور فرنگی جراح اوسکے علاج کے لئے بھیجے
مگر کام بخش علاج کا مانع ہوا۔ اوسکو کچھہ ہوش آیا اور آنکھین کھولین۔ اوسکی حقیقت حال کو
جب بادشاہ سے بیان کیا تو شاہزادہ جہان شاہ کو اوسنے عیادت کے لئے بھیجا۔ بھتیجے نے
چچا سے کہا کہ ایا جان کا دل نہ چاہتا تھا کہ جناب ایسے زخمی ہون تو چچا نے آشفتہ ہوکر کہا
کہ تمکو بھی باپ کے مرنے کے بعد یہی معاملہ بھائیون سے پیش ہونے والا ہے تم اپنی فکر
کرو پھر بادشاہ خود بھائی کو دیکھنے آیا۔ اور اوسنے یہ کہا کہ نہ میخواستم کہ بایں حالت شما را
بہ بینم۔ اما مقدر چنین بود۔ محمد کام بخش نے اس بے طاقتی کی حالت مین کہا کہ آن قبلہ بکدام
صورت مرا میخواستید کہ بہ بینید مارا تخت است یا تختہ۔ بعض یہ لکھتے ہیں کہ اوسنے یہ کہا کہ
من ہم نمی خواستیم کہ بشہرت بیحوہری و بے غرتی اولاد تیمور دستگیر گردد۔ شاہ عالم نے
اوسکو دو چمچے شوربہ پلایا اور وہ بہت رویا۔ کام بخش ایسا غصہ مین آیا کہ تمام زخمون کا

بعد اوسکے وہ ذات الجنب کی طرح بادشاہی اضلاع کے ہمسایہ بد ہو گئے پھر اپنے مذہب وقوم کے آزاد کرنے والے اور مسلمانون کی پیش قدمی کے پیچھے ہٹانے والے آخر کو سلطنت مغلیہ سے جو تھہ لینے والے یا مالک ہو گئے سلطنت مغلیہ کمزور ہو کر قریب المرگ تھی مگر مرتے دم تک اپنی نخوت و تکبر سے ہاتھہ نہین اوٹھایا - اور مرہٹون کو اپنے آگے کچھہ نہ گنا - عالمگیر کے مرنے کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے اس قوم کے مطیع کرنیکا ارادہ نہین کیا - مرہٹے بادشاہون کی اولاد کو آپس مین لڑا لڑا کر اپنی قوت اور سلطنت کو بڑھاتے رہے اور بادشاہی فوجون کے سامنے اپنی بہادرانہ کوششین دکھاتے رہے - مرہٹون کو خواہ لٹیرا سمجھو خواہ قزاق جانور کوئی بُرا نام رکھو مگر جو اونہون نے اپنی قوم اور مذہب کے آزاد کرنے مین بہادرانہ اور مردانہ کوشش و سعی کی اور قومی ہمدردی کے جوش و ولولے ہندؤن مین پیدا کئے وہ ایک کارنامہ اونکا تاریخ مین ہمیشہ قابل ستایش و یادگار رہے گا - اب آیندہ حال جو مرہٹون کا لکھا جائے گا وہ اس بیان کی تصدیق کریگا +

نبابا سیندھیا (نیا جی سیندھیا) کہ مرہٹون کے سردارون مین نامور سرفوج تھا - اور اوسنے تاخت و تاراج سے صوبہ مالوہ تک خرابی پھیلائی تھی - اس زمانہ مین ذوالفقار خان کی تجویز اور دستگیری سے اوسنے توبہ کی اور بادشاہ کی درگاہ مین آیا اور محمد کام بخش کی جنگ مین شریک ہوا اور اس وسیلے اوسکی مع بیٹون اور اوسکی اقوام کے شفاعت ہوئی اوسکو منصب ہزاری پنج ہزار سوار کا منصب اور دو لاکھہ روپیہ نقد اور خلعت وغیرہ مرحمت ہوا اور اوسکے بیٹون اور پوتون مین ہر ایک کو منصب پنج ہزاری اور چہار ہزاری عنایت کیا جنکا مجموعہ چالیس ہزار اور پچیس ہزار سوار ہوتے ہین - اولاوسکی درخواست اور بخشی الممالک کی التماس سے پہلے کہ اسناد منصب تیار ہون بلکہ پہلے اس سے کہ عرض مکرر ہو حکم فرمایا کہ صوبہ اورنگ آباد اوسکی تنخواہ مین مقرر ہو جہان ہزار کے قریب چھوٹے بڑے منصبدار بدلے گئے +

نبابا جی سیندھیا +

راجہ ساہو نبیرہ سیواجی کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اورنگ زیب اسپر بہت عنایت کرتا تھا اور یہ نام بھی اوسی کا رکھا ہوا تھا۔ ذوالفقار خان نصرت جنگ اوس سے رابطہ خاص رکھتا تھا۔ اور قدیم سے اوسکے احوال پر متوجہ تھا۔ اوسنے اعظم شاہ سے جب وہ سرحد دورآ پر آیا سفارش کرکے اوسکو مطلق العنان کرادیا۔ وہ پچاس ساتھ اومیون کے ساتھ جو اوسکی رفاقت کرسکے موہن سنگھ زمیندار پاس آیا۔ یہ زمیندار سرکار بیجاگڈہ و پرگنہ سلطان پور نندر بار مین مشہور مفسد پیشہ تھا۔ اوسنے راجہ ساہو کا کچھ سرانجام کار کیا۔ اور اپنے تعلقہ اور سلطان پور سے عزت کے ساتھ باہر کردیا۔ یہانسے وہ اپنا تمام مرہٹہ معروف بانڈا پاس گیا وہ ایک مشہور مفسد پیشہ تھا پرگنہ سلطان پور مین گدھی کو کرمندہ اسکے تصرف مین تھی بندر سورت سے وہ برہانپور تک تاخت و تاراج کرتا تھا سلطنت کی افراتفری مین اورنگ زیب کے فتح کئے ہوئے موروثی قلعے اوسکے ہاتھ آگئے تھے بعض مرہٹون کے سردار راجہ ساہو کے ساتھ اس سبب سے متفق ہوئے کہ وہ راجارام کی بیوی تارا بائی سے نفاق رکھتے تھے۔ راجہ ساہو نے فوج عظیم فراہم کی اول نواح احمدنگر مین آیا۔ ایک روایت ہے کہ وطن کے چلنے کے وقت اس گل زمین کی جہان اورنگ زیب کا واقعہ ہوا تھا جاکر زیارت کی نقد و طعام و اوقات کو تقسیم کیا بیس ہزار سوار مرہٹہ فراہم ہوئے۔ اوسنے اورنگ زیب کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا۔ خلد آباد کی طرف چلا جب اسکی فوج پیش آہنگ اورنگ آباد کے قریب آئی سرخید راجہ ساہو اور اوسکے ہمراہی بھائی بند تاخت و تاراج کا ارادہ نہیں رکھتے تھے لیکن مرہٹون کو لوٹ کا جیسا الیسا منہ کو لگا ہوا تھا کہ وہ کب دست اندازی سے باز رہ سکتے تھے۔ اورنگ آباد سے منصور خان اور اور معتمدین نکلے اور اونہون نے برج و بارہ کا بندوبست کیا اور اس جماعت کے رفع شر مین کوشش کی۔ اور راجہ ساہو نے بھی اپنے آدمیونکو منع کیا۔ راجہ ساہو بزرگون کے مزارون اور اورنگ زیب کی قبر کی زیارت کرکے اپنے قلعون مین چلا گیا +

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کل دکن کا صوبہ دار تھا اور اوسکی میر بخشی گری بھی

سردیس مکھی کے باب میں ذوالفقار خان اور جملۃ الملک کا اختلاف رہا +

اوسکو سپرد تھی اوسکی وساطت سے راجہ ساہو کے وکیل نے درخواست کی کہ چھ صوبون کی سردیس مکھی کا فرمان مجھ کو اس شرط سے مل جائے کہ وہ ویران ملک کو آباد کرے۔ اس سبب سے کہ جملۃ الملک معظم خان خانان نے صوبہ برہان پور اور نصف صوبہ برار کو جو دفاتر مین سرار پایان گھاٹ کے نام سے موسوم تھا اور یہی نام اوسکا لوگ لیتے تہے۔ موافق سررشتہ قدیم فاروقی و محمد اکبر بادشاہ کے دکن کے چھ صوبون سے نکالکر شاہجہان آباد کے توابع صوبون مین داخل کیا تھا جو اصل ہندوستان زبان زد خاص و عام ہے وہ چاہتا تھا کہ امور ملکی و مالی کا اختیار عزل و نصب حکام اپنے بڑے بیٹے مہابت خان کو سپرد کرے۔ اس سبب سے ذوالفقار خان اور معظم خان کے درمیان لوگون مین مشہور ہو گیا کہ آپسمین برمزاجی ہو گئی اور بخشی الملک نہین چاہتا تھا کہ کل مقدمات ملکی و مالی دکن مین کوئی دوسرا شخص دخیل اور صاحب اقتدار رہو۔ راجا رام عموی راجہ ساہو کی زوجہ تارابائی تھی اوس کے بطن سے دو بیٹے راجا رام کے خرد سال تھے۔ عالمگیر کے عہد مین لشکر کشی اور سرکشی دس سال تک رہی اوسکے بعد اوسنے صلح کی التماس اس شرط سے کی کہ نورو پیہ فیصدی سردیسمکھی اوسکو عطا کی جائے۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عالمگیر نے بہ سبب بعض شرطون کے اس درخواست کو قبول نہین کیا تھا۔ ان دنون مین اوس نے جملۃ الملک کی وساطت سے یہی درخواست پھر کی کہ نورو پیہ سردیس مکھی کا فرمان اوس کے بیٹے کے نام عطا ہو جسمین چوتھ کا کچھ نام نہ ہو تاکہ وہ مفسدون کو دفع کرکے ملک کا بندوبست کرے۔ اس سبب سے کہ صمصام الدولہ ذوالفقار خان بہادر راجہ ساہو کا طرفدار تھا اس بارہ مین گفتگو مخالفانہ دو نومہینون کے درمیان واقع ہوئی۔ بادشاہ نے اپنی وسعت خلق سے دل مین یہ مقرر کر رکھا تھا کہ ادنی اعلی مین کسی ایک شخص کی التماس کو رد نہ کریگا چنانچہ مدعی و مدعا علیہ اپنے مقتضا و مدعا عرض کرتے جنمین صبح و شام کا سا تفاوت ہوتا دونو کی التماس قبول ہوتی حکم ناطق فرمایا جاتا۔ مقدمہ سردیس مکھی مین بھی جملۃ الملک اور میر بخشی دونو کی درخواست کے موافق عطا کے فرمان کا حکم دیا۔ مگر آپس کی پرخاش کے موافق مقدمہ سردیس مکھی دونو کے نام ملتوی رہا +

خطابات و بہادر شاہ کی دریا دلی و زر

ابتدا سے عہد خاندان تیموریہ میں یہ مقرر تھا کہ ایک خطاب دو آدمیوں کو نہ عطا کیا جاتا تھا ایک دو لفظ کا فرق اس مین کیا جاتا تھا۔ اس عہد مین صفدر خان بابی متعینہ احمد آباد کا یہ خطاب تھا وہ دوسرے شخص کو عطا ہوا تو صفدر خان بابی نے اپنے خطاب کی بحالی کے لئے عرضی بھیجی تو اوسکے اوپر یہ دستخط ہوئے کہ بحال بحال گو دیگرے ہم داشتہ باشد۔ اس روز سے ایک خطاب کا دو تین آدمیون کے ملنے کا عیب جاتا رہا اور اسی طرح منصب و نوبت و نقارہ و فیل جیغہ و سرپیچ کے ملنے مین پایہ و مراتب کا اعتبار نہین رہا ان دنون مین اخلاص خان جدید الاسلام کہ حلیہ فضیلت و دیانت سے آراستہ تھا اور متصدی گری مین اور حساب میں بڑی سختی کرنے مین مشہور تھا۔ وہ عرض مکرر کی خدمت مین معزز ہوا۔ بادشاہ دریادل بدون مراتب کے ملاحظہ کے عطائے منصب و اضافہ مین آب سیل کی طرح ایسا رائگان ہوا تھا کہ اخلاص خان اجراء عرض مکرر کا متحمل نہ ہوا۔ اوسنے جملۃ الملک ہی التماس کی کہ بادشاہ اقلیم بخش کی ہمت کے موافق دولت سلطنت ہفت اقلیم کا دفاکرنا خیال محال اور دور از عقل ہے تمام عالم بیش طلب ہے اس صورت میں بادشاہ عالم نواز کی شجر فیض بخشی کا ثمر یہ ہوگا کہ تمام منصبدار اور خانہ زاد با نام و نشان بے چاکر ہونگے اور قلمرو ہندوستان کی دولت عشر عشیر بادشاہ کی اس ہمت کے لئے وفا نہ کریگی صلاح دولت و تقاضائے مصلحت یہ ہے کہ اس بارہ مین تدبیر و بندوبست کیا جائے کہ آب سیل کا سدراہ ہو کہ وسعت ہندوستان کے مداخل کا سرسبز ہونا بخشش خرچ کے لئے کم و بیش ہو سکے۔ اکراسے کافہ انام کے نزدیک رزق خلق اللہ کا ہونا بدترین صفت مذموم ہے لیکن بعض نکتہ سنج منصف پیشون کے نزدیک اوسکا سخن راست تلخی آمیز تھا۔ اخلاص خان چاہتا تھا کہ جو وقت یاد دہشت منصب و زیر کے نزدیک عرض مکرر کے دستخط کے واسطے آئے تو چاہیئے کہ بعد تحقیق و غور اصل و نسل و پایہ و مراتب صاحب منصب کے دستخط کرے۔ خانخانان نے اسوقت اس رزق خلق کی اسناد کے بند کرنے کی بدنامی اپنے لئے پسند نہین کی اور اخلاص خان کو تحقیقات کی تکلیف دی

اخلاص خان نے ملامت وطعنون کے جنال سے اس بات کو قبول نہین کیا اور خدمت سے استعفا دیا اور اوسکی جگہہ مستعد خان عرف محمد ساقی مقرر ہوا اور یہ انتظام ہوا کہ جسوقت یادداشت منصب عرض مکرر کے لئے آئے تو مستعد خان کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ صاحب منصب ملازم بادشاہ کی بندگی کی قابلیت رکھتا ہے یا نہین اور کس سبب اور وسیلہ سے اس نے منصب اضافہ پایا ہے۔ کوئی شخص پایہ ومراتب سے زیادہ اور قبل از ایام میعاد مقرری کے اضافہ نہ پائے اور اسی طرح یومیہ وجہ معاش کی تحقیق کی جائے ان امور کے تجسس وتفحص کے بعد جنمین بہت دیر لگے گی۔ لفظ صحیح کا نشان مستعد خان یادداشت منصب اضافہ ویومیہ ووجہ معاش پر کردے۔ زیادہ تر بادشاہ کو دو محل مہر پرور اور امتہ الحبیب اور مقربان حضور سزاول تنبید مقرر کرتے کہ یادداشت پر تحقیق کی کاوش کے بدون مستعد خان کے دستخط ہوجاتے مگر باضابطہ وبے ضابطہ اجراء کارمین فوراً تفاوت ہوتا اور بادشاہ کے دستخط کا اعتبار نہین رہا۔ بادشاہ اپنے متصدیون سے فرمایا کرتا کہ جسے اپنے کار آپس میں مل گئے ہیں جو بہتر جانتے ہیں عمل مین لاتے ہین۔ ہمارا فقط اعتبار رہ گیا ہے خلق کے مطلب قبول کرنے کے سوا ہم کو کوئی اور چارہ نہین ہے۔ صائب کا شعر ورد زبان رکھتا تھا۔ بیت

ہر کہ اینجا دست رو بر سینۂ سائل زند ✦ حاجب جنت گذارد جوب پیشش روز بار

ہرچند سخاوت وہمت ووسعت خلق وعیب پوشی خلق وحفظ الحبشی مین ایسا بادشاہ زمانہ ماضی مین ازروے تواریخ خصوص خاندان تیموریہ مین کمتر نظر آتا ہے مگر بے عیب خدا کی ذات ہے وہ کاروبار سلطنت اور ملک کی خبرگیری اور امور لایعنی کے بندوبست مین مستغنی و بے خبر وبے پروا تھا کہ طریف شوخ طبعون نے اوسکی تاریخ جلوس (شہ بے خبر) کہی ہے راتون کو جاگتا۔ دوپہر دن چڑھے تک سوتا جس کے سبب سے خلق العدم سفر کے دن تکلیف ہوتی کہ انکو اپنے خیمون کے مثل نہ پاتی اور دربار معلے کے نقارہ خانے اور کچہریون اور بازارون مین رات بسر کرتے ✦

ارادت خان نے بادشاہ کی خصائل اور اوسکے دربار کا حال یہ لکھا ہے ✦

بادشاہ کے فضائل اور دربار کا حال جو واقعات خان کہتے ہیں +

شاہ عالم سخی رحم دل عالی دماغ خوش اخلاق وجوہر شناس تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کی سلطنتو نکو دیکھ چکا تہا کہ سیاست وقدرت شاہانہ کس طرح صحیح صحیح طور پر استعمال میں لانی چاہیے آخر پچاس سال سے وہ خود بھی حکومت کرتا تھا جب وہ بادشاہ ہوا تو زمانہ نے ایک نئی رونق پائی سب درجے کے آدمی علی قدر حال اوسکی مہربانی سے مستفید ہوئے اوسکی فیاضی اور دریا دلی نے خلقت کے دل سے اورنگ زیب کی ساری خوبیون کو محو کر دیا بعض تنگ دل بخیل حسد اور احسان فراموشی کے سبب سے اوسکی سخاوت و دریا دلی کو کہتے ہیں وہ بیجا اسراف اور دولت کا رائگاں کرنا تھا لیکن حقیقت میں ہر فرقہ اور سب درجہ کی لیاقت کے آدمیون اور وضیع وشریف عالم وہنرور نے بادشاہ کے تخت سے ایسا فیض پایا جو اس عہد سے پہلے زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ کان نے سنا تھا۔ جو کمالات وصفات اوسکی ذات میں تھے وہ بیان نہیں ہو سکتے۔ وہ بہادر ایسا تھا کہ جنگ میں اعظم شاہ سے جسکی شجاعت کی دھاک تھی تن تنہا لڑنے کو مستعد تھا۔ اسکے چاردن بیٹے بڑے صاحب قدرت تھے اور بہت فوج اپنے پاس رکھتے تھے وہ اونکو اپنے پاس نہ رکھتا تھا۔ ایک لمحہ اون پر بدظن نہ ہوا۔ اور اونکو وزراء اعظم کے اختلاط وتعلقات پیدا کرنے سے منع نہیں کیا۔ خاکسار بھی جیسا کہ اورنگ زیب سے اپنا فرض سمجھ کر عرض کیا کرتا تھا بادشاہ سے بھی معروض کیا کہ ان صاحبزادون سے احتیاط کرنی اور خبردار رہنا ضرور ہی تو اوسنے مجھے جواب باصواب یہ دیا کہ میں نے ان شاہزادون کے بیٹون کو جو اوسکے ساتھ معرکہ جنگ میں مقتول ہوئے اجازت دی کہ وہ اوس کے حضور میں مکمل مسلح حاضر ہوا کریں چھوٹے بچون کو میں نے اونکے ماؤن پاس رکھا اور اونکو کچھہ نہیں ستایا اور جب وہ بالغ ہوئے تو میرے ساتھہ شکار میں اور میری سیر و تفریح میں بے روک ٹوک شریک ہوئے جب اورون کی اولاد کے ساتھہ میرا یہ نیک سلوک تھا تو اپنی اولاد کے ساتھہ کیون نہ ہو شاہ عالم کا دربار شاہجہان کے دربار سے بھی ایک درجہ بڑھا ہوا تھا شہزادے جنمیں اوسکے بیٹے پوتے بھتیجے ہوتے اوس کے تخت کے گرد اس طرح بیٹھتے اوس کے دائیں طرف بڑا بیٹا جہاندار شاہ مع اپنے تین بیٹون کے

اور اوسکا تیسرا بیٹا رفیع الشان مع اپنے تین بیٹون کے اور بیدار دل جو اوس کے بھتیجے بیدار بخت کا بیٹا تھا اوسکے بائیں طرف عظیم الشان مع اپنے دو بیٹون کے۔ جہان شاہ مع اپنے بیٹے کے اور اعظم شاہ کا صرف ایک بیٹا عالی تبار جو زندہ رہا تھا وہ عظیم الشان کے بائیں طرف اور کچھ دائیں طرف سے آگے کام بخش کے دو بیٹے۔ ان شاہزادون کے پیچھے سکندر عادل شاہ بیجاپور اور قطب شاہ گول کنڈہ کے بیٹے بیٹھتے۔ یہ بادشاہ وہ تھے جنکو اورنگ زیب نے مغلوب کیا تھا۔ چاندی کے کٹہرہ میں ہفت ہزاری سے سہ ہزاری تک امرا کھڑے رہتے اس کے دربار کی شان و شکوہ بیان میں نہیں آسکتی عیدین اور اور جشنون میں بادشاہ اپنے ہاتھ سے امیرون کو اونکے درجے کے موافق عطر و پان دیتا۔ اوسکے عیدات و انعامات شاہانہ ہوتے۔ جب وہ اپنے گھر میں ہوتا تو دینداروں کی طرح سادہ لباس میں ہوتا اور جماعت کے ساتھ نماز کبھی قضا نہ کرتا سفر کے اندر اکثر تعطیلون اور جمعون میں وہ خود نماز دربار کے خیمہ میں پڑھاتا۔ اور قرآن کی سورتین ایسے خوش لہجے اور قرأت میں پڑھتا کہ بڑے فصیح اہل عرب بھی اوسپر فریفتہ ہوجاتے وہ آخر شب کی عبادت کو کبھی ترک نہیں کرتا اور بعض دفعہ ساری رات نمازین پڑھا کرتا اور دعائیں مانگتا۔ اول شب مین اوسکے پاس فضلا و علماء دینی کی ایک جماعت جمع ہوتی۔ وہ حدیثون کو خود بیان کرتا اوس کو بہت حدیثیں یاد تھیں اور علم فقہ خوب جانتا تھا۔ اوسنے تمام فرقون کے مذہبون کی تحقیقات کی تھی اور آزاد خیالون کی کتابین پڑھی تھین اور ہر ایک فرقہ کے عقائد سے واقف تھا۔ اس سبب سے متعصب دینداروں نے اوسکے مذہبی رایون پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی قابلیت پر وہ حسد کرتے تھے۔ اوسکے اوصاف لکھنے کے لئے تو کتابین چاہئیں اسلئے مین نے اوسکا ایک جزو بیان کر دیا +

پاپ رائے سیندھی فروشون کی نسل میں تھا۔ اوسکی بہن بیوہ صاحب بایہ تھی اوس سے ملنے وہ گیا پانچ چار روز اوسکے گھر مین رہا۔ اوسکی نقد و جنس کی مالیت کوتا کا چند بیادے اپنے رفیق کئے اور اپنی بہن کو پکڑ کر طرح طرح کے ظلم و سیاست سے اوسکے تمام اعضا کو جلا کر جو نقد و زیور اس پاس تھا لے لیا۔ اور بہت سے بیادے نوکر رکھ لئے اور ایک پارچہ کوہ پر جاکر اوسکو اپنا ملجاء و پناہ بنایا اور

پاپ رائے کے قصے کا ذکر +

مسافرون اور رعایا اطراف پر دہ زنی و دست اندازی شروع کی +

فوجدار اور زمیندار اوس کے پکڑنے کی فکر مین ہوئے باپ رائے کو اوسکی خبر ہوئی تو وہ ذلکت رائے زمیندار پرگنہ کولاس سرکار ایلکندل پاس چلا گیا اور جماعہ داری کی نوکری اوسکی کرلی چند روز بعد وہ چنا ہنونت ایک اور زمیندار کے جماعہ دار کا ہم مصلحت ہوا اور اوسکو اپنا شفیق رفیق بنایا۔ پھر ان دونون نے اس ضلع کے مسافرون پر دست اندازی شروع کی ذلکت رائو کو جب اوسکی خبر ہوئی تو اوسنے دونو کو مقید کر کے شکنجہ سیاست مین رکھا ایک دو مہینے کے بعد ذلکت رائو کا بیٹا بیمار ہوا اوسکی بیوی نے اپنے بیٹے کی شفا کے لئے تمام قیدیون کو چھوڑ دیا باپ رائے بھی قید سے خلاص ہوا موضع شاہ پور پرگنہ پرگنڈا سرکار رھونگری (بھونگیر) اس خطہ پر واقع ہے جو حیدر آباد اور ورنگل کے درمیان کھینچا جائے اور اور مقامات جنکا ذکر آئیگا وہ اس خط کے شمال مین واقع ہین) مین چلا گیا اور یہان ایک بڑے شہور صد سردار کے ساتھ انباز و دمساز ہوا اور اپنے پاس بڑی جمعیت فراہم کی اور شاہ پور مین ایک پارچہ زمین سنگ لاخ پر گڈھی بنائی اور اطراف کو تاخت و تاراج کیا۔ جہان کسی کا مقبول و مال ہنود و مسلمین کو ملتا اوپر تعدی کر کے متصرف ہوتا۔ اشرافون اور بیوپاریون کی ایک جماعت بادشاہ پاس استغاثہ کے لئے آئی اور رستم دل خان پاس اسکی تنبیہ کا حکم لائی جلکم پہنچنے کے بعد پرگنہ کھیر اسی شاہ پور سے سات آٹھ کوس ہٹا رستم دل خان فوجدار نے قاسم خان افغان کو شائستہ جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ باپ رائے کو پکڑ لے۔ وہ باپ رائے کی تادیب اور استیصال کی فکر مین رہتا تھا۔ وہ اوس کے ساتھ کبھی کبھی شوخی کرتا تھا۔ ایک دن اوسنے پرگنہ کلیاک کے ایک موضع پر تاخت کی قاسم خان اوسکی تنبیہ کو آیا اور ان دونو کے درمیان ایک جنگ واقع ہوئی جب باپ رائے کے بہت آدمی مارے گئے تو وہ بھاگ گیا اور پارچہ کوہ قلب مین چلا گیا۔ قاسم خان اوسکے پیچھے گیا کہ ایک گولی اوسکے ایسی لگی کہ وہ مرگیا۔ باقی فوج نے ہزیمت پائی پھر رستم دل خان

نے ایک فوج بھیجی مگر فائدہ مرتب ہوا۔ خود داد نے آنکر شاہ پور کا محاصرہ کیا۔ باپ اے اور سردا دو مہینے محاصرہ میں رہے اور جنگ کرتے رہے آخر کو بھاگ گئے۔ رستم دل خان نے گڈھی کو مسمار کیا اور مراجعت کی تو باپ راے اور سردا نے آنکر خام گڈھی کی جگہ پختہ گڈھی بنالی اور اس مین مصالح جنگ فراہم کیا۔ اس گڈھی کے بننے سے عوام مین مشہور ہوا کہ رستم دل خان اپنی گرمی بازار کے لئے باپ راے کی تنبیہ و استیصال مین واقعی تن دہی نہین کرتا غرض مقدمہ فساد کو طول ہوا اور نوبت یہ آئی کہ شاہ پور سے پندرہ بیس کوس تک کوئی شخص رات کو آرام سے نہیں سوتا تھا۔ سردا اور پرتھی دل خان جماعہ دارمین سے ہر ایک کو قلعہ پر گری کا دعوی تھا اونمین یکسکی ہوئی اور اوسکا انجام یہ ہوا کہ دونو آپس مین لڑکر فنا ہوئے۔ سردا کے مرنے کے بعد باپ راے کو اور زیادہ استقلال ہوا۔ فوج اور ذخیرہ کو بڑھایا اور اطراف کے قلعون کی تسخیر مین کوشش کی۔ رستم دل خان نے اسپر چڑھائی کی اور شاہ پور کا محاصرہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ دار و مدار کرکے کچھ روپیہ لے لیا اور مراجعت کی۔ اب باپ راے قلعہ ورنگل کی تسخیر کے فکر مین ہوا وہ شاہ پور سے سولہ سترہ کروہ تھا وقصبہ مذکور بہت تجار مایہ دار رہتے تھے لاکھون روپیہ کے اقمشہ اور بیش بہا قالین تھین۔ بست و دہم محرم ۱۱۸۵ کو سامان اور ہنود تا بوتون کے کشت مین مصروف تھے کہ باپ راے دو تین ہزار پیادے اور چار پانچسو سوار لیکر قلعہ ورنگل پہنچا۔ اور اوس نے قلعہ کو لے لیا اور قصبہ لوٹ لیا لاکھون روپیہ نقد و جنس اوسکو ہاتھ لگا اور سنگین بیش بہا قالینون کو کاٹ کر دست بدست لٹیری لیگئے بارہ پندرہ ہزار مرد و زن و اطفال اوسنے قید کئے۔ اور قصبہ کو ایسا لوٹ لیا کہ اسمیں آدمیون کو خاک پر بٹھا دیا قاضی کی بیوی کو اپنی بیوی بنایا اور اوسکی بیٹی کو رقاصون کو تعلیم کے لیے دیا۔ قاضی کو کچھ دنون قید رکھکے چھوڑ دیا اب اوسکی سواری کے ساتھ سات سو بندوقچی چلتے تھے اور بندوق مین دو خرانے تھے دس بارہ ہزار بیل غلہ کے بنجارون کے پکڑ کر قلعہ مین اونکا غلہ ذخیرہ کیا اور بیلون کو قلعہ رانی کے لئے بھیجدیا کہ اوسکے واسطے زراعت کو سرسبز کرین پھر اوسنے قلعہ بھونگری پر جو حیدر آباد

سولہ کردہ پر ہے ۱۲ - ربیع الاول کو کہ لوگ فاتحہ درود مین مشغول تھے حملہ کیا اور اوسکو فتح کر لیا ہوتا مگر وہ ہاتھہ نہ آیا قصبہ اور پیٹھہ کو لوٹ لیا اور دو تین ہزار عورت مرد کو پکڑ کر لے گیا اور اوسنے یہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان عورت کو پکڑ کر لائے تو پانچ روپیہ انعام پائے اور کسی مشہور خاندان قضات و مشایخ کی عورت کو گرفتار کر کے لائے تو پانچ ہون انعام پائے - مارا کنڈا کے قریب شاہ پور سے چار کوس پر ایک قلعہ بنایا اور ذخیرہ وافر اور ما یحتاج اوسمین جمع کیا - جیب اوسکے فساد کو امتداد ہوا - اس ضلع کے پاس اور دور کے رہنے والون کو خواب و خور کا آرام حرام ہوا اور عروسی و شادی کی رسم اوٹھہ گئی جہان وہ کسی بالغ نابالغ دلھن کو سنتا تو اوسکو راہ مین میانہ سے یا خانہ سے بلوا لیتا - قاضی جنکی جورو اوسنے چھین لی تھی اور مظلوم بہادر شاہ پاس آئے روزانہ مشعلین روشن کر کے عرض کیا کہ بادشاہ خود جاکر اس کافر کا استیصال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ مناسب نہین ہے کہ مین ایک سندھی فروش کی تنبیہ کے لئے جاؤن یوسف خان صوبہ دار مقرر ہوا کہ اس مفسد کا استیصال کرے - باپ اسکے فوج آنے سے پہلے قصبہ کلپاک کا محاصرہ کیا جو شاہ پور سے آٹھہ کوس تھا جب سپاہ آئی تو وہ شاہ پور کو بھاگ گیا اور اوس کے بہت آدمی مارے گئے قلعہ شاہ پور مین اسکا خسر مقید تھا فقط اوسکی بیوی کو اجازت تھی کہ آٹھہ پہر مین اوسکو ایک دفعہ کھانا کھلاوے اوسنے اپنی بیوی سے تین چار سو من کھانے مین چھپوا کر منگائے اور اوسنے اپنی اور چند اور قیدیون کی بیڑیان کاٹین - باپ راے مچھلی کے شکار کو دو کوس پر گیا تھا کہ ان قیدیون نے قلعہ کے نگہبانون کو مارا اور کلپاک کے زمیندار کو پہلے سے کہلا بھیجوایا تھا کہ جب ہم توپ چھوڑین تو تم آجانا - باپ راے یہ خبر سنکر شاہ پور کے دروازہ پر آیا اور اوسکو جلایا مگر دروازہ اس حکمت سے بنایا گیا تھا کہ دروازہ چوبی جل جائے تو ایک پارچہ تختہ آہن و سنگ اوپر سے گر کر اوسکا قایم مقام ہو جائے - اسلئے دروازہ کے جلانے سے کچھہ فائدہ نہ ہوا - اس عرصہ مین دلاور خان کلپاک سے سپاہ لیکر آیا - باپ راے سے لڑائی ہوئی - دلاور خان قلعہ مین داخل ہو

پاپ رے کی فوج متفرق ہوئی وہ قلعہ کے ریکنڈامین آیا - نو مہینے اس قلعہ کا محاصرہ لشکر شاہی نے کیا - یوسف خان نے قلعہ کے اندر پاپ رے کے آدمیون کے ساتھ سازش کی - وہ جو قلعہ سے نکل کر یوسف خان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے یوسف خان پیٹھ پر کوٹ وبارہ وبرج اطراف قلعہ کو اپنے تصرف مین لایا - پاپ رے قلعہ سے باہر موضع حسن آباد مین جمع اسکا آباد کیا ہوا تھا چلا گیا - وہان ایک تاڑی فروش نے پہچانکر اوسکو پکڑوادیا وہ یوسف خان کے روبرو لایا - اوسکے بند بند جدا کئے گئے - اوسکے اعضا حیدرآباد کے دروازہ پر لٹکائے گئے اور سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

دہقان سال خوردہ چہ خوش گفت با پسر
کاے نور چشم من بجز از کشتہ نہ دروی

اس سال کا آخر سانحہ یہ ہوا کہ قلعہ قندہار کا قلعہ ارضا بط سلطان حسین شاہ ایران کی طرف سے گرگین خان تھا - اسکا نہایت معتمد نوکر میر اویس افغان تھا قلعہ کے ایک دروازہ کا بندوبست اوس کے سپرد تھا کبھی کبھی قلعہ دار اور میر اویس کے درمیان ناخوشی ملال افزا ہوتی تھی پھر بحسب ظاہر رفع کدورت ہو جاتی تھی - اسکا ذخیرہ افغان کے دل مین جمع ہوتا جاتا تھا - اسلئے دغا دیکر گرگین خان کو مار ڈالا اور قلعہ پر اپنا عمل دخل کر لیا - مصلحتہً خطبہ بہادر شاہ کے نام کا پڑھوایا کہ بدنامی رفع ہو اور بندوبست کا استحکام ہو - اور کلید طلائی اور عرضداشت بادشاہ پاس بھیجدی - بہادر شاہ نے شاہ ایران کے ساتھ نامہ و پیغام و تحفہ تحائف بھیجکر مودتی اتحاد از سر نو پیدا کر لیا تھا - فی الحال بمقتضاے مصلحت وقت یہ جانا کہ خلعت و فرمان - آفرین باد - اور سند قلعہ داری مع عطاے منصب پنجہزاری میر اویس پاس ارسال کیا اور خفیہ تجار کی زبانی پیغام سلطان حسین شاہ ایران کو کہلا بھیجا کہ افغان نے جو نمک حرامی پر جرات کی ہے اوس سے مجھے ملال خاطر ہوا اور اوس نے بہت برا کیا - آپ کو اسکے فساد کے رفع کرنے کے لئے جلد کوشش کرنی چاہیے - ہم اوسکی کمک نہیں کرینگے اسلئے آپ خاطر جمع رکھئے - شاہ ایران بھی بندوبست سلطنت سے بے خبر تھا - اصلا فوج کشی و تعین لشکر و مردم کشی پر راضی نہ ہوا - قلعہ قندہار کی تسخیر کی کچھ تدبیر نہ ہوئی - دو برس

سنہ ۱۱۲۴ھ

لشکر بھیجا جسکا نتیجہ کچھہ نہ ہوا محمد شاہ کی تاریخ مین اسکا بیان ہوگا +

سوانح سال سوم ۱۱۳۱ھ

جشن سال سوم +

۱۸- ماہ ذی الحجہ کو سال سوم جلوس کا آغاز ہوا جس کے انعامات کی تفصیل بیان نہین ہوسکتی شاہزادون کو فرمایا کہ نالکیون مین جو تخت روان کی طرح مرتب ہوئین تھین سوار ہون اور محمد اعظم شاہ و بیدار بخت و کام بخش کے بیٹون کو خلعت دئے اور دربار مین بیٹھنے کا اور سواری مین گھوڑون پر سوار ہوکر ساتھہ چلنے کا حکم دیا - جملۃ الملک خان خانان اور بخشی الملک ذوالفقار خان کو حکم دیا کہ وہ حضور مین اپنے آگے نوبت بجوائین ذوالفقار خان نے عرض کیا کہ ہم خانہ زادون اور شاہزادون مین یہی فرق نقارہ بجانے کا دلی نعمت کی رکاب مین ہے اسلئے مین اوسکے قبول کرنیسے انکار کرتا ہون خانخانان کو حضور مین نقارہ بجوانے کی آرزو تھی اور اوسکی جملۃ الملک سے سوء مزاجی تھی اسلئے یہ انکار ہوا +

بادشاہ کا سفر +

بادشاہ نے اول ربیع الاول ۱۱۳۱ھ مین دارالخلافہ کے قصد سے کوچ کیا - وسط جمادی الاول ۱۱۳۱ھ کو اورنگ آباد مین آیا اور آخر مہینے مین یہان سے کوچ کیا - آخر رجب مین بادشاہ برہانپور مین آیا یہ شہر شکارگاہ اور سیرگاہ ہے یہان رہنے کا ارادہ تھا کہ راجپوتون کے فساد کی خبر آئی کہ جب سے وہ کام بخش کی مہم مین مصروف ہوا تو نواح اجمیر مین راجپوت اور اونہون نے شورش کی اور صوبہ اجمیر سے تہانون اور فوجدارون کو اوٹھا دیا سید حسین خان بارہہ صوبہ دار اجمیر اونکی تادیب مین مشغول ہوا - راجپوتون نے اطراف سے ہجوم کرکے مقابلہ کیا سید حسین خان نے کارزار صعب کے بعد بہت راجپوتون کو مارا اور کئی ہزار زن و فرزند راجپوتون کے پکڑ لئے - بت خانے مسمار کئے چارون طرف سے راجپوت مور و ملخ کی طرح جمع ہوئے سید حسین خان مع احمد سعید خان فوجدار میرتھہ سنگھلانہ و غیرت خان فوجدار نارنول جو حسین خان کے برادر حقیقی تھے اور اور فرزندون و خویشون و ہمراہیون اور بندہ ہائے بادشاہی مین سے مارے گئے جب بہادر شاہ نے یہ سنا تو برہانپور مین اوسنے توقف مناسب نہ جانا اوائل شعبان ۱۱۳۱ھ کو یہان سے کوچ کیا - آب نربدا پر ماہ رمضان

مین آیا - گذ اکبر پور پر مقام کیا عید فطر کے بعد آب نربدا سے عبور کیا جب سرحد اجین پر پہنچا تو اوسنے خبر سنی کہ اطراف نواح دارالخلافہ اور پنجاب مین سکھون نے فساد مچایا ہے مین نے التزام کیا کہ اگر کوئی شاذونادر ہندؤن کی تصنیف کی ہوئی تاریخ ہاتھ آجائے تو اس مین سے بعض واقعات تاریخی کو نقل کرتا ہون کہ جس سے مسلمانون کے بیان سے اونکا مقابلہ ہو جائے - اختلاف اور اتفاق اون کا کھل جائے سکھون کی کتابین بہت سی ہین جنمین اونھون نے مسلمانون سے اپنی لڑائیون کا حال لکھا ہے شمشیر خالصہ ان سب کی جامع ہے مصنف بھائی گیانی سنگھ گیانی نے مسلمانون کے ساتھ جو سکھون کو معاملات پیش آئے مذہبی پیرایہ مین بیان کئے ہین اور کشف خرق عادت کو دخل دیا ہے جنکو مذہب سے تعلق ہے تاریخ سے تعلق نہین ہے غرض اسمین سے بعض مضامین ان چند صفحون مین گھٹا بڑھا کر لکھتا ہون

سکھون کا بیان

سلطان بہلول لودہی کے زمانہ مین کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۶۹ سنہ عیسوی کو موضع تلوندی تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین گورونانک پیدا ہوئے + انکی پیدایش کی جگہہ ایک پختہ عمارت نانکانہ بنی ہوئی ہے جہان میلا ہوتا ہے اونکے باپ کا نام کالو چند بیدی تھا جو قوم کا کھتری تھا اسکے لڑکے راجہ رام چندر سے سکھہ ملاتے ہین - اونکے لڑکپن کی حکایات معجزات اور کرامات سکھہ بہت بیان کرتے ہین اور اونکو اوتار مانتے ہین یہ باتین تو اعتقادات کی ہین مگر یہ سب مانتے ہین کہ وہ لڑکپن مین وجاہت اور لیاقت رکھتے تھے - ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات مسلمان یہ کہتے ہین کہ سید حسن درویش نے کہ صاحب کشف وکرامات تھے گورو پر نظر توجہ کی اور اونکی صحبت کی برکت سے گورو جی باپ دادا کے آئین و مذہب سے برگشتہ ہوئے اور فقراء صوفیہ کے زمرہ مین آئے اور مسلمان فقرا کی اقوال سے اپنی پنجابی زبان مین گرنتھہ کتاب بنائی سکھہ یہ کہتے ہین کہ وہ ہندو مسلمان فقرا کی صحبت مین رہے اور بعض سے وہ خود مستفیض ہوئے اور بعض کو اپنے سے مستفید کیا مگر گورو نانک موحد صوفی تھے اور فرقہ صوفیہ مین مسلمان و

گورو نانک شاہ +

وہندو کی باہم کچھہ تمیز نہین اس مین دونو ایک ہین - انکا مذہب ایسا ہی تھا جیسا کہ سائین کبیر کا - اونکے مذہب کا خاص مطلب صلح کل تھا - وہ دونو ہندو مسلمانون کو متحد کرنا چاہتے تھے - وہ توحید کے معتقد تھے - اونکے نزدیک جیسا کہ وید ویران ایسا ہی قرآن وہ کسی مذہب سے پرخاش کرنا اپنے مذہب مین کفر جانتے تھے - انکا یہ قول تھا کہ انسان پر خدا کی پرستش فرض ہے مگر پرستش الہی کی ظاہری صورت کی پابندی کی چنداں ضرورت نہین - ان فقرا کے کلمات خواہ ہندو ہون یا مسلمان ہون ایسے ہوتے ہین کہ مذہبی عناد و فساد کو بالکل دور کرتے ہین - معراج کے باب مین گورو کا یہ دوہرہ ہے ؎

نانک تنھہ مین درنہیں نبی گیو کس بار ✤ جیسے چھچھہ سے اچھچھہ - نکس جات ہے پار

ترجمہ اے نانک آسمان مین دروازہ نہین نبی کیونکر چلا گیا + جیسے عینک سے نگاہ پار جاتی ہے + نانک نے مذہب مین کوئی حصہ مسلمانون کے مذہب سے اخذ کیا ہے - کوئی ہندؤن کے مذہب سے + مسائل توحید قرآن و وید سے اخذ کئے ہین - اور گائے کی تعظیم اور تلسی کی تکریم یہ ہندؤن کے پرانون سے استنباط کی - مذہب مین کوئی بات ایجاد نہین ہوتی + گرو نانک نے چار بڑے بڑے سفر کئے ہین اور اونمین فقرا صوفیہ سے تحقیقات مذہب کی ہے ۶۹ برس ۱۰ مہینے ۱۰ دن کی عمر مین اسوج بدی دسمی سمت ۱۵۹۶ بکرمی مطابق ۱۵۳۹ عیسوی کو اونھون نے دنیا سے سفر کیا - اونکی پاکبازی اور راستبازی مین کسی ہندو مسلمان کو اتفاق ہے - سمشیر خالصہ مین لکھا ہے کہ جب بابر سے گرو نانک ملے تو اونھون نے اوس کو ہندوستان کے فتح کرنے کی اور اوسکی سات پشت تک ہندوستان مین فرمانروائی رہنے کی دعا دی تھی - بابر نے اونکی بھنگ کے قدح اور جواہر وغیرہ کی نذر قبول کرنے مین اونھون نے انکار کیا - بابر نے اونکی بڑی تعظیم و تکریم کی +

نانک شاہ کے دو بیٹے تھے ایک سری چند جسنے اپنی زندگی درویشی مین گذاری اور نہ جورو کی نہ باپ کی جانشینی کی - دوسرا لکھمی چند تھا وہ دنیا کے مال و عزت کو عزیز رکھتا تھا - کرتارپور مین اوسکی زمینداری تھی ہمیشہ حکمرانی و شکار اگلنی اور باغ و راغ کی سیر

مشغول رہتا۔ ابتک اوسکی اولاد کو صاحب زادہ کہتے ہیں +

گورو نانک کے جانشین گورو انگد ہوئے۔ وہ سکندر لودھی کے زمانہ مین ۱۵۰۴ء مین ضلع فیروز پور مین پیدا ہوئے۔ سمت ۱۵۸۸ مین گورو نانک کے چیلے ہوئے۔ اونھون نے اپنے گورو کی پوری پیروی کی گورمکھی حرفون کو ایجاد کیا۔ اور جنم ساکھی کتاب لکھی۔ ہمایون بادشاہ جب شیر شاہ سے شکست پاکر بھاگا ہے تو وہ اس گورو سے ملنے گیا۔ اوسنے تعظیم نہ کی تو ہمایون نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا تو گورو نے کہا کہ یہ شمشیر شیر شاہ پر کیون نہ چلائی وہان سے بھاگ آئے اب فقیرون پر تلوار چلاتے ہو تو بادشاہ نے اوسنسے معافی مانگی تو گورو نے کہا کہ چند سال بعد پھر تم ہندوستان کے بادشاہ ہوجاؤگے۔ اور اکبر کے پیدا ہونے کا مژدہ سنایا

گورو انگد

گرو سمت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ء مین بمقام کھنڈوے ۳۵ سال ۳ ماہ ۹ یوم کی عمر مین گدی نشین ہوا۔ ۱۲ سال ۹ ماہ ۹ یوم گدی نشینی کی اور ۴۸ سال ۱۱ ماہ ۱۵ یوم کی عمر مین سفر آخرت کیا +

یہ گورو سکندر لودھی کے وقت مین ۹ بیساکھ بدی سمت ۱۵۳۶ مطابق ۱۴۹۸ء کو موضع باصر بر گنہ امرت سر مین تیج بھان بہلے کھتری کے گھر مین پیدا ہوا۔ سمت ۱۶۰۹ مین گورو انگد نے امرداس کو گورپائی کی گدی پر سرفراز کیا۔ اس گورو نے قصبہ گوئیند وال کو آباد کیا +

گورو امرداس صاحب پیدا ہوئے ۱۵۲۱ء

ایک دفعہ گوئیند امرداس کھتری کے بیٹے نے حاکم لاہور کے روبرو گورو جی پر یہ نالش کی کہ گورو کو فقیر سمجھکر اس گانو مین ٹھیرنے کو مکان دیا تھا مگر اب وہ مالک بن کر بیٹھا ہے اور نکالنے سے نکلتا نہین۔ گورو جی نے اپنے داماد کو جو ایدہی کے لئے بھیجا مرزا جعفر بیگ حاکم نے گورو کو لاہور مین طلب کیا کے ثبوت طلب کیا۔ گورو نے غصہ مین آنکر کہا کہ گردن ٹوٹے زمین سے گواہی لے۔ حاکم گوئیند وال گیا اور تحقیق سے مدعی کا دعوی باطل ٹھیرا۔ وہ اولٹا جاتا تھا کہ گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی۔ اسکا بیٹا مرزا طاہر بیگ اس واقعہ کو

گورو کی بددعا سمجھکر اس پاس گیا اور عرض کیا کہ مین آپ کا خادم ہون مجھہ پر نظر کرم رکھئے
گورو ہوگوبند وال مین باولی کھدواتے تھے اس مین طاہر بیگ نے بڑی مدد دی اور جب وہ
قلعہ چتور کے محاصرہ مین گیا تو اکبر کو صلاح دی کہ آپ گورو کی منت مانینگے تو قلعہ فتح ہوجائیگا
اکبر بادشاہ نے جیسے بائیس صوبے مقرر کئے تھے۔ گورو جی نے بائیس منجے یعنے گدیان مقرر
کین سمت ۱۶۰۱ مین گنگا اشنان کے لئے جمنا کے عبور کرکے گورو سے محصل نے حسب دستور سوار روپیہ
فی کس محصول مانگا۔ گورو جی نے محصول دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم فقراء سے تو
دہرم راج بھی محصول نہیں مانگتا تم کیونکر لے سکتے ہو جب اسکی خبر اکبر بادشاہ کو ہوئی
تو اوسنے فوراً معافی محصول کا حکم بھیجدیا۔ جاتری ہردوار کا اشنان کرکے چلے گئے نہ آنے
مین محصول دیا نہ جانے مین۔ بہت لوگ اونکے ساتھہ سکھہ بن کر بے محصول چلے گئے
اکبر بادشاہ نے بھگوانداس کھتری کو گورو جی پاس چتور کی دعا کے لئے بھیجا۔ اونھون
نے کہا کہ جب ہماری باولی کا کڑہ پھوٹے گا تو قلعہ چتوڑ گڈہ ٹوٹے گا۔ اکبر نے کاریگرون کو
بھیجکر سمت ۱۶۱۶ مین باولی کا کڑہ توڑوادیا تو اوسی وقت چتوڑ گڈہ فتح ہوگیا۔ تو بادشاہ
اس پاس تحائف اور نذر نیاز بھیجی +

جب اکبر بادشاہ سمت ۱۶۶۲ مین لاہور آیا تو قصبہ گوئندوال مین گورو امرداس جی
پاس گیا بلکہ بیرگنہ چھبال کے بارہ دہات کی آمدنی گورو جی کو دینی چاہی مگر وہ انھون
نے لینی نامنظور کی +

یہ گورو ۶۳ برس کی عمر مین گورو انگد کی خدمت مین آئے۔ بارہ برس اونکی خدمت
کی پھر اونکے استقبال کے بعد ۲۲ برس گدی نشین رہے۔ ۹۵ سال ۳ ماہ ۱۳ یوم کی عمر
مین انتقال کیا +

گورو رام داس ۴ کا تک بدی دوج سمت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۳ء مین لاہور مین شیر شاہ کے
زمانہ مین ہردا س سوڈہی کے گھر مین پیدا ہوئے۔ گورو امرداس نے اپنی
بیٹی کا بیاہ اون سے کیا +

سمت ۱۶۳۳ مین جب اکبر بادشاہ لاہور کو جاتا تھا تو گورو سے ملنے آیا۔ اور موضع سلطان وِنڈ
و تونگ وغیرہ قصبات گرد و نواح کی زمین گورو چک کے ساتھ شامل کرکے گورو جی کو دیدی
اور سند معافی لکھ دی۔ امرت سر ہی زمین پر گورو جی نے آباد کیا +

گورو رام داس کے تین بیٹے پرتھی چند و مہادیو اور ارجن تھے۔ گورو جی
ارجن کو گدی پر بٹھا کے ساون سمت ۱۶۳۸ مین دنیا سے چل بسے۔ عمر ۴۹ برس ۱ ماہ
۱۴ دن کی تھی +

گورو ارجن بیساکھ سدی ستمی سمت ۱۶۱۰ مطابق ۱۵۷۳ کو اکبر بادشاہ کے عہد مین موضع
گوئیندوال مین گورو رام داس کے گھر مین پیدا ہوئے۔

سمت ۱۶۳۳ کو گوریائی کی گدی پر اونھون نے اپنے فرقہ کو بہت ترقی دی اور ہزارہا
لوگون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا۔ اس گورو کے عہد سے سکھون مین فقیری کے ساتھ دنیاداری
شروع ہوئی۔ گورو رام داس کی اولاد مین مسند گوریائی کے لئے ہمیشہ جھگڑے و فساد
ہوتے رہے دولت کی محبت بھی پیدا ہوگئی سکھون کی پوتھیون مین لکھا ہے کہ دنیا کی دولت
گورو نانک سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔ اور گورو انگد سے چھ کوس پر اور گورو امر داس کے دروازہ
پر۔ اور گورو رام داس کے قدمون پر اور گورو ارجن کے گھر مین تھی +

گورو ارجن سے پہلے کسی گورو کے عہد مین گورون کے خرچ کے لئے سالانہ یا شاہی
روپیہ وصول نہین ہوتا تھا۔ گورو ارجن نے ہر تعلقہ مین ایک مسند یعنی کارکن مقرر کیا
کہ وہ دسوندھ (دسواں حصہ) جمع کیا کرے۔ جب سال ختم ہوتا تو یہ مسند (کارکن) اپنے
اپنے علاقہ کے سکھون سے کاربھیٹ (چندہ نذر بھی) لاکھون روپیہ گورو ارجن پاس لاتے
اور سکھون کے گروہا گروہ گورو ارجن کی زیارت کو آتے اور نقد و جنس نذر مین دیتے
اور گورو اونکو خلعت رخصت کے وقت دیتے۔ یہ طریقہ دسوین گورو تک جاری رہا +

گورو ارجن نے امرت سر مین تالاب کے اندر جو مندر بنایا اوسکی بنیاد میان میر فقیر سے
رکھوائی۔ اوسی مندر کو احمد شاہ بادشاہ کابل نے سمت ۱۸۱۸ مین ڈھایا تھا۔ شہر امرت سر کو

گورو ارجن بادشاہی پیر +

اس گورو کے زمانہ مین بڑی رونق ہوئی - ساہلو جی نے ۳۲ ذاتون کے آدمیون کو لاکر انمین بسایا - سمت ۱۶۴۹ مین قصبہ ترنتارن مین گوردوارجن نے ایک تالاب کھدوایا اوسکی اینٹون کے پزاوے پر بھی چند گورو کے بڑے بھائی کے بہکانے سے امیرالدین بسر نورالدین حاکم وقت اپنے مکان کے بنانے کے کام مین لایا - گوروارجن لاہور مین آیا تو حسن خان حاکم شہر اسکی خدمت مین آیا اور معتقد ہوا - اس نے اس باولی کے کھدوانے مین بڑی امداد کی جو گورجی لاہور مین ولی بازار مین کھدوائی تھی - یہ بھی چند بڑا بیٹا گورو رامداس کا گدی کے نہ ملنے سے اپنے بھائی گوروارجن کا بڑا دشمن تھا - موضع ہنھیر مین جاکر آباد ہوا - یہ موضع اوسکے دوست خلجی خان نے آباد کیا تھا - یہان اوسنے امرت سر کے تالاب کی نقل اوتاری اور کہا کہ یہی تیرتھ نجات دیگا - یہ بھی چند نے خلجی خان کو جو اس ملک کا حاکم تھا بہت کچھ رشوت دیکر اپنا مددگار بنایا اور گوروارجن پر دعوی دائر کیا جبکا اکبر شہنشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ باپ جسکو جو تبہ دے گیا ہے وہ منسوخ نہیں ہو سکتا - یہ بھی چند ہمیشہ خلجی خان کی امداد سے گوروارجن کو ستاتا رہتا - اس اثنا مین وزیر خان حاکم لاہور جلندہر کے مرض مین مبتلا ہوا تو وہ حضرت میان میر کے ارشاد سے گوروارجن پاس آیا - اور اون کے علاج سے وہ اچھا ہو گیا - اس سبب سے وہ ان کا معتقد ہو گیا +

آخر مین خلجی خان نے یہ بھی چند و گوروارجن کا آپسمین یہ فیصلہ کیا کہ تمام سکھی سیوک کا مالک تو گوروارجن کو بنایا اور باقی گوردچک کے کل زمیندارہ وغیرہ کی وراثت مع کچھ حصہ اس شہر کے جو اکبر شاہ دے گیا تھا یہ بھی چند کو دیا - اس اکبر شاہ کی سند مین چودہ ہزار بیگہ غیر زرعہ اراضی ستلج کے کنارہ پر مندرج تھی - یہ بھی چند نے اپنی دشمنی نہ چھوڑی - وہ چندو لال قدیم کھتری بادشاہی دیوان پاس گیا - اوسکی اور گوروارجن کی اس بات پر عداوت ہو گئی تھی کہ دیوان اپنی بیٹی کی سگائی گوروارجن کے بیٹے ہرگوبند سے چاہتا تھا اور گوروارجن نے کسی خاص وجہ سے اوسکو نامنظور کیا تھا - اس دیوان کے ذریعہ سے اکبر بادشاہ کو یہ شک ہوا کہ گوروارجن ڈاکو ہے اور وہ زنون کو اپنے پاس رکھتا ہے ہمیشہ ڈاکہ زنی کے مال سے گذارہ کرتا ہے جس کے

سبب سے سمت ۱۶۵۷ مین صلحی خان تعینات کیا گیا۔ مگر اوسکو گوئیندوال مین ایک نوکر نے مار ڈالا تو دیوان چندولال نے اکبر بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ گورو ارجن فی سازش کرکے اوسکو قتل کرایا ہے تو بادشاہ نے غصہ مین آکر صلحی خان حاکم لاہور کو گورو ارجن کی تنبیہ کے لئے فرمان لکھا۔ صلحی خان بھیہ مین پرتھی چند پاس آیا۔ دونو شکار کھیلنے گئے کہ صلحی خان کا گھوڑا ایک جانور کے اڑنے سے بھڑک کر جلتی آگ مین جا پڑا اور صلحی خان مرگیا +

سمت ۱۶۶۲ مین اکبر بادشاہ لاہور مین آیا۔ تو مقصبہ ٹبالہ ضلع گورداسپور مین دیوان چندولال نے بادشاہ سے یہ کہا کہ گورو ارجن نے گرنتھ کو مرتب کیا ہے اور اوسکو کہتا ہے کہ مین نے الہام الہی سے لکھا ہے۔ اسمین مذہب اسلام کی تحقیر کی ہے اور پیغمبران خدا کی تضحیک اور بت پرستی کی تعریف۔ بادشاہ نے گورو ارجن کو بلایا کہ وہ گرنتھ لے کر آئے مگر گورو کسی سبب سے خود نہ گئے مگر اپنے سیوکون بھائی گورداس جی اور بابا بندہا کو گرنتھ کے ساتھ بھیجدیا۔ اکبر نے کئی جگہ سے گرنتھ کو سنا۔ اور چندولال کے بیان کو جھوٹا جانا اور اکیاون اشرفیان گرنتھ پر چڑہائین اور گورو ارجن کے پاس جانے کا وعدہ کیا۔ اور اوسکو خلعت بھیجا

سمت ۱۶۶۳ مین تو وہ گورو ارجن پاس گیا اور اوسکے کلام سے مستفید ہوا۔ گورو جی کی سفارش سے کل پنجاب کا لگان بوجہ قحط سالی اس سال کے لئے معاف کردیا بلکہ بہت سا غلہ و کپڑا غریبون کو تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔ شہنشاہ اکبر کی اس مہربانی سے گورو ارجن کی بزرگی کا بڑا شہرہ ہوگیا +

جب نورالدین جہانگیر بادشاہ ہوا اور اوس کا سرکش بیٹا خسرو ترن تارن مین آیا تو وہ گورو سے امداد کا خواہان ہوا تو گورو نے پانچہزار روپیہ اوس کو دیا جسکو دشمنون نے پچاس ہزار روپیہ بنا کر بادشاہ سے شکایت کی۔ جب خسرو پکڑا آیا اور قتل ہوا تو دیوان چندولال نے گورو جی کو بھی اوسکے معاونون مین بیان کیا۔ تو بادشاہ نے گورو جی کو بھی طلب کیا تو وہ اوسکو پیغام اجل سمجھکر اپنے بیٹے گورو ہرگوبند کو گدی نشین کرکے لاہور آئے۔ اور چندولال نے گورو کو بادشاہ پاس پہنچایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تم نے خسرو کو پچاس ہزار روپیہ دیا تہا اس جرم کا جرمانہ

دو لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل کرو ورنہ جان سے مارے جاؤگے۔ اوسکے جواب مین گورو نے کہا کہ
کہ ہم فقیر و پاس سوا خدا کے نام کے کوئی اور دولت نہین ہے اور نہ حسرو کو پچاس ہزار روپیہ
مین نے دیا ہے۔ یہ کسی دشمن نے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ بادشاہ نے گورو کو کو توالی مین بھیجدیا
چندو لال گورو کو اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری لڑکی سے اپنے لڑکے کا بیاہ قبول کیجیے نہین
آپ بُری طرح مارے جائینگے۔ گورو نے یہ رشتہ کرنا منظور نہ کیا۔ اوس نے گورو پر گرم ریت ڈلوائی
اور دیگ آہنی مین بند کیا پھر گائے کی کھال مین گورو کو سینا چاہا۔ گورو نے کہا کہ مجھے دریائے
راوی میں اشنان کرآنے دے۔ پھر جو تو کہے گا مین قبول کرونگا۔ چندو لال نے اپنے آدمیون
کی حوالات مین اشنان کو بھیجا۔ وہ اشنان کرکے بیٹھہ سدی چوتھہ ۱۶۶۳ء مطابق ۱۰۷۳ھ
پرلوک گون ہوئے۔ ۳۴ برس کی عمر تھی۔

گورو نانک کی ولادت سے ۱۲۶ برس بعد سمت ۱۷۵۲ مطابق ۱۶۹۵ء اسار دھ مین گورو گوبند
وہ گورو ارجن کے بیٹے تھے۔ وہ ۱۱ سال کی عمر مین سمت ۱۷۲۶ مین گدی پر بیٹھے۔ اب گورو نے
فقیرانہ طریقہ کے خلاف کمر مین دوہری تلوارین باندہین اور تمام سپاہیانہ کرتبون مین مہارت
پیدا کی۔ باپ کے مرتے ہی چندو لال سے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ سکھون کو فن سپہ گری کی
طرف راغب کیا۔ عمدہ گھوڑون اور ہتیارون کے نذر مین آنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ غرض
تھوڑے دنون مین ظاہری اسباب درست کرکے اپنے تئین فقیر سے راجہ بنالیا۔ سمت ۱۷۶۵ مین
دربار امرت سر کے سامنے ایک چبوترہ بنوا کے اسکا نام اکال بنگاہ رکھا۔ دونو وقت اوس پر
دربار کرنا شروع کیا۔ اور یہین بیٹھہ کر دینی و دنیاوی مواعظ سکھون کو سناتے اور سکھون کے
مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ انکا خطاب سچا بادشاہ ہوا۔ گورو جی کی شاہانہ شان دیکھہ کر پرتھی چند
سودی کا بڑا بیٹا مہربان چندو لال پاس دہلی گیا۔ اور اوسکے توسل سے بادشاہ کے گوش گذار
کیا کہ گورو گوبند پاس ہرنون اور ڈاکوؤن کا جمگھٹ لگا رہتا ہے۔ اور سکھون کو سپہ گری سکھاتا
ہے کہ بادشاہی ملک مین فساد پیدا کرین۔ وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ گورو کو حاضر کرے۔ وہ
گورو گوبند کے پاس امرت سر مین آیا۔ اور گورو اوسکے ساتھہ دہلی گیا۔ ایک سو سوار دیا دے

سکھون کے اسکے ہمراہ تھے۔ بادشاہ اونسے باخلاق پیش آیا۔ پانسو روپیہ یومیہ مقرر کر دیا۔
دیوان چندولال نے جہانگیر بادشاہ کو دو لاکھ روپیہ جرمانہ جو گورو ارجن پر ہوا تھا اور اب تک
ادا نہین ہوا تھا یاد دلایا۔ گورو جی سے وطلب ہوے اسکے ادا کرنے سے انکار کیا تو قلعہ
گوالیار مین بادشاہ نے گورو کو مقید کیا پھر بادشاہ نے اوسکو چھوڑ دیا اور اوسکی سپاہیانہ
لیاقتین دیکھکر سات توپین اور ایک ہزار سپاہ پیادہ و پانسو سوارون کے رکھنے کی اجازت
دی اور پنجاب کے تمام بادشاہی حکام کے نام احکام جاری کر دئے کہ وہ گورو گوبند سے نیک
سلوک کرین۔ اور وہ جو امداد طلب کرین وہ اُنکو دین۔ گورو نے چندولال کو گورو ارجن کی
مالا مروارید کے مقسم کرنے کے جرم مین ماخوذ کرایا۔ اور بادشاہ نے چندولال کو گورو کے
حوالہ کیا۔ گورو جی نے اُسے خوب دل کھول کر بابا کا انتقام لیا اور بہت بری طرح سے مارا۔ جہانگیر
کی مہربانی اونکے حال پر دیکھکر بہت لوگ گرو کے گرد ہوئے۔ گورو جی نے امرت سر مین قلعہ
لوہ گڈھ بنایا۔ جہانگیر کشمیر کے سفر مین گورو سے ملا اور کل پنجاب کی نگرانی کا اختیار اوسکو دیا
اور اپنے ہمراہ کشمیر لے گیا۔ جہانگیر کا کشمیر سے مراجعت کرتے مین انتقال ہوا۔ شاہجہان بادشاہ ہوا
پرتھی چند کے بیٹے نے چندولال دیوان کے بیٹے سے ملکر بادشاہ کے حضور مین گورو ہرگوبند
پر دعوی کرایا۔ گورو لاہور مین طلب ہوا۔ بادشاہ نے دعوی خارج کیا اور گورو کی بڑی عزت
کی اور خلعت فاخرہ دیا۔ اوسی سال مین گورو نے پیندے خان پٹھان پہلوان و جمال خان
و رستم خان و عالم خان وغیرہ پٹھانون کو نوکر رکھا +

بہرحال انکے چچازاد بھائی کی نالش نے اور بعض اور باتون کے سبب شاہجہان گورو پر ایسا
مہربان نہین رہا جیسا کہ جہانگیر تھا۔ شکار مین ایک بار گورو اور شاہجہان کی تکرار ہوگئی۔
شاہجہان نے مخلص خان نائب ناظم کو سات ہزار فوج دیکر گورو کے نکالنے کے لئے
بھیجا گورو بھی تین ہزار سپاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے موضع نداله مین آیا۔ مخلص خان اور
غلام رسول بادشاہی فوج کے سردار مارے گئے بادشاہی فوج تتر بتر ہوگئی۔ پھر بادشاہ نے
پندرہ ہزار سپاہ بسرداری بہادر خان بھیجی۔ قلعہ لوہ گڈھ پر گورو نے مورچے باندھے اور گورو کی

فوج بادشاہی لشکر سے شکست پاکر قلعہ مین داخل ہوئی جب لشکر شاہی کا غلبہ گورو نے دیکھا تو موضع جھبال پرگنہ کوہند وال مین اہل وعیال کو پہنچایا - لوہ گڈھ کو چھوڑ کر وہ موضع جھبال مین چلے گئے - پھر گورو کی لڑائی عبداللہ خان صوبہ دار جالندھر سے ہوئی جس مین اون کو فتح ہوئی - ایسی اور دو تین لڑائیان بادشاہی لشکر سے لکھی ہین جنہین سکھون کو فتح ہوئی +

گورو ہرگوبند ۴۸ سال ۹ ماہ ۴ یوم کی عمر مین ۳۷ برس ۱۱ ماہ گوریائی کرکے ۱۶۴۴ سمت مین اس دنیا سے چل بسا +

گورو ہرگوبند کا پوتا گورو ہررائے دادا کا جانشین ہوا - داراشکوہ اسکا معتقد تھا جب وہ اورنگ زیب سے شکست پاکر بھاگا ہے تو اس گورو پاس آیا - مگر ٹھیرنے نہ پایا تھا کہ لشکر شاہی آن پہنچا تو وہ بھاگ گیا - گورو نے ۳۱ سال کی عمر مین ۷ سال ۵ ماہ ۸ یوم گوریائی کرکے ۱۷۱۸ مین اس سنسار کو چھوڑا +

گورو ہررائے کا بیٹا ہرکرشن ۵ سال ۳ ماہ ایک یوم کی عمر مین باپ کا جانشین ہوا - رام رائے اوسکا بڑا بھائی اورنگ زیب پاس فریادی گیا کہ ہرکرشن میرے چھوٹے بھائی کو جو ابھی ۵ سال کا ہے خوشامدی لوٹ رہے ہین سات پشت کی دولت بزرگون کی جمع کی ہوئی خاک مین مل رہی ہے کم عمری کے سبب سے وہ گوریائی کے قابل نہین اورنگ زیب نے راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور کو گورو ہرکرشن کے بلانے کے لئے قصبہ کرت پور مین جانیکا حکم دیا - جب راجہ کے آدمی گئے تو گورو اون کے ساتھ دہلی روانہ ہوا - دہلی مین وہ چیچک کے مرض مین مبتلا ہوکر مرگیا +

گورو ہرگوبند کا سب سے چھوٹا بیٹا گورو تیغ بہادر ۱۶۷۲ سمت مین گدی نشین ہوا اورنگ زیب نے گورو تیغ بہادر کو دہلی مین بلایا ۱۷۳۱ سمت مین وہ دہلی مین آیا - تو حوالات مین رکھا اور اون کو قتل کر ڈالا - دھڑکوا لاگ چاندنی چوک مین کھدوایا لکھی نے اوس کو اپنے گھر مین جلایا - اور جہان سر کٹا تھا وہان ایک مندر بنا ہوا ہے جسکو سیس گنج کہتے ہین +

گورو ہرکرشن بادشاہی مہمان +

گورو تیغ بہادر بادشاہی مہمان +

گورو تیغ بہادر کا بیٹا گورو گوبند باپ کا جانشین ہوا۔ یہی گورو ہے جسنے سکھون کو فرمانروا بنایا۔ اور اپنے باپ تیغ بہادر کے انتقام کے درپے ہوا۔ اپنے دادا گورو ہرگوبند کی طرح عمدہ عمدہ گھوڑے بہم پہنچانے اور ہتیار تیار کرنے کے لئے سکھون کو لکھہ بھیجا۔

اب اوسنے سب طرح کا سامان جنگ تیار کرکے اپنے تئین بادشاہ بنایا۔ چارون طرف سے اونکی زیارت کو آدمی آئے اور گھوڑے اور ہتیار نذر کے لئے لائے اور کالے خان نجابت خان حیات خان بھیکن خان کو مع پانچ سو سوارون کے نوکر رکھا۔ اس گورو کو جیسا کہ سکھون کو پیشہ سپہ گری سکھانے کا شوق تھا ایسا ہی علم کی تعلیم کا بھی خیال تھا سنسکرت طلبہ کو پڑھواتا تھا

بہت سے کوہستانی راجہ دس ہزار سپاہ سے گورو گوبند پر حملہ آور ہوئے اور گورو نے ان سبکو شکست دیدی۔ اور لوہ گڈھ۔ انند گڈھ۔ پھول گڈھ۔ فتح گڈھ کے نامون سے قلعے جا بجا تعمیر کرائے۔ اور تھوڑے دنون مین اپنا سا راٹھہ شاہانہ بنالیا جب اورنگ زیب نے کوہستانی راجاؤن کی تنبیہ کے لئے فوج بھیجی ہے تو گورو گوبند بعض راجاؤن کا طرفدار ہوا لشکر شاہی سے لڑکر کبھی فتح ہوئی کبھی شکست پائی۔ اسکے ساتھ سپاہی ایسے ہمراہ تھے جو اپنے گورو پر جان نثار کرنے کو اپنی عزت سمجھتے تھے خوب جان لڑاکر لڑتے تھے اسلئے فتح زیادہ اور شکست کم ہوتی تھی۔ گورو گوبند نے اپنی لڑائیون کا حال خود بچتر ناٹک میں لکھا ہے۔ گورو گوبند نے اورنگ زیب کی فوج سے بڑی شکست انندپور مین پائی جہان سے وہ مجبور ہوکر بھاگا اور راہ میں بڑی مصیبتیں اُٹھائیں گوروجی کی والدہ مع گورو کے بیٹون زوراور فتح سنگھ اور اوسکے چھوٹے بھائی کے اپنے قدیمی رسوئیہ برہمن کے گھر مین جاکر چھپیں (رسوئیہ نے یہ دیکھکر کہ ماجی پاس سونا بہت ہے جانی خان مورنڈہ کو خبر کردی اوسنے اونکو جاکر گرفتار کرلیا اور تمام مال اسباب چھین لیا اور دونو بیٹون کو دیوار مین زندہ چنوا دیا۔ گورو کی ماں ایک بچہ سے گرکر مرگئی۔ اورنگ زیب اس گورو کی شجاعت اور کامیابی سے ایسا گھبرایا کہ اوسنے مصالحت کرلی۔ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد بہادر شاہ نے گورو گوبند کو اپنا معاون بنایا سکھ کہتے ہین کہ گورو گوبند کے تیر سے اسکا بھائی اعظم شاہ لڑائی میں مارا گیا تھا۔

بہادر شاہ کے ساتھ وہ دکن کے سفر مین ہمراہ تھا۔ گورو کے بیٹھیہ مین اوسکے ایک مسلمان نوکر نے زخم لگایا۔ جسے وہ جانبر نہ ہوا۔ اور کاتک سدی پنجمی سمت ۱۷۶۵ کو گورو نے اس دنیا سے انتقال کیا۔

بابا بندہ بہادر +

گورو گوبند نے دکن مین بابا بندہ بہادر کو اپنا چیلہ بنا کے سرہند مین اپنے بیٹون کے انتقام لینے کے لئے بھیجا۔ بابا بندہ قوم کا رجپوت تھا۔ پہلے اسکا نام لچھمن داس بیراگی تھا جب وہ نانڈیر صوبہ دکن مین گورو گوبند کا چیلہ ہوا تو اپنا نام بندہ رکھا۔ جسکی لڑائیون کا حال مسلمان بادشاہون سے آگے تاریخ مین لکھا جائیگا

سکھون کے حال کا خلاصہ دسوین گرو تک +

اب سکھون کے گرؤن کا سلسلہ دسوین گرو گوبند پر ختم ہوا۔ ان کے آخر زمانہ تک سکھون کے حال کا خلاصہ یہ ہے کہ چوتھے گورو تک سکھون کا فرقہ فقیری کے لباس مین رہا تو مسلمان بادشاہون نے اون کے گورؤن پر ہمیشہ مکرمت و عاطفت شاہانہ کی کبھی اونکے پاس خود جاکر اونکے قدر و عزت کو بڑہایا کبھی اونکو اپنے پاس بلایا۔ پانچوان گورو ارجن کو چندو لال نے قتل کیا جسکا سبب اوپر بیان ہوا چھٹے گورو ہرگوبند نے جہانگیر کے بیٹے خسرو پر مہربانی کرکے اپنے تئین گوالیار مین قید کرایا۔ جہانگیر نے اوسکا تصور یہ بیان کیا ہے کہ اس گرو نے خسرو کے راج تلک لگایا تھا۔ مگر پھر اس گورو پر باوجود اس قصور کے کیسی کیسی مہربانیان کین اُنکا ذکر اوپر ہوا شاہجہان سے گورو کی بے اعتدالیون کی شکایتون اور اوسکے بھائی بندون نے اس قدر شکایتین کین کہ وہ اوس سے ناخوش ہوگیا۔ دارا شکوہ پر گورو ہرائے نے عنایت کرکے اورنگ زیب کو تیغ بہادر کو اورنگ زیب نے قتل کرایا۔ گورو گوبند نے تو مسلمانون سے لڑنے کا بیڑا اوٹھایا اوسی گرو کی عقل و دانش نے سکھون کو ایک فرمان روا قوم کچھ دنون کے لئے بنایا +

سکھون کا فرقہ مدت تک مرنج مرنجان رہا اور صلح کل کی صورت مین پرورش پاتا رہا مگر اب وہ ایک جنگی قوم ہوگئی اور مسلمانون کی سلطنت مین اوسنے جاہ و جلال کا کمال دکھایا

مگر سلطنت انگریزی میں اسکا زوال آگیا۔ مذہبی جوش اسکا ٹھنڈا ہوگیا نڑا سپاہی پن گیا
گورو گوبند نے مذہبی فرقہ کو سپاہیانہ جمہوری سلطنت بنا دیا۔ گورو جی نے اپنے گروہ کی
تعداد بڑھانے کے واسطے ذات کی قید اوٹھا دیا۔ مسلمانون برہمنون بھگتیون شودرون
چوڑھے چمارون بھنگیون اور سب کو سکھہ بنا کے برابر کر دیا۔ اور آپسمین اتحاد اور اتفاق
کے لئے سب کا ایک لباس اور وضع و انداز مقرر کیا تاکہ اونکی امتیاز اور آدمیون سے ہو
اور یہ فرقہ اور قومون سے جدا معلوم ہوا۔ یہ قاعدے مقرر کئے کہ ہر شخص ورولادت
یا روز ارادت سے اپنے پاس لوہا رکھے گویا یہ اُسکے سپاہی ہونے کا تمغہ تھا نیلا باناً
مقرر کیا۔ داڑھی اور سر کے بالون کو بڑھنے دے اور سارے بدن کے بالون میں سے
ایک بال کو نہ کترے نہ اوکھیڑے کیس رکھے۔ گائے کی تعظیم و تکریم کرے مگر کھانے پینے
اور شراب خواری کی قید کو اوٹھا دیا اور ہندؤں کا پرانا طریقہ پرستش کا چھوڑ دیا۔
عبادت کا نیا دستور نکالا۔ سلام کا یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ ملاقات کے وقت کہے کہ
بول واہ گورو جی کا خالصہ دوسرا جواب دے دوسری واہ گورو جی کی فتح۔ اونسے اس فرقہ
کی صورت کو ایسا بدل دیا کہ آجتک وہ سب قومون سے نرالی قوم معلوم ہوتی ہے
اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ بچھیل قومون مین سے ملکر ایک قوم بنی ہے بلکہ اصلی قوم بجاے خود
معلوم ہوتی ہے۔ وہ گورو گوبند کے وقت سے ایک ایسی دین کی حرارت مین بھری کہ
اپنے مخالف مذہب والون سے نفرت کرنے لگی مسلمانون کی جانی دشمن
ہوگئی۔ سکھہ جو مسلمانون سے بادائش اور انتقام لینے کے لئے تدابیر سوچے تھے
اونکی تعمیل و تکمیل اس سبب سے نہین ہوسکتی تھی کہ اونکی تعداد کافی نہ تھی۔ آخر کو گورو گوبند کا بھی
ایسا پتلا حال ہوا کہ وہ بہادر شاہ کے ساتھہ دکن مین اسکا نوکر ہوگیا۔ گورو گوبند کو ناندیر مین بندہ ایسا
چیلہ ہاتھہ آیا کہ اوسنے سکھون کو زمین سے آسمان پر بلند کیا گورو گوبند نے اوسکو سرہند مین اپنے
بیٹون کو انتقام کے لئے بھیجا۔ اور کل پنجاب کے سکھون کے نام پروانے بھیجدئے کہ بابا بندہ کی وہ
اطاعت کرین۔ اس حکم سے بابا بندہ پاس سارے سکھہ جمع ہوگئے۔ ملک لوہ کے سکھہ اوسکے ساتھہ

بہادر شاہ اور بابا بندہ کی لڑائیان ۔

ہو لئے۔ سکھ تناسخ کے قائل ہیں وہ بابا بندہ کو گرو گوبند کا اوتار کہتے ہین ۔ اسنے
خرق عادات دکھا کر سکھون کو جمع کیا اور سچا بادشاہ اپنا خطاب رکھا اور سرحد پنجاب کی
نواح اور سرہند مین تاخت و تاراج کا بازار گرم کیا ۔ بہادر شاہ نے حکم دیا کہ سارے ملک کے
سکھون کے نائیون کو نکال دین اور اونکے معبدون کو مسمار کرین ۔ بابا بندہ نے دو تین
مہینے مین پانچہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار پیادے جمع کر لئے اور روز بروز اوسکی جمعیت
بڑھتی گئی ۔ لوٹ کے مال سے مالامال ہوگیا ۔ اٹھارہ اونیس ہزار سپاہی جن پاس
سارا سامان جنگ تیار تھا اُس پاس جمع ہوئے ۔ سکھون نے قزاقی اور مردم آزاری کا
علم اوٹھایا ۔ اور تین فوجدار شاہی جو اونکی تنبیہ کے لئے کمربستہ ہوکر مقابلہ اور مقاتلہ کے
لئے آئے اُنپر سکھہ غالب آئے ۔ اونکو قتل کیا اور لشکر شاہی کو بہت تاراج کیا ۔ تہانہ دار
اور تحصیلدار مال اپنی طرف سے مقرر کئے ۔ اب نوبت یہ آئی کہ بتیس چالیس ہزار سکھہ
بابا بندہ کے رفیق ہوگئے ۔ اونہون نے حکام بادشاہی اور عمال جاگیرداروں کے نام احکام
لکھہ کر بھیجے کہ اطاعت کرین اور اپنے تعلقہ سے ہاتھہ اُٹھائین ۔ سرکار سہرند مین ذریہ خان
فوجدار تھا ۔ مدت سے اس ضلع کی حکومت ملکی اور مالی اوس سے متعلق تھی صاحب خزانہ اور
گنا جاتا تہا ۔ اور اس ضلع کے بندوبست کرنے مین وہ بہت مشہور تہا ۔ جب اوسکو خبر ہوئی
کہ اوسکے تعلقہ کے پرگنون پر سکھہ خرابی مچا رہے ہین تو وہ سپاہ کی گردآوری اور مصالح
جنگ کی جمع کرنے کی فکر مین ہوا ۔ چار یا پنج فوجدار اور باقی زمینداروں کو اپنے ساتھہ
متفق کیا اور سرب و براوت کا سرانجام کرکے پانچ چھہ ہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار
پیادے برقنداز و تیرانداز و مصالح توپ خانہ و جنگی ہاتھیون کو ہمراہ لیکر سکھون کی تنبیہ
کے قصد سے روانہ ہوا ۔ اور سکھون کے لشکر سے تین چار کروہ پر جا پہنچا ۔ بابا بندہ جو
سکھون کو ہمیشہ فتح کا درس دیتا تھا وزیر خان سے لڑنے آیا ۔ مقابلہ اور مقاتلہ شروع
ہوا ۔ سکھون نے ایسی بہادری کی کہ تلوارین سوت سوت ہاتھیون پر حملہ کیا ۔ اور
ایک دو ہاتھیون کو پا انداز کیا اور بہت مسلمانونکو کشتہ کیا ۔ بہت سکھہ بھی مارے گئے

وزیر خان کے ایک بندوق لگی جسسے وہ مرگیا اور اسلام کی فوج کو شکست ہوئی اور سکھون کو
تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے اوسکے ہاتھ آئے سپاہ اسلام سوا جان اور بدن کے کپڑون
کے کچھہ اور نہ لے جا سکی اور سوار پیادے سکھون نے بہت مارے اور بندہ تعاقب کرتا ہوا
شہر سرہند مین آیا اور سرہند ایسا شہر تہا جو تجارت کے مال سے بھرا ہوا تھا اور جسکے صراف
مالدار اہل پیشہ مایہ دار تہے ہر قوم کے شرفا خصوص اعیان صلحا و فضلا بہت شہر مین رہتے
تہے کسی کو جان و مال و عیال باہر لے جانے کی فرصت نہ ملی - وہ سب زیر خان کے مرنے
کی اور لشکر اسلام کے غارت ہونے کی خبر سنکر بدحواس ہوئے اور محصور ہو گئے - ایک دو
روز دست و پا زنی لاحاصل کی آخر کو قہر الہی مین گرفتار ہوئے سکھون نے مال لوٹا -
مردونکو مارا - وضیع و شریف کے اطفال و عیال کو اسیر کیا - تین چار روز تک ایسا بیداد اور ظلم
کیا کہ حاملہ عورتون کے پیٹون کو چاک کیا جو بچہ زندہ نکلا تو اوسکو زمین پر پٹک کر مردہ کیا
عمارات کو جلایا یا فقیر و غنی کو ہم صورت بنا دیا جہان مسجد اور بزرگون کے مقبرے اور مزار
دیکھے اونکو توڑا ڈھایا اکھیڑا مزارون مین سے مردون کی ہڈیون کو نکالا اور مردون کی
لاشون سے وحشیانہ عوض یہانتک لیا کہ اونکی بوٹیان کرکے کوّے چیلون کو کھلائین سرہند
کے تاراج کے بعد تمام پرگنات مین بتحصیل باج و خراج کے لئے اپنے عمال تعین کئے ان کا
نوشتہ شہید آمیز علی محمد خان فوجدار سہارنپور پاس گیا سرہند کے باشندونکے حال سننے سے
اوسکے ہوش و حواس اڑے ہوئے تہے - ہر چند شرفا اور افغانون نے جمع ہوکر استقامت کیلئے
اور برج و بارہ کے مستحکم کرنے کے واسطے کہا مگر وہ مال و عیال سمیت شاہجہان آباد کو بھاگ گیا
قصبے کے آدمیون نے باہم اتفاق کرکے کل اطراف مین مورچال باندہے سکھون سے اونہون
نے بہادرانہ جنگ کی اور قلعہ مکانون کی پناہ مین بیٹھہ کر تیر و گولے مار کر بہت سکھون کو
مارا - شرفا کی ایک جماعت نے اپنے عیال و ناموس کو مار کر تردد نمایان کیا اور بہادرانہ جان
دی مگر قصبہ کے بڑے حصہ مین مال و عیال ضایع ہوئے - عورتون نے اپنے ناموس کا
پاس کرکے اپنے بچے ہلاک کیا اور قید ہونے سے کنوئن مین گرنا پسند کیا لیکن بعض شرفا

جلاوت پیشہ نے عیال اور ناموس کو جمع کیا اور سکھون کے دفع مین کوشش کی اونکی جیدان
مضرت جانی ومالی اور بے ناموسی نہین ہوئی جب سکھون کو مال وافر نقد وزیور اقمشہ سہا
سے ہاتھہ آئے تو اونہون نے اطراف کا بندوبست کیا جلال خان فوجدار جلال آباد
(مظفرنگر) کے نام تہدید آمیز حکم بھیجے۔ قصبہ جلال آباد کو جلال خان نے آباد کیا تہا۔
وہان حصار قائم تہا اور مایہ دار افغان بہت وہان سکونت رکھتے تھے۔ اس ضلع مین جلال خان
شجاعت وتہوری مین بہت مشہور تھا جب بندہ کا خط اس پاس آیا تو خط لانیوالون
تشہیر کرکے نکال دیا۔ اور برج وبارہ کا بندوبست کیا اسباب جنگ مصالح نام ونگ کا
تہیہ کیا اور سپاہ کو سکھون سے لڑنے کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بندہ
کی فوج تین کوس پر آگئی ہے اور سکھون نے توابع جلال آباد کے دو مواضع مین گڈہیون کا
محاصرہ کیا جو خوب آباد اور تجارت کے مال سے بھری ہوئی تھین جلال خان اس خبر کو سنکر تین چار سو
سوار افغان اور قریب ہزار کے برقنداز تیر انداز لسکر داری غلام محمد خان اپنے پوتے کے
اور ہزبر خان بنی عم کے محصورون کی کمک کو سکھون کے دفع کرنے کے لئے بھیجے۔ چار پانچ سو
برقنداز تیر انداز اور بہت سی رعایا طرح طرح کے ہتیار اور فلاخن لیکر سکھون سے لڑنے کے لیے
نکلی خوب لڑائی ہوئی۔ ہزبر خان اور ایک جماعت کثیر افغانون اور رعایا کی کشتہ ہوئی لیکن
آخر کو پیاپے حملے کرکے افغانون اور شرفا نے سکھون کو مار کر بھگا دیا۔ پھر کئی دفعہ جلال خان
اور بندہ کی لڑائیان ہوئین دو دفعہ سکھون کو شکستین ہوئین۔ مگر جلال آباد کے محاصرہ مین
وہ جمے رہے سے طے فون سے مور وملخ کی طرح ستر اسی ہزار سکھہ پیادہ وسوار فراہم ہوگئے اور
اپنے ساتہہ دو تین سو مورچال روان ساتہہ لائے جو چوب کے تختون سے بنائے ہتے اور اونکے
پائے مثل ارابہ کے لگائے تہے اور جلال آباد کو نگینہ کی طرح چارون طرف سے گھیر لیا۔ افغانون
نے بہی ایسی بہادری دکھائی کہ بیان نہین ہوسکتی محاصرین مورچالون کے ساتہہ پائے دیوار
مین دروازہ کے نزدیک آئے اور اونہون نے تیر وگولہ بندوق وسنگ پھینکے اور فتح درشن
پکارتے ہوئے چار پانچ سو کلندر اقسام حربہ لیکر پائے حصار کھودنے کے لئے آئے اور زینے لگانے

اور دروازون کے جلانے مین حد سے زیادہ شوخی کی۔ افغان دروازون کو کھول کر ہاتھون مین ننگی تلوارین لئے ہوئے اور منہ پر سپرین لگائے ہوئے نکلے اور سکھون پر حملہ کیا اور ہر حملہ مین سو دو سو سکھون کو کشتہ و زخمی کیا۔ مسلمان بھی مارے گئے۔ رانون کو بھی سکھون پر حملہ کرتے۔ بیس روز رات دن محصورون پر خور و خواب و آرام حرام رہا۔ آخر کو سکھ کئی ہزار قتل ہوئے اور کچھہ فائدہ نہ حاصل کر سکے محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور سلطان پور اور پرگنہ دوآبہ جالندہر کی تسخیر کے درپے ہوئے اور اپنے دستور کے موافق شمس خان کے نام یہ وانہ لکھا کہ اطاعت قبول کر بعض فرمائشون کا سرانجام کرو اور خزانہ موجودہ لیکر استقبال کو آؤ۔ یہ پروانہ دو سکھون کے ہاتھہ بھیجا۔ شمس خان نے شرفا و متمولین داروں سے مشورہ کیا سب شرفا نے اوسپر فاتحہ خیر پڑھی کہ اوسکی رفاقت کرینگے اور شہادت پانے کی نیت سے رفاقت اور اتفاق نے نفاق کی کلام الہی پر قسم کھائی۔ شمس خان نے بندہ کے فرستادون کے سامنے باہر خیمہ نکالنے کا حکم دیا اور جواب تہدید آمیز لکھا کہ ہم جلد آتے ہین۔ بندہ کی فرمائشون مین ایک یہ بھی تھی کہ سرب و باروت بھیجدو۔ کچھہ سرب و باروت بھیجدیا اور لکھا کہ بازار کے تاجرون اور باروت خانہ سرکار مین یہ دونو چیزین بہت موجود ہین مگر باربردار اور سواریان شرفا و رفقا کے لئے بہت درکار ہین وہ خالی نہین۔ اسلئے زیادہ سرب و باروت نہین بھیج سکتا جسقدر باربرداری بھیجدوگے اسی قدر وہ بھیجدی جائینگی۔ شمس خان نے چار پانچہزار سوار اور تیس ہزار پیادے برفنداز و تیراندازاور اسلحہ دار پرانے اور نئے اطراف کے زمیندارون کی رفاقت سے جمع کئے اور سب اقوام کے شرفا و رعایا اور اہل کسب نے جہمین زیادہ تر جلادت و شہادت کی آرزو مین رغبت و خواہش سے کمربستہ ہوئے۔ اور جان و مال عیال سے ہاتھہ دہوکر پیمان رفاقت کلام اللہ کی کفالت پر آپس مین باندہا اور خرچہ مین بھی شریک ہوئے ایک لاکھہ آدمیون سے زیادہ جمع ہوئے اور بڑے دبدبہ کے ساتھہ سلطان پور سے نکلے سکھون نے شمس خان کے جرأت پر اور ایسی فوج و مصالح جنگ کے ساتھہ آنے پر اطلاع پائی تو وہ بھی ستر اسی ہزار سوار اور پیادون سے چلے اونکے ساتھہ توپین نہین جو وہ

سرہند سے لائے تھے اور ان پاس مصالح وافر اور تختے اور ریت بھرے تھیلے مورچال باندھنے کے لئے اور سرد و بارد بہت سالدا ہوا اونکے ہمراہ تھا۔ لوٹتے مارتے قصبہ راہوں (جلندر کے دوآب مین ہے) مین کہ سلطان پور سے سات کوس ہے وہ آئے اور لنگر اقامت ڈالا۔ ایک رینٹون کا پڑاوہ تھا اوسکی تمام امینٹون سے اپنے لشکر کی پناہ کے لئے ایک گڈھی بنالی اور اطراف مین مورچال بناکے کارزار کے لئے مستعد ہوئے۔ اور فوج طلایہ کو روانہ کیا اور اطراف کے برگنات کے چودہریون اور قانون گویون کے نام اطاعت و تہدید کے حکام بھیجے +

شمس خان کے داہنے اور باہنے طرف کی ہزار ہا مسلمان جلادت شعار غزا اور جہاد کے لئے جمع تھے اور شہادت کی آرزو مین وہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے تھے کہ ہزیمت پانے اور شمس خان کے کشتہ ہونے کی حالت مین ہم سب کی جان و مال و عیال مہالکہ تلف مین آئین گے بہیئت مجموعی ذوق و شوق و انتعاش کے اظہار مین اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور مردانہ وار پیش قدم ہوتے تھے۔ جب سکھون سے گولہ رس نوصلہ پر آئے۔ پہر دن چڑھا تھا کہ توپ و بندوق کی آوازین بلند ہوئین۔ ایک بارگی قریب پس بارہ ہزار کے گولہ اور سنگ فلاخن اولون کی طرح لشکر اسلام پر برسے۔ مگر وہ لشکر اسلام پر کارگر نہ ہوئے کہ کوئی نامی آدمی مارا جاتا۔ شمس خان تیز جلوی کو اور بارود کے بیفائدہ صرف کرنے کو تاکید سے منع کرتا تھا اور قدم بقدم آگے جاتا تھا۔ سکھون کے شلک اول اور دوم کے تمام ہونے کے بعد فوج اسلام حرارت کرکے آگے بڑھی برگنات اطراف سے چالیس پچاس ہزار مسلمان آن کر رفیق ہوگئے تھے صدا تکبیر ہمت افزا بلند کرکے سکھون پر یورش اور تاخت کی اور پیہم حملہ کرکے بہت سکھون کو قتل اور زخمی کیا۔ سکھ مغلوب ہوکر قلعہ راہون مین چلے گئے۔ جو جنگ سے پہلے ان کے تصرف مین آگیا تھا۔ اس مین محصور ہوئے اور بندوق اور بان مارنے لگے۔ اسباب جنگ کا سابق بخیرہ و ماکولات کہ راہون کے پہلے آدمی چھوڑ کر جان سلامت لیکر بھاگ گئے تھے وہ قلعہ مین موجود تھا۔ چند روز اس گڈھی مین استقامت کے ساتھ محصور رہے۔ راتون کو قلعہ سے نکلکر بہیئت مجموعی لشکر اسلام کے اطراف پر حملے کرتے تھے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضایع کرتے تھے۔ طرفین پر خاص کر سکھون پر کارزنگ ہوا۔ رات کو سکھون نے گڈھی

فرار کیا - اور شمس خان نے کئی کوس تعاقب کیا - ایک توپ و چند شتر لدے ہوئے بہیر کے اوسکو ہاتھ آئے - اور اوسنے سلطان پور کو مراجعت کی مگر دوسرے روز ہزار کے قریب سکھون نے آن کر راہون سے شمس خان کے تہانہ کو اوٹھا دیا اور اپنا تھانہ حصار مین قایم کیا - اور بہر اوسکے بعد سکھون نے حوالی لاہور کے پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - لاہور کی اطراف مین عجب واویلا اور تزلزل ہوا - اسلم خان کہ دیوان شاہزادہ اور نائب صوبہ لاہور تھا - اوسنے برج و بارہ کا بندوبست کیا اور کاظم خان دیوان بادشاہی اور حکام کے ساتھہ اتفاق کرکے اہل اسلام و ہنود کے ازدحام کے ساتھہ باہر آیا اور شہر سے تین چار کوس پر خیمہ لگایا اور سکھون کے لشکر طلایہ کے دفع مین کوشش کی - اگرچہ لاہور کے آدمی ضرر جانی و مالی سے محفوظ رہے لیکن اطراف لاہور شالامار تک کہ لاہور سے دو کوس پر ہے بہت خراب ہوے - القصہ آٹھہ نو مہینے کے عرصہ مین دار الخلافہ شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دار السلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معموری سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوے - اور بے شمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا - قصبہ و دیہات سامانہ و کرنال مین لاہور سے زیادہ خرابی ہوئی - یہان کے فوجدار نے بقدر حالت سعی کی اور جان دی - سو سو و سو ہندو و مسلمان جو سکھہ گرفتار کرتے اونکو ایک جا بٹھا کر قتل کرتے - سکھہ ہندؤں سے مذہب مین ایسے جدا ہوگئے تھے کہ وہ اونکی بھی ایذا اور قتل مین کوشش کرتے تھے -

جب بادشاہ سے ان سکھون کے فساد کا حال معروض ہوا تو اوسکے چہرۂ حال پر ملال ظاہر ہوا لیکن صلاح و صواب دولت اسمین سمجھی گئی کہ سکھون کا فساد مٹانا - راجپوتون کی سرکشی اور شورش کے مقابل مین کوئی بڑا کام نہین ہے - بہادر شاہ جو وقت اس طرف توجہ کرے گا تو اونہیں جھاڑو پھیر دیگا لیکن راجپوتون کی تنبیہ اور تادیب کو اور فسادون کے رفع کرنے پر مقدم جانا اسلئے بادشاہ اجمیر سے راجپوتانہ کی طرف متوجہ ہوا -

محمد مراد خان صوبہ دار اجمیر اپنی اجل طبعی سے مرگیا - جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اوسنے اودے پور اور جودہ پور کی طرف افواج بھیجیں کہ ملک و مال کو پامال اور اطفال و عیال کو قید کرین

راجپوتون کی سرکشی

سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوئے - رسولون کے درمیان مین ڈال کر خانخان معظم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا - بادشاہ کو سکھون کی طرف سے اندیشہ تھا اسلئے بہادر شاہ نے راجپوتون کی بعض شرائط کو جو اوسکو پسند نہ تھین - بہ تقاضا وقت منظور کر لیا - اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ و راجہ اجیت سنگھ اور رانا اودے پور کے اور راجپوتون کے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اوسی روز پہن کر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کر کے بادشاہ پاس آئیں - تمام بانام و نشان راجپوتون کی تیس چالیس ہزار سوارون کی جمعیت نے محلہ بنا کے اور اپنے ہاتھون کو رومال سے باندہ کے سرسواری ملازمت کی اور عطار خلعت واسپ و فیل سے مفتخر ہوئے اور مرخص ہوئے -

راجپوتون کا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے - ٹوڈ راجستان اور اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کہ کس اسناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنیکے لئے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ اودے پور نے ایک مخفی عہد نامہ کر لیا جس کی شرائط ٹوڈ راجستان مین یہ لکھی ہین -

اول شاہجہان کے زمانہ مین جو ریاست چیتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو +

دوم گاے کشی ممنوع ہو +

سوم شاہجہان کے زمانہ مین جو اضلاع رانا پاس تھے وہ سب بدستور اوسکو دیے جائین +

چہارم ساری مذہبی رسوم اور عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی +

پنجم رانا جس شخص کو برطرف و خارج کریگا تو بادشاہ اوسپر مہربانی نہیں کریگا +

ششم دکن کی خدمت کے لئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے

رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے انمین کبھی انحراف نہیں ہوگا -

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھ سے انھیں شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لئے

فوج دینے کی شرط قائم رہی - جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی شرطین لگائین اور اوسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس راجہ نے خود مختاری کا دعوی نہیں کیا تھا مگر بادشاہ کی مخالفت میں اعظم شاہ سے موافق ہو گیا تھا چنانچہ اسکی دار السلطنت مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا - اور اس امدادی فوج کی حکمرانی اسے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا -

جب کہ یورش کے زمانہ مین بادشاہی فوج نزدیک پہنچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ اور دونون نے اپنی اپنی فوجین لیکر الگ الگ ہو گئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہو گئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اوسنے ان راجاؤن سے اتفاق توڑنے کا قصد کیا - راجپوتون کی مملکت مین اب تک نہ پہنچا تھا کہ ناگاہ اسکو یہ خبر پہنچی کہ سکھون نے سرہند پر قبضہ کیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اوسکو راجپوتون کے مقدمہ مین تدابیر محبوبہ کی تکمیل کی فرصت نہ ملی - بہادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتون کی فریب چالون کا کھٹکا مانع و فراہم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونون راجاؤن سے ملاقات کے لئے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے راستہ پر واقع تھا - یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے - غرض کہ ساری درخواستین راجپوتون کی منظور ہوئین - یہ صلح ۱۱۲۱ھ / ۱۷۰۹ء مین ہوئی +

سوانح سال چہارم ۱۱۲۱ھ - ۱۷۰۹ء

سال چہارم کے جشن کے الفراغ کے بعد بادشاہ لاہور کی سمت مین چلا - ۲ ربیع الاول کو راوی کے کنارے پر آیا اور لاہور مین داخل ہوا - شیعہ مورخ لکھتے ہین کہ بہادر شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اور سنے بعض علماء کو جو باطنًا مذہب امامیہ رکھتے تھے بلایا اور اونکی صلاح سے یہ حکم فرمایا کہ کہ خطبہ مین خلفاء راشد کے ذکر مین حضرت علی کے نام کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ داخل کیا جائے اس حکم سے علماء اہل سنت و جماعت نے اسقدر بلوائے عام کیا کہ یہ حکم جاری نہو سکا اور بادشاہ نے اس کلمہ کے اظہار پر ایسا اصرار کیا کہ بادشاہزادہ عظیم الشان کو جامع مسجد مین بھیجا

اور خطیب کو اپنے پاس سے ہمراہ کیا جبوقت شاہزادہ مسجد مین داخل ہوا بیگناہ خطیب کو پہلے اسسے کہ کلمہ معلوم زبان سے نکالے ایک جماعت نے اسپر ہجوم کرکے مار ڈالا - اسی طرح احمد آباد مین ایک خطیب کو مار ڈالا غرض اہل سنت وجماعت نے بادشاہ کے اس حکم کو چلنے نہین دیا اور بادشاہ کے مرنے کی وہ دعائین مانگنے لگے -

تلسی بائی ایک مرہٹن تھی وہ پندرہ سولہ ہزار سوار لیکر اس قصد سے آئی کہ برہانپور سے چوتھ لے برہان پور سے سات کوس پر قصبہ نانندیر تھا اوسکی سرائے مین بہت سے قافلے اور رعیت کے آدمی پناہ گیر تھے اس سرکردہ نے محاصرہ کرلیا اور میر احمد خان صوبہ دار پاس پیغام بھیجا کہ گیارہ لاکھ روپیہ چوتھ کا بھیجدو تو سرائے جسکا محاصرہ ہورہا ہے اور شہر برہان پور لوٹ سے بچ سکتے ہین میر احمد خان اس پیغام کے آنے سے پہلے اس ن جنگی کے باب مین فکر مین تھا کہ عورتون کے مقابلے سے مردون کا منہ چھپانا عورت بننے سے بدتر ہے - وہ ۹ محرم کو اپنی اور نواح کے فوجدارون کی جمعیت آٹھ نو ہزار سوارونکی لیکر برہان پور سے برآمد ہوا - ظفر خان فوجدار بگنہ جامود کو جو سب فوجدارون مین زیادہ بہادر تھا ہراول بنایا تلسی بائی نے یہ خبر سنکر تین چار ہزار سوار اپنے بہتر بیگاہ کی لڑنگا بائی کے لئے چھوڑے اور چار پانچ ہزار میر احمد خان کے مقابلہ کے لئے بھیجے - اور باقی فوج مرہٹہ کو شہر برہانپور کے پورون کو لوٹنے کے لئے بھیجدیا - میر احمد خان نے دو تین روز تک خوب تردد کیا اور خود اور اوسکے بھائی زخمی ہوئے برہان پور کے محاصرہ کی خبر سنکر اس طرف مراجعت کی - اس مراجعت مین ہر جگہ اوس کو دشمن نے گھیرا وہ اونسے لڑا - ظفر خان بھی لڑکر زخمی ہوا اور آخر شب مین جب اوس نے مرہٹونکا غلبہ دیکھا تو بہ تقاضائے مصلحت اپنی جان بچانے کے لئے وہ میر احمد خان کے بیٹے کو ہمراہ لیکر شہر مین چلا گیا - چند اول کے بہت سے آدمی مارے گئے - باقی نے بھاگ کر اپنی جان بچائی بہت آدمی قید ہوئے میر احمد خان تنہا لڑتا رہا اور زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا اور درخت کے نیچے اپنے تئین گھسیٹ کر پہنچایا اور وہان مرگیا - بہت امیر قید ہوئے - انمین شرف الدین نے قوال بلکر اپنے مرہٹی زبان مین گیت سنا - بارہ سو روپیہ دیکر چھوٹے اور یہ کہا کہ مین مشہور منصب ارون مین تھا یہہ

اپنے اوپر سے بارہ سو روپیہ کا صدمہ اوٹاتا ہوں محمد تقی جو قید ہوئے انہوں نے اپنے
تئین نہیں چھپایا اور اپنے تئین منصب دار صاحب اسم و رسم بتایا تیس ہزار روپیہ
دیکر چھٹکارا پایا +

بہادر شاہ دہلی کے قریب آیا اور محمد منعم خان و رستم دل خان و چورامن جاٹ کے ساتھ بڑی بھاری فوج روانہ کی کہ سکھون کا استیصال کریں اور اونکے تھانون کو اوٹھادین اور اپنے تھانے قایم کریں - شاہ آباد (مصطفے آباد) سادھورہ اور قدیم آبادیون کو جنکو سکھون نے ویران کیا ہے آباد کریں - باوجودیکہ بادشاہ اس ضلع مین موجود تھا - اور سکھ پہلے فرار ہو چکے تھے مگر اپنی شوخی سے باز نہیں آتے تھے - دہم شوال ۱۱۲۱ھ کو سادھورہ سے چار یا پنج کوس پر بادشاہ کا خیمہ آیا - رستم دل خان اور فیروز خان میواتی کو بھیجا کہ لشکرگاہ کے لئے جگہہ تلاش کریں - ماہین راہ سکھون کے تیس چالیس ہزار سوار و پیادے بے شمار دس بارہ کوس سے فتح درشن کہتے ہوئے بیل کی طرح ناگہان فوج بادشاہی کے مقابل آئے سکھون کے حملون سے لشکر شاہی کا پتلا حال ہوا - بہت آدمی زخمی و کشتہ ہوئے - فیروز خان میواتی کی خاص و عام جماعت اور کچھہ سادات بارہ ہاتھی گھوڑون سے پیادہ ہوئے اور سکھون کے مقابل ہوئے - بہادرانہ حملے کرکے سکھون کو ہزیمت دی اسکے بعد بادشاہ سادھورہ مین اس قصد سے گیا کہ سکھون کی تنبیہ اور اخراج کے لئے سپاہ مقرر کرے - چار پانچ روز مہاوٹ کا مینہ دھوان دھار برسا اور سردی بڑی شدت سے پڑی - کئی ہزار آدمی خاصکر دکنی جو اس سردی کی تاب نلاسکے مرگئے - سواری اور بار برداری کے گھوڑے بہت مرگئے جنکی گندہ بو سے زندونکو رہنا دشوار ہوا - لوگ کہتے تھے کہ سکھون نے جادو کیا اور ایسی بیہودہ باتین کہتے تھے - یہ خبر بھی آئی کہ سکھون نے کہی اور اطراف کی بادشاہی فوج پر تاخت کرکے ایک دو نامی فوجدار مار ڈالے جانتہ الملک خان خانان کو ایک پیغام کے ساتھہ و حمید الدین خان بہادر و رستم دل خان و راجہ چترسال و فیروز خان میواتی و چورامن جاٹ اور باقی سردارون کو لشکر داری شاہزادہ رفیع الشان سکھون کے استیصال کے لئے بھیجا

کئی لڑائیان ہوئین اور بادشاہی آدمی اور سکھ بہت سے مارے گئے اور سکھ ہزیمت پاکر
لوہ گڈھ مین چلے گئے جو قلعہ پہاڑون مین راجہ برفی کے تعلقہ کے نزدیک تھا اور
اس مین ساٹھ ستر ہزار سوار و پیادہ محصور ہو سکتے تھے۔ وہ برج بارہ کے درست کرنے مین
مشغول ہوئے اور بنجارون مین ہزار بیل تاخت کرکے حصار مین غلہ کا ذخیرہ جمع کر لیا۔
بادشاہی لشکر نے اوسکا محاصرہ کیا۔ اور مورچال باندھے۔ بندہ اپنے معتقدون کو یہہ
سمجھا کر جنگ و محاربہ کی ترغیب و تحریص دیتا کہ جو کوئی تم مین سے اِس جنگ مین مارا جائیگا
وہ بلا فرصت و فاصلہ ایام صورت امرد و ریش دار مین عود کرے گا اور حیات ابدی
اور درجات دنیوی مین ترقی پائیگا۔ چیلے اوسکی باتون کو سچ جانتے تھے۔ اور حصار
سے نکل کر سچا بادشاہ کی فتح و رشن کا آوازہ لگاتے ہوئے خوب لڑتے تھے۔ اور ہر روز
بہت قتل ہوتے تھے اور مسلمان بھی کشتہ ہوتے تھے۔

سکھ سواء ان ہنود کے جو اونکے ساتھ شریک تھے۔ سارے ہندوون کو مسلمانون کے
ساتھ واجب القتل جانتے تھے۔ منصف دیدگان رزم پر ظاہر ہے کہ اگر دو تین ہزار
سوارون مین سو دو سو سوار بھی ایسے ہوتے ہین کہ جو ہر شجاعت و ارادت رکھتے ہین اور
جانفشانی مین حق نمک کی مراعات کرتے ہین تو اس کی فتح و فخر کا سبب ہوتے ہین۔
چہ جائیکہ سکھون مین بہت ہی کم سوار اور پیادے ایسے ہونگے کہ وہ دل و جان سے اپنے
گرو پر گوسفند کی طرح قربان ہونے کو کمال مراد اور راز روے دل نہ جانتے ہون اِدھر یہ ارادت
اُدھر طمع زر و اقسام اقمشہ و زیور جو تاراج مین ہاتھ آتا تھا۔ یون اس فرقہ گدا پیشہ کا
تسلط و غلبہ بڑہتا گیا۔ محاصرہ مین طرفین نے جلادت و دلیری کی داد دی۔ اسکا استداد ہوا
قلعہ کا ذخیرہ ختم ہوا سکھون کا ایسا تنگ حال ہوا کہ وہ قلعہ کے اوپر سے ہاتھ اور آنکھون کے
اشارون سے لشکر شاہی کے بقالون کو بلاتے اور دو تین روپیہ سیر غلہ خریدتے اوپر سے
چادرین پھینک دیتے اور اس مین غلہ بندہوا کے رسیون سے کھینچ لیتے اور ایک ایک دو دو
مٹھی آٹا بیسمین بانٹ لیتے۔ تین چار ہزار سکھ فاقون سے مر گئے سواری اور بار برداری کے

چہار پائے ذبح اور بن ذبح کئے کھا گئے۔ ایک کتری جسکا نام کالا بوتھا اور تنبا کو فروشی اسکا پیشہ تھا۔ اپنے پیر و مرشد پر جان نثار کرنے کے لئے بندہ کا لباس فاخرہ پہنا اور بندہ کے مکان مین بیٹھا اور بندہ مع فوج کے لشکر شاہی پر ایک طرف حملہ کر کے کوہستان راجہ برنی کی طرف باہر چلا گیا۔ فوج شاہی نے گڈھی میں جا کر کالا بو کو زینت کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھ کر مقید کیا۔ خوشی خوشی خانخانان پاس لائے۔ چارون طرف سے صدائے مبارکباد بلند ہوئی۔ جب خانخانان پاس وہ اجل رسیدہ آیا اور تحقیقات حال ہوئی تو معلوم ہوا کہ بازہ مر گیا اور اوسکی جگہ اُلو ہاتھ لگا۔ اسسے خانخانان کو شرمندگی ہوئی اوس نے اپنے سب ہمراہی سردارون کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہو کر راجہ برنی کے کوہ مین جائیں اور بندہ کو پکڑ کر لائین اور اگر وہ ہاتھ آئے تو راجہ برنی کو پکڑ لائین۔ چنانچہ یہ راجہ حضور مین پکڑ آیا۔ اس راجہ اور اس مرید کو پنجرہ آہنی مین بند کر کے قلعہ شاہجہان آباد مین بھجوا دیا +

سکھون مین ڈاڑھی اور سر کا مُنڈانا گناہ عظیم ہے۔ بادشاہ کے دربار و فوج و لشکر مین مخفی سکھ بھی نوکر تھے۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ سارے ہندو اپنی ڈاڑھیان منڈائین ناچار سکھون کو بھی ڈاڑھی منڈانی پڑی۔ چند روز حجامون کا استرا خوب چلتا رہا۔ بعض صاحب اسم و رسم ریش داروں کی ڈاڑھی صفا چٹ ہوئی +

چین قلیچ خان بہادر صوبہ دار اودہ بہادر شاہ کی بعضی وضع سے اور خلف عہد و قرار سے جو ابتدا مین ہوئے تھے اور بادشاہ کے اور سلوکون سے ملال خاطر رکھتا تھا اور اکراہ کے ساتھ اوسنے اودہ کی صوبہ داری منظور کی تھی۔ اس زمانہ مین اوس نے زمانہ کی سفلہ نوازی اور بادشاہ کی ناقدردانی کے سبب اپنے منصب و خدمت سے استعفا دیا اور گوشہ نشین ہوا۔ اور اپنا نقد و جنس فقرا و مساکین مین تقسیم کیا۔ ایک دن مین پانچ لاکھ روپیہ فقرا مین خیرات کر دیا۔

چین قلیچ خان کی ڈاڑھی منڈانا +

ارادت خان لکھتا ہے کہ منعم خان خانخانان نے اس قلعہ کو جس مین سکھ تھے محاصرہ کیا اور یہ یقینی سمجھ کر کہ بندہ اسکو ہاتھ لگ گیا سپاہ کو حملہ کرنے سے منع کر دیا کہ وہ صبح کو خود

فتحیابی کے ساتھہ کام کو ختم کر گیا۔ اوسنے اپنی بدنصیبی سے ایک تنگ راہ جو قلعہ سے کوہستان کو جاتی تھی بند نہ کی تھی کیا فراوسکو معلوم ہی نہیں ہوئی یا وہ جانتا تھا کہ وہ راہ بھی اوسکے کسی مورچال کے درمیان جاتی تھی۔ رات کو بندہ نے تبدیل لباس کیا۔ اور معلوم قلعہ سے باہر چلا گیا۔ خانخانان نے صبح کو حملہ کرنا شروع کیا۔ اور تھوڑی لڑائی کے بعد قلعہ کو لے لیا۔ تلوار اوسکے ہاتھہ مین تھی اور بہت خوش تھا کہ بندہ کو زندہ یا مردہ بادشاہ پاس لیجاؤن۔ اور مین نے جو قلعہ بادشاہ کی باوجود ممانعت کے حملہ کیا ہے جس سے ناخوش ہوا ہے۔ وہ اس خدمت سے خوش ہوجائیگا۔ مگر کون اس مایوسی اور غم کو بیان کرسکتا ہے کہ وہ چیز جو تمام امیدون منحصر تھین وہ ہاتھہ سے ایسی نکل گئی کہ کہین اوسکا پتا بھی نہین لگا۔ ایک لمحہ کے لئے تو اوسکے بالکل حواس بادشاہ کے خوف سے جاتے رہے۔ یہ خوف بیوجہ نہ تھا۔ یہ دستور ہے کہ بادشاہ کے خیمون کی طرف فتح نمایان کے بعد نقارہ فتح بجتا ہوا چلتا ہے بادشاہی حکم آیا کہ نقارہ نہ بجے اور خانخانان بادشاہ کے حضور مین نہ آئے۔ وہ مایوس ہوکر اپنے خیمہ مین گیا۔ مگر بادشاہ عالم اوسکے پہلی خدمات پر نظر کرکے چند روز بعد پھر اوسپر مہربانی کرنے لگا۔ مگر یہ وفادار وزیر بادشاہی نااحسانمندی کے غم سے فارغ نہ ہوا اور اس غم پر یہ اور طرہ چڑھا کہ اوسکے اکھیڑنے کے لئے تینون شاہزادے اور امیرالامرا یہ تدبیرین کرنے لگے۔ یہ زہر آلود تیر اوسکے کلیجہ مین چبھتا تھا۔ اب دنیا کی کوئی چیز اوسکو خوش نہین کرتی تھی جسکے ہیچ کارہ ہونے کا تجربہ اوسنے خود کرلیا تھا ذلت مذکور سے اوسکی صحت مین خلل آیا۔ چند روز مین صاحب فراش ہوا۔ ۱۱۳۴ھ / ۱۶۲۴ء مین حضرت عزرائیل کو روح اپنی نذر کی۔ ایسا وزیر مدتون مین بھی کوئی نہین پیدا ہوا۔ فقط اور صوفی مزاج اور فقیر دوست تھا۔ اوسنے اپنی حکومت کے عالم مین خلق کو کوئی ایذا نہین پہنچائی اس کی وزارت مین کسی مسلمان کو ضرر نہین پہنچا۔ ہر شہر مین اوس نے سرا اور مسجد و خانقاہ بنوانے کے لئے اور زمین اور تعمیر کے واسطے پیشکی روپیہ بھیجدیا۔

اب خانخانان کی وفات کے بعد اس باب مین اختلاف رائے ہوا کہ اوس کے عہدہ

وزارت سے باپ کے استعفا دلانے کے

وزارت اور صوبہ داری دکن پر کون شخص مقرر ہو عظیم الشان جو سلطنت مین صاحب اختیار تھا اور سعد اللہ خان کہ دیوان تن اور خالصہ تھا دونو یہ رائے دیتے تھے کہ ذوالفقار خان وزارت پر اور خانخانان کے دونو بیٹے یعنی الملکی اور صوبہ داری دکن پر مامور ہون ذوالفقار خان صوبہ داری دکن کو وزارت کے لئے چھوڑنا پسند نہین کرتا تھا۔ اوسنے بادشاہ سے التماس کی کہ جب حضرت بادشاہ نے خانخانان سے وزارت کا وعدہ کیا تہا ہم عذر نہین کر سکتے تہے لیکن اب میرا باپ جب تک عہدہ وزارت پر بدستور سابق نہ مقرر ہو مجھے وزارت کے قبول کرنے مین کوئی فخر نہین ہے اسپر عظیم الشان نے کہا کہ ذوالفقار خان چاہتا ہے کہ باپ کو وزارت ہو اور اور خدمات مذکور اوسکے نام پر ہون۔ بادشاہ ان دونو درخواستون مین سے کسی کی درخواست کو رد نہین کر سکتا تھا آخر کو وزارت کے باب مین یہ تجویز ہوئی کہ جب تک کوئی مستقل وزیر مقرر ہو سعد اللہ خان پسر عنایت اللہ خان جو دیوان تن اور خالصہ مقرر ہوا تھا وہ وزارت کا کام شاہزادہ عظیم الشان کی نیابت مین سب کام اوسکو دکھا کر کرے +

غازی الدین فیروز جنگ بہادر نے ممالک دکن مین اپنا بڑا اعتبار اور تسلط پیدا کیا تھا۔ وہ تورانی مغلون کا سردار تہا۔ بڑی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اعظم شاہ سے وہ جدا ہو گیا تھا اعظم شاہ کے انتقام سے اسلئے بہت ڈرتا تھا کہ اوسنے عالمگیر کو اوسکے قید کرنے کی اسوقت صلاح دی تہی کہ وہ گول کنڈہ کے سامنے تھا وہ فتح نصیب تھا غنیم پر زیادہ غلبہ پاتا تھا۔ بڑا تجربہ کار مدبر تھا گو آنکھون سے اندہا تہا مگر وہ آدمی کے دل کو دیکھ لیتا تھا۔ اوسکی بڑی آرزو تھی کہ مین کسی شہزادہ کو بادشاہ بناؤن۔ کام بخش کی ایسی بیوقوفیان دیکھکر جنسے وہ برباد ہوا اوسنے اوسسے کنارہ کشی کی منعم خان خانخانان نے غازی الدین سے خط و کتابت کی اور اوسکی بہت تسلی و تشفی کی کہ بہادر شاہ اسپر عنایت اور شفقت کریگا۔ اس تجربہ کار مدبر نے زمانہ کے انقلابات کو آنکھین کھول کر خوب دیکھا تہا وہ چاہتا تہا کہ بادشاہ پہلے باتون کو بہول جائے اور مجھے تکلیف نہ دے آیندہ میری زندگی عبادت الہی مین آرام سے بسر کرنے دے۔ اسکا بیٹا چین قلیچ خان مدت سے ناراض تہا۔ اسکا

غازی الدین خان فیروز جنگ کی وفات +

بھائی چاند خان جسکو اوسنے سپاہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا اور تورانی افسر اُسے چھوڑ کر
بادشاہ پاس چلے گئے تھے۔ ان واقعات کے سبب اوسنے وزیر کے اقرارون کے سبب احمد آباد
کی صوبہ داری گجرات مین قبول کی۔ بادشاہ پاس خبر آئی کہ غازی الدین خان فیروز جنگ نے گجرات
مین وفات پائی۔ کہتے ہین کہ متصدیان سرکار نے نو لاکھ روپے نکال کر روپیون کی جگہہ بیسیر رکہدے
فیروز جنگ اس تغلب پر مطلع ہوا تو اوسنے اپنے عمل و تدبیر سے سارا روپیہ لوگون سے
اگلوا کے خزانہ مین داخل کر دیا۔ فضلاے لاہور کی ایسی شورش پیدا کی تھی کہ نقطہ وصی خطبہ
مین نہ داخل ہو سکا۔ بادشاہ نے فضلاے لاہور کی حاضری کا حکم دیا تو یار محمد و محمد مراد تین
چار مشہور فاضلون کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین بتسلیم خانین حاضر ہوے۔ بادشاہ
نے خود حضرت امام اعظم کے قول کے موافق گفتگو کی حاجی یار محمد نے بادشاہ کے قول کو
بہت گستاخانہ اور بے باکانہ رد کیا۔ بادشاہ نے برآشفتہ ہو کر فرمایا کہ تو بادشاہوں کے
غضب سے نہین ڈرتا۔ حاجی یار محمد نے جواب دیا کہ مین اپنے خدا سے چار چیزون کی عطا کی
آرزو رکہتا تہا اول تحصیل علم دوم حفظ کلام اللہ سیوم حج چہارم شہادت الحمد للہ کہ اللہ تعالے
نے تین نعمتین مجھے عطا کین آرزوے شہادت باقی ہے امیدوار ہون کہ بادشاہ کی
توجہ سے اس مین کامیاب ہون۔ اس مباحثہ مین کئی روز لگے۔ ایک لاکھ آدمی جنمین
بعض افغان تمن دار بہی تھے حاجی محمد یار سے متفق ہوے شاہزادہ عظیم الشان بہی خفیہ
اس جماعت کا طرفدار تہا آخر کو جب حمید نے خطبہ کے لئے عرضی دی تو بادشاہ نے
اوسپر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانہ کی طرح خطبہ پڑہا جایا کرے۔ اس طرح جھگڑا ختم ہوا
کہتے ہین کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور دو اور فاضلون کو جنسے وہ آشفتہ خاطر تہا ایک
قلعہ مین بھیجدیا +

سوانح سال پنجم ۱۱۴۲ھ

جاوس کا سال پنجم ۱۸۔ ذی الحجہ کو منعقد ہوا ۱۴ محرم ۱۱۴۲ھ کو بادشاہ کے مزاج مین خلل
پیدا ہوا حکم ہوا کہ شہر کے سارے کتے شہر سے باہر نکالے جائین۔ اس زمانہ کی خلقت

یہ یقین کرتی تھی کہ بادشاہ کو سوا علما سنن کے آثار دعوت وسحر سے ہوا ہے۔ اس حکم سے کہیں کسی کا نظر نہیں آتا تھا دور کے قصبات و دیہات میں وہ تھے۔ دوسرا حکم والا یہ ہوا کہ ہندو اپنی داڑھی منڈائیں اور آئندہ کوئی ہندو ہرگز داڑھی نہ رکھے۔ تیسرا کام اونے اپنے آئین کے خلاف یہ کیا کہ علما پر عتاب و حقاب کیا اور جا بجا محبوس کیا پھر مزاج پر خفقان کا غلبہ ایسا ہوا کہ دارالسلطنت لاہور میں ۱۹ محرم ۱۱۲۳ھ کو جہان سے رخصت ہوا اور اوسکی نعش شاہجہان آباد میں حضرت قطب صاحب کے احاطہ کے باہر دفن ہوئی۔ تاریخ تولد بادشاہ معظم تھی اس حساب سے ۶۴ سال کی عمر ہوئی۔ اور سلطنت کی مدت پانچ سال ۳ ماہ تھی

میں نے بہادر شاہ کی سلطنت کا بیان زیادہ تر منتخب اللباب خافی خان اور تاریخ مظفری سے لکھا ہے اور اسمیں کچھ اپنے خیالات بھی اور تاریخوں سے بڑھائے ہیں۔ اب میں بطور ضمیمہ کے بعض واقعات تاریخ ارادت خانی سے نقل کرتا ہوں۔ ارادت خان شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں دوآب کا حاکم تھا اور وزیر معظم خان کا دلی دوست تھا وہ فرخ سیر کے زمانہ میں مرا وہ بڑا مشہور شاعر تھا اوسکا دیوان ہے۔ اسکا نام مبارک اللہ ارادت خان اور تخلص واضح تھا وہ اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ اب میری عمر ۱۱۲۶ھ میں ۶۴ برس کی ہے اس تھوڑے عرصہ میں دنیا کے معاملات میں یہ انقلابات سلطنتوں کی بربادی۔ شاہزادوں کا مرنا۔ پرانے شریف و امیر خاندانوں کا مٹنا۔ لایق آدمیوں کا تنزل اور نالائقوں کی ترقی میں نے ایسے دیکھے ہیں کہ تاریخ میں ہزار برس کے اندر بھی اس کثرت سے متواتر ایسے حادثات نہیں بیان ہوئے۔ میرا ارادہ یہ نہیں ہے کہ میں تاریخ لکھوں بلکہ میں ان حادثات و واقعات کو بیان کرتا ہوں جنکو میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور اون میں شریک رہا ہوں۔ ارادت خان نہایت عمدہ و معتبر سپاہی دانشمند فرزانہ تھا۔ تاریخ کو بے تکلف عبارت میں سچ سچ لکھتا ہے۔ وہ جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی کے باب میں لکھتا ہے کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ جب کارزار شروع ہوتی ہے تو ایک آدمی کے واسطے یہ ناممکن ہے کہ وہ میدان جنگ میں طرفین کا سارا حال دیکھے وہ صرف ایسے

مقام کا حال جان سکتا ہے جو اوسکے پیش نظر ہو پس مین کس طرح سے یہ کہہ سکتا ہون
مین نے دونو طرف کی صف بندی کو دیکھا ہے جو کوسون مین پھیلی ہوئی تھی - ایک مصنف نے
اورنگ زیب کے روبرو اوسکی ایک لڑائی کا حال پڑھا تو آخر کو بادشاہ نے ارشاد کیا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ لڑائی کے وقت تو کسی اونچے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایسا ذرا ذرا سا
جنگ کا حال دیکھا ہے مین خود ہاتھی پر سوار تھا اور فوج پر حکمران مگر مین نے تو ان حالات
کی ایک تہائی بھی نہین دیکھی جو تو نے بیان کی اب ہم اوسے انتخاب کرکے بعض واقعات
لکھتے ہین جو پہلے بیانون سے کچھہ اختلاف کچھہ اتفاق رکھتے ہیں +

اعظم شاہ

اعظم شاہ کو اورنگ زیب کے مرنے کی خبر ایکین سلطنت نے دی جو اوسکے خیر خواہ تھے
وہ احمد نگر کے لشکر شاہ گاہ مین ۳ - ذی الحجہ کو آیا - بہت سے امرا جو اوسکے دلی خیر خواہ تھے
اس پاس آ گئے - بعض امرا نہ اوسکے نیک خواہ تھے نہ بد خواہ - بعض اوس سے نفرت رکھتے
تھے مگر اوسکی حکومت کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے سوا اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا - اُس سے
ملنے مین ان تین مغل امرا سے فیروز جنگ و چین قلیچ خان و محمد امین خان نے تامل کیا -

۱۰ - ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ کو اعظم شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور دراسم جلوس کی
تقدیم ہوئی اسنے امرا کو بقدر اونکی حالت کے عطیے عطا کئے مگر چند ہی انہین اس سے
خوش ہوئے - جب اعظم شاہ شہزادہ تھا تو بہت سے امرا اوسکے دلی خیر خواہ تھے اور جانتے تھے
کہ اس مین سلطنت کرنے کی پسندیدہ لیاقتین سب طرح کی موجود ہیں مگر جب وہ تخت سلطنت پر
بیٹھا تو اوس کے کل اوضاع و اطوار کے سبب سے اوسکی نسبت کل امرا کی رائیں بدل گئیں
وہ بڑے بڑے امیرونکی عزت نہیں کرتا تھا - سپاہ کے خرچ مین سخت پالیسی کرتا تھا کہ
گویا اوسکو سپاہ سے کبھی کچھہ کام ہی نہیں پڑیگا - یہ خبط اوسکو اپنے اس بھروسہ سے
پیدا ہوا تھا کہ کسی شخص کو اسے مقابلہ کرنے کا حوصلہ نہین ہے - اور اوسکا بڑا بھائی
شاہ عالم ہندوستان کی یہ سلطنت عظیم الشان چھوڑکر کسی اور اقلیم مین اپنی جان و
عزت بچانے کے لئے چلا جائیگا اور اسی زمانہ مین اوسکو اپنے بیٹے بیدار بخت پر حسد

اس سبب سے پیدا ہوا کہ داداؤ اوسکو بہت عزیز رکھتا تھا - وہ قدیمی ارکین سلطنت کے حقارت کرتا تھا اور برسر دربار رکھتا تھا کہ وہ اپنی خدمات کے لایق نہین ہے اعظم شاہ اپنا شاہانہ ٹھاٹھہ ساتھہ لیکر آگرہ کی طرف باقاعدہ منزل بہ منزل تومری گھاٹ کی طرف چلا - یہہ راہ کوہستانی تھی اور درختون سے بھری ہوئی راہ مین بڑے بڑے فاصلون مین پانی نہین ملتا تھا - دو روز کے اندر بہت سے مرد عورت بچے جانور پیاسے مر گئے -

بیدار بخت کو داداسے بڑی محبت تھی اور داداکو اوسے - وہ باپ کے حکم سے فورًا گجرات سے اپنے نوکر تین ہزار سوار لیکر چلا - اور اپنے ہی خزانہ کے تیس لاکھہ روپیہ ساتھہ لئے - بادشاہی خزانہ کے بیس لاکھہ روپیون کو اسنے ہاتھہ نہین لگایا - اپنی فوج و دولت کو بھی نہیں بڑہایا باوجودیکہ آسانی سے وہ اپنی سپاہ کو بہت بڑھا سکتا تھا اور صرافون اور ماہاجنون سے ایک کروڑ روپیہ لے سکتا تھا - خزانہ و فوج کے بڑہانے مین اوس کو یہ اندیشہ تھا کہ باپ کو اوسکی وفاداری اور خیر خواہی مین شبہ پیدا ہوگا بیدار بخت نے اجین سے باہر ایک کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ پر خیمے ڈالے وہ شہر کے اندر نہیں داخل ہوا عبداللہ خان صوبہ دار مالوہ اوس پاس آیا اور اجین مین بیدار بخت نے ایک مہینہ چند روز باپ کے آنے کے انتظار مین قیام کیا - تو باپ نے بیٹے کو یہ فرمان بہیجا کہ تو واسطے تو نے جلدی کر کے دشمن کے روکنے لئے ستلج مین کشتیان نہیں ڈبوئیں ہے گو غنیم کا یہ حوصلہ نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کرے مگر تو خطاء عظیم کا مرتکب ہوا - بیدار بخت باپ کے حکم کے موافق آگرہ کی طرف چلا ذوالفقار خان و رام سنگھہ ہاڈا زمیندار کوٹہ و دلیپ بندیلہ و امین اللہ خان کو اعظم شاہ نے بھیجا کہ وہ شاہزادہ کی حرکات کو بھی دیکھین اور اوسکی مدد بھی کرین - یہ سب اعظم شاہ کے پاس سے چلکر بیدار بخت سے ملے مرزا راجہ جے سنگھہ اور خان عالم سردار دکنی اور اوس کا بھائی منور خان اور اور امرا چھہ ہزار سوارون کے ساتھہ اعظم شاہ کے حضور سے بیدار بخت پاس آئے +

شاہزادہ اعظم شاہ کو اورنگ زیب نے حکم بھیجا تھا کہ وہ بنگالہ سے اس پاس آئے جب وہ

حوالی آگرہ مین آیا تو اوسنے عالمگیر کے مرنے کی خبر سنی تو باپ کے لینے کیواسطے آگیا جب جنبل کے کنارہ پر بیدارنجت پہنچا اور اعظم شاہ گوالیار مین آیا اعظم شان نے محتشم خان کو آگرہ سے بڑی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا کہ وہ بیدارنجت کو دریا سے پار نہ اترنے دے۔ بیدارنجت اولوالعزم تھا اور باپ کا رقیب تھا۔ سلطنت کا خواہان تھا اعظم شاہ ایک بے باک متہور تھا اور اپنے اوضاع مین عاقبت بینی اور دوراندیشی کرتا تہا اور زمانہ حال کے سوا کچھہ اور آگے نہ دیکھتا تھا ہندوستان کے مرجھوں کے تاؤ دینے والون لاف زنون کی اگر سفر مین بیٹا تاخیر کرتا تھا تو اوس کی تضحیک کرتا اور کہتا کہ تو دشمن سے نامرد ڈرتا ہے اسلئے بیدارنجت سے جنبل سے پار اترنے کا اور محتشم خان کے مورچالون پر حملہ کرنے کا جو ارادہ کیا تو اس تدبیر کو تجربہ کار ہوشیار سپہ سالار ذوالفقار خان نے ناپسند کیا بعض امیرون کی رائے تھی کہ ذوالفقار خان دغا بازی کرتا ہے اب انہون نے بیدارنجت کو یقین دلایا کہ وہ شاہ عالم سے خط و کتابت رکھتا ہے اور تاخیر کی صلاح اسلئے دیتا ہے کہ معظم شاہ نزدیک آجائے تو وہ اپنے منصوبون کو پورا کرکے اسے جا ملے

دوسرے دن یکایک صبح کی نماز سے پہلے جنگ کے لئے کوچ کا نقارہ بجا اور بیدارنجت نے جنگ کا پورا سامان کیا اور ہاتھی پر سوار ہوا ہمیشہ وہ لڑائی مین فیل نشین ہوتا مین بھی جلدی سے اوسکی ہمراہی کے لئے گیا تو مین نے اوسکو دیکھا کہ چہرہ غصہ سے بھرا ہوا ہے اور پکار پکار کر ذوالفقار خان کو دغا باز مکار جھوٹا اور اسی طرح کے بُرے الفاظ اپنے ہاتھی کے گرداگرد نوکرون سے کہہ رہا ہے +

اعظم شاہ اور اوسکے بیٹے بیدارنجت مین جو اختلاف تہا اس مین حق باپ کی جانب مین تھا۔ بیدارنجت باپ کا رقیب تھا اور اس تاک مین لگا رہتا تہا کہ کسی طرح باپ کو تخت سے اوتار دون۔ ایکدن اوسنے مجھہ (ارادت خان) سے پوچھا کہ اگر باپ بادشاہ ہو اور وہ اپنے بیٹے کی جان لینی چاہے اور بیٹے کو باپ کا یہ ارادہ تحقیق معلوم ہوگیا ہو تو بیٹے کو اپنی حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہیے تم کوئی ایسی مثال پہلے جانتے ہو مین نے کہا کہ

سوال کی ضرورت نہین ہے آپ کے دادا کا طریقہ اپنے باپ کے ساتھہ کافی مثال ہے۔ بادشاہون
کو بہ ضرورت ایسے کام کرنے جائز ہین جو اورون کے لئے جائز نہین ہین۔ پھر ایک دن
اوسنے مجھہ سے یہ پوچھا کہ مین باپ کو کس طرح گرفتار کرون۔ اسکا جواب بھی مین نے دیدیا
بیدار بخت جنبل سے کسی پایاب مقام سے پار اُتر گیا جو دشمن کو معلوم نہ ہوا۔ عظیم الشان کی
افواج دریا کے کنارہ پر ایک مقام مین پڑی ہوئی تھی وہ اپنا تو بیخانہ مختلف مورچالون مین
چھوڑ کر آگرہ کو بھاگین وہ اپنی جان بچانے سے خوش نہین۔ ذوالفقار خان جو شاہزادہ
کو دریا کے پار جانے کے لئے منع کرتا تھا وہ مجبوری شاہزادہ کو ظفر جو سفر سے ہوئی
مبارکباد دینے آیا۔ کچھہ دنون بعد اعظم شاہ قریب آیا۔ بیدار بخت نے ایک کوس سامنے
جاکر باپ کے خیمون کے لئے جگہہ تجویز کی اور جب باپ آیا تو دو کوس اوسکے استقبال
کے لئے گیا۔ باپ بیٹے کو بہت پیار کیا۔ گو اوسکو وہ اورنگ زیب کی محبت کے سبب سے اپنا رقیب
جانتا تھا۔ مدتون کے بعد بیٹے کو دیکھا تھا۔ اب قابت کی حد پر پدری شفقت نے غلبہ کیا
اوسپر بہت عنایت کی اور ایک شاہانہ خلعت عطا کیا +

تقدیر الہی مین تو شاہ عالم کو سلطنت ملنی تھی اعظم شاہ ایسا شیخی و گھمنڈ مین آیا کہ اوسکو
یقین تھا کہ اگر اوسکے بھائی کے ساتھہ لاکھون تورانی اور سلم ہون تو بھی اوسکو میدان جنگ مین
اوسکے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوگی جو لوگ شاہ عالم کے قریب آنے کی خبر لاتے تو وہ
اونکو نامرد احمق کہہ کر دھتکار بتا دیتا اسکو سچی خبر سنانے سے بڑے بڑے افسرون کی جان
نکلتی تھی اسلئے اعظم شاہ کو شاہ عالم کے نزدیک آنے کی خبر نہ ہوئی جب شاہ عالم متھرا مین
آیا تو اوسنے ایک بڑے مشہور درویش کے ہاتھہ اعظم شاہ کے پاس یہ خط بھیجا کہ خدا کے
فضل سے ہم ایسی موروثی وسیع سلطنت کے وارث ہوئے ہین جسمین بہت سی مملکتین ہین
ہم تم آپس مین ایک دوسرے پر تلوارین نہ کھینچین اسمین عدالت اور عزت و شان ہے۔
سلطنت کو آپس مین ہم تقسیم کرلین گو مین بڑا بھائی ہون مگر مین اوسکا اختیار تم کو سپرد کرتا
ہون۔ اعظم شاہ بڑا متکبر مغرور تھا اوسنے جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو کل میدان جنگ مین

اسکا جواب دیگا یہ سنکر پیغام بر چلا گیا۔ اعظم شاہ نے صبح کو کوچ کیا جاجو اور آگرہ کے درمیان بنجر زمین مین جہان پانی نہ تھا خیمہ زن ہوا جسسے سپاہ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ اس دن خبر آئی کہ شاہ عالم سات کوس پر خیمہ زن ہے اور کل اسکا ارادہ حرکت کرنے کا ہے۔ مگر یہہ معلوم نہین کہ کس طرف کا ارادہ ہے۔

ارادت خان کہتا ہے کہ ان دو بھائیون کی لڑائی کا حال جو میری آنکھون کے سامنے گذرا اوسکو بیان کرتا ہون شاہزادہ بیدار بخت ہراول تھا وہ ضروری احکام دیکر چلا۔ اعظم شاہ قول مین تھا۔ اسکا لشکر بھی اوسکے بعد روانہ ہوا۔ ابتک اونکو یہ نہ معلوم ہوا کہ غنیم کا مقام کہان ہے اور شاہ عالم کا ارادہ کیا ہے۔ بیدار بخت ایک گانون پر پہونچا جسکے نیچے ندی بہتی تھی اور اوسکا پانی صاف تھا اور اوسکے گرد کنوئے بھی تھے۔ اوسوقت افواج متفرق تھین اور کسی سردار کو فوج کی ترتیب کا خیال نہ تہا جس طرف اسکا جی چاہتا تھا جاتا تھا۔ یہ دیکھکر مین نے شاہزادہ سے کہا کہ بڑا لشکر پیچھے دور ہے اور سامنے ملک چند میل تک بے آب ہے اور دن بھی نہایت گرم ہے۔ ترتیب بغیر غنیم کے مقام و حرکت معلوم ہونے کے اب کہان چلے جائینگے۔ مین نے اسکو بتلایا کہ آپ کے ملازم کیسے پراگندہ پھر رہے ہین ذوالفقار خان بائین طرف ایسا ترچھا گیا کہ نظر نہیں آیا۔ آپ کو یہان مقام کرنا چاہیے کہ غنیم کی خبر آئے لشکر کے لئے یہان پانی کافی ہے تو پہنچا آجائیگا۔ وقت اتنا مل جائیگا کہ بادشاہ آجائیگا۔ اور لشکر مرتب ہوجائیگا۔ اگر غنیم چڑھکر آئیگا تو آپ کو یہ فائدہ رہیگا کہ آپ اچھی زمین پر اترے ہوئے ہین اور یہان پانی بکثرت ہے۔ بیدار بخت نے کہا کہ آپ کی تدبیر راست ہے آپ جاکر میر بابا سے کہئے مین اوس کے حکم کی تعمیل کرونگا شاہ عالم کو بھی ہمارے لشکر کی راہ پر اطلاع نہ تھی جہان وہ اترا تھا وہان پانی کم تھا۔ اوسنے آج صبح کو اپنے بڑے لشکر کو منعم خان کے ساتھ بھیجا اور خود اپنے بیٹون کے ساتھ اپنے نوکرون کو لے کر جمنا کے کنارہ پر شکار کھیلنے گیا۔ بیس خیمہ دستور کے موافق بہرہ چوکی کے ساتھ رستم دل خان نے ہمراہ روانہ کیا۔ اتفاق سے وہ

اسی راہ پر آیا جسپر ہمارا لشکر پڑا ہوا تھا +

جب مین نے بیدار بخت کا پیغام اعظم شاہ کو دیا تو اوسنے کہا کہ بیٹے سے کہدو کہ مین اس پاس آتا ہون مین اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ شاہزادہ نے اس گانون کو چھوڑ دیا اور آگے گیا۔ مین اوسکے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ لشکرگاہ مین فتح کی مبارکباد و تہنیت کا غل ہو رہا ہے شاہزادہ نے مجھے دیکھکر کہا کہ مین آپ کو فتح کی مبارکباد دیتا ہون مین نے کہا کہ بغیر جنگ کے فتح کیسی ہوئی۔ یہ سنکر شاہزادہ نے ایک ہرکارہ کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ تونے دیکھا ہے ارادت خان سے وہ بیان کر تو اس احمق نے یہ کہا کہ مین نے دیکھا کہ شاہ عالم کا ہاتھی خالی ہے اوسکے ساتھ چند آدمی آگرہ کو بھاگے جاتے ہین شاہزادہ نے کہا کہ ہمارے جرانغار نے دشمن کو شکست دی اور اوسکے تمام خیمے ڈیرے چھین لئے۔ اس خیالی فتح کا سبب یہ تھا کہ شاہ عالم کا پیش خیمہ ہمارے جرانغار کی طرف آیا اوسکے ساتھ آدمی کم تھے جرانغار نے حملہ کرکے پیش خیمہ چھین لیا — ہاتھی جو بھاگتا ہوا دیکھا تھا وہ رستم دل خان کا تھا جو پیش خیمہ کا سردار تھا۔

اب شاہزادہ نے مجھے حکم دیا کہ میرے باپ کو اس فتح کی اطلاع دو مین نے انکار کیا اور کہا کہ بھلا یہ بھی کوئی فتح ہے کہ جسکی اطلاع دیکے ہنسی اڑوا ؤن۔ اوسپر شاہزادہ مجھپر خفا ہوا اور چلایا کہ کیا تیری اس کہنے سے مراد ہے مین نے کہا کہ سپاہیون کے جینیون دینے کے لئے ایسے اتفاق ہوتے ہی رہتے ہین اور ایسی شیخی کی فتح پر نہ ہوگی حضور کی فوج نے غنیم کے پیش خیمہ کو لوٹا ہے اونکے حال پر افسوس ہے جنہون نے یہ کام کیا ہے اب اگر کوئی بڑا کام پیش آئیگا تو وہ لوٹ کے مال سے لدے ہوئے ہونگے اور بیکار ہونگے۔ ان باتونکو سنکر غصہ ہوکر وہ چلایا کہ تم ہمیشہ ایسی اندیشہ ناک بدفالی کیا کرتے ہو اوسنے اپنے دیوان کے داروغہ قاسم خان کو حکم دیا کہ عظیم شاہ کو میری اس فتح کا مژدہ سنا دو۔ آدھہ گھنٹہ گذرنے نہ پایا تھا کہ ہماری دائین طرف بڑی خاک اڑی مین نے یہ دیکھکر شاہزادہ سے کہا کہ ہماری فتح عظیم کا نتیجہ اور شاہ عالم کی پرواز دیکھو سامنے گرد کا بادل

بچاس ہزار سوارون کا معلوم ہوتا ہے یہ بات مین کہہ ہی چکا تھا کہ اور گرد اٹھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ دوسری سپاہ پاس آتی ہے مین نے شہزادہ سے کہا ابھی دشمن کچھہ فاصلہ پر ہے آپ اتنے مین لڑائی کی تیاری کر لیجے شاہزادہ نے مجھہ سے کہا کہ تم جاکر میرے باپ کو غنیم کے نزدیک آنے کی خبر کردو مین جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوکر اعظم شاہ کی طرف چلا مین نے اپنی راہ مین سپاہ کی بڑی بے ترتیبی دیکھی سامان اللہ خان جو ایک عمدہ نامور سپہ سالار تھا اور شاہزادہ والاجاہ کا ہراول تھا تین سو سوارون کے ساتھہ جاتا تھا جو پراگندہ تھے اعظم شاہ ڈیڑھ کوس پیچھے تھا اور اوسکی سپاہ تین حصون مین منقسم تھی مجھے معلوم نہین ہوتا تھا کہ اعظم شاہ کس حصہ مین ہے۔ تو پہ شاہ نے دکن مین چھوڑ آئے تھے جب یہ سالار نے توپ خانون کے حکم کی درخواست کی تو اعظم شاہ بہت خفا ہوا اور غصہ مین آکر چلایا کہ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ مین توپون کو ایک میدان پر چلاؤن گا میں فتح تلوار ہی میان سے نہین نکالونگا اپنے حصہ سے اوسکا رکھو دونگا +

اعظم شاہ نے جب مجھے دیکھا تو شاہزادہ سے بلایا مینے پاس جاکر کہا کہ شہزادہ حضور کو اطلاع دیتا ہے کہ غنیم پاس آگیا ہے۔ اعظم شاہ ایسا چونکا کہ جیسے کسی بچھو نے اوس کو کاٹا اور چہرہ غضبناک بنایا اور آنکھین دکھائین۔ یہ اوسکی عادت تھی جب غصہ آتا تھا تو وہ اپنی آنکھ کو کھینچا کرتا تھا اوس کو کھینچکر چلایا کہ غنیم میرے پاس آگئے مین نے کہا کہ ایسا ہی ظہور مین آتا ہے تو اوسنے اپنا جنگی ہاتھی منگایا اور ایک حمیدہ عصا کو چکر دیکر غضبناک اپنے تخت پر بیٹھا اور طنزاً کہا کہ تم ڈرو نہین مین اپنے بیٹے پاس آتا ہون۔ مین نے کہا کہ وہ بھی حضور کا بیٹا ہے وہ ڈرنا جانتا ہی نہین۔ اوسنے تو فقط دشمن کے قریب آنے کی اطلاع دی ہے حضور اپنے لشکر کے ساتھہ آگے بڑہین۔ اور لڑائی کے دن جو بادشاہ کی جگہہ ہوتی ہے وہان کھڑے ہون۔ یہ سن کر مین بیدار بخت پاس آیا۔ تو اوس کے ملازم کے جو پاس کھڑا تھا گولی لگی اور وہ مرگیا۔

غنیم کی افواج کے دو غول ہماری جگہہ سے گولہ رس مقامون پر تھے۔ میرے اقبال کا ستارہ

عظیم الشان تھا اور دوسرے غول کا افسر منعم خان جسکے ساتھ شاہزادہ معزالدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ تھے۔ ہماری سپاہ کی صفین گچپچ تھین پیچھے ہاتھیون کے مورچیون اور بہیر کا ہجوم اس قدر تھا کہ اوسے لشکر کی عافیت تنگ تھی اور وہ اوس کو بیکار کرتی تھین اب شاہ عالم کے توپخانہ نے ہمارے لشکر پر ابر باڑین مارنی شروع کین جس سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ اور شاہ عالم کے بیٹون نے بڑہ کر بندوقون کی گولیون کا مینہ برسا دیا۔ ہمارا لشکر بھی توپون کی مار سے طیش مین آیا اور اونسے باڑین ماری۔ خان عالم بہت تیزی و تندی دشمن کی طرف بڑھا۔ جتنا وہ دغمس کے قریب ہوتا گیا اوسکے ہمراہی پیچھے رہتے گئے۔ تین سو سے زیادہ آدمی اوس کی ہمراہی مین نہ رہے جب مین نے یہ حال دیکھا تو جان لیا کہ اب سب کچھ ہو گیا۔ یہ بہادر جوانمرد شاہزادہ عظیم الشان کے ہاتھی پاس گیا اور ایک نیزہ شاہزادہ کے لگایا مگر وہ بچ گیا اوسکی نوکری ران مین لگا شہزادہ نے ایک تیر اوسکی چھاتی مین ایسا مارا کہ وہ فنا ہو گیا غنیم کے ایک گروہ نے بسرداری بازخان افغان ذوالفقارخان پر حملہ کیا مگر بہت نقصان اوٹھا کر واپس گیا اور بازخان کے زخم کاری لگے تقدیر الہی سے رام سنگھ ہاڑا اور دلیپ اور بندیلہ جنکی کارگزاری اور بہادری پر ساری جنگ کا مدار تھا توپ کے گولہ سے مر گئے۔ اونکے ساتھ راجپوتون کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے مردہ سردارون کی لاشونکو ساتھ لیکر چلے گئے ذوالفقارخان اپنے ہمراہیون کے ساتھ استقلال سے قائم رہا جب عظیم الشان کی کل فوج نے اوسپر حملہ کیا تو وہ سید مظفر کو سپاہ کا اہتمام دیکر اعظم شاہ کے مقام کے پیچھے حمیدالدین خان کے ساتھ گیا۔ ہاتھی سے نیچے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو کر گوالیار اپنے باپ اسدخان پاس چلا گیا۔ اوسکے بھاگنے سے اعظم شاہ کے لشکر کو شکست ہو گئی۔

اعظم شاہ کے ہمراہی اور ذاتی ملازم سواریون سے اترے اور اونھون نے اپنے ترکش زمین پر رکھ دئے اور دشمن کے حملہ کے انتظار مین بیٹھے اور اپنے دلی نعمت پر جان نثار کرنے کو تیار ہو گئے سید عبداللہ اور اوسکا بھائی حسین علی خان ساداتِ بارہ کے

امور جنگی بہادری و کارنامے تمام بادشاہون کے عہد مین مشہور رہی اپنے ہاتھیون سے اوترے اور پیادہ لڑنے کو تیار ہوئے - اب لڑائی دست بدست خنجرون اور شمشیرون سے شروع ہوئی اور طرفین کے بہت آدمی تلف ہوئے حسین علی خان کے کئی زخمہائے کاری لگے اور خون کے نکلنے سے وہ ضعیف ہوگیا - آخر کو ایک بندوق کی گولی اور کئی تیر بیدارنجت کے لگے جسسے وہ فوراً اپنے ہاتھی پر مرگیا - اعظم شاہ کے بہت زخم لگے تھے مگر اب تک وہ زندہ تھا شاہ عالم کی فوج کی طرف سے خاک کا گرد آباد اوسکی طرف آیا اور اوسمین سے شاہزادہ عظیم الشان معزالدین جہاندار شاہ اور جہان شاہ نمودار ہوئے - اعظم شاہ کے زخم کاری ایسا لگا کہ وہ مرگیا - اور شاہزادہ والاجاہ بھی خواب عدم مین سویا - رستم دل خان جو شاہ عالم کے پیش خیمہ کا سردار تھا صبح کو بیدارنجت کے لشکر نے اوسکو شکست دیکر راہ بند کردی تھی تو وہ اعظم شاہ کی ملازمت کے لئے اوسکے ہاتھی کے ساتھ اس جنگ مین تھا جب اوسنے اعظم شاہ کو مردہ دیکھا تو اوسنے ہاتھی پر چڑھ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور شاہ عالم کے خیمہ گاہ کی طرف بڑھے انعام کی اُمید مین دوڑا دوڑا آیا - سر کو شاہ عالم کے قدمون تلے رکھا - وہ بھائی کے سر کو خون آلودہ دیکھکر بہت رویا رستم دل کو سوائے گالیون کے کچھ اور نہ دیا منعم خان نے مردہ شاہزادون کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کیا اور اہل حرم کا نہایت اعزاز و احترام کیا - گو اوسکے ایک زخم کاری لگا تھا جس سے اوسکو بڑی تکلیف تھی مگر اوسنے اوسکو چھپایا اور رات تک میدان جنگ کا انتظام رکھا اور فوج کو لوٹ سے روکا -

شاہ عالم بہادر شاہ کا سفر

اب مین کابل سے شاہ عالم کے سفر کا بیان کرتا ہون اور ان واقعات کا ذکر کرتا ہون جو لڑائی کے دن تک واقع ہوئے +

اورنگ زیب نے اپنے مرنے سے کچھ پہلے شاہ عالم کا دیوان منعم خان کو مقرر کیا تھا اور شاہ عالم کابل کا حاکم تھا یہ منعم خان بڑی قابلیت اور لیاقت کا آدمی تھا بڑا مدبر - کامون مین مستقل - بڑا دیانت دار اوسکے کام کرنے سے پہلے نالائق امرا کی ترقی سے شاہزادہ کے سارے کارخانے

پریشان اور ابتر ہے اوسنے آنکر سب کو جلا دیدی اور درست کر دیا فضول سپاہ آخر کی بھرتی
جمع ہو رہی تھی جنکی تنخواہ کے لئے ملک کی آمدنی کافی نہ تھی سپاہ کو پوری تنخواہ ملتی نہ تھی
اسلئے وہ ناراض ہمیشہ بغاوت کے لئے پلی مٹھی رہتی تھی سادس نے شاہزادہ کی سپاہ کو
کم کر دیا۔ ہمیشہ اونکو باقاعدہ تنخواہ تقسیم کرنی شروع کی جسکے سبب سے اوس کو ناخوش یا شتر
بے مہار ہونے کے لئے کوئی عذر نہ رہا جب اورنگ زیب کی علالت کا حال سنا تو اعظم شاہ
کے حق میں مضلوبون کے روکنے کے لئے منعم خان نے یہ اشتہار دیدیا کہ شاہ عالم سلطنت
کے لئے بھائی سے لڑنے کا نہیں بلکہ اوسکے ہاتھ سے بچنے کے لئے وہ ایران میں چلا
جائیگا۔ بہت دنون پہلے شاہ عالم نے یہ خود شہرت دی تھی اور ایسا اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا
کہ اوسکے بیٹے جو ساتھ رہتے تھے وہ اوسکو یقین کرتے تھے اور اندیشہ ناک تھے منعم خان
نے مجھ سے اصل حال یہ کہا کہ میں نے بادشاہ سے ایک دن یہ پوچھا کہ یہ مشہور ہے کہ حضور کا
ارادہ ایران جانے کا ہے اور یہ امر ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ شاہزادون نے جو آپ کے بیٹے
ہیں مجھ سے قسمین کھا کھا کر کہا ہے کہ یہ بات سچ ہے۔ تو شاہ عالم نے جواب دیا کہ اس شہرت
میں میرا ایک مقصود عظیم مخفی ہے جسکے سبب سے میں نے اس شہرت کو پھیلایا ہے اور محنت
کی ہے کہ اسپر یقین کیا جائے اول میرے باپ نے فقط ذرا سے شبہ پر مجھے نو برس قید و
محبوس رکھا۔ اب اگر اوس کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں نے ذرا سی بھی اولوالعزمی کی ہے تو
وہ فوراً مجھے غارت و برباد کر دے گا۔ دوم میرا بھائی محمد اعظم شاہ میرا بڑا قوی دشمن
ہے اور بڑا بے باک بہادر ہے اور سارے اپنے زور کو میری بربادی کے لئے کام میں لاتا ہے
اس شہرت سے میرے باپ کی خوشی اور میرے بھائی کی تسلی ہوگی کہ وہ اپنے تئین محفوظ
سمجھے گا۔ مگر میں اس قادر مطلق خدا کی اور اس قرآن کی جسپر میرا ہاتھ ہے قسم کھا کر
کہتا ہون کہ اگر میرے ساتھ ایک دست بھی نہ ہو تو بھی میں اکیلا اگر اعظم شاہ سے لڑونگا جو
کچھ ہی ہو۔ اس واسطے میں نے اپنی اولاد سے بھی چھپایا ہے اب اس کو تجھ سے کہتا ہون
اسکو کسی پر ظاہر نہ کرنا +

جب اورنگ زیب کے مرنے کی خبر منعم خان پاس لاہور مین آئی تو اوسنے ڈاک مین شاہ عالم
کو یہ خبر بہیجی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو لاہور کی طرف بے خوف وخطر بغیر کسی تیاری
کے سفر کرو یہان لاہور مین توپخانہ اور سارا سامان تیار اوسکو ملے گا - اس دانشمند وزیر نے
بہت سے دریاؤن پر پل بندھوانے جسکے سبب سے شاہ عالم کی سپاہ کو دریاؤن کے پار جانے
مین ایک روز کا توقف نہین ہوا لاہور مین اوسکو بڑا توپخانہ اور سب سامان اسکا تیار ملا - اور
تمام سپاہ کی تنخواہ تقسیم کردی اور پہلی بھرتی کے سپاہیون کو پیشگی تنخواہ دینے مین بہت روپیہ
صرف کیا - شاہ عالم بہت جلد دہلی کی نواح مین آیا اور منعم خان ایک منتخب سپاہ کے ساتھ شہر مین
داخل ہوا - محمد یار خان جو شاہجہان آباد کا حاکم تھا وزیر کی بہادری سے اور شاہ عالم کے آنے
سے ایسا خائف ہوا کہ اوسکو اپنی سلامتی کے لئے کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ وہ قلعہ کو چھوڑدے
اوسنے قلعہ حوالہ کیا جسمین اکبر کے عہد سے خزانہ جمع ہو رہا تھا - پہر منعم خان شاہ عالم سے
پہلے آگرہ مین گیا - باقی خان قدیمی بادشاہی ملازم تھا اور یہان قلعہ دار تھا اور اوسنے
عظیم الشان کو قلعہ کے حوالہ کرنے سے انکار کردیا تھا جب اوسکو یہ تحقیق ہوگیا کہ شاہ عالم زر
آگیا ہے تو پہر اوسنے مقابلہ کرنا پسند نہین کیا اور یہ اوسنے پیش کیا کہ اگر منعم خان کہلا
قلعہ مین آئے گا تو مین اوسکو قلعہ حوالہ کردونگا منعم خان نے ذرا اوسکے کہنے پر بے اعتباری
نہین کی خندق اور گڑھ کی درمیان ایک کم عرض تختہ دہرا ہوا تھا جسپر سے آدمی جاسکتا تھا
اوسپر سے قلعہ کے اندر گیا - بعد کھانا کھانے کے اوسنے خزانہ پر پہرے لگائین اور قلعہ مین
مختلف مقامات پر اپنے پہرے جماکے اور آدہی رات کو عظیم الشان سے ملنے گیا جسکا خیمہ
چہہ کوس پر تھا - اسمین کچھہ شبہ نہین ہے کہ شاہ عالم کو سلطنت فقط منعم خان کی شجاعت
اور فرزانگی اور حسن تدابیر سے ملی +

بہادر شاہ بیمار تھا اوسکے بستر سے جہاندار شاہ عظیم الشان لگے بیٹھے تہے کہ عظیم الشان
نے ایک خنجر میان سے نکالا اور اوسکے لوہے اور جوہر کی تعریف کرنے لگا - جہاندار شاہ
یہ دیکھہ کر ایسا بدحواس ہوا کہ بے تحاشا بھاگا خیمہ کے دروازہ کی ٹکر سے پگڑی گری جو تان

بھولا۔ رسون پر گر پڑا۔ نوکرون نے آنکر اسکا لباس درست کیا۔ بھاگا بھاگ اپنے خیمہ مین آیا
اس بات کا چرچا خیمون مین پھیلا۔ امیرالامرا نے عظیم الشان پاس عنایت اللہ کو بھیجا اور
اوسسے پوچھا کہ مین آپکے ایسے موقع پر کیا خدمات بجالاؤن۔ اسکا جواب ایسا نامعقول دیا کہ امیرالامرا
سسے ناراض ہوگیا۔ وہ پہلے بھی عظیم الشان سے اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ اوسپر خانخانان
وہابت خان کو ترجیح دیتا تھا۔ امیرالامرا نے قسم کھائی کہ مین تینون بھائیون کی مدد کرکے
عظیم الشان کو تباہ کرونگا اور سلطنت اور دولت کو اوسکے سوار اور بھائیون مین تقسیم کرونگا +

بہادر شاہ کے بیٹے

معزالدین جہاندار شاہ سب بیٹون مین بڑا تھا۔ وہ خفیف العقل اور عیش دوست تھا۔
سلطنت کے کامون کے کرنے مین اپنے اوپر تکلیف نہین گوارا کرتا تہا اور نہ کسی امیر کو
اپنا یار مددگار و خیرخواہ بنانے کی پروا کرتا تھا۔ اوسسے چھوٹا بیٹا عظیم الشان تہا وہ مدبر اور
خلیق تھا کہ لوگونکا دل اوسکی طرف کھچتا تہا۔ اورنگ زیب کی مدبرانہ حکمت نہی کہ وہ
پوتو اوپر بہت مہربانی اور شفقت کرتا تہا اور سلطنت کے معاملات عظیم اونکے سپرد کرتا تہا
اوسکے بیٹے بادشاہی حاصل کرنے مین الوالعزمی کرتے تھے۔ اوسکا علاج اورنگ زیب نے یہ
نکالا تہا کہ ان ہی کے گھرون مین اونکا دشمن پیدا کردیا تھا۔ بیدار بخت اپنے باپ اعظم شاہ کا
رقیب اور عظیم الشان اپنے باپ شاہ عالم کا حریف تھا جسکو اورنگ زیب نے تین اضلاع
بنگال و بہار۔ اڑیسہ کا صوبہ دار مقرر کیا تھا جہان سے وہ بہت سی دولت اور سپاہ لاکر
باپ کے ساتھ جنگ مین شریک ہوا تھا گو اوسنے لڑائی مین بڑی بڑی خدمات کین تھین
مگر باپ اوسکو اپنا رقیب اور حریف ہی سمجھتا تھا۔ تیسرا بیٹا رفیع الشان تہا جو باپ کے ہمراہ ہمیشہ
رہتا تھا اور اوسکا بڑا دلارا تہا۔ بڑا ذہین تھا علوم دینیہ مین مہارت رکھتا۔ منشی تھا فقہ خوب
جانتا تھا مگر وہ بھی عیش کا بندہ تھا۔ موسیقی کا اور دربار کی شان و شکوہ کا بڑا شوقین تھا۔
نہ وہ سلطنت کے کامون پر توجہ کرتا تھا نہ اپنے گھر کے انتظام پر۔ جہانبانی اختر جہان شاہ سب مین
چھوٹا بیٹا تھا۔ شاہ عالم کی تخت نشینی سے پہلے وہ معاملات ملکی پر بہت توجہ کرتا تھا اور آخر
کو تمام کاروبار و اختیارات سلطنت مین وہ بڑا دخیل تہا۔ وہ منعم خان سے بہت محبت اور

اور تعلق رکھتا تھا +

ذکر سلطنت جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

شاہ عالم بادشاہ کی وفات سے ایک ہفتہ کے بعد چاروں بھائیون کے درمیان تقسیم ملک و مال کے باب مین پیغام رسل و رسائل شروع ہوئے — ذوالفقار خان بہادر فی الحقیقت جہاندار شاہ کا طرفدار تھا - وہ چارون بھائیون مین سے ہر ایک کی طرف سے آمدورفت کرتا تھا - جہان شاہ کے مقربون نے مکرر یہ مصلحت بتلائی کہ ذوالفقار خان کو اس آمدورفت مین گرفتار کرکے مقید کرنا چاہیے جس سے جہاندار شاہ کے پر و بال شکستہ ہون مگر جہان شاہ کو اوسپر جرأت نہین ہوئی - مخالفون نے قابو پاکے جہان شاہ کے باروت و توپخانہ مین آگ لگادی - اول یہ قرار پایا کہ دکن تو جہان شاہ کو ملے - ملتان ٹھٹھہ و کشمیر رفیع الشان کو دیا جائے اور باقی صوبے ہندوستان عظیم الشان و جہاندار شاہ کے درمیان آپسمین قسمت ہون - مگر آخر کو ملک و خزانہ کی تقسیم نہ ہوئی اور آپس مین نزاع ہوگئی - ان ایام آشوب مین میرزا صدرالدین محمد خان صفوی بخشی عظیم الشان سے برگشتہ ہوکر جہان شاہ کے روبرو جاتا تھا کہ جہان شاہ کے لشکر کے آدمیون نے غلط گمانی بدظنی سے اسقدر اسکو مارا کہ وہ مرگیا - اس باعث مین رفیع الشان نے حکیم الملک پسر محمد محسن خان سے جو اسکا ندیم و مصاحب تھا کسی تقصیر پر ایسا خفا ہوا کہ اوسکو لشکا کے نقد و جواہر مرحمتی کے ساتھہ لے لیے عظیم الشان نے کچھہ تبدیل مکان کیا موضع بوڑانہ مین جو شہر سے تین چار کوس تھا آیا - اوسکے لشکر کی ایک طرف راوی پشت پناہ تھا لشکر کے دونو طرف خندق کھودنے کا حکم دیا - دوسری طرف عظیم الشان کا لشکر اوترا ہوا تھا وہ بہ سبب نظامت بنگالہ صاحب استطاعت تھا - اور باپ کے عہد مین مدارالمہام صاحب و سنخط بادشاہ تھا اور اور اسباب سلطنت اوسکے تصرف مین تھا - اب تینون بھائی بہ سبب عدم استطاعت قلت مقدور کے باہم شریک ہوئے - اور آپسمین عہد و میثاق ہوئے کہ عظیم الشان پر فتح پانے کے بعد ملک کو برابر تقسیم کرینگے اور ہر ایک اپنی ممالک متعلقہ پر فرمان روا ہوگا - چار پانچ روز تک تینون بھائی

عظیم الشان کی شکست و درت +

گھوڑون پر سوار ہو کر آدھ کوس سے عظیم الشان کے لشکر پر گولے اور بان مارتے اور عظیم الشان کے توپخانہ سے تینون بھائیون کے لشکرون میں گولے آتے اور گھوڑے اور آدمیون کو ضائع کرتے - ۴ صفر کے قریب طبل مخالفت بجا اور لڑائی شروع ہوئی عظیم الشان ایک ہاتھی پر سوار تھا وہ آدمیون کی نظرون سے غائب ہو گیا - بعض کا قول ہے کہ توپ کے گولہ سے اُڑ گیا - ایک روایت یہ ہے کہ جب اوسنے دیکھا کہ اوسکو ہالہ کی طرح گھیر لیا ہے اور افواج کی چار موجہ سے جان بر ہونا ممکن نہیں ہے تو وہ دریا میں گر پڑا اور پھر اوسکا کوئی نشان نہین ظاہر ہوا + ایک بھائی مراتین بھائی نقارے بجاتے ہوئے اپنے مکانون مین آئے - ایک سو اسّی لاکھ روپے خزانے کے جنمین اسّی لاکھ روپے اشرفیون کے اور سوا لاکھ روپیون سے بھرے ہوئے تھے معزالدین جہاندار شاہ کو ہاتھ لگے بھائی چاہتے تھے کہ وہ برابر بقسیم ہون ذوالفقار خان نے ثالث بنکر یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین تین حصے معزالدین اور دو حصے دونو بھائیون کو دئے جائیں - اسی سبب سے آپس میں نفاق ہوا +

دوسرے روز معزالدین اور جہان شاہ کے درمیان مصالحہ کے پیغام سلام ہوئے مگر کچھہ فائدہ اس سے نہین ہوا آپسمین خونریزی پر آمادہ ہوئے - دونون مین فوج کشی ہوئی رفیع الشان کنارہ کش ہو کر دونو بھائیون کے جنگ کے نتیجہ کا منتظر رہا - ایک دفعہ جہان شاہ کے لشکر نے معزالدین کے لشکر کا عرصہ تنگ کیا اور وہ اپنے معشوق دلربا جانی لال کنور سے جدا ہوا احمد دشمن کے غلبہ سے اسنٹ کے پرگنون مین جا کر چھپا - جہان شاہ کی فتح کا غل ایسا مچا کہ بعض جگہ اوسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا مگر اس اثنا مین ناگاہ جہان شاہ کا بڑا بیٹا فرخندہ اختر کشتہ ہوا جس سے جہان شاہ کو بڑا اضطراب ہوا - چند دوستون نے سمجھایا کہ اب عنقریب حسب دلخواہ فتح ہوتی ہے مگر اونسے کہا کہ مین فرخندہ اختر کے لئے سلطنت چاہتا تھا اب مجھے فتح درکار نہین ہے - یہان بھی وہی حال ہوا جو عظیم کا بیدار بخت کے مرنے پر ہوا تھا - وہ ہاتھی پر سوار ہوا - گولہ کے لگنے سے مارا گیا -

فوج بھاگ گئی جہان شاہ و فرخندہ اختر کی لاشون کو بادشاہ پاس ذوالفقار خان لایا - اور خجستہ اختر زندہ مع اپنے چھوٹے بھائی کے گرفتار ہوا - معزالدین کی صدائے شاہانہ فتح بلند ہوئی

رفیع الشان کا حکمرانا +

رفیع الشان باوجود قلت سپاہ اور عدم استعداد کارزار پر متوجہ ہوا - کمال جرأت و جلادت کی داد دی اور کشتہ ہوا - معزالدین نے بعد فتح کے بھائی کی نعش کو شاہجہان آباد مقبرہ ہمایون مین دفن کرنے کے لئے بھیجدیا - رفیع الشان کے تین بیٹے زخمی زندہ رہے محمد ابراہیم - در رفیع الدولہ - در رفیع الدرجات -

معزالدین کا بادشاہ ہونا +

معزالدین ۲۰ محرم ۱۱۲۳ھ کو بھائیون سے فارغ ہوکر بادن برس کی عمر مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور جہاندار شاہ اپنا خطاب رکھا - محمد کریم و شاہزادہ ہمایون بخت کہ نو دس برس کے لڑکے تھے اور جہان شاہ کے دونو بیٹون اور رفیع الشان کے بیٹون کو شاہجہان آباد کے قلعہ کو روانہ کیا حکم دیا کہ رستم دل خان والہ وردی خان اور مخلص خان کے بند بند جدا کئے جائین اول دو کے ظلمون سے خلقت نالان تھی مگر تیسرے کی تقصیر نہین معلوم ہوئی کہ کیا تھی - حیات خان وغیرہ رئیس امیرون کو یا بزنجیر قید کرنے کا حکم دیا اور انکے گھرون کو ضبط کرلیا عظیم الشان کے مفقود الاثر ہونے کے بعد محمد کریم بھاگ کر کسی مفلس کے گھر مین جا چھپا تھا اسنے اپنی انگوٹھی بیچنے کے لئے بھیجی تھی اسکے سبب سے وہ گرفتار ہوا اور قتل ہوا -

جہاندار شاہ کے عہد نا پائدار مین فسق و فجور کی بنیاد پوری مستحکم ہوئی قوالون اور کلاوتون و ڈوم ڈھاریون کے گانے اور راگ کا بازار گرم ہوا - قریب تھا کہ قاضی قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو +

آصف الدولہ اسد خان بہادر کو وکالت کے عہدہ پر اور اسکے بیٹے ذوالفقار خان کو وزارت کے عہدہ پر سرافراز کیا - اور وجہ اسکی یہ تھی کہ ذوالفقار خان دانشمند فطرتی تھا اور سازغون اور جوڑ توڑ کرنے کا اوستاد تھا - وہ اول ہی جہاندار شاہ کے ساتھ ہر کار مہمات مین اسلئے شریک ہوتا تھا کہ وہ سب شاہزادون مین زیادہ بیوقوف اور احمق تھا

سلطنت کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ اُسی کو سمجھتا تھا کہ میرے ہاتھہ مین کٹ پتلی کی طرح رہے گا جو ناچ نچاؤن گا ناچے گا۔ چنانچہ سارا اختیار سلطنت اُسی کے ہاتھہ مین تھا اور وہ بادشاہ کی حقیقت کچھہ نہ سمجھتا تھا۔ اب بادشاہ لاہور سے دہلی مین آگیا۔ اگر ذوالفقار خان کی راے پر چلتا تو وہ مصائب نہ دیکھتا جو اوسکو پیش آئین۔ ایک کسبی لال کنور تھی بادشاہ اوسکے عشق مین مرتا تھا۔ اب اوسکو امتیاز محل کا خطاب عطا کیا۔ اور بادشاہانہ سواری کا سامان عنایت ہوا۔ لال کنور کے سگے بھائی خوشحال خان کو صوبہ داری اکبرآباد اور منصب پنجہزاری سہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور اوسکے چچیرے بھائی نعمت خان کو منصب عنایت ہوا ذوالفقار خان نے ان خطابون کی اسناد دزدی چند روز عمداً نہ لکھے تو بادشاہ کی خدمت مین لال کنور نے ذوالفقار خان کی شکایت کی جہاندار شاہ نے ذوالفقار سے سبب پوچھا کہ برادر لال کنور کی اسناد دفتر مین لکھنے مین تعویق کا سبب کیا ہے۔ بادشاہ کی خدمت مین ذوالفقار خان گستاخ تھا اوسنے جواب دیا کہ ہم خانہ زاد رشوت ستان ہین بغیر رشوت لینے کے ہم کسی کا کام نہین کرتے۔ جہاندار شاہ نے مسکراکر پوچھا کہ لال کنور سے کیا رشوت لوگے تو اوسنے عرض کیا ہزار طنبورے چنیر استادون کی نقاشی کا کام کیا ہو بادشاہ نے کہا طنبورے کیا کروگے ذوالفقار خان نے کہا جب قوال صوبہ داری کا کام کرین تو ہم خانہ زاد بیٹھے کیا کرین طنبورا درد ڈھول ہی بجایا کرین بادشاہ نے ہنس کر اپنا حکم منسوخ کیا۔ جب جب تک تین مشہور ہین معلوم نہین سچ یا جھوٹ۔ ایک کنجرن کا اقبال چمکا۔ وہ لال کنور کی دوگانہ مشہور تھی اسکا نام زہرہ تھا اوسکی فوج مین بھی سوار اور پیادے چلنے لگے۔ ایک دن کا اتفاق ہے کہ زہرہ اور چین قلیچ خان کی سواریان آمنے سامنے آئین چین قلیچ خان نے اپنے آدمیون سے کہا کہ سواری کو موڑکر اور طرف زہرہ کے آدمیون سے بچکر چلو۔ مگر زہرہ کے آدمیون نے اوسکے ہمراہیون کو ایسا گھیرا کہ وہ کسی اور طرف سے نہ جا سکے۔ اسپر یہ اور طرہ ہوا جب چین قلیچ خان کے ہاتھی کے برابر زہرہ کا ہاتھی آیا تو وہ پردہ اٹھاکر پوچھنے لگی کہ چین قلیچ خان پسر کو توئی۔ اس بات سے چین قلیچ خان کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے زہرہ اور اوسکے ساتھہ کے آدمیون کی خوب گھس پٹی کی

بعد اسکے یہ خیال ہوا کہ بادشاہ خفیف العقل ہے کہین اس عورت کے بہکانے مین آکر مجھسے زیادہ
ملال نہ پیدا کرے جسسے وہ انتقام کے درپے ہو۔ اس خیال سے وہ ذوالفقار خان پاس
بھی گیا اوسنے چین قلیچ خان کے آنسو پونچھے اور اوسکا ممد و معاون ہوا۔ اکیلے دریہ معاملہ
ہوا کہ خوشحال خان نے کسی پہلے مالنس کی بیٹی کو زبردستی بلانے کا ارادہ کیا۔ اس پہلے مالنس
نے نالش کی۔ ذوالفقار خان نے خوشحال خان کو خوب پٹوایا اور سلیم گڈہ کے قلعہ مین قید
کر دیا۔ اس بادشاہ کی ایک اور حکایت شہر بشہر نقل مجلس ہوئی کہ بادشاہ اکثر اوقات
اپنی معشوقہ ہمدم کے ساتھہ رات کو رتھہ مین سوار ہوتا چند خواصون کو لیکر سیر و تفرج کے
لئے بازار اور خرابات خانون مین تشریف لیجاتا۔ ایک رات کو دونو ہمدم جانی سوار ہوئے
اور دونو نے اس قدر شراب پی کہ بالکل دونو بدمست ہوکر دولتخانہ بادشاہی کے دروازہ
پر آئے۔ لال کنور ایسی ہوش باختہ تھی کہ اوترنے کے وقت اصلا بادشاہ کی طرف متوجہ
نہ ہوئی۔ بیہوش اپنے بستر مین چلی گئی شراب کے نشہ مین سوگئی۔ بادشاہ بھی اپنے حال کی خبر
نہ تھی رتھہ مین بیہوش پڑا رہا۔ رتھہ بان رتھہ کو اپنے مکان مین لے گیا اور اوس کو کھولدیا
صبح کو جب بادشاہ کی خواصون نے لال کنور پاس بادشاہ کو نہ دیکھا اور لال کنور کو خبر ہوئی
کہ بادشاہ معلوم نہین کہان ہے تو وہ بڑی سراسیمہ ہوئی۔ رونے پیٹنے لگی اور بادشاہ کی
ڈھونڈیا مچی تو بادشاہ سلامت رتھہ مین ملے۔ اور بہت افعال اوسنے ایسے کئے کہ اُن کے
کہنے سے بھی شرم آتی ہے +

صوبہ دکن مین ذوالفقار خان کا نائب دلاور خان پہنی بہادر اور ذوالفقار خان
خان کا دیوان بااختیار سبحا چند تھا۔ ان دونو کے سبب سے کوئی لکھتا ہے کہ انتظام ہا
خافی خان لکھتا ہے کہ نائب کے ظلم سے اور دیوان کی ہرزہ گوئی جو اوسکی تکیہ کلام تھی
خلقت رنج و پیچ و تاب مین رہتی تھی۔

جب اورنگ زیب نے بوقت عظیم الشان کو اپنے پاس بلایا ہے تو اوسنے اپنے بیٹے فرخ
کو بنگالہ مین اپنا نائب مقرر کیا تہا۔ اثنا راہ مین داؤد کے مرنے کی خبر سُنی تو وہ باپ کے ساتھ

آگرہ مین لڑکر فتحیاب ہوا دکن مین باپ کے ساتھ کام بخش سے لڑنے گیا۔ پھر باپ کے ساتھ عظیم الشان لاہور مین آیا۔ اس عرصہ مین فرخ سیر اپنی جگہ سے نہین ہلا۔ جب لاہور سے اوسکے دادا بہادر شاہ نے بلایا اور بنگالہ مین اوسکی جگہ عزالدولہ خان جہان بہادر کو مرحمت ہوئی تو فرخ سیر بنگالہ سے کوچ کرکے عظیم آباد مین آیا۔ بعض وجوہ کے سبب سے اوسکو سفر کرنا شاق تھا۔ برشکال کا اور اپنی بیوی کے وضع حمل کا بہانہ بناکے عظیم آباد مین رہا۔ یا اس سبب سے نہیں گیا کہ باپ اور اوسکے بھائیون احمد کریم و محمد ہمایون کی نسبت اوسکی قدر کم کرتا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ جہاندار نے جعفر خان صوبہ دار بنگالہ کو لکھا تھا کہ فرخ سیر کو گرفتار کرکے بھیجدے اسلئے وہ راج محل سے عظیم آباد مین آگیا۔ یہان بعض ریاضی دان درویشون اور محمد رفیع منجم نے اوسکو یہ مژدہ سنایا کہ وہ اس سرزمین مین بادشاہ ہوگا۔ اسلئے بھی وہ اس بلدہ مین زیادہ ٹھیرا۔ ان ہی دنون مین دادا کے مرنے کی خبر آئی تو پہلے اس سے کہ باپ اور چچاؤن مین سلطنت کا مقدمہ فیصل ہوا اپنے باپ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلوایا۔ اور باپ پاس جانے کے لئے بعض اپنے مقربون سے مشورہ کیا تو مشائخ و محمد رفیع منجم مانع ہوئے کہ یہ حرکت نہ کرنا جب تک اپنے نام کا خطبہ و سکہ نہ جاری کرا لو اس زمین سے حرکت کرنا مناسب دولت نہین ہے۔ صوبہ بہار مین عظیم الشان کی طرف سے سید حسین علی خان نائب تھا اور وہ اس صوبہ کے بعض پرگنات کے متمردون کی سرزنش مین مصروف تھا اس خبر کے سننے سے کہ فرخ سیر نے باپ کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا تو فرخ سیر کی موافقت مین جب تک اور بھائیون کے مغلوب ہونے کی خبر پہنچے مضائقہ کیا۔ اس بات سے فرخ سیر کو وسوسہ عظیم ہوا۔ بہار مین سید مذکور کا تسلط بالکل تھا خطوط معذرت آمیز اور پیغام محبت انگیز سید حسین علی خان پاس بھیجے اور والدہ فرخ سیر نے حسین علی خان کو اپنے پاس بلایا۔ اور ماں بیٹون نے بڑی منت سماجت کی۔ اور دونون نے سخت قسمین کھاکر عہد و پیمان کیا کہ اگر فرخ سیر بادشاہ ہوگا تو حسین علی خان مدارالمہام ہوگا +

بعض مورخ لکھتے ہین کہ فرخ سیر کی بیٹی نے بھی سید کی گود مین بیٹھکر باپ کی اعانت کی منت سماجت کی

ان دنون مین عظیم الشان وجہان شاہ بہادر رفیع الشان کی جہاندار شاہ کے ہاتھ سے مارے جانے کی خبر فرخ سیر پاس آئی حسین علی خان کا سگا بھائی سید عبداللہ خان الہ آباد مین مستقل صوبہ دار تھا۔ جو عہود و مواثیق ہوئے تھے وہ سید حسین علی خان نے اپنے بھائی کو لکھے عبداللہ خان نے اول اول طرفثانی کے غلبہ پر نظر کر کے چند و چند اندیشے کر کے اس بات کے قبول کرنے مین تامل کیا اور بھائی کو بھی سمجھایا کہ آپ رفاقت کی عزیمت کو فسخ کیجئے۔ لیکن حسین علی خان اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہوا۔ اور جواب مین لکھا

ع ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم + جب عبداللہ خان نے بھائی کا یہ اصرار دیکھا تو برادر مشفق کی محبت کے سبب سے فرخ سیر کے ساتھ ہوا۔ جب ان دونو بھائیون نے فرخ سیر کی رفاقت کے لئے کمر باندھی تو اس مہم عظیم کی استعداد مواد کے لئے وہ دل مستعد ہوئے جو امید و بیم سے بھرا ہوا تھا۔ فرخ سیر کے مقربون نے اس بیت کے مطابق عمل کیا۔

دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را

دونو بھائیون کی بہادری اور شجاعت کے سبب سے فرخ سیر کو اطمینان ہوا احمد بیگ کوکہ معزالدین جہاندار شاہ نے فرخ سیر کی طرف رجوع کی۔ اسکا سبب یہ تھا کہ جہاندار شاہ نے کوکل تاش خان کو بہت بڑھا دیا تھا عاصم خان کہ عظیم الشان کے جان نثارون مین تھا وہ محرک ہوا کہ فرخ سیر عظیم آباد سے شاہجہان آباد کی طرف چلے۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کے ساتھ سادات بارہ کے متفق ہونے کی خبر پہنچی تو اوسی سال ربیع الثانی مین وہ لاہور سے دارالخلافہ مین آیا۔ راجی محمد خان جو نعم خان بہادر شاہی کا آوردہ تھا اور شجاعت بھی کچھہ رکھتا تھا اوسکو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور عبداللہ خان کو بدل دیا۔ اور سید عبدالغفار کو کہ شجاع نامور تھا اس کا نائب قرار دیا اور الہ آباد مین تعین کیا

سید عبدالغفار نے ایکہزار و صاحب فوج زمیندارونکو اپنے ساتھہ رفیق کیا اور آٹھہ سات ہزار اور چار ہزار پیادے ہمراہ لیکر صوبہ الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ جب وہ قصبہ کڑہ مانک پور کے پاس آیا تو عبداللہ خان نے اپنے بخشی ابوالحسن خان کو چار ہزار سوار اور تین ہزار پیادے دن

عبداللہ خان اور سید عبدالغفار خان کا مجدد الدولہ وزیر سلطنت بارہ سے سید عبدالغفار خان کا مجدد الدولہ وزیر سلطنت

کے ساتھ اوسکے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ سراے عالم کے نزدیک جو دو تین کروہ پر کڑہ ہے دونو لشکر اوترے چند روز سوال جواب مین گذرے۔ جمادی الاولی کے آخر مین عبداللہ خان کے بھائی سیف الدین علی خان و سراج الدین علی خان و نجم الدین علی خان و رتن چند دیوان تین چار سو تازہ دم سوارون کے ساتھ ابوالحسن کے ساتھ متفق ہوئے اور سید عبدالغفار کے حملہ مردانہ سے سادات بارہ کا باوجود شجاعت کے ایسا عرصہ تنگ ہوا کہ قریب تھا کہ ابوالحسن خان کی فوج کے پیر اکھڑ جائین اور لشکر کو ہزیمت ہوجائے لیکن عبداللہ خان کے تینون بھائیون اور ابوالحسن و رتن چند نے جان سے ہاتھ دھوکر میدان مین پاؤن جمایا۔ سید عبدالغفار نے اونکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ سراج الدین خان ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ بعض لکھتے ہیں کہ توپ خانہ کا دیوان ایسا گھبرا کہ لڑائی مین ایک دوسرے کی صورت مطلقاً نہین معلوم ہوتی تھی کہتے ہیں کہ گرد اور مادتند ایسی چلی کہ دوست دشمن معلوم نہ ہوتے تھے غرض اسی حالت مین سید عبدالغفار کے کشتہ ہونے کی جھوٹی خبر دونو لشکرون مین اوڑگئی۔ اسکے لشکر کے آدمیون نے کچھ تحقیق نہ کیا اور بھاگ گئے۔ ہرچند عبدالغفار نے خل مچایا کہ اے حق ناشناسو مین زندہ ہون مجھے تنہا چھوڑ کر کہان جاتے ہو مگر کسی نے نہ سنا نہ کوئی الٹا آیا۔ ناچار سید عبدالغفار نے تنگ فرار کو اختیار کیا اور شاہجہانپور مین چلا گیا۔ لشکر سادات بارہ مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا۔ جب یہ خبر معزالدین جہاندار شاہ کو پہنچی تو اوسنے ارکان سلطنت سے استصواب کرکے عبداللہ خان کے چار ہزاری منصب پر دو ہزاری کا اضافہ کرکے صوبہ الہ آباد کی صوبہ داری پر فرمان بحالی مع خلعت بھیجدیا +

سربلند خان فوجدار کڑہ دس بارہ لاکھ روپیہ جمع کرکے جہاندار شاہ پاس آیا اور مورد آفرین ہوا۔ احمد آباد کی صوبہ داری پر مقرر ہوا اور احمد آباد کا صوبہ دار امانت خان مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ امانت خان اوجین مین آیا۔ انقلاب سلطنت کے فساد سے اجین کو اسلام خان عرف رتن سنگھ دبا بیٹھا تھا۔ ذوالفقار خان نے راجہ کو لکھ بھیجا کہ امانت خان کو عمل و خل نہ دو یا راجہ نے ایسا نوشتہ جعلی بنا لیا تھا یا زیادہ سر سے راجہ نے

+ امانت خان صوبہ دار مالوہ اور اسلام خان عرف رتن سنگھ کی لڑائی

امانت خان کو دخل نہ دیا۔ گفتگو کی نوبت فوج کشی پر پہنچی۔ امانت خان نے رحیم بیگ کو سارنگ پور
مین بھیجا تھا کہ ولیر خان افغان اور راجہ نے چار پانچ ہزار سوار لے کر ادھر آدھمکا اور تہانہ مین
بہت آدمیون کو مار الجبض کو اسیر کیا۔ امانت خان یہ خبر سُن کر سوار ہوا اوس کے
پاس کل تین ہزار سوار تھے جنمین سے چار پانچ سو تھانہ مین مارے گئے تھے وہ اس فوج کے
ساتھ جدید الاسلام سے لڑنے آیا وہ باوجود اسلام کے قبول کرنے کے ایسا متعصب
ہندو تھا کہ مسلمانون کو مالی اور جانی ضرر زیادہ ایام کفر سے پہنچاتا تھا۔ اس کے پاس دو برہمن
سردار دولت محمد رسیلیہ اور ولیر خان تھے۔ نالہ سارنگ پور پر کہ ابھین سے چار پانچ منزل ہے
اسلام خان کا لشکر آیا اور امانت خان سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور تیر اندازی اور
برق اندازی سے ایک قیامت برپا ہوئی۔ آخر کار راجہ گولہ سے مارا گیا۔ اس کے لشکر کو
شکست ہوئی۔ ہاتھی گھوڑے بے شمار اور خیمے باتکلف اور زر وافر امانت خان کی سرکار
مین داخل ہوا۔ اور سارے لشکر نے تخت و تاراج سے ذخیرے جمع کئے۔ پھر امانت خان
رام پورہ مین جہان اسلام خان کا وطن تھا گیا تو اوسکی بیوہ رانیون نے عرض کیا کہ راجہ نے
اپنے کئے کو پایا ہم بیواؤن سے لڑنا بزرگون کے طریقہ کے خلاف ہے۔ بعد ازان جہاندار شاہ
نے امانت خان کو بدستور سابق احمد آباد مین صوبہ دار کر دیا جسکا سبب معلوم نہیں + محمد فرخ سیر
شاہجہان آباد کی طرف کمال بے استعدادی کے ساتھ چلا اوسکے ساتھ سید عبد اللہ خان و
سید حسین علی خان وصف شکن خان نائب اڈیسہ و احمد بیگ خواجہ خان وغیرہ تھے
جنکی ساری فوجین ملکر تیس ہزار سوار اور پیادون سے زیادہ نہ تھیں خرچ کی ایسی تنگی تھی کہ
عظیم آباد کے سوداگرون سے تین لاکھ روپیہ کی جنس قرض لی تھی۔ اسی اثنا مین پچھتر
لاکھ روپیہ اطراف بنگالہ سے فرخ سیر کے ہاتھ لگ گیا۔ جب جہاندار شاہ نے سنا کہ فرخ سیر
عظیم آباد سے چلا ہے تو اوسنے اپنے بڑے بیٹے عزیز الدین کو پچاس ہزار سوار و پیادہ اور
شائستہ توپخانہ کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ خواجہ حسن خان نبیرہ کو کلتاش
گروہ پنج ہزاری سے ہفت ہزاری بنا کے خان دوران خان کا خطاب دیا اور بادشاہزادہ

فرخ سیر کا مفر

اور تمام فوج اور توپ خانے کا اختیار اوسکو دیا۔ اگرچہ ذوالفقار خان شاہزادہ کی تنہائی
وعدم تجربہ وسوے مزاجی وافسردہ خاطری پر اور خواجہ حسن خان کی حسب نسب وسلوک و
درشت خوئی پر مطلع تھا اوسنے بادشاہزادہ کے ساتھ خواجہ کے بھیجنے کو رائے سلیم کے
خلاف جان کر بادشاہ سے عرض کیا لیکن اس سبب سے کہ کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان
مین ہم چشمی کی عداوت اس درجہ پر پہونچی تھی کہ کسی بات اور مصلحت مین اونکی رایون
مین اتفاق نہ ہوتا تھا اور بادشاہ کا ایمان تھا کہ وہ کوکلتاش خان اور لال کنور کی خاطر
کرے اسلئے وہ ذوالفقار خان کی کچھ نہ سنتا تھا قلیچ خان بہادر خلف الصدق
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جو شجاعت کا رطلبی ورائے صائب و اکثر کمالات
انسانی مین نادرالعصر تھا اور بہادر شاہ کے عہد مین بادشاہ کی دون پروری اور بیخبری
کے سبب سے ترک منصب کے گوشہ نشین ہوا تھا بہ تقاضائے مصلحت کارفرمایون نے اوسکی
استمالت کرکے منصب پنجہزاری کا اوسکو دیا اور شاہزادہ کی کومک کے لئے مامور ہوا
وہ بہ سبب عدم سرانجام سفر شاہزادہ کے ساتھ نہ جاسکا مگر پیچھے آیا جب وہ اکبرآباد مین آیا
تو اوسنے سُنا کہ سردارون کی ناموافقت کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر کا حال ابتر ہورہا ہے
اوس نے یہ مصلحت جانا کہ اکبرآباد مین چند روز توقف کرے اور دیکھے کہ کیا ظہور مین آتا
ہے اس طرف عبداللہ خان وحسین علی خان کے ساتھ فرخ سیر کوچ بکوچ چلا آتا تھا
چھبیلہ رام ناگر کہ کوڑہ وکڑہ کا فوجدار تھا اپنے تعلقہ کے پرگنات کا خزانہ لے کر بادشاہزادہ
کی خدمت مین آیا مگر جب اوسنے دیکھا کہ شاہزادہ بے اختیار ہے اور خاندوران خان بالکل
مختار ہے تو وہ خزانہ سمیت محمد فرخ سیر پاس چلا گیا جب غازالدین قصبہ کھجوہ کے پاس
قریب آیا اور اوسنے سنا کہ فرخ سیر تین منزل پر ہے تو اوسنے یہین اقامت کی اور لشکر کے
گرد خندق عمیق کھدوانے کی تیاری کی۔ اس خبر کے سُننے سے فوج حریف دلیر ہوئی اور پہلے
زیادہ جلد چلنے لگی ۸ جمادی الاول کو خندق سے دو کروہ پر فرخ سیر کے پیش خانہ کے
جھنڈے نصب ہوے سید عبداللہ خان نے اطراف کی دیہات کی دیوارون پر مورچال

باندہ کے ایک پہر دن سے تین پہر رات تک اعزالدین کی فوج پر گولہ اندازی کی۔ ۲۹ ماہ مذکور شاہزادہ بجاے اسکے کہ لڑتا حسن خان خاندوران خان سے مشورہ کرکے جسقدر جواہر اور اشرفیان اوٹھا سکا لیکر اور سارے کارخانجات بادشاہی کو چھوڑ کر ایک پہر رات رہے بھاگ گیا اور لشکر مین ایسا تزلزل پڑا کہ لشکر کے عمدہ سرداردن کو مایحتاج کے اوٹھانے کی بھی فرصت نہ ملی۔ ایک روایت یہ ہے کہ شاہزادہ نے بددل و افسردہ خاطر ہوکر یہ حرکت اسلئے کی کہ جہاندار شاہ اپنی معشوقہ و منکوحہ لال کنور کے اغوا سے اوسکے ساتھ جو زوجہ اولی کے بطن سے تھا بدسلوکی کرتا تھا اور خاندوران خان کا اس مہم میں صاحب مدار ہونا اور اوسکے ساتھ بیدماغی کرنا ناگوار تھا۔ فرخ سیر کا لشکر جو بے طعمہ بازی کی طرح شکار کا انتظار کر رہا تھا شاہزادہ کے بھاگنے کی خبر سُنتے ہی سامان لشکر کے لوٹنے کے لئے دوڑا۔ اور بہت مال و اسباب اوسکے ہاتھ آیا جو جماعت فقر و فاقہ کی آگ سے جلتی تھی اُسے جہین کے ذخیرے وافر جمع کر لئے اور شاہزادہ اعزالدین کمال سراسیمگی سے اکبرآباد گیا۔ لشکر فرخ سیر مین مبارکباد کی صدا خیمہ بخیمہ تال اور مردنگ کے ساتھ بلند ہوئی۔ قلیچ خان نے کہا کہ شاہزادہ کو جہاندار شاہ کے آنے تک اکبرآباد مین ٹھیرنا مصلحت ہے۔ جہاندار شاہ ۱۰ جمادی الاول کو شاہجہان آباد مین داخل ہوکر فتح پسر کا منتظر تھا جب اوسکی شکست کی خبر پہنچی تو اوسکی عقل و ہوش جو عشق کے تاراج سے بچ رہے تھے وہ بھی جاتے رہے۔ تہیہ اسباب جنگ مین مشغول ہوا۔ وسط ذیقعدہ ۱۱۲۳ھ مین شاہجہان آباد سے چلا۔ ذوالفقار کی پیادہ بیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی کولتاش کے پچیس ہزار سوار تھے مجموعہ کل سپاہ کا اسّی ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کے قریب تھا۔ لشکر کوچ بکوچ فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے سمونگڈہ مین اکبرآباد کے متصل آیا۔ اس طرف فرخ سیر دو سپہ سالار بارہ اُمرا کے ہمراہ ایسی جمعیت کے ساتھ کہ افواج جہاندار شاہ کے سوم حصہ کی برابر تھی۔ کمال بے سامانی کے ساتھ دو روز کی مسافت ایک روز مین طے کرکے جمنا کے اس طرف لشکر جہاندار شاہ کے مقابل اُترا۔ عبداللہ خان نے آخر شب یازدہم ذی الحجہ کو ایسی معبر کی تحقیق کی کہ جس کا پانی قد آدم سے کم تھا سرے اور زہباذ سے جو شاہجہان آباد کی طرف اکبرآباد سے چار کوس پر

واقع ہے عبور کیا۔ اور جہاندار شاہ کی فوج کے عقب مین فرکش ہوا۔ اسد خان بہر بعد فوج سیر بھی
اس معبر سے گذرا اور حسن علی خان اور چھبیلہ رام ناگر کہ جہاندار شاہ کی فوج کے انسداد راہ
کے لئے بطریق چند اول دریا کے اس طرف دل جمعی کے ساتھ شبانہ روز مین ساری سپاہ کے
ساتھ اوترا سے جہاندار شاہ کے سردارون کو اس وقت اس ماجرے سے اطلاع ہوئی کہ مخالف کی
فوج ناگاہ عقب سے نمودار ہوئی۔ اسلئے اونسے جو پہلے مورچال باندہے تھے وہ بیکار ہوئے
اب اونسے پشت کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اور از سر نو فوج کی ترتیب اور توپخانہ کے آگے لیجانے کا
اہتمام کرنا پڑا مگر اس کام کی مہلت اونکو نہ ملی۔ کوکلتاش خان و محمد راجی خان و اسلام خان
جانی خان و محمد امین خان و اعتماد الدولہ و قلیچ خان و جان نثار خان وغیرہ میمنہ مین اور
ذوالفقار خان و عبد الصمد خان اور ایکدل و جماعت میسرہ مین قایم ہوئی۔ روز چہارشنبہ
دہم ذی الحجہ ۱۱۲۳ھ کو ایک پہر دو گھڑی دن رہے اول سید عبد اللہ خان نے جہاندار شاہ کی
فوج پر حملہ کیا اور جہاندار شاہ کی طرف سے بھی ایک فوج نام آورون کی جماعت کے ساتھ مقابل
ہوئی۔ سخت جنگ ہوئی۔ صف شکن خان جو فیل پر حسین علی خان کے ساتھ بیٹھا تھا اور فتح علیخان
داروغہ توپخانہ امیر بہادر خان رسالہ دار میر اشرف خان برادر میر مشرف خان بہت بہادرون کے
ساتھ کام آئے۔ جہاندار شاہ کی طرف جانی خان شاہجہانی و مختار خان ایک جمع کثیر کے
ساتھ جان نثار ہوئے جب حسین علیخان نے عرصہ کارزار کو اپنے اوپر تنگ دیکھا تو ہندوستان
کے متہورون کی طرح ہاتھی سے کودا اور سادات بارہ کی ایک جماعت لیکر رستمی کی اور
زخمہائے کاری اوٹھا کر حالت غش مین معرکہ مین زمین پر گرا۔ جہاندار شاہ کے ہان فتح
کا شادیانہ بجا۔ اس ضمن مین عبد اللہ خان ایک پشتہ پر چڑہا کہ جہاندار شاہ کی فوج پر مشرف
تھا اور ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر تھا اونسے دیکھا کہ جہاندار شاہ اپنی عقب سپاہ سے
غافل ہے۔ سادات بارہ جلو زیر ہو کر جہاندار شاہ کی زنانہ سواریون کے ہاتھیون کی طرف
دوڑے اور ایک آشوب و شیون وہان پیدا ہوا۔ جہاندار شاہ خبر کی تحقیق ہی مین تھا کہ لال
اور نقہ سرایون و خواجہ سرایون کے ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش سے آگے

اور دفعتہً جان کے خوف سے جگہ کو خالی کیا۔ جہاندار شاہ نے ہر چند چاہا کہ دشمن کے مقابل ہو مگر اوسکی سواری کا ہاتھی لال کنور کے ہاتھیون کے طرح شوخی و اضطراب کرنے لگا اور فیلبانون کے اختیار مین وہ نہ رہا۔ اسی اثنا مین عبداللہ خان کے متفرق آدمیون نے داہنی بائیں طرف سے کچھ کچھ ملنا شروع کیا جسے تقویت ہوئی اور اس امداد غیبی سے بہادرون نے قدم جرأت آگے رکھا۔ اور اس سبب سے جہاندار شاہی لشکر مین اکثر آدمیون کا پاؤن ایسا اکھڑا کہ پھر نہ جما سب اس طرح پریشان ہو گئے جیسے کہ ہوا سے بادل ہوتے ہین۔ اس حال مین کوکلتاش خان [illegible] پاس جائے اس ضمن مین علی اصغر خان وجھبیلہ رام ناگر جو کمین گاہ مین بیٹھے تھے بہ [illegible] کوکلتاش پر دوڑے اور سر راہ اُنکو روکا اور زخمی کر کے اوس کو مار ڈالا۔ رضا قلیخان میر آتش [illegible] جنگ مین کوکلتاش کا ہم عنان تھا وہ بھی مارا گیا۔ اعظم خان برادر کوکلتاش زخمی ہو کر جہاندار شاہ پاس گیا۔ مگر کام ہاتھ سے جا چکا تھا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ یہانتک کہ جہاندار شاہ کا ایسا قافیہ تنگ ہوا کہ خود فیل زمانہ کی عماری مین بیٹھا۔ اور جب آفتاب مین زردی آگئی تو اکبر آباد کی راہ لی ذوالفقار خان میدان جنگ مین ایک پہر تک لڑتا رہا۔ آدمیونکو جہاندار شاہ اور اوس کے بیٹے اعزالدین کی جستجو کے لئے آدمی بھیجا اور اوسکو انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ پدر اور پسر مین سے ایک ہاتھ آجائے تو بہادری کر کے دشمن کے صفوف مقابل کو پرے ہٹا دے۔ لیکن اس کو نہ شاہ ملا نہ شاہزادہ۔ ناچار آخر کار مایوس ہو کر اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ فرخ سیر نے جب ذوالفقار خان کا استقلال دیکھا تو وہ گھبرایا اور اوسکو پیغام بھیجا کہ سلطنت کا دعویدار تو بھاگ گیا۔ اب تم کو کیا دعویٰ ہے اگر سلطنت کا دعویٰ رکھتے ہو تو یہ ایک اور بات ہے لیکن اگر کسی اور کو بادشاہ چاہتے ہو جہاندار شاہ نہ ہوا تو فرخ سیر ہوا۔ ذوالفقار نے جب یہ پیغام سُنا اور بادشاہ اور اوسکے بیٹے کا پتا نہ لگا تو میدان جنگ کو چھوڑ دیا۔ اوسکے بعد فرخ سیر کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے عبداللہ خان کے آدمی لاشون کے درمیان حسین علی خان کی تلاش مین گئے۔ وہ زخمون مین چور چور بیچون کی دست اندازی سے نگاہ عش مین پڑا تھا مگر جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کی آواز

پہنچی تو اس مژدہ سے وہ مردہ زندہ ہوگیا - اوسکو اوٹھا کے بھائی پاس لائے - جہاندار شاہ نے رات اکبر آباد مین بسر کی اور تغیر ہیات کرکے آخر شب مین مستورات کی سواریون کے ساتھہ شاہجہان آباد روانہ ہوا اور اوسکے ایک پہر پیچھے ذوالفقار خان بھی دار الخلافہ مین آیا - جہاندار شاہ سیدھا آصف الدولہ اسد خان پاس گیا اور معاونت و مصلحت کار کا طالب ہوا - ذوالفقار خان نے بھی باپ سے التماس کی کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن کی طرف لے جائے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجیو اسد خان جہان دیدہ اور تجربہ کار اور مدبران روزگار کا سردار تھا اوسنے کہا کہ سپاہ اور توپخانہ کی گردآوری خزانہ کی امداد بغیر نہیں ہوسکتی اور خزانہ سے ایک مہینہ کا خرچ وصول ہونا دشوار ہے اسلئے سوا شورش فتنہ و خرابی خلق و جوتریزی سپاہ کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا - آب از جوے رفتہ باز آمدن امر لیست متعذر الوقوع بیٹے کی اس عزیمت کا مانع ہوا اور اوسنے کہا کہ اولاد تیموریہ مین سے جو شخص سخت فرمانروائی پر قدم رکھے ہم پر اوس کی اطاعت واجب ہے - اگرچہ اس معنی کا حسن عقل سلیم و رائے صحیح پر پوشیدہ نہین ہے - اسد خان کو بیٹے کا اس حرکت سے باز رکھنا سب طرح سے مستحسن الوجوہ تھا لیکن مآل کار سے وہ واقف نہ تھا کہ قضا نے اوسکو غافل کیا - آصف خان نے جہاندار شاہ کو قلعہ مین نظر بند کیا -

ذکر سلطنت محمد فرخ سیر

۳ رجب ۱۰۹۵ھ کو فرخ سیر پیدا ہوا جب بہادر شاہ نے اپنے بیٹے عظیم الشان کو صوبہ بنگالہ سے طلب کیا تو عظیم الشان نے اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ مین نائب مقرر کیا اور خود باپ پاس گیا اور اوسکے ساتھہ ہوکر اعظم شاہ سے لڑا اور اوسکو مارا - بہادر شاہ ہندوستان کا بادشاہ ہوا - جب ۵ جلوس مین بہادر شاہ لاہور مین تھا اور صوبہ بنگالہ مین اعز الدولہ نجابت خان صوبہ دار مقرر ہوا تو فرخ سیر حضور مین طلب ہوا اور وہ ۱۸ سال کی عمر مین صوبہ بہار آیا اور یہان جس سبب سے مقیم ہوا وہ ہم نے اوپر بیان کردیا -

ان ہی ایام مین محمد رضا مخاطب بہ رعایت خان جو بہادر شاہ بادشاہ کے مغلوبون مین تھا اوس نے دکن سے صوبجات مشرقی مین آکر قلعہ داری رہتاس کا ایک جعلی فرمان بنالیا

فرخ سیر کی ولایت عہد کی تخت نشینی تک + محمد رضا جعلی فرمان

رہتاس پر فرخ سیر کی فتح +

اور استقلال کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوا - اور بندوبست سے خاطر جمعی ساتھ محصول محال و ذخیرہ
قلعہ مین جمع کیا - اسکی غدر کی حقیقت بہادر شاہ کو معلوم ہوئی اور محمد رضا نے خود بھی
لکھا کہ مین قلعہ پر حضور کے مقصدیون کے بے بندوبستی سے متصرف ہوا ہون - دیکھون کہ اس
قلعہ سے مجھے کون باہر نکال سکتا ہی - بہادر شاہ اور عظیم الشان دونون نے فرخ سیر کو لکھا کہ
محمد رضا کی تنبیہ و تادیب کریں اور قلعہ کو اس کے تصرف سے نکالین محمد فرخ سیر نے اپنی ہمراہی
صاحب الیون سے مشورہ کیا - اس قلعہ کا محاصرہ مصالح و تردد طلب تھا اور اوسپر اقدام
اندیشہ صائب کے بے مدد متعذر تھا - لاچین بیگ قلماق فرخ سیر کے منصوب نوکرون مین تھا
جسکو برطرف کر دیا تھا - وہ جانبازی کر کے رزق کی امید مین آیا - اور ایک مقرب کی معرفت
عرض کیا کہ اگر شاہزادہ محمد فرخ سیر یہ شہرت دے کہ فرمان عفو جرایم اور آفرین باد کا محمد رضا کی
جرأت و جلادت و رشادت پر اور قلعہ کو بدستور رکھنے کا مع خلعت و نشان آیا ہے اور وہ
بندہ کے ہمراہ اوسکے پاس بھیجے تو جسوقت مین یہ نشان اوسکو دونگا تو اوس کو مار ڈالونگا
اگر مین جانبر ہون تو اوسکے صلہ سے سرافرازی پاؤن اور اگر میرا سر صدقہ ہو تو میرے فرزند
اوسکے نتایج سے سربلند ہون - یہ مصلحت ارکان دولت نے پسند کی - لاچین بیگ کو خلعت
و نشان دیا گیا کہ محمد رضا پاس لے جائے وہ یہ لیکر پہنچا گفتگو کے بعد محمد رضا نے لاچین بیگ
کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی نشان و خلعت کی تعظیم مین وہ مصروف ہوا - کہ لاچین بیگ
نے کاردانی سے اُسکا کام تمام کیا - لاچین بیگ کو اوسکے نوکرون نے زخمی کیا مگر اوس کی
جان بچگئی - فرخ سیر نے اوسکو بہادر دل خان کا خطاب بادشاہ سے عرض کر کے دلایا -
فرخ سیر کا یہ منصوبہ عاقبت بخیر بانے ادا کے نزدیک مستحسن ہوا - ان ہی ایام مین بہادر شاہ بادشاہ
کے مرنے کی خبر آئی - محمد فرخ سیر نے اس خبر کو شکر بدون اس تحقیق کے کہ بہائیون کے درمیان
کیا انفصال مقدمہ ہو عظیم الشان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اوسکے نام کا سکہ جاری کیا
اور اپنے ہمراہیون سے صلاح کی کہ مین عظیم الشان پاس جاؤن یا نہ جاؤن بعض نے بنا طلب
حمرویش اور محمد رفیع منجم مانع آئے - اونھون نے کہا کہ حضور کا اس مکان سے حرکت کرنا

جب تک صاحب سکہ وخطبہ نہوں صلاح دولت نہیں ہے ان ہی دنوں مین حسین علی خان بارہ پٹنہ مین عظیم الشان کا نائب تھا اور سرکشون کی سزا کے لئے پرگنات مین گیا ہوا تھا جب اوسنے یہ خبر سنی کہ اور بھائیون سے مغلوب ہونے کی خبر آنے بغیر فرخ سیر نے عظیم الشان کا سکہ وخطبہ جاری کیا تو اوسکو فرخ سیر کی طرف سے ملال ہوا اور ایسے ہی فرخ سیر کے دل میر سادات بارہ کی اتنی شجاعت کا اور صوبہ مین حسین علی خان کے تسلط کا وسوسہ عظیم پیدا ہوا نامہ وپیغام مودت الیتام بھیجکر سید کو مستمال کیا اور اپنے پاس بلایا اور والدہ فرخ سیر حسین علیخان سے ملتجی ہوئی اور فرخ سیر کی زبانی قول اور عہد اور ایفا اور اختیار اور مدار سلطنت کو بیان کرکے ایسا اوسکو مطمئن کیا کہ طرفین کے وسواس وہراس اخوت سے مبدل ہوگئے اس عرصہ مین عظیم الشان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی تو محمد فرخ سیر نے اس خبر کو سنکر اوائل ربیع الاول ۱۱۲۳ھ مین اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا۔ اور روز بروز حسین علی خان اور فرخ سیر کے استقلال کے باب میں عہد وپیمان استوار ہوتے گئے۔ الہ آباد کا صوبہ دار سید عبداللہ خان عرف حسن علیخان تھا اور بتبدیل سلطنت سے اوسکو بنگالہ کا خزانہ ہاتھ لگا تھا اور صاحب اے شجاع مشہور تھا۔ فرخ سیر کے دل مین اوسکی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ جہاندار شاہ کی طرفداری کرے گا اور میری اطاعت نہین کریگا اوسکو فرمان تسلی بھیجا۔ اس مین ان اقرار ونکا بیان کیا جو اوسنے بھائی سے ہوئے تھے اور خزانہ کے تصرف کی اجازت دی اور سپاہ کی نگاہداشت کی ترغیب دی اور حسین علی خان نے بھی اس بارہ مین اپنے بھائی سید عبداللہ خان کو لکھا اور اغبار دلی کو اوس کے آئینہ خاطر سے دور کیا۔ غرض دونو بھائیون نے دل وجان سے مدد اور رفاقت کا پیمان کیا۔ اور از سر نو عہد وقرار ہوئے اور اس مہم عظیم کے سرانجام مین دل سے اتفاق کیا۔ آرے باتفاق جہان میتوان گرفت۔ اب فرخ سیر پٹنہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا۔ جب جہاندار شاہ کو فرخ سیر کی اس حرکت کی خبر ہوئی تو وہ لاہور سے اوائل ربیع الثانی مین دار الخلافہ مین آیا۔ سید عبداللہ کو الہ آباد سے بدل کر سید عبدالغفار کو بھیجا جنکی لڑائی کا حال پہلے بیان ہوچکا ہے +

پٹنہ سے دارالخلافہ کی طرف فرخ سیر دو سپہ سالارون اور صف شکن خان وخواجہ عاصم اور فیقون کے ساتھ چلا اوسکی کل سپاہ پچیس ہزار سوار تھے اور خرچ کی بہت تنگی تھی لیکن اعظم الشان کی جاگیر کے دبگالہ کے صوبون سے اٹھائیس لاکھ روپیہ عبداللہ خان کے اور پچہتر لاکھ روپیہ فرخ سیر کے ہاتھ آئے تھے۔ اور دو تین لاکھ روپیہ کی جنس تجار پٹنہ سے قرض لی تھی۔ جہاندار شاہ نے یہ سنکر کہ فرخ سیر پٹنہ سے چلا ہے اپنے بڑے بیٹے اعزالدین کو پچاس ہزار سوارون کے ساتھ فرخ سیر سے لڑنے کے لئے مقرر کیا۔ خواجہ احسن خان مخاطب بہ خاندوران خان کو شاہزادہ اور تمام فوج کا اختیار دیا اور توپخانہ سنگین ہمراہ کیا قلیچ خان بہادر پسر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے بہادر شاہ کے عہد مین استعفا دیکر گوشہ نشینی اختیار کی تھی اوسکو شاہزادہ کی مدد کے لئے مقرر کیا۔ اور وہ پیچھے روانہ ہوا۔ جب وہ آگرہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ شاہزادہ جمنا پار چلا گیا ہے اور سردارون کی آپس کی نااتفاقی کے سبب سے شاہزادہ کے لشکر مین جو توپین ہین وہ ڈال بٹ ہی ہے تو اوسنے آگرہ مین توقف کیا۔ شاہزادہ اعزالدین قصبہ کھجوہ مین آیا اور اوسنے سُنا کہ محمد فرخ سیر تیرہ چودہ کروہ پر ہے تو اوسکے دل مین شمشیر سادات کا خوف پیدا ہوا اور اواخر شوال مین اوسنے منزل کھجوہ مین اقامت کی اور اپنے خیمہ اور لشکر کے خیمون کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور مورچال باندھے۔ یون دشمن کو اپنے اوپر دلیر کیا جب ایک دو کوس کے فاصلہ پر سید عبداللہ خان وحسین علی خان کے پیش خانہ کے جھنڈے نصب ہوئے۔ فوجون مین کچھ مقابلہ نہ ہوا مگر اعزالدین کی فوج پر سید عبداللہ خان نے اطراف کے دہات کی دیوارون پر مورچال باندھ دیکے تیسرے پہر سے رات کے تیسرے پہر تک توپین مارین شہزادہ اعزالدین لال کنور کی ناموافقت سے باپ کی نظر سے گرا ہوا تھا اور اس مہم مین خاندوران خان کے تسلط کے سبب سے بالکل بے اختیار تھا۔ ان وجوہ سے زیادہ بیدل اور دلباختہ ہوا۔ خاندوران خان کی پیشانی سے نامردی ٹپکتی تھی۔ ان دونون مین مشورہ ہوا اور دونون ایسے ڈرے کہ اپنی مقدور کے موافق جواہر وخزانہ اشرفی اٹھایا اور باقی تمام خزانہ وخیمہ وتوشک خانہ وکارخانجات یہین چھوڑ کر تین پہر رات گئے بھاگ گئے۔ اکثر عمدہ سردار اپنی مایحتاج ضروری بھی

نہ اٹھا سکے اور گھوڑون پر زین نہ لگا سکے اور فوارمین ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے گرتے پڑتے
جان سلامت لیگئے جب ہرکارون نے فرخ سیر کے لشکر کو دشمن کی ہزیمت کی خبر سنائی تو بے شمار پیادے
اور سوار لوٹ پر ایسے جھپٹے جیسے کہ بھوکا باز اپنے شکار پر گرتا ہے۔ ہاتھی گھوڑے وخزانہ وحمید
اور کل کارخانجات لوٹ لیے جنکو ایک ہفتہ کی روٹی میسر نہ تھی اور رات کو فاقہ سے سوتے تھے
اونھون نے ذخیرے جمع کرلیے غرض فرخ سیر کے لشکر کی عسرت عشرت سے بدل گئی۔ اعزالدین تباہ
حال اکبرآباد مین آیا۔ قلیچ خان نے اوسکو مصلحت بتلائی کہ اکبرآباد مین جہاندارشاہ کے حکم آنے
تک منتظر رہو جہاندارشاہ ۱۷ جمادی الاولی کو دارالخلافہ شاہجہان آباد مین آیا۔ اعزالدین کی
فتح پر آنکھین لگائے بیٹھا تھا کہ اوسکے پاس بیٹے کے فرار ہونے کی خبر آئی تو وہ وسط ذی قعدہ ۱۱۲۳ھ
دارالخلافہ سے باہر آیا۔ ذوالفقارخان بہادر نصرت جنگ کو ہراول بنایا۔ اور کوکلتاش خان بہادر
واعظم خان وجانی خان وسیہ دارخان اور اور امیران توران کے بہادر اور توپخانہ کو لیکر نکلا۔ اور
ستر اسی ہزار سوار و پیادے جمع کیے۔ فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے سموگڈھ مین اکبرآباد کے متصل آیا۔
فرخ سیر بھی سید عبداللہ خان و سید حسین علی خان کی یاوری سے اکبرآباد کے قریب آیا۔ اوسکے لشکر مین
خرچ کی بڑی تنگی تھی جہاندارشاہ کی سپاہ کی افزونی و توپخانہ اور اسباب جنگ عقلا کے نزدیک اسپر
دلالت کرتا تھا کہ کبھی وہ مغلوب نہین ہوگا لیکن اسکے بعضے اطوار ناہموار اور کم اصل بدنام آدمیونکو
ہمراہ لانا ایسا تھا کہ جس سے امراء قدیم وجدید اور تمام سرداران سپاہ آزردہ خاطر تھے اور زبان پر گلے
اور کلمات یاس لاتے تھے اور بعضے لوگون کے نامداران بانام ونشان اس تبہ پر جہاندارشاہ سے آزردہ
خاطر تھے کہ اونھون نے فرخ سیر سے عہد موافقت کرلیا تھا۔ ذوالفقارخان اور کوکلتاش خان مع برادر
جہاندارشاہ کے جان نثار عقیدت نشان بندے تھے مگر حسد ونفاق اس قدر آپس مین رکھتے تھے کہ ایک
دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ اکثر عمدہ کامونکو آپس کی ضد سے ابتر وضائع کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے
کے استیصال مین منصوبے باندھتے تھے خصوصًا کوکلتاش خان حسد ذاتی کے سبب ہر وقت رائے
سلیم کے خلاف کام کرتا تھا۔ ایک کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا پار کسی طرح نہین آنے دینا چاہیے
اور خود جمنا پار جاکر مقابلہ کرنا چاہیے۔ دوسرا کہتا تھا کہ فرخ سیر کو جمنا کے پار اترنے دین۔ اگر ہم جمنا پار جاکر

اُس کو شکست دینگے تو وہ از سر نو ملک مین فساد مچائیگا اور مہم کو طول ہوگا اور عدم پایاب اور بیماری آب کے سبب سے بھی یہ خیال تھا کہ فرخ سیر دریا سے جلد نہین اُتر سکتا - فرخ سیر کے لشکر مین خرچ کی بڑی تنگی تھی وہ دو روز کا سفر ایک روز مین کرتا ہوا آتا تھا - وہ جمنا کے اس طرف کچھ آدمیون کے ساتھ آیا اور بہت سا لشکر اوسکے پیچھے تھا اوسکو شب خون کے مارنے کا ایسا خوف تھا کہ اکثر سپاہی گھوڑون کی لگامین پکڑے سرما سے لرزان اور دشمن سے ہراسان پوس کے مہینے کی اندھیری رات مین چار پہر کھڑے رہے - آخر شب یازدہم ذی الحجہ مین سید عبداللہ خان ہراول نے ایک معبر تحقیق کیا جسمین پانی آدمی کی چھاتی تک تھا - وہ پانی کے اوپر سے جہاندار شاہ کے لشکر کے سامنے سے معبر بہ پانی سے اترا جو شاہجہان آباد کی طرف اکبر آباد سے چار کوس پر ہے دشمن کی فوج کے عقب مین نمودار ہوا چار دن مین ساری فوج اُتر آئی - جہاندار شاہ کے سپہ سالار اسوقت خبردار ہوئے کہ جب فرخ سیر کے لشکر کا سیلاب اونکے لشکر کے عقب مین آگیا - تو وہ سراسیمہ ہوئے فوج ہندی اول بحال رہی از سر نو فوج کی ترتیب دشمن سے لڑنے کے لئے کرنی پڑی اور توپخانے کے لیجانے مین اہتمام کرنا پڑا - ایک پہر دن باقی تھا کہ سید عبداللہ خان ہراول نے لڑائی شروع کی - ایک عجیب و غریب دار و گیر ہوئی - جہانتک نظر کام کرتی تھی تلواریں چمکتی نظر آتی تھین - ان حملون مین صف شکن خان کہ فیل پر حسین علی خان کا ردیف تھا اور فتح علی خان روغہ توپخانہ محمد فرخ سیر و زین الدین خان بسر بہادر خان رسیلہ اور میر اشرف برادر میر اشرف کشتہ ہوئے چھبیلہ رام ناگر و خان زمان کنارہ کشی کرکے قابو کے وقت کے منتظر رہے جہاندار شاہ کی طرف سے جانی خان جہان شاہی و ممتاز خان مارے گئے حسین علی خان نے عرصہ کارزار مین اپنی فوج پر دشمن کا غلبہ دیکھا ہندوستان کے بہادران تہور پیشہ کی طرح ہاتھی سے اُترا اور بارہ کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر رستادہ کام کیا اور تیر و گولیون سے زخمی ہوکر بے خبر معرکہ مین پڑا - سید عبداللہ خان کی فوج بھی تیر باران کے صدمات سے متفرق ہوگئی تھی اور اوسکے نشانون کے فیل بھی اکثر جماعہ دارون کے ساتھ سے جدا ہوگئے تھے آیا تھے اوسکے ساتھ سو دو سو سوارون سے زیادہ نہ تھے کہ سید عبدالغفار سید عبدالصمد خان کے ہاتھی کے روبرو

اور کہا کہ مین سید عبد الغفار ہون۔ ایک تیر سید عبد اللہ خان کی طرف چلایا اونسے اوسکے تیر کو رد کرکے اپنے تیر سے سید عبد الغفار خان کو زخمی کرکے بھگایا۔ سید عبد اللہ خان کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ مین کہان جاتا ہون اور انجام کیا ہوگا کہ کچھ آدمی ایسے آن ملے جسسے اوس کو تقویت ہوئی۔ اسنے یہ چاہا کہ جہاندار شاہ کی فوج کے عقب سے خصم کی بہر پر جائے لیکن اطراف کی فوج کے صدمات سے اوسکو معلوم نہ تھا کہ کہان مین نکل سکون گا اسلئے وہ ایک پشتہ پر چڑھا جو تیر برس فاصلہ پر جہاں دار شاہ کے قول اور فیل پر مشرف تھا جہاندار شاہ کے لشکر مین فتح کے شادیانے بج رہے تھے لیکن اسکو یہ خبر نہ تھی کہ عقب فوج مین خصم کیا کر رہا ہے سید عبد اللہ خان نے تھوڑے آدمیون سے تیر مارنے شروع کئے سادات بارہ کمانچیان ہائے آسے۔ اور زنانہ کے سواری کے ہاتھیون مین ایک آشوب غریب پیدا کیا۔ ابھی جہاندار شاہ دفع خصم مین نہین مشغول ہوا تھا۔ کہ لال کنور اور نعمہ سرایون اور خواجہ سرایون کی سواریون کے ہاتھی تیر باران کے صدمہ سے جوش و خروش مین آئے اور اپنی جگہ کو خالی کیا جسسے جہاندار شاہ کے ہمراہی اکثر ڈر گئے۔ جہاندار شاہ دشمن کی طرف متوجہ ہونا چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھی بھی اور ہاتھیون کی طرح شوخی کرنے لگا اور فیلبان کے اختیار مین نہین رہا۔ اس حالت مین سید عبد اللہ خان کی افواج متفرقہ بھی جمع ہوگئی۔ سادات بارہ نے قدم جرأت آگے رکھا۔ جہاندار شاہ کے لشکر مین ایسا خلل ڈالا کہ وہ بھاگ گیا۔ جہاندار شاہ کی مدد کو کلتاش خان جاتا تھا کہ علی اصغر خان اور چھبیلہ رام ناگر نے اسے گھیر لیا اور زخمی کیا۔ رضا قلی خان دارغہ توپخانہ بھی کام آیا اور اعظم خان برادر کوکلتاش بھی زخمی ہوا۔ جہاندار شاہ کا حال ایسا تنگ ہوا کہ لعل کنور کی سواری کے ہاتھی مین جا بیٹھا اور شام کے وقت آگرہ چلا گیا۔ پھر رات گئے ذوالفقار خان دشمن سے لڑتا رہا اور جہاندار شاہ اور اعز الدین کی خبر کی جستجو کرتا رہا۔ لوگون کو روپیہ دیکر اطراف مین دوڑایا کہ اگر سپہر جہاندار شاہ کو پاویں اور یہان لاوین تو اوسکی تقویت سے حریف کو آگے سے ہٹا دے مگر ان گم گشتون کا پتا نہ لگا تو ذوالفقار خان بھی مایوس ہوکر شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ فرخ سیر کے لشکر مین شادیانہ فتح بلند آوازہ ہوا سید عبد اللہ خان نے

لاشون مین اپنے بھائی حسین علی خانکی جستجو کے لئے آدمی بھیجے - وہ بے خبر اور لحیوکی دست اندازی سے ننگا پڑا ہوا تھا جب اوسکے کان مین فرخ سیر کی فتح کا مژدہ پہنچا تو اوسکے قالب مین جان آئی اوسکو اوٹھاکر عبداللہ خان پاس لائے جہاندار شاہ رات کو اکبر آباد مین رہا اور بقول مشہور داڑھی کو صفا چٹ کرا کے تغیر وضع وہیأت کرکے آخر شب مین بعل کنور کے ساتھ شاہجہان آباد کو روانہ ہوا - ذوالفقار خان اور جہاندار شاہ ایک پہر کے فرق سے شاہجہان آباد مین پہنچے آصف الدولہ پاس جہاندار شاہ گیا اور مصلحت کار پوچھی - ذوالفقار خان نے بھی اس باب مین باپ سے التماس کیا کہ جہاندار شاہ کو کابل یا دکن لے جائے اور پھر لشکر جمع کرکے تلافی کیجئے آصف الدولہ جہاندیدہ اور آزمودہ کار تھا جب اوسنے دیکھا کہ کام ہاتھ تلے سے نکل گیا معزالدین فرمانروائی کے قابل نہین رہا - روپیہ نہین سپاہ کی گرد آواری کی جائے صلاح کار اسمین جانی کہ معزالدین کو قلعہ مین بھیجکر نظر بند کیا اور ذوالفقار کے ارادہ جہان آشوب کا مانع ہوا اور کہا کہ اولاد تیموریہ مین سے جو کوئی فرمان فرما ہو ہم کو اوسکی اطاعت لازم ہے جہاندار شاہ کو دوسری سمت مین لے جائے اور تازہ فتنہ وفساد کے باعث ہوتے ہین خدا علیم ہے کہ ہمارا کیا ہو - آصف خان کی یہ اصلاح بموقع وبجا تھین لیکن وہ نہین جانتا تھا کہ یضحک القدر علی التدبیر اس تدبیر مین بیٹے کی جان جائیگی اور دولت موروثی خاک مین ملیگی جسکا آگے بیان ہوگا - جہاندار شاہ کی سلطنت دس مہینے رہی +

سوانح سال اول فرخ سیر

فتح کے بعد سید عبداللہ خان کی وساطت سے اول قلیچ خان بہادر اور سرداران تورانی آداب تہنیت بجا لائے اور مورد عنایات وآفرین ہوئے - بادشاہ نے سید عبداللہ خان کو معہ لطف اللہ خان صادق اور امرا کے دارالخلافہ کے بندوبست کے لئے روانہ کیا - بادشاہ ایک ہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوا - ۱۴ محرم ۱۱۲۴ھ کو بارہ بلہ پر جو دارالخلافہ کے متصل ہے اترا - سید عبداللہ خان کو قطب الملکے یار وفادار ظفر جنگ کا خطاب رفعت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کا منصب عطا کیا اور وزارت تسلیم کی - سید حسین علی خان کو

امیرالامرا بہادر فیروز جنگ کا اور ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب مرحمت کیا اور میر بخشی
کی خدمت پر مقرر کیا محمد امین خان کو اعتماد الدولہ کا خطاب و پانہزاری ہزار سوار کا منصب
پر اضافہ کیا اور بخشی دوم مقرر کیا قلیچ خان کو جو پنج ہزاری تھا ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب اور
نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور دکن کا صوبہ دار کیا۔ جہانگیر نگر کے
قاضی عبداللہ لودانی کو فرخ سیر نے اپنی روانگی سے پہلے پیشتر بعض مقدمات کی صلاح کے
لئے خفیہ شاہجہان آباد بھیجا تھا اوسکو خانساماں میر جملہ کا خطاب اور ہفت ہزاری ہفت ہزار
سوار کا خطاب دیا۔ اگرچہ بسبب ظاہر دیوان خاص کی اور ڈاک کی داروغگی کی خدمت اوس کو
سپرد تھی لیکن وہ ہمدم و محرم راز تھا دستخط خاص کا اختیار اوس کو دیا۔ وہ بالکل بادشاہ پر حاوی ہوا
اور کل خلقت کا مرجع بنا +

قطب الملک سید عبداللہ خان حکم کے بموجب شاہجہان آباد مین بندوبست ملکی کے لئے آیا
اور سلطنت کے نظم و نسق اور مہمات ملکی اور وزارت کے کامون مین مشغول ہوا تو اول بادشاہ اور
وزیر کے درمیان نزاع اسپر ہوا کہ جب فرخ سیر سے قطب الملک جدا ہوا تو بادشاہ نے دیوانی
خالصہ پر جعفر بیگ نام ناگر کو مقرر کیا اور افضل خان کو جو بادشاہ کا اوستاد تھا صدر الصدور مقرر فرمایا
اور قطب الملک نے دارالخلافہ مین پہونچکر دیوان خالصہ لطف اللہ خان صادق کو اور صدارت
کل پر سید امجد خان کو مقرر کیا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بھی یہ سید اس خدمت پر مقرر تھا۔
جب بادشاہ دارالخلافہ مین آیا تو دستور سلطنت کے کامون پر متوجہ ہوا صدارت اور دیوانون کے مقرر کرنے
کے باب مین بادشاہ اور وزیر کے درمیان مضائقہ ہوا۔ قطب الملک نے کہا کہ اگر میرے مقرر
کئے ہوئے آدمی برقرار نہ رہینگے تو میری وزارت کا اعتبار نہین رہیگا میر جملہ اور بعض اور حبشہ مقربون
نے اس بارہ مین بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ بادشاہ اگرچہ نوکرون کو اختیار دیتے ہین مگر وہ
چاہئے کہ وہ اپنی حد کو نگاہ رکھین لڑکی کیا مجال ہے کہ بادشاہ کے حکم بدون عہدہ خدمات
صدارت و نیابت و وزارت کیسے [illegible]

خواجہ گر لطف بہ عہد دراند [illegible] باید کہ صد خرد دراند

اگرچہ محمد فرخ سیر وسیع الاخلاق اور قدردان تھا ہر ایک کی خدمت اور تردد کے مقابل
مین چاہتا تھا کہ بقدر امکان منصب و عمدہ خدمات عنایت کرکے ہم چشمون مین ممتاز کرے مگر
اختیار نہین رکھتا تھا اور نا آزمودہ کار جوان تہا امور سلطنت سے بے خبر خرد سالی سے صوبہ بنگالہ مین
باپ دادا سے دور نشو نما پایا ستقامت مزاج و رائے صائب نہین رکھتا تھا اور ون کی رائے
پر چلتا تھا قسمت سے تاج و سلطنت مل گیا تہا۔ خاندان تیموریہ کا جو ہر شجاعت تھا وہ اوسکے خلاف
جبلی ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کے سخن کی تہ پر نہ پہنچتا۔ ابتدا سے اپنی سلطنت کا مادہ فساد
خود ہی جاجکا بیان مفصل آگے آتا ہے آغاز جلوس مین بڑی غلطی اصول بنائے جہانبانی مین
اوسنے یہ کی کہ منصب وزارت سید بارہ عبد اللہ خان کو دیا منصب وزارت ایک ایسا امر خطیر ہے کہ
پہلے ہمیشہ بادشاہون نے مدتون کے امتحان کے بعد اون باوقار اور صاحب حوصلہ دانشمندون کو
دیا ہے جو بردباری کی صفت و تجربہ کاری اور طبع حلیم اور رائے سلیم رکھتے تھے سادات بارہ کی
شجاعت و بہادری ضرب المثل تھی وہ اکبر شاہ کے عہد سے پایہ امارت پر پہنچے تھے مگر شاہجہان
نے اپنی ۳۱ سال کی سلطنت مین اورنگ زیب نے اپنی اکیاون سال کی بادشاہت مین
کسی بارہ کے سید کو وزارت کا منصب نہین دیا اور اونکو اس منصب کے دینے کے سبب سے جو خرابیان
سلطنت مین واقع ہوئین وہ آگے بیان ہوتی ہین کہ سید اس امر خطیر کے بار سنگین کو اٹھا کر
خود مطعون عالم ہوئے اور اہل عالم مین اور بادشاہان ہفت اقلیم مین اونکی آقاکشی کی
بدنامی ہوئی اور تمام سواد اعظم ہندوستان مین فساد و آشوب پھیلایا اور آخر کار خود دولت
بارہ کے استیصال کے سبب ہوئے جسکا بیان اب آگے آتا ہے۔ عاقلون نے سچ کہا ہے
کہ ہر یکے را حق بکمال و فرزند بجمال خوبد لیکن ایسا نہین ہے کہ ہر یکے را بہر کارے آفریدہ اند
صدارت و دیوانی خالصہ تن کا اس طرح فیصلہ ہوا کہ صدارت تو موافق بادشاہ کے حکم کے افضل خان
کو اور دیوانی خالصہ لطف اللہ خان صادق کو ملی اور جیسلیہ رام ناگر کو اکبر آباد کی صوبہ داری
مگر آپس مین عداوت کا تخم دلون مین بویا گیا +

مہر جلیہ نے بادشاہ کے مزاج مین خلل پیدا کیا۔ اگرچہ وہ آشناؤن اور محتاجون کے ساتھ

فیض رسانی کرتا تہا اور خلق اللہ کے اجراء کار اور دیانت مین ممتاز تہا اور ایک عالم اُس سے کامیاب ہوتا تہا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ فرمان فرمائی ہند کا اختیار سادات بارہ کے ہاتھہ مین رہے - دونو بھائیون کے ہاتہہ مین اقتدار سلطنت دیکھ کر حسد کے مارے جلا جاتا تھا اظہار خیر خواہی و ہمدمی کے وسیلہ سے مقربان تازہ پیدا ہوئے اونھون نے بادشاہ اور سادات بارہ کے درمیان اور آتش فساد کو بھڑکایا +

قتل اور سزایابی +

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان نے بارہ پُلہ پر خیمہ لگایا - اور بادشاہ کی ملازمت کا ارادہ کیا امیر الامرا حسین علی خان کو بادشاہ اور میر جملہ کے مشورہ پر اطلاع تھی اونسے آصف الدولہ پاس پیغام بہیجا کہ اگر میری وساطت سے بادشاہ پاس جاؤگے تو کوئی تمہاری سر کا ایک بال بیکا نہ کرسکے گا جب اور صاحب مدار اس بات پر مطلع ہوئے تو اسکو صلاح وصوابدید دولت کے خلاف جانکر تقرب خان کو جو ایرانی ہونیکی وجہ سے ذوالفقار کا ہم جنس تھا اس پاس بہیجا کہ اوسکی تسلی کرے کلام اللہ کی قسم کھاکر خاطر نشان کرے کہ امیر الامرا کی معرفت بادشاہ کی ملازمت کرنے مین سوا ندامت خسارت جانی و مالی کے کوئی اور فائدہ نہ ہوگا - حاصل یہ کہ میر جملہ آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کے ہاتھہ باندہ کے بادشاہ پاس لایا - آصف الدولہ نے تقصیرات کے عذر مین اور عفو جرائم کے لئے دو تین کلمے التماس کئے - بادشاہ نے مہربانی کرکے اونکے ہاتہہ کھلوائے خلعت و جواہر عنایت کئے اور آصف الدولہ کو حکم دیا کہ آپ اپنے خیمہ مین تشریف لیجائین اور ذوالفقار خان خیمہ مین باہر بیٹھے اسنے ایک مصلحت ضروری کا پوچھنا ہے - آصف الدولہ نے جان لیا کہ بیٹے کی موت آگئی روتا پیٹتا اپنے خیمہ مین آیا اور ذوالفقار خیمہ مامور مین جاکر بیٹھا اوسکو امرا اور حبشیون نے گھیر لیا عظیم الشان اور محمد کریم کے خون کے دعوی کی بابت کچھہ باتین کین ذوالفقار خان نے - ہر کہ دست از جان بشوید + ہر چہ در دل آید بگوید پر عمل کیا - لاچین بیگ نے تسمہ اوسکی گردن مین ڈالا اور اور حبشیون نے مار کر اوسکا دم نکالا باپ نے بیٹے کے قتل کی یہ تاریخ کہی **بیت**

ہاتف شام غریبان باد و چشم خون فشان گفت ابراہیم اسمٰعیل را قربان نمود

اسد خان کا نام ابراہیم اور ذوالفقار خان کا نام اسمٰعیل تھا۔ اسی روز قلعہ مین جاکر جہاندار شاہ کو جو تریپولیہ مین تنگ و تاریک جگہ مین مقید تھا مار ڈالا۔ محمد فرخ سیر ۱۷ محرم کو شہر و قلعہ مین داخل ہوا۔ ہاتھی پر جہاندار شاہ کے سر کو نیزہ پر لگایا۔ اور لاش کو حوضہ مین ڈالا۔ ہاتھی کی دم مین ذوالفقار خان کو اُلٹا لٹکایا اور شہر مین مشتہر کرکے لاش کو قلعہ کے دروازہ کے آگے ڈالا ؎ ای برادر مادر دہر ار خورد خونت مریخ + چون تراخون برادر ہمچو شیر مادر است

آصف الدولہ کو پالکی مین ڈال کر مع زنانہ سواریون کے حویلی خان جہان مین نظر بند محبوس کے رکھا کچھہ اسباب سوا بدن کے کپڑون کے اِن قیدیون پاس نہ تھا۔ ان باپ بیٹون کو کلتاش خان و راجہ سبھا چند کے اموال و اسباب کو ضبط کیا۔ سبھا چند نے زبان درازی کی تو اوسکی زبان کاٹی گئی۔

لاچین بیگ مخاطب بہادر دل خان کا نام تسمہ کش مشہور ہو گیا۔ نہ تقصیر ہوتی نہ اسکا ثبوت کچھہ ہوتا مگر تسمہ کھنچے کا پابند تھا۔ اسلئے امراء عالمگیری اور بہادر شاہی کے دلون مین تسمہ کا خوف ایسا پیدا ہوا۔ کہ جب گھر سے بادشاہ کے مجرے کو آتے تو اپنے گھر والون سے کہا سنا معاف کرا کے آتے تسمہ کشی بھی ایک پیشہ رزق کا وسیلہ ہو گیا +

ہدایت کیش خان کو اس جرم مین مارا کہ وہ محمد کریم برادر فرخ سیر کا ہاتھی جہاندار شاہ کے پاس لایا تھا اور ہدایت اللہ خان کے قتل کے لئے بیگم کا رقعہ جعلی بنایا گیا +

شاہ قدرت اللہ درویش کو محض اس شہرت سے کہ کبھی کبھی جہاندار شاہ اوسکو شریک مصلحت کرتا تھا فنا کیا۔ حکیم سلیم کو جو عظیم الشان کے مقرب نوکرون مین تھا اور یہ مشہور تھا کہ اسی کی صلاح سے شاہزادہ مارا گیا اسکو میر جملہ نے اعزاز کے ساتھہ اپنے گھر مہمان بلایا + اور اوسکو پھانسی دیدی۔ اکثر آدمیون کے مارنے کی بدنامی میر جملہ کی نسبت مشہور ہوئی +

حکم ہوا کہ جہاندار شاہ کے ایام سلطنت کو عہد مخالف لکھہ کر ابتداء سال جلوس محمد فرخ سیر غرہ ربیع الاول ۱۱۲۳ھ سے شمار کی جائے +

جب نظام الملک بہادر فتح جنگ کن مین آیا۔ اسکی شمشیر موروثی کے صدمہ سے اور اسکی

رائے صائب سے بغیر اسکے کہ دکن کے مرہٹون سے لڑائی ہو۔ ایام سابق کی نسبت ملک و قافلون کی تاخت و تاراج مین تخفیف ہوگئی مگر نصرت جنگ داؤد خان کے دستور عمل کے موافق جہان مرہٹون کا ہاتھ پہنچتا تہا دار و مدار کرکے جو تھہ لیتے تھے فتح جنگ کی صوبہ داری کا باقی حال آگے بیان ہو گا +

ذکر سوانح سال دوم جلوس بادشاہ فرخ سیر ۱۱۲۴ھ ۱۷۱۲ء

مہاراجہ اجیت سنگہ نے عالمگیر کے عہد مین تمرد کیا تھا اور جودہ پور مین مساجد کی تخریب کے تبخانے بنائے تھے بہادر شاہ کو اعظم شاہ و کام بخش و بابا بندہ سکہہ کی مہمات سے فرصت نصیب نہ ہوئی اسلئے یہ مہم تعویق مین پڑی رہی جب فرخ سیر بادشاہ ہوا تو مہاراجہ نے کوئی حسن خدمات کرکے رفع ندامت نہین کی اسلئے امیر الامرا حسین علی خان چندامرا کے ساتھہ اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا۔ مہاراجہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ افواج بادشاہی کے صدمہ سے خائف ہوا اور امیر الامرا کی خدمت مین وکلائے معتبر کو مع تحفون کے بھیجا اور عفو جرائم کی التماس کی اس ضمن مین فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان برہم کار دنکی سعایت سے ایسا عناد و فساد بڑہ گیا کہ فرخ سیر نے عبداللہ خان کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ خان نے امیر الامرا کے بلانے کے لئے نوشتجات روانہ کئے۔ امیر الامرا نے قطب الملک کے ایما سے اجیت سنگہ سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیشکش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے۔ امیر الامرا شائستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ پاس آیا +

سید عبداللہ اور امیر الامرا یہ چاہتے تھے کہ کوئی کام و منصب و اضافہ و خدمت ہم دو بھائیون کی تجویز و صلاح کے بغیر صورت پذیر نہ ہو اور بادشاہ نے میر جملہ کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا حکم دیدیا تھا اور مکرر فرمایا تہا کہ میر جملہ کی زبان میری زبان ہے اور میر جملہ کے دستخط میرے دستخط ہین۔ قطب الملک نے رتن چند بقال کو اپنا دیوان بنایا اور راجہ کا خطاب و درجہ ہزاری منصب دیا تمام امور سلطنت اور وزارت مین اختیار دیا وہ جب تک اپنے لئے اور سید عبداللہ خان

سید حسین علی خان کا مہاراجہ اجیت سنگہ کی طرف سے اپنے لڑکے کو جانا اور بادشاہ کی اطلاعت کرنا +

فرخ سیر اور بادشاہ سکہ درمیان اوڑ ایسن معاملات +

کے لئے عمدہ کارسازی نہ کرلیتا کسی کام پر متوجہ ہوتا اور میر جملہ پاس جو صاحب مطلب رجوع کرتا تو عطاے و اضافہ و تفویض خدمت سے بے غرضانہ بہ نیابت بادشاہی دستخط کرکے اسکو کامیاب کرتا - یہ بات وزارت کے دستور کے خلاف سیدون کی بے استقلالی کا باعث ہوتی جس سے دونو بھائی رنجیدہ خاطر ہوتے بعض اوقات میر جملہ سادات بارہ کے گلہ شکوہ کو اظہار خیر خواہی کا سرمایہ بناتا اور انواع دلائل سے بادشاہ کے خاطر نشان کرتا کہ اسقدر عمدہ خدمات اور اختیار ملکی حوصلہ سادات بارہ سے باہر ہے اور اونکے اطوار ناہموار سے نمک حرامی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور خلوت میں گاہ و بیگاہ ایسے کلمات بادشاہ کے دل نشین کرتا کہ دونو بھائیون کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسے پیدا ہوتے اور امیر الامرا اور سید عبداللہ خان کے دستگیر کرنے کی مگر تدابیر و مصلحت کرتا فحسن خان کے باغ مین سیر و شکار کے قصد سے بادشاہ گیا - یہان ہر چند مختلف تمہیدات اس ارادہ کی کین مگر کوئی پیش رفت نہ ہوئی مشہور یہ تھا کہ بادشاہ کی والدہ نے اس قول پر نظر کرکے کہ دونو بھائیون سے کیا تھا سید عبداللہ خان کو اس راز کا اشارہ کردیا تھا +

اعزالدین پسر جہاندار شاہ جو معرکہ جنگ سے باپ کے بھاگنے کے بعد اکبر آباد مین پنہان ہوا تھا اور گرفتار ہوکر آیا تھا اور محمد ہمایون بخت فرخ سیر کا چھوٹا بھائی دس گیارہ برس کا تھا اور والا تبار جو محمد اعظم شاہ کا بیٹا تھا ان شاہزادون کی آنکھون مین سلائی پھیری گئی - اور جہان روشن اُن کی نظرون مین سیاہ کیا گیا بس کام مین سادات بارہ کو کچھ دخل نہ تھا عوام الناس اس کام کو میر جملہ سے نسبت کرتے تھے لوگ سمجھتے ہین ان گناہون کی سزا فرخ سیر کو بھی یہ ملی کہ ان دنون مین اسکا دو برس کا بیٹا مر گیا - اسکا نور چشم پسر گیا انکا وہ نور گیا - اگر فرخ سیر کو گناہ کی یہ سزا ملی کوئی پوچھے کہ ان معصومون کو کس گناہ کی سزا ملی تھی - دنیا کے بھی عجیب معاملات ہوتے ہین کہ سیدون کو فرخ سیر کے بادشاہ بنانے کا یہ گھمنڈ تھا کہ سلطنت کے سارے اختیارات ہماری ہی مٹھی مین رہے اور فرخ سیر کو یہ خیال تھا کہ جنکی پامردی سے سر پر تاج رکھا گیا ہے ان ہی

سایر الدین ۵ جون ۱۷۱۲

ہی کے سر کو اول قلم کیجئے +

امیر الامرا نے دکن کی صوبہ داری کی درخواست کی اور یہ چاہا کہ ذو الفقار خان کی طرح داؤد خان کو اپنا نائب مقرر کرون کہ وہ ہر سال محصول دکن کا کل وسیہ ادا کیا کرے اور خود دکن نہ جاؤں اور حضور مین حاضر ہون - بادشاہ اور امیر جملہ کی مصلحت یہ تھی کہ وہ دکن جائے مگر امیر الامرا اپنے بھائی قطب الملک کو اکیلا بادشاہ پاس چھوڑنا مصلحت نہیں جانتا تھا دکن جانے پر راضی نہ ہوا - اسپر ایسی گفتگوئین باہم سخت ہوئین کہ دونو بھائیون نے دربار مین جانا چھوڑ دیا اور اپنی حفاظت کے لئے سپاہ جمع کرنے اور اپنی حویلیون کے گرد مورچے لگانے کی فکر مین ہوئے - بادشاہ نے بھی اپنے امرا سے خیر اندیش کو جنمین عمدہ سپہ جملہ و خانہ دوران خان و محمد امین خان تھے خلوت مین طلب کیا - ہر روز ایک نیا مفسدہ پیدا ہوتا اور کوئی امر قرار نہ پاتا - ان خبرون کے اشتہار و انتشار سے غلہ گران ہو گیا - اور دور اور نزدیک کے شہرون مین مادہ فساد آمادہ ہونے لگا - وزیر اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت جاری تھی اور خود بادشاہ کی والدہ قطب الملک کے گھر مین گئی اور اوس کو مطمئن خاطر کیا - یہ قرار پایا کہ اول قلعہ مین سادات اپنا بندوبست کرے اور پھر بادشاہ کی خدمت مین دونو بھائی حاضر ہون چنانچہ یہ بندوبست ہوا کہ قلعہ مین جا بجا سید عبداللہ اور امیر الامرا کے آدمی بیٹھے اور دونو بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اپنی تقصیرات کا عذر کیا اور بادشاہ کی بدگمانی کا شکوہ کیا اور کمر سے تلوار کھول کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر غمازون کے کہنے سے بادشاہ کی خاطر مین کوئی وسوسہ آیا ہو تو یہ تلوار حاضر ہے سرون کو اڑوا دیجے اور اگر حقوق خدمت پر نظر کرکے قتل کرنا ناگوار ہو تو ہم کو منصب سے معزول فرمایئے کہ ہم حج کرنے اور اپنے آبائے کرام کے مزارون کی زیارت کے لئے روانہ ہون لیکن بالفعل غدرون اور صاحب غرض درہم اندازون کہنے سے ہم جان نثارون کی باعث سخت ضرر جانی و مالی ہو بادشاہ کی حق شناسی سے بعید ہے - غرض الحاصل کو فتنہ دفع کرنے کے لئے صلح اس بنا پر ہوئی کہ میر جملہ

بادشاہ کی سادات کے ساتھ بدگمانی کا بیان +

صوبہ عظیم آباد عرف پٹنہ کی صوبہ داری پر اسنے پہلے جانے کہ امیر الامرا دکن کو روانہ ہو چنانچہ
میر جملہ کو صوبہ داری کا خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر الامرا نے یہ بھی عرض کیا کہ میرے
جانے مین اول شرط یہ ہے اگر میری غیبت مین پھر میر جملہ کو طلب کیا یا میرے بھائی قطب الملک
سے اور قسم کا سلوک کیا تو مجھہ کو بیس روز مین آیا ہوا جانو - دوسری شرط یہ ہے کہ اختیار
عزل ونصب جاگیر وخدمات جزو وکل قلعہ داران کا بدلنا میرے اختیار مین رہین بادشاہ
نے بہ تقاضاے وقت اور مصلحت اوسکو قبول کیا - بلکہ مشہور یون ہے کہ بادشاہ نے طوعًا وکرہًا
مہر خاص اپنے ہاتھہ سے امیر الامرا کو دیدی کہ قلعہ دارون کے نام فرمان جاری کرنے مین حضور کے فرمان
کا محتاج نہ ہوان فساد آمیز گفتگوون مین امیر الامرا کے رخصت ہونے تک چار پانچ مہینے بارہ بلہ
مین توقف ہوا -

نظام الملک بہادر فتح جنگ دکن کا صوبہ دار ہو کر اورنگ آباد مین آیا - بغیر اسکے کہ راجہ
ساہو اور رانی تارا بائی سے قتال و جدال ہو اس نامدار سردار کی شمشیر زنی کی شہرت سنکر مرہٹون
کی فوجون کو ملک اور قلعون کے تاراج مین جو ہر سال شوخی کرتے تھے باز رکھا - اُن کا ہاتھہ
سب جگہہ پہنچا تھا - اور اوسکے گماشتے سابق سے چوتھہ یعنی جمع مال کے چہارم حصہ کے وصول
کے لئے ہر محال مین جابجا مقرر تھے اور دستور کے موافق ہر سال دار و مدار کرکے وجہ چوتھہ
پرگنات لیتے تھے - بھلا نظام الملک کی غیرت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ اورنگ آباد کی نواحی
مین اسس چوتھہ کو مرہٹے وصول کرین اسلئے اوسنے فوجداردن اور ضلع دارون کو تاکید کی
کہ راجہ ساہو کی کمانشدارون کو اکثر جگہون سے اور محال اورنگ آباد سے بیدخل کرین -
عید فطر سے چلیس کے بعد نظام الملک پانچ چھہ ہزار سوارون اور توپخانہ سنگین کے ساتھہ
پرگنات کے بندوبست اور فوج غنیم کی دفع مضرت کے لئے نکلا اور محمد غیاث خان اور
کھیم کرن اپنے دیوان کو اور سردارون کے ساتھہ پرگنون کے انتظام اور مفسدون کی
تنبیہ کے لئے متعین کیا - مرہٹون کے سردارون مین سے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی
اور فرار ہو گئے - بندوبست سے خاطر جمع کرکے اور بعض سرکشون کی گوشمالی دیکر

نظام الملک بہادر فتح جنگ صوبہ داری دکن مین

اوائل ذالحجہ مین نظام الملک اورنگ آباد مین آگیا - اس سپہدار کی معاودت کے بعد مرہٹہ کی فوج نے
اطراف و وردست مین قافلون پر شوخی اور دست اندازی شروع کی بندر سورت اور احمد آباد سے
اورنگ آباد کو ایک قافلہ جاتا تھا محمد ابراہیم تبریزی بخشی اور واقعہ نگار بکلانہ
اس قافلہ مین مع ایک جماعت کے کشتہ ہوئے - ماہ - رجب ۱۱۵۲ھ مین ۳۴ جلوس مین اورنگ آباد
سے ۲۲ کروہ پناہ گڈھی مین جو مرہٹون کے قرار کا ملجا تھا مرہٹے آئے ایسی پناہ گڈھی اونکے
تمام صوبون مین بنی ہوئی تھی وہ آپس مین بھی گفتگو خشونت آمیز رکھتے تھے انبوجی دلیر مکھ
پرگنہ کشیر کا تھا جو گلشن آباد کے پرگنون مین سے ایک ہے - وہ کارطلب سپاہی تھا وہ کبھی مرہٹون
سے آمیزش دوستی رکھتا اور کبھی اونکے شر کے دفع کے لئے بندہائے بادشاہی سے رفاقت
کرتا تھا - اس مجمع میں بطریق مصلحون کے رفیق ہوا تھا قصبہ پھول مری مین کہ اورنگ آباد
سے آٹھ کروہ ہے نظام الملک کا نوکر انور خان ضلع دار استقامت رکھتا تھا وہ اپنے پرگنہ
کی خبر لینے آیا تھا - ایک مرہٹہ کمائش دار نے کہ سابق مین اس ضلع کی چوتھ کا وصول کرنا
اُسے متعلق تھا چوتھ سے ہاتھ کھینچا اور نظام الملک کی ملازمت کی امید مین انور خان کی خدمت
کرتا تھا - اوسکی رہنمونی سے مفسدون کی ایک جماعت کی تنبیہ کے لئے اور سرگروہون مین سے
ایک سرگروہ کی اعانت کے لئے جو انور خان کی اطاعت کرتا تھا انور خان روانہ ہوا - راہ کے
مابین خبر سنی کہ مرہٹون کے سرداروں نے اتفاق کیا ہے - انور خان نے اپنے مین ان مرہٹون کے
سب سردارون کی تنبیہ کرنے کی طاقت نہ دیکھی بعض ہمراہیون کی راہ نمائی سے اوس کے
دل مین آیا کہ کمائش دار جو نفاق سے رفاقت کرتا تھا اوس کو غافل پکڑ لے - اسنے اپنے
آدمیون کو اشارہ کیا انھون نے اسکا ایق جھین کر مقید کر لیا - یہ خبر مرہٹون کے مجمع مین پہنچی
تو اونمین سے ایک جماعت نے انور خان پر حملہ کیا اور اپنے قیدی کمائش دار کو چھڑا کر انور خان
کے ہمراہ لے گئے - اپنے مجمع کے مکان مین تازہ فساد کا منگامہ برپا کیا جب اس شوخی کی خبر
نظام الملک کو پہنچی تو اوسنے ابراہیم خان اپنی برادر داود خان کو فوج کے ہمراہ بھیجا شب و روز کی
بارش کے سبب سے بادشاہی آدمیون کے تیر و کمان و بندوق استعمال کے کام کے نہین رہتے

اور ابراہیم خان پاس سپاہ بھی مرہٹون سے کم تھی پندرہ سولہ ہزار سوار مرہٹون نے ابراہیم خان کو گھیر لیا اور افغانون پر عرصہ کارزار گرم گیا۔ ابراہیم خان استقامت کرکے مرہٹون سے لڑا اور نظام الملک سے کمک طلب کی۔ اوس نے بسرداری اپنے پسر بشت سالہ محمد غازی الدین خان کے باقی سپاہ روانہ کی۔ اور محمد غیاث الدین خان کو اس لڑکے کی اتالیقی کے لئے مقرر کیا۔ مرہٹے فتح جنگ کے لشکر کے خوف سے بھاگ گئے اور مقابلہ نہ کیا۔ انبوحی بادشاہی اطاعت اور مرہٹون کی رفاقت اور معاونت مین حکم مخنث کا رکھتا تھا اوس نے نظام الملک کی فوج کے مقابل ہونے کی صلاح مرہٹون کو نہ دی۔ وہ جنگ بگریز کرکے بھاگ گیا۔ فتح جنگ کے بہادرون نے گدھی کو مسمار کیا۔ اور باوجود برسات کے پاشنہ کو ان مرہٹون کا تعاقب کیا۔ ہر منزل مین لڑائی ہوئی۔ کافر کشی اور غنیمت کشی زیادہ ہوئی۔ مرہٹون کی گھوڑیان اور چھپریان اور نشان بادشاہی لشکر کے ہاتھ آئے اس طریق پر لڑتے ہوئے منزلون کا طے کرنا فریقین پر خالی تعب سے نہ تھا۔ اس مابین مین جو گدھیان مرہٹون کی ملجا تھین راہ مین آئین لشکر شاہی کو اونکے محاصرہ کی فرصت نہ تھی اور دہات کے مقدمون نے ہر ایک پرگنہ مین بحسب طاقت غنیم کی مضرت کی دفع کے لئے احاطہ کمال استحکام کے ساتھ کھینچا تھا۔ اور باطن مین اپنے مال وعیال کے دفع ضرر کے لئے مرہٹون سے رابطہ اتحاد گرم کیا تھا اور ایسے اوقات مین مرہٹون پر آفت آتی۔ مرہٹون کے زن وفرزند کو وہ ان حصارون مین جگہ دیتے اور فوج بادشاہی کی گزند سے محفوظ رکھتے پس جب ہتے یہان آتے اسباب زائد کو یہان چھوڑتے اور فرار کے لئے سبکبار ہوجاتے۔ اس طرح نشر اشنی کردہ مرہٹون کا تعاقب کیا جب وہ تنگ ہوئے تو دو ہاتھی چھوڑ گئے۔ اور اکثر بہیڑ کے آدمی بادشاہی لشکر کی شمشیر تلے آئے اور لٹے اور خود مرہٹے کو ہائے قلب اور دشوار گذار غارون مین متفرق وناپدید ہو گئے۔ بادشاہی فوج نے مع غنیمت کے مراجعت کی انھی دنون مین فتح جنگ نے سخت بیماری سے صحت پائی تھی اور مدت کے بعد مرہٹون پر ایسی فتح عظیم ہوئی تھی۔ اس نے جشن عالی کیا اور نوروز تک خلعت اور اضافہ عہدہائے شاہی کو اور اپنے آدمیونکو عنایت کئے

اور ہاتھیون کو مع عرضداشت کے بادشاہ پاس بھیجا۔

نظام الملک بہادر

بعض تذکرہ اولیاسے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی وبنا بر شیخ عالم کے احوال پر واقعی اطلاع ہوسکتی ہے اونکی اولاد مین نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا اور علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ حاصل تھا جو حاصل زندگانی کا سرمایہ ہے اور ترقی دنیوی و نجات اخروی کے ابواب کی کلید ہے۔ ربط کلام نظم و نثر مین قدرت تھی شاکر تخلص تھا چنانچہ اسکی طبع زاد تین بیتین لکھی جاتی ہین +

چون گل ببوے وصل گریبان دریدنی است — آے ز سوز سینۂ بریان کشیدنی است
زنہار دل بہ نقش و نگار جہان مبند — رنگے کہ دیدہ نرخ گل پریدنی است
شاکر برنگ برق درین عرصۂ خیال — دامن خویش برزدہ یک دو دیدنی است

بیعت اوامر و نواہی الہی مین تقید تمام اونسے قبول کیا تھا۔ اونسے حضرت عالمگیر کی صحبت مین تربیت پائی تھی عقل معاش و معاد و تدبیر امور ملکی اور حسن سیرت مین اکثر اخلاق و صفات بادشاہ عالمگیر کے اونسے اختیار کئے تھے سوا رزر جاگیر کے کچھہ اور نہ لیتا تھا۔ رزر خوت و جریمہ تاوان و پیش کش نمود حرمی سے بری اور متنفر تھا ہمیشہ اہل دیوان کو تاکید کرتا تھا کہ پرگنات و محالات جاگیر مین عمال کو لکھین کہ ابواب جبداری وراہ داری اور انواع ابواب ممنوعہ بادشاہ معاف کرکے ایک دام و درم نہ لین کبھی اونسے چور کا ہاتھہ نہین کٹوایا اور اونکو قتل نہین کیا جب وہ گوشہ نشین ہوا تھا تو اوسکے تمام جواہر خانہ مین عمش قیمت سچے جواہر بدل کر اہلکارون نے جھوٹے جواہر رکھہ دئے تھے جب وہ پھر صاحب منصب ہوا تو اس نے اس چوری کی کچھہ تحقیق نہین کی اور کسی کو اس تقصیر مین باخوذ نہین کیا ہمیشہ صلحا و علماء سے محبت کرتا اور مجالست رکھتا اونکے پاس جاتا اپنے پاس اونکو بلاتا اور سب طرح کی رعایت اونکے ساتھہ کرتا اور جشن کے روز کے سوا بزمین لباس و زینت نہین کرتا سخن فہمی کے سبب سے شاعرون کی قدر کرتا۔ مگر کوئی شاعر اوسکی مدح مین کوئی قصیدہ شعر کہتا تو اوسکی خلاف مرضی ہوتا +

سید علی خان کی صوبہ داری دکن و داؤد خان پر تحمیل کا

نظام الملک ماہ صفر ۱۱۵۵ھ کو اورنگ آباد سے بادشاہ پاس اور امیر الامرا سید حسین علی خان بہادر دکن کو روانہ ہوا تم کو یاد ہوگا کہ داؤد خان بنی پہلے ذوالفقار خان کا نائب دکن میں تھا۔ اب اس بادشاہ کی سلطنت میں وہ گجرات میں صوبہ دار تھا سارے دکن میں۔ یہ افغان نہایت شجاع مشہور تھا مرہٹوں کے سردارون کے ساتھ نہایت ربط ضبط رکھتا تھا غرض دکن میں یہ ایک ہی شخص تھا آجتک اوسکی کہانیان اور کہاوتین دکن میں خلائق کی زبان پر ہین چونکہ اسکا آقا ذوالفقار خان ان سیدون کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تھا۔ بادشاہ کو یقین تھا کہ کوئی مخالف اسے زیادہ بھروسہ کا امیر الامرا کے برخلاف نہین مل سکتا اسلئے امیر الامرا کی روانگی کے وقت بادشاہ نے ظاہر مین یہ احکام جاری کئے کہ داؤد خان حاکم گجرات امیر الامرا کی مدد مین برہان پور مین آئے اور اوسکی بالکل اطاعت کرے۔ مگر مخفی احکام اس پاس یہ بھیجے کہ وہ برہان پور مین آنکر امیر الامرا کی اطاعت نہ کرے اور اوسکے استیصال مین کوشش کرے اور کل امراء دکن کو اوسکی مخالفت پر آمادہ کرے۔ اس کام کے سرانجام کرنے سے وہ سارے دکن کا صوبہ دار کیا جائیگا۔ داؤد خان برہانپور مین آیا۔ اور اپنی مستقل صوبہ داری کا مدعی ہوا امیر الامرا نے اوس سے کہا کہ خان صاحب کیون خلل اندازیان اور فساد برپا کرتے ہو دکھن کے کل صوبے بادشاہ نے میرے سپرد کئے ہین کیا میری اطاعت اختیار کرو ہمارے پاس چلے جاؤ غا صاحب نے دونو باتین نہین مانین اور اپنی عادت کے موافق امیر الامرا سے بگاڑی۔ اوائل رمضان سنہ ۴ جلوس مین برہانپور کے لال باغ کے میدان مین سیدون اور افغانون مین لڑائی بہت تیزی و تندی سے شروع ہوئی غا صاحب کے میر شمشیر ہراول ہیرامن نے میر صاحب کے توپخانہ پر گر کر سید صاحب کے لشکر مین ایک محشر برپا کر دیا تھا۔ مگر سیدون نے اوسے گھیر گھار کر مار لیا میر مشرف کہ بڑا بہادر قوی ہیکل جوان تھا اور ہاتھی پر بیٹھا تھا وہ داؤد خان کے ہاتھی کے سامنے آیا اور کمان مین تیر لگایا۔ داؤد خان مصاف کے وقت زرہ وبکتر نہین پہنتا تھا اسلئے میر مشرف پر آوازہ کسا کہ کیا عورتون کی طرح مُنہ چھپایا ہے حیلم اوٹھا کہ مین تیرا مُنہ دیکھون اور ایک تیر اوسکے لگایا کہ گلے مین اوسکے

زخم کاری آیا۔ اوسکے زخمی ہونے سے سید حسین علی خان کے لشکر پر ہراس چھایا اور قریب تھا کہ لشکر پریشان ہو جاتا بہت سپاہیون کے پاؤن معرکہ جنگ مین اکھڑ گئے تھے کہ اس اثنا مین داؤد خان کے ایک گولہ جان ستان لگا اور اوسکا کام تمام کیا فیلبان نے اوس کے فیل کو معرکہ سے نکالنا چاہا امیر الامرا نے حکم دیا کہ فتح کے نقارہ پر چوب پڑے۔ اور داؤد خان کی لاش جس ہاتھی پر تھی اوسکو پکڑ لیا اور ہاتھی کی دم مین اوسکی لاش لٹکوا کے شہر مین پھرائی بینا دنیا جی اسینڈھیا اور مرہٹون کے سردار کہ امیر الامرا کے رفیق ہو کر دور سے تماشا دیکھتے تھے اور طرف مغلوب کے غارت ہونے کی راہ دیکھتے تھے اور معرکہ زد و خورد مین اونکا پاے استقامت لغزش مین تھا۔ اور بھاگ گئے جو وہ امیر الامرا کو مبارکباد دینے آئے اور داؤد خان کے لشکر کے لوٹنے مین اونکی سپاہ شریک ہوئی۔ داؤد خان کے خزانے اور ہاتھی گھوڑے امیر الامرا نے ضبط کئے ۲ دو سال بعد چند ہاتھی بادشاہ پاس بھیجے جسوقت اس شکست کی خبر فرخ سیر کو پہنچی تو اوس کو کمال حزن و ملال ہوا اور اوسنے قطب الملک سے فرمایا کہ تمھارے بھائی نے کیسے جوانمرد اور شجاع کا خون ناحق کیا تو قطب الملک نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس افغان کے ہاتھ سے مارا جاتا تو حضور کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

سوانح سال سوم جلوس ۱۱۲۵ھ

سنہ جلوس کا یہ واقعہ ہے کہ احمد آباد مین ہندوؤن اور مسلمانون مین فساد ہوا اور اوسکے سبب سے دار الخلافہ مین خواجہ محمد جعفر درویش اور شیخ عبد اللہ واعظ مین منازعت ہوئی داؤد خان بخشی سنہ جلوس مین احمد آباد گجرات کا صوبہ دار تھا۔ یہان ایک ہندو کے گھر کے مقابل مین مسلمانون کی ایک جماعت بستی تھی اور دونو گھرون کے درمیان صحن کوچہ مشترک تھا۔ سنہ جلوس مین ہندوؤن نے اپنے گھر کے سامنے ہولی جلانی چاہی مسلمان اوسکے مانع ہوئے۔ داؤد خان کی حمایت سے ہندوؤن نے ہولی جلائی۔ دوسرے روز مسلمانون نے بارہ وفات کا کھانا پکایا۔ اور گائے ذبح کی۔ تمام محلہ کے ہندو جمع ہو کر مسلمانون کے سر پر ہجوم کیا۔ مسلمان اونکا مقابلہ نہ کر سکے اپنے گھرون مین جا چھپے۔ ہندوؤن نے کواڑ قصاب کے

ہندو مسلمانون کا جھگڑا

چودہ پندرہ برس کے لڑکے کو اور ایک بوہرے کو ذبح کیا۔ اسپر مسلمان ہر طرف سے جمع ہوکے اور قاضی کے گھر پر آئے قاضی نے یہ سمجھ کر کہ داؤد خان صوبہ دار ہندوؤں کا طرفدار ہے گھر کا دروازہ بند کیا۔ قاضی کے اشارہ سے قاضی کا دروازہ جلایا۔ اور چوک کے رستہ کی دکانوں اور ہندوؤں کے مکانوں کو جلانا شروع کیا اور بہت بزازوں اور تاجروں کی دکانیں لٹ گئیں۔ پھر داؤد خان کے مصاحب کپور چند کے گھر پر مسلمان پہنچے اور سے ہنگامہ جنگ قائم کیا۔ ہندو مسلمان کشتہ ہوئے اور تمام بازار کا کاروبار تین چار روز تک بند رہا۔ پھر فریقین میں سے ہر ایک چند حضور پاس جاکر استغاثہ کا قصد کیا۔ داؤد خان نے کپور چند کو معہ دیا جیپ ارسکی اور قاضی کی اور حکام کی مہر تھی کہ مسلمانوں نے ہندوؤں پر ظلم کیا اور اسکو شاہجہان آباد روانہ کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے شیخ عبدالعزیز و شیخ عبدالواحد و شیخ محمد علی کہ زیور فضیلت سے آراستہ تھے بوہروں اور مسلمانوں کی ایک جماعت لیکر بادشاہ پاس آئے راجہ رتن چند دیوان قطب الملک نے اپنے ہم قوموں کی جانب داری کی شیخ عبدالعزیز و شیخ عبدالاحد و شیخ محمد علی واعظ کو اور مسلمانوں کے ساتھ مقید کیا۔ خواجہ محمد جعفر برادر خان دوران خان بخشی نے ان مقید مسلمانوں کی رہائی میں خان دوران خان کی وساطت سے کوشش کرکے رہائی کرائی جسکے سبب شیخ محمد علی واعظ اور خواجہ محمد جعفر میں ارتباط ہوا۔ خواجہ کے گھر میں مذہب ائمہ طاہرین قوال گاتے تھے اس اثنا میں شیخ عبداللہ واعظ ملتان وارد الخلافہ میں آیا اور اوسنے مسجد جامع میں وعظ کیا اور وہ خواجہ محمد جعفر کے گھر ملاقات کو گیا تو اوسنے دیکھا کہ بعض مرید و معتقد بجائے سلام کے آداب میں بوس پا اقدم کرتے ہیں اور قوال زیادہ ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے ہیں تو عبداللہ نے نصیحتیں کیں اور کہا کہ سجدہ سوا معبود برحق کے کسی کو سزاوار نہیں ہے اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام کے آئین اور طریقہ سے دور ہے۔ خواجہ نے جواب میں کہا کہ ہم فقرا ہیں سوا ذات پاک حق کے کسی اور کو موجود نہیں جانتے کسی طرح ہم غیر حق کے سجدہ کی رضا نہیں دے سکتے ہیں

یہ لوگ فرط اخلاص سے سب جگہ اپنے معبود کو جانکر مکرر سجدہ زمین بوس کی تقدیم کرتے ہین اور ممنوع نہیں ہوتے ہین۔ قوالون کی نسبت جو ارشاد ہوا اگر آپ کو اشعار منقبت صحابہ یاد ہون تو انکو سکھا دیجے اونکے پڑھنے کے لئے ہم قوالون کو حکم دینگے۔ شیخ عبداللہ نے یہ جواب سنکر جانا کہ خواجہ کا میلان تشیع کی طرف ہے۔ اوسنے مسجد جامع مین جمعہ کے روز وعظ کیا کہ حضرت علی داخل اہل عبا نہین ہین اور علوی کو سید نہین کہہ سکتے اور جن پنج تن کو پاک کہتے ہین اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیا اور اصحاب کرام پاک نہ تھے۔ اور مذہب نامیہ کی مذمت کی۔ خواجہ محمد جعفر نے شیخ عبداللہ کو کہلا بھیجا کہ وعظ مین ایسی گفتگو کرنی اہل سنت کے طریقہ سے بعید ہے بلکہ یہ خارجیون کا رویہ ہے اگر فقیر خانہ پر تشریف لائین یا کوئی اور جگہ مقرر فرمائین اور وہان اور فاضل بھی موجود ہون تو مباحثہ ہو۔ شیخ عبداللہ نے جواب مین کلمات درشت کہے۔ جمعہ کے روز کچھہ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی تسبیحین گردن و بازو مین ڈالے ہوئے وعظ کے وقت پہنچے۔ اس پر یہ گمان ہوا کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کرنے کو آئے ہین تو سنی مسلمانون نے رافضیون کو برا کہنا شروع کیا۔ مغل زادے بیتاب کھا کر مسجد سے باہر آئے ایک ہندو کو جو وعظ سننے گیا تھا سنیون نے یہ سمجھ کر کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کے لئے گیا تھا مار ڈالا۔ ہندوون نے بھی موذن کے جمعہ ہر بار کر جان لی۔ شیخ عبداللہ کے خواہان نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جسکا فیصلہ آیا کہ عبداللہ واعظ ملتان جائے اور خواجہ جعفر شہر سے باہر نکلے +

ذکر سوانح سال چہارم جلوس ۱۱۲۶ھ

فرخ سیر کی فتح عظیم یہی ہے کہ عبدالصمد خان دلیر جنگ نے سکھون پر فتح پائی اور بابا بندہ کو اسیر کیا بہادر شاہ کی سلطنت کے بیان مین ان باتون کا ذکر مفصل کیا گیا ہے کہ بندہ نے کسقدر ہلاکت تاخت و تاراج کیا۔ بہادر شاہ اور خانخانان نے تیس چالیس ہزار سوار لیکر سانحہ لوہگڈھ کا محاصرہ کیا اور وہ بھاگ کر نکل گیا پھر محمد امین خان بہادر اور اعزخان و رستم دل خان و انعام خان اور امرا نے مدت تک محاصرہ کیا اور کچھہ کام نہ کیا اور بابا بندہ نے

+ عبدالصمد خان دلیر جنگ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے

پرگنات میں خرابی مچائی اور کئی ہزار زن و مرد ہندو مسلمان قتل کئے مساجد و بزرگون کی مقابر کو مسمار کیا اور شاہجہان آباد اور پنجاب کے اکثر محالات اور قصبجات کو خراب کیا اور اپنا لقب سچا بادشاہ رکھا۔ اسکے ہمراہ تیس چالیس ہزار جنگی سوار اور پیادے تھے جو سب شجاع دل و جان سے اوسکے مرید و مطیع تھے اور اوسپر سے جان و مال کے فدا کرنے کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے مسلمانون کے ضرر پہنچانے اور مقابر و مساجد کی بے ادبی کرنے کو اپنی عبادات اور اعمال حسنہ مین شمار کرتے تھے +

اس زمانہ مین صوبہ پنجاب مین گورداس پور مین جو شاہجہان آباد سے دس بارہ روز کی راہ ہے سکھون نے ایک احاطہ حصار بنایا اسمین گرد و سابق کا معبد تھا اوس کو بطریق گڑھی کے وسیع بنا کے احاطہ کا اضافہ کیا اسمین پچاس ساٹھ ہزار سوار اور پیادون کی جگہ تھی اسکو اپنا مسکن و ماوے بنایا برج دبارہ کو تعمیر کرکے استحکام دیا اور اوسکی سیر حاصل پر گنے اپنے تصرف میں لائے۔ لاہور اور سرہند کی طرف تاخت و تاراج کی تو بادشاہ نے عبدالصمد خان کو لاہور کی صوبہ داری پر مرخص کیا تھا اوسکو مع زکریا خان اُسکے بیٹے کے اس مہم مین مامور کیا اور قمرالدین خان پسر اعتماد الدولہ و محمد امین خان بہادر و آغر خان اور فوج مغلیہ بادشاہی اور احدی مع توپخانہ اوسکی کمک و مدد کے لئے مقرر ہوئے عبدالصمد خان دلیر جنگ توران کے خاندان بانام و نشان مین کا طلب و شجاع تھا جب وہ گڑھی کے قریب آیا تو بابا بندہ کی فوج ورود ملخ سے زیادہ گڑھی سے نکل کر مقابلہ مین مشغول ہوئی اور لشکر بادشاہی مین ہل چل دال دی کہ قریب تھا فوج اسلام کو چشم زخم عظیم پہنچے مگر سکھون نے اسبی جرأتین کین کہ لشکر اسلام مین کھل بلی پڑی۔ دونو طرف سے جمع کثیر کشتہ ہوئی پھر مغلیہ اس جماعت پر غالب ہوئی اور سکھون کو ہزیمت دی اور اونکو بھگا کر احاطہ مین پہنچایا کئی دفعہ سکھون نے شوخی و بے باکانہ تردد کیا اور شب خون مارے چار ناچار دلیر بیگ نے سکھون کی گڑھی کے مقابل اپنے لشکر کے گرد احاطہ بنایا اور اوسکے گرد خندق کندہ کرکے مورچال آگے بڑھائے اور محاصرہ نے طول کھینچا۔ اس مابین مین سکھ اپنی

جرأت دکھاتے رہے۔ گاہ و بیگاہ گڈھی سے نکل کر و ستبرد لشکر اسلام کی موچال پکرتے رہے اور بادشاہی آدمیون کو اس دنیا سے رخصت کرتے رہے عبدالصمد خان نے مع ہمراہیون کے سعی و تردد نمایان کئے۔ اسکا حال تفصیل سے تحریر کرنا اختصار کلام کا منافی ہے ان ایام مین عبدالصمد خان نے ایسا انتظام کیا کہ غلہ کا ایک دانہ اور گھاس کا تنکا گڈھی مین نہ جانے دیا۔ گڈھی مین جو ذخیرہ جمع تھا وہ ختم ہوا۔ اور روز بروز ابواب تردد آمد و شد سکھون کے منہ پر بستہ ہوئے۔ یہانتک نوبت آئی کہ سکھ طرح طرح کے حیلے کرکے کبھی کبھی لشکر اسلام سے ایک سیر غلہ دو تین روپیہ سیر خریدتے اونکے سردار قوت لایموت مٹھی بھر کے بطور دوا کھاتے۔ سکھ اور ہندؤن کی طرح متعین و مقرر مذہب نہین رکھتے تھے جب عرصۂ زندگانی تنگ ہوا تو گائے۔ گدھے۔ گھوڑے کھانے شروع کئے۔ لکڑی میسر نہ تھی اسلئے کچا گوشت کھاتے۔ ہر روز بھوکے پیاسے بہت آدمی مرجاتے۔ باوجود اسکے بھی بعض اوقات سکھ گڈھی سے نکل کر رات دن موچالون پر حملے کرتے اور دشمنون کو کشتہ و زخمی کرتے اور نیم جان اپنی جان کو سلامت لے جاتے۔ ہر ہفتہ مین بہادران اسلام [illegible] واشکال سے موچال آگ لگے جاتے سکھون کو تنگ کرتے۔ یہان تک کہ وہ چار پایون کی ہڈیون کا آٹا پیس پیس کر اور درختون کی چھال کو کھانے لگے۔ آٹھ سات ہزار اس مردار خواری سے مرگئے اور بہت سے سکھ فرار کے وقت مغلون کی تیغ کے نیچے آئے۔ اسیر بھی لشکر اسلام سکھون کی نہتو و جانفشانی کا ملاحظہ کرتا تھا کہ مبادا آہیات مجموعی ساتھ نکل کر سینون کو سپر بنا کے اپنے سردار کو نکال کر لے جائین۔ سست اعتقاد آدمیون مین سکھون کا یہ جادو مشہور تھا کہ وہ کتا بلی بنکے نکل جاتے ہین۔ اسلئے جو کتا بلی گڈھی کی طرف سے آتا ہوا اہل موچال کو نظر آتا تو اسے مار ڈالتے جب اہل قلعہ حیات سے مایوس ہوئے تو پیغام جان بخشی اس امید سے بھیجا کہ احاطہ ممات سے نجات ہو ابتدا مین دلیر جنگ جان بخشی کی امان پر راضی نہین ہوا۔ مگر آخر کار مصلحتاً امیدوار ہوا کہ عفو جرایم و تقصیرات کے لئے بادشاہ کی خدمت مین التماس کیا جائے گا۔ چار ناچار بابا بندہ مع اپنے آٹھ سات برس کے لڑکے اور اپنے دیوان اور تین چار ہزار [illegible] سکھون کے نکلا

اور دستگیر بلائے مکافات ہوا عبدالصمد خان کے دو تین ہزار سکھوں کو مار کر دشت پر وسعت کو
طشت پر از خون بنایا اور اونکے سروں کے پوست کو گھاس سے پر کیا اور نیزوں پر چڑھایا اور
باقی کو بادشاہ پاس زندہ لے جانے کے لئے طوق و زنجیر پہنایا مقتولوں کی ایک جماعت تھی
جنسے حیات و نجات کی امید ہیں حرص زیادہ سے جو انسان کو دنیا کے مال کے ساتھ ہوتی ہے
اشرفیوں کو نگل لیا تھا اوسکی شہرت ہو گئی تھی تماشائیوں نے سکھوں کا پیٹ چاک کر کے
بہت روپیہ اونکے شکم میں سے نکالا عبدالصمد خان نے بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی بادشاہ
نے بابا بندہ اور مقتولوں کے سروں اور اسیروں کو طلب کیا عبدالصمد خان نے سات سو
چالیس سکھوں اور بابا بندہ کو اس حیثیت سے روانہ کیا کہ اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار اور کاغذ کی
ٹوپی سر پر اور سیر ٹیاں پیروں میں اور رسن کریاں ہاتھوں میں پہنائیں جب اس ہیئت سے یہ جماعت
پر غرور لاہور میں داخل ہوئی تو بایزید خان کی ماں جسکو باز سنگھ نے مارا تھا اپنے بیٹے کی
قاتل کی تاک میں کھڑی تھی جوان ہی لوگوں نے باز سنگھ کو بتلایا تو وہ ہی اونسے اوسکے
ایک ایسا پتھر مارا کہ پھر اوسنے پانی نہیں مانگا عبدالصمد خان کو یہ خبر ہوئی تو اونسے سکھوں
کو گھوڑوں اور گدھوں کی جھولوں میں چھپایا کہ لوگ اونکو مار نہ ڈالیں اور وہ بادشاہ
پاس زندہ سلامت پہنچیں۔ محرم ۱۱۲۷ھ کے وسط میں یہ اسیر دار الخلافہ کے نزدیک آئے
تو اعتماد الدولہ محمد امین خان بخشی کو حکم ہوا کہ شہر سے باہر جا کر بندہ اور اوسکے ہمراہیوں کو
تختہ کلاہ اور رو سیاہ کر کے بابا بندہ کو ہاتھی پر اور اور قیدیوں کو اونٹوں پر اور سروں کو
نیزوں پر لگا کے شہر میں پھرائیں کہ اورونکو عبرت ہو جب وہ بادشاہ کی نظر کے روبرو آئے
تو اونسے بابا بندہ اور اسکے بیسر اور وزیروں اور معتبروں کو قلعہ میں قید کرنے کا حکم دیا اور
اوروں کو فرمایا کہ کوتوالی و دریبہ کے بازاروں میں دو تین سو روز قتل ہوا کریں۔ شہر کے
کھتریوں نے جو بابا بندہ کے معتقد تھے محمد امین خان کو بہت روپیہ دینا کیا کہ وہ انکو چھوڑ دے
مگر اوسنے قبول نہیں کیا یہ سکھ ایسے جوش مذہبی میں بھرے ہوئے تھے کہ ہر قیدی جلاد کے
تئیں کہتا کہ پہلے مجھے قتل کر۔ غرض جوانمردی سے مرے اور مذہب سے نہ پھرے یہ سزا بڑی وحشیانہ

معلوم ہوتی ہے لیکن اگر سکھون کے ظلم وستم کو دیکھو تو وہ اس سزا کے سزاوار تھے جب ان سب کا قتل ہو
تو بابا بندہ کی باری آئی اوسکو تاش کا لباس پہنایا اور لال پگڑی بندھوائی لوہے کے پنجرے
مین بند کیا اور اوسکے رفیقون کے سر نیزون پر کھڑے کئے - ایک بلی اوسکی پالی ہوئی تھی اوسکو
بھی ایک نیزہ پر لٹکایا تاکہ بابا بندہ کو معلوم ہوجائے کہ کوئی چیز اسکی دنیا مین باقی نہین رہی -
جلاد ننگی تلوار سے سامنے کھڑا ہوا - بابا بندہ کی گود مین اسکا بیٹا لٹایا گیا اور تیغہ اوسکے ہاتھ مین
دیا گیا اور کہا گیا کہ بیٹے کو ذبح کر - کوئی کہتا ہے کہ اوسنے ذبح کر ڈالا کوئی لکھتا ہے کہ جب اوسنے
انکار کیا تو جلاد نے اوسکے بیٹے کو مار کر اوسکے لخت جگر کا کلیجہ اوسکے منہ پر مارا - پھر گرم دست پنا ہون
سے اوسکی بوٹیان نوچ نوچ کر پھینک دین مگر بابا کا استقلال یہ تھا کہ اُف نہین کی - کہ کردکہ یافت
کہ کشت کہ نہ دزدید بیت

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

جس شخص نے حاملہ عورتون کے بچون کو پیٹ سے نکال کر ذبح کرایا لہوا وسکے بچے کا کلیجہ اوسکے
مُنہ پر پھینکا جائے تو کیا ظلم ہے وحشیانہ حرکتون کا وحشیانہ انتقام ہے - باقی سکھہ جہان
تہان پھیلے ہوئے تھے اور جنگل کے جانورون کی طرح شکار کئے گئے غرض اسوقت ان کا
علاج وہ کیا گیا کہ وہ مدت کے بعد پھر پنپے اور اونکو یہ حوصلہ ہوا کہ اونہون نے ملکون کو تاخت وتاراج
کیا - خافی خان لکھتا ہے کہ بابا بندہ کے معتقدون کی عجیب نقلین مشہور ہین جنکو عقل نہین قبول
کرتی مگر مین اپنی بچشم خود دیدہ لکھتا ہون کہ جب لاہور مین اونکی جماعت کشتہ ہوتی تھی تو اسمین
ایک جوان نوخیز تھا جسکی مان نے توسل پیدا کرکے بادشاہ سے اوسکے خون معاف کرنے کا حکم
تحریری حاصل کیا جب حکم لیکر بیٹے کے پاس گئی جسکے سر پر جلاد تلوار لئے کھڑا تھا اور اس نے
بادشاہ کا حکم اوسکو دکھایا تو بیٹے نے فریاد کی کہ میری مان دروغ کہتی ہے مین دل وجان سے
معتقد و فدوی جان نثار اپنے مرشد کا ہون مجھے جلد میرے رفیقون پاس پہنچاؤ +

کہتے ہین کہ محمد امین خان نے بابا بندہ سے پوچھا کہ تیرے چہرہ سے عقل ورشادت کے آثار
ظاہر ہین پھر کیون مکافات عمل کا اندیشہ نہ کیا - چار روز کی زندگانی کے لئے ایسے ظلم وستم

دبری کام ہندو مسلمانونکے ساتھہ کی تو اوسنے جواب دیا کہ تمام مذہبون اور ملتون مین جسوقت نافرمانی و
مصیبت انسان سے جو مجسم عصیان ہی حد سے زیادہ ظہور مین آتی ہی تو مستقم حقیقی بداعمالیونکے مکافات کے لیے مثل
میرے ایک ظالم کو معین کرتا ہی کہ اس جماعت کے اعمال کی سزا دے + چو خواہد کہ ویران کند عالمے + نہد ملک در پنجۂ ظالمے
پہر اس ظالم کی تلافی کیلیے کوئی تیری مثل صاحب ثروت اسپر مسلط کرتا ہی کہ اوسکی اعمال کی سزا اس جہان مین دیوے چنانچہ ہم تم
یہ مشاہدہ کر رہے ہین +

سوانح سال پنجم ۱۲۷۵ھ

جب بادشاہ اودھ مین بظاہر اتفاق ہوگیا تو فرخ سیر نے جیت سنگھ کی بیٹی سے شادی کے سامان تیار کرنے کا
حکم دیا تہوڑے دنون مین سامان تیار ہوگیا۔ امیر الامرا نے دختر کی طرف سے اسباب شادی تیار کیا جس وہم و دہام سے بیاہ دیا
نہ پہلے کسی نے دیکھا نہ کسی نے سنا دوم ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ کو محفل نکاح منعقد ہوئی امیر الامرا کے گھر مین بادشاہ آیا
اور رانی کو بیاہ کر اپنے گھر لیگیا کیا زمانہ کا انقلاب ہے کہ وہی راجہ جیت سنگھ جو غلام کے لباس مین جان بچا کر اپنی
دار السلطنت مین بھاگا تھا۔ اب اُسی بادشاہ کو بیٹی دیکر دار السلطنت مین گھر بیٹھے بیٹھے اپنا تسلط و اختیار پیدا کیا۔ اب
حکایت انگریزی تاریخون مین لکھی جاتی ہی کہ اس شادی کرنیسے پہلے بادشاہ ایسے مرض مین مبتلا تہا کہ وہ اس شادی کا ذکر
نہین اٹھا سکتا تھا۔ دلّی کے بادشاہ پاس بھی سید کلکتہ نے دو ایلچی سرکار کمپنی کیطرف سے مع تحفہ تحائف بھیجے تھے۔ دوم
۸ جولائی ۱۸۲۵ء کو دہلی مین آئے۔ ڈاکٹر گرہائیل ہملٹن اونکے ہمراہ تہا وہ بادشاہ کو مرض کا معالج ہوا اسکے ہاتھہ سے
اوسکو جلد شفا ہوگئی مرض جاتا رہا۔ بادشاہ اس محسن سے یہ کہا کہ انعام جو چاہو سو مانگو۔ اس فیاض دریادل حکیم نے
اُسوقت اپنے ذاتی نفع کا خیال کچھہ نہین کیا وہ چیز مانگی جو اوسکی قوم کی سلطنت و حکومت کا باعث ہوئی۔
میری انگریزی عہد کی تاریخ مین اس حکایت کی تفصیل دیکھو +

اسی سال کے شروع مین عیسیٰ خان مہمند زمیندار صوبہ پنجاب کا استیصال ہوا وہ راجپوت زمیندارونمین سے تھا اور
منصب رکھتا تہا سلطنت کے انقلاب سے باغی ہوگیا تہا جاگیرداروں کے محال کے محصول پر زبردستی متصرف ہوتا
تہا۔ بکرر فوجداروں کی سپاہ اسکے مقابلہ کو گئی مگر ناکام آئی عبد الصمد خان اوسکی تنبیہ پر متوجہ ہوا عیسےٰ خان بے باکانہ
میدان کارزار مین لڑکر مارا گیا۔ سر اوسکا بادشاہ پاس بھیجا گیا +

صوبہ عظیم آباد مین دھیر ایک مفسد تہا صوبہ کی سرحاصل محال اسکی دستبرد سے اوسکے تصرف مین تھی وہ کسیکو انمین
عمل دخل نہونے دیتا قافلون اور قافلون کو غارت کرتا میر جملہ یہانکی صوبہ داری پر مقرر ہوا باوجودیکہ اوسنے

سپاہ کو ضابطہ سے بڑہایا اور خزانہ سرکاری سے روپیہ بہت خرچ کیا مگر دھیرے پر تسلط نہ پایا اور رعایا دسکنہ پٹنہ پر مغلیہ سے ظلم و ستم بہت ہوا میر جملہ تنگ ہو کر تقرب اختیار کی آرزو مین بادشاہ پاس آیا جسکا بیان آگے ہوگا اور صوبہ عظیم آباد کی سوداری پر سربلند خان سرفراز ہوا تو اوسنے اوس مفسد کو جسنے جاگیرداروں کی رعایا کا ناک مین دم ہو رہا تہا زیادہ جمعیت کے ساتہ لڑکر جنگل مین بھگا دیا جہان وہ زخم لگنے سے مر گیا فرخ سیر بادشاہ کے لطف اللہ خان صادق کی تجویز سے حکم دیا تہا کہ وہ بیسیون ہزار منصبدار اور تمام سات آٹھ ہزار سوار والا شاہی کو جبتک جاگیر ملے دو ماہہ پچاس روپیہ ہر سوار کو گھوڑیکو داغ لگوانیکے تاریخ سے خزانہ سے ملا کرے انمین سے جو والا شاہی ملازمون نے حق رفاقت جانبازی ادا کیا تہا اونکی تنخواہ دس بارہ مہینے کی سرکار پر چڑہ گئی اور ایک جماعت انمین سے جاگیر کی امید مین خدمت کر رہی تہی جنمین زیادہ تر مغلیہ والا شاہی تہے اونکی طرف کا حکم یکقلم صادر ہوا بخشیون نے اونکو جواب دیا انکی برطرفی کی شورش ہو رہی تہی کہ میر جملہ پر سپاہ اپنی طلب کے لئے زیادتی کی باوجودیکہ اوسنے خزانہ بادشاہی کا مبلغ کلی خرچ کیا اور رعایا کو مغلون کے ظلم نے رلا دیا پہر بھی یہان وہ آبرو کے ساتہہ نہین ٹھیر سکتا تہا +

اسکے علاوہ قرب بادشاہی کا جذب تہا وہ عظیم آباد

= جریدہ بطریق ایلغار ڈیڑہ مہینے کی مسافت کو چودہ پندرہ روز مین طے کر کے سپاہ روپوش دفعتہ بادشاہ کی ڈیوڑہی پر حاضر ہوا ان دنون مین ہر ہفتہ و ماہ مین مختلف خبرین اور تازہ منصوبے وزیر کے حق مین بادشاہ کے مقصد کے واقعہ طلبون کی زبان پر تہے - یہ خبر بہی مشہور ہو گئی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو وزیر کے پہنسانے کے لئے بلایا ہے - ہر چند بادشاہ نے میر جملہ پر ملازمت کے وقت کچہہ التفات کیا اور اوسکو بڑا کہا کہ بے حکم چلا آیا اور پٹنہ کی رعایا کو خراب کیا میر جملہ بہی متفعل تہا قطب الملک کی خدمت مین آن کر اپنا عجز و انکسار و اطاعت کا اظہار کیا کہ بادشاہ اور قطب الملک سے اپنے عفو جرایم کی التماس کرے - اہل تدبیر اس سبب وزیر کے مقید کرنے کے لئے حیلہ و تزویر جانتے تہے - ان ہی دنون مین سات آٹھہ ہزار سوار منصبدارون نے جو برطرف ہوئے تہے جمع ہو کر محمد امین خان بخشی و خاندوران خان نائب امیر الامرا میر جملہ کے گہر پر دھنا دیا اور یہ مشہور ہوا کہ بخشیون کے اشارہ سے قابو کے وقت مغلیہ رفیق ہونگے اور ہیات مجموعی سے قطب الملک کے

گھر یہ طلب کی دست آویز سے پرسش وشورش کرین گے قطب الملک اپنی فوج متفرقہ
کے فراہم کرنے اور جمعیت تازہ کی نگاہداشت کی فکر مین ہوا۔ غیرت خان خویش سید عبداللہ خان
بارہ کے سیدون کو تازہ لایا۔ چار پانچ روز تک فوج مغلیہ سوار بازار کے رستون مین کارزار و فساد
کے لیے مستعد تھی اور قطب الملک سردار بھی جمعیت شائستہ کے ساتھ کمربستہ شام تک ہاتھیون
اور گھوڑون پر سوار ہنگامہ آرا ہوتے تھے۔ میر جملہ نے سراسیمہ ہوکر محمد امین خان کے گھر مین
پناہ لی۔ ہر طرف سے وہ تیر ملامت کا نشانہ ہوتا وہ حیران تھا کہ کیا کرون آخر کو چارہ کار یہ جانا کہ
رفع فساد اور قطب الملک کی تسلی کے لئے میر جملہ کو بادشاہ مغضوب و کم منصب کرے اور صوبہ
عظیم آباد سے معزول کرکے صوبہ پنجاب مین تعینات کرے اور سربلند خان عظیم آباد کی صوبہ داری
کرے اور نظام الملک بہادر فتح جنگ مراد آباد کی فوجداری پر جائے۔ فتنہ جو ہنگامہ طلبون کی
زبان پر مدتون تک یہ مشہور رہا کہ میر جملہ کو بادشاہ نے مصلحۃً سرہند و صوبہ پنجاب مین بھیجا ہے پھر
اوسکے بلانے کی تدبیر و فکر مین ہے جب بادشاہ اطراف شہر مین شکار کے لئے نکل کر تین چار
مہینے باہر رہتا تو خانہ بخانہ و خیمہ بخیمہ یہی ذکر ہوتا کہ بادشاہ کا برآمد ہونا سید عبداللہ دستگیر کرنے
کے لئے ہے ہمیشہ قطب الملک بھی متوہم ہوکر سپاہ کی نگاہداشت کرتا سوار سادات اور
متوطنان بارہ کے کسی امیر کو اپنے پاس نوکر رکھتا +

۱۱۲۹ھ مین اسد خان قرہ قاقلو جو ۹۰ برس کا تھا اور اوسنے شاہجہان و عالمگیر کے عہد دن
مین وزارت اور عمدہ خدمات کی تھیں اور اوسکے بزرگ امراء ذوی الاقتدار شاہ ایران کے
تھے اس دنیا سے سفر کیا وہ زیردستون کے ساتھ رفق و مدارا کرتا ہم چشمون کے ساتھ
شان و تمکین کے ساتھ سلوک کرتا کوئی امیر اس آخر زمانہ مین اوسکی برابر نہ تھا کہتے ہین کہ جب
اوسکے مرض نے آخر نے طول کھینچا تو فرخ سیر نے اس پاس عیادت کے لئے ایک اپنا محرم خاص
بھیجا اور خفیہ یہ پیغام دیا کہ ہم نے آپ کی قدر نہ جانی۔ آپ کے خاندان کے ساتھ جو دستور العمل
سلطنت عمل مین آنا چاہئے تھا وہ عمل مین نہ آیا۔ اب اوس کی ندامت سے فائدہ نہیں ہے
اب مین آپ سے مصلحت پوچھتا ہون کہ سادات کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہئے تو اوسنے

جواب دیا کہ آپنے اپنے جد و آبا کے رویہ کے خلاف جو غلطی عظیم کی وہ بجز حکم خدا نہیں ہوئی
مین جانتا ہون کہ جیسے ہمارے خاندان سے وزارت گئی ایسی ہی خاندان تیموریہ کی سلطنت
مین بالکل خلل پڑیگا لیکن فی الحال ملک کا اختیار جو سادات بارہ کو دیا ہے صلاح دولت
اسمین ہے کہ تا مقدور انھین کے ساتھ سلوک کرین اور یہانتک کام کی نوبت نہ پہنچائین
کہ روز بروز مادۂ فساد عناد زیادہ آمادہ ہو اور رشتہ اختیار ہاتھ سے جاتا رہے +

چو در طاس خشندہ افتادہ مور ۔۔۔ رہانندہ را چارہ باید نہ زور

اپنے بیٹے کے قاتل کے حق مین بادشاہ کو یہ نیک صلاح دینی اسی نیک امیر کا کام تھا

سوانح سال ششم ۱۱۲۹ھ ۱۷۱۷ء

دکن سے خبر آئین کہ بادشاہ جن آدمیون کو منظور کرکے بھیجتا ہے اُنکو امیر الامرا
دخل نہین دیتا ۔ ہمیشہ عمدہ قلعہ دار بادشاہ اپنی طرف سے مقرر کیا کرتا تھا اب امیر الامرا اپنی
طرف سے اپنے ہمراہیون کو قلعہ دار مقرر کرنے لگا ۔ یہان بادشاہ پاس اجہ رتن چند دیوان
سید عبد اللہ خان تمام متصدیون کے تعلقہ مین دخل دیتا کسی کا اصلا اعتبار و استقلال
اوسنے نہین رکھا تھا خصوصا مقدمات مالی مین ۔ دیوان تن و خالصہ معطل محض تھے اور پرگنات
خالصہ بطریق اجارہ معرض بیع و شرا مین آتے ۔ اس سبب سے بادشاہ کی کدورت وزیر سے
روز بروز بڑھتی جاتی تھی ۔ اعتصام خان دیوان خالصہ اور رائے رایان دیوان تن نے استعفا
دیدیا عنایت اللہ خان حج کرکے آیا ۔ اوسکو بادشاہ نے دیوان خالصہ تن و صوبہ داری کشمیر
عنایت کی ۔ بادشاہ کی عیاشی اور خلوت نشینی علاوہ بےوقاعی کے زیادہ ہو گئی تھی ۔ اسلئے
سید عبد اللہ خان چار پانچ مہینے تک اجراے کار وزارت و دستخط کے کچہری مین نہین بیٹھتا
تھا خلق اللہ کا کاربند تھا عنایت اللہ خان مہینے مین ایک دو بار قلعہ مین آنکر کچہری کرتا +

عنایت اللہ کے عرض کرنے سے ہنود سے جزیہ کے وصول کرنے کا حکم ہوا راجہ
رتن چند کی مرضی کے خلاف تہا چونکہ ہنود اور خواجہ سرایون و مردم کشمیر نے ساخت و
تعلیف اور زبردستی سے منصب زیادہ لے لئے تھے اور بیشتر حاصل جاگیرین اپنے تصرف مین

بادشاہ کی کدورت کا وزیر سے زیادہ ہونا +

جزیہ وغیرہ کا اسد خان و رتن چند کی رائے مخالف ہونا +

کرلی تھیں۔ اور اور آدمیوں پر عرصہ جاگیر تنگ تھا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ از روے اوارجہ توجیہ منصب آپنے دادا اور متغلب کم وضبط فرمائے یہ بات بھی راجہ رتن چند
اور کل دفتر کے صاحب مداروں کو ناگوار تھی اونھوں نے قطب الملک کی طرف رجوع
کی وہ اس حکم کے اجراے راضی نہ ہوئے بلکہ تمام ہنود جزیہ کے پھر جاری کرنے سے اور کمی
منصب کے سبب سے عنایت اللہ خان کی عداوت پر کمربستہ ہوئے۔ طرفین سے حسابی و بے حسابی کا وہ
ایسی ہوئیں کہ مکرر نجشیں بڑھیں اور طرفین میں یہ قرار جو ہوا تھا ٹوٹ گیا کہ عنایت اللہ خان کوئی
دیوانی کا کام بغیر عبداللہ خان کی صلاح کے نہ کرے۔ اور رتن چند محال خالصہ بادشاہی میں
دخل نہ دے۔ ناچار کج دار و مریز سے باہم موافقت کرتے تھے۔ اس درمیان میں محال
خالصہ کے عمال میں سے ایک عامل کو جو بدست گرفتہ و فرستادہ رتن چند کا تھا دیوانی میں حساب
لیا تو کل روپیہ اوسکے ذمہ نکلا۔ عنایت اللہ خان نے اوسکو وصول زر کے لئے مقید کیا۔ عامل
کی رتن چند نے حمایت کی کچھ فایدہ نہ ہوا۔ آخر ان یہ عامل بھاگ کر رتن چند پاس چلا گیا اور اوسکو
بڑا فساد مچا۔ بادشاہ نے قطب الملک سے کہا کہ وہ رتن چند کو موقوف کرے مگر اوسنے مانا نہیں۔

فرخ سیر اور سادات بارہ کے درمیان یہ ایک اور فساد کا سبب زیادہ ہوا کہ چورامن جاٹ ایک
مفسد مشہور تھا اسکے باپ دادا اور بھائی بند عالمگیر کے عہد سے صوبہ اکبرآباد میں فساد مچاتے تھے
اور مکرر افواج بادشاہی اوسکے قلعہ سنسنی کی تسخیر کو گئی تھی جسکا حال پہلے بیان ہوا
اب چورامن نے بہت شوخی اور بے ادبی شروع کی۔ بادشاہ نے راجہ دھیراج جے سنگھ
کو اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ راجہ نے جاکر چورامن کی گڈھی کا محاصرہ کیا اور جنگہاے عظیم بیش
آئیں طرفین کے بہت آدمی قتل ہوئے سید خانجہان بھی آگیا۔ چورامن پر کار تنگ ہوا
اسنے اپنا وکیل قطب الملک پاس بھیجا اور صلح کا اقرار پیشکش قبول کرنے پر اور بادشاہ پاس
جانے پر بشرط عفو جرائم اور سرفرازی منصب کیا بغیر اسکے کہ اوسکی اطلاع جے سنگھ کو ہو۔ بادشاہ نے
سید عبداللہ کے کہنے سے ان شرائط کو طوعاً و کرہاً قبول کیا۔ یہ مصالحہ بادشاہ کی مرضی کے خلاف
تھی جس سے راجہ جے سنگھ نہایت ناخوش ہوا۔ اور بادشاہ پاس آیا چورامن سید عبداللہ خان کے محلہ

چورامن جاٹ کے حال

اُترا اور صرف ایک دفعہ بادشاہ اوسے ملا۔ دوسرے مجرے کی اجازت نہ دی۔ اب بادشاہ پاس دکن سے ناخوش خبرین آئیں

سوانح سال ہفتم ۱۱۲۹ھ ۱۷۱۷ء

امیر الامرا اداؤد خان کو شکست دیکر اورنگ آباد مین آیا اور ملک کے بندوبست مین مشغول ہوا۔ دکن کے ہر صوبہ مین بدستور صوبہ داران بادشاہی محصولون کی طرف سے ایک مرہٹہ سردار صوبہ ہوتا تھا کہ چوتھ کو وصول کرتا تھا امیر الامرا کو اطلاع ہوئی کہ کھنڈو بہاڑیہ (دھیا کھانڈے راؤ دھبا ریہ) خاندیس پر قابض ہے اور بندر سورت کی راہ پر گلی گڈھیان بنالی ہین اور تھانے جما لیے ہین۔ اس راہ پر جو قافلہ گذرتا ہے اگر اسکے تجار بغیر تجار اپنی مالیت کی چوتھائی دیدیتے ہین تو سلامت چلے جاتے ہین اور نہین تو لٹ جاتے ہین قید ہو جانے پر ہر آدمی کو اپنی رہائی کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہے۔ امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوارون اور پانچ چھ ہزار پیادہ بندوقچیون کو اوسکی تنبیہ کے لئے رخصت کیا۔ اور ذوالفقار خان کو تل سے اورنگ آباد و خاندیس کے درمیان گذرا کہ اوسنے خبر سُنی کہ کھنڈو بہاڑیہ آٹھ نو ہزار جنگی سوارون کے ہمراہ بکلانہ اور کالنہ کی سرحد کے نزدیک نکلا ہے جو اورنگ آباد سے ستر کروہ غربی ہے۔ ذوالفقار خان نے مستعد جنگ ہوکر اوسپر تاخت کرنی چاہی کہ وہ خاردار و شوار گذار جنگلون کی طرف فرار ہوا جتنی بادشاہی سپاہ آگے بڑھتی گئی اتنی ہی وہ مواضعات خالی کرکے پیچھے ہٹتا چلا گیا یون بادشاہی سپاہ کو پیچھے لگائے اس مقام پر لے آیا کہ نہایت مستحکم تھا۔ ہر چند ذوالفقار بیگ کو سرکاردن نے منع کیا کہ وہ اس جال مین نہ پھنسے مگر سادات کی شجاعت و جہالت کب اُنکی سنتے دیتی تھی وہ مرہٹون کے پیچھے چلے گئے۔ کھنڈو کی سپاہ چھوٹے چھوٹے گروہون مین منقسم ہوکر اونچی ٹیکریون اور پہاڑون کی کھوہون مین چھپ چھپا گئی۔ بادشاہی فوج اس فرار کو اپنی فتح سمجھی اور خوشی کے مارے پھولی نہ سمائی۔ ان بھگوڑون نے پیچھے پڑکر اپنی صف بندی کو توڑا مرہٹون نے یہ ہوشیاری کی کہ جب تک چھپے بیٹھے رہے کہ بادشاہی

سپاہ اونکے پیچھے پڑکر بالکل متفرق ہوگئی اور پھر اونکے اجتماع کی امید نہ رہی جب کچھ ہو چکا
تو مرہٹون نے تلواریں سونتین - سپہ سالار ذوالفقار بیگ اور اوسکے ہمراہیون کی ایک جماعت
کے ٹکڑے اوڑائے باقی فوج مین سے جسنے رنہار مانگی اور اسپ غرور سے پیادہ ہوکر
سپر ڈالی زندہ مقید ہوا اور جان و مال کے ساتھ عرصہ تلف مین آنکر تیغ بے دریغ کا
علف ہوا مشہور یون ہے کہ گاو و شتر و اسپ کسی سوار و پیادہ کا اس بلا سے محفوظ نہین رہا
امیرالامرا نے یہ خبر سنکر اپنے مستقل دیوان راجہ محکم سنگھ کو شائستہ فوج کے ساتھ گھنڈو
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا اور اپنے بھائی سیف الدین علی خان صوبہ دار برہان پور
کو لکھا کہ وہ راجہ کی کمک کرے سیف علی خان سلطان پور اور نندر بار کے انتظام
ملکی کے لئے برہان پور سے گیا ہوا تھا - یہ دونو نامدار سردار گھنڈو کے تعاقب مین گئے
کہ تلافی ظہور مین آئے اور اوسکے تھانے اوٹھیں کہ پھر رعایا خاندیس کو وہ اذیت نہ پہنچا
مگر اونکی کوشش سے کچھہ فائدہ نہ ہوا گھنڈو نے دفع الوقت کیا اور خود راجہ ساہو
پاس چلا گیا جو قلعہ اورمکانہاے قلب مین رہتا تھا - مگر اوسکے تھانے جا بجا قایم
رہے جہان امیرالامرا کی فوج قریب آئی وہان سے مرہٹے فرار کر جاتے تھے اور جب
وہ فوج اُلٹی آتی تو پھر مرہٹے وہان آن کر جم جاتے - محکم سنگھ ان مرہٹون کی
کی فوجون سے لڑنے مین کامیاب ہوا جو احمدنگر کی اطراف مین تاخت و تاراج
کرتی تھی - اوسنے غنیم کو ہر سمت دیکر قلعہ ستارا کے نیچے تک بھگایا - لیکن ذوالفقار بیگ
کے کشتہ ہونے اور فوج کے غارت ہونے کی تلافی کچھہ نہ ہوئی -

بادشاہ اور سادات کی ناموافقت کی شہرت تھی مشہور یہ ہوا کہ راجہ ساہو اور
کرناٹک کے اہل دیوان اور زمیندارون کے نام فرامین اور احکام خفیہ آتے ہین کہ امیرالامرا
کی طرف رجوع نہ کرین اور اوسکے استیصال مین کوشش کرین - اسلئے اونہون نے مقابلہ
کیا اور بیجاپور اور حیدرآباد کا انتظام امیرالامرا سے نہ ہوسکا +

ذکر سوانح سال ہشتم ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۸ء

امیر الامرائے صوبہ دار دکن کی جو بات قابل یادگار ہے وہ مرہٹون کے ساتھ صلح ہی
جسکا بیان آگے آتا ہے +

عالمگیر نے دکن مین مرہٹون کے قلعون کی فتح کرنے مین بہت روپیہ اور بہت وقت
صرف کیا۔ قلعہ ستارہ اور پرنالہ دراج گڈہ وغیرہ تیس چالیس مشہور قلعے فتح کئے مرہٹون کو
بے خانمان کیا جب مرہٹون کے سردارون نے بادشاہ کے قدیمی ملک کو خالی پایا اور
بادشاہ کو دور دیکھا تو انہون نے اور سالون کی نسبت زیادہ شوخیان کین اور
سنگین فوجون کے ساتھ صوبجات دکن احمد آباد اور مالوہ کو چوتھ وصول کرنے کے قصد
تاخت و تاراج و پراگندہ کیا۔ جہان جاتے اور شہر یا قصبہ کلان ہوتا تو سرکارہ یا خط وہان کے
حاکم یا زمیندار کے پاس بھیجتے اور چوتھ کے طلب کا پیغام دیتے دیہات و قصبات کے مقدم
و زمیندار مرہٹہ کی فوج کے استقبال کے لئے دوڑ کے آتے اور چوتھ کو قبول کرکے امان کے
قول کی درخواست کرتے اور سوار کو دیہات اور رعیت کی محافظت کے لئے لے جاتے اور
بجاے اصل جمع ہزار دو ہزار تبلانے کے چار پانچ سو جمع تبلاتے۔ غرض جو کچھ چہارم حصہ
اسکا مقرر ہوتا اوسکے وصول کے وعدہ پورا کرنے کے لئے وہ اول دیتے اور یون اونکی
تاخت و تاراج کی مضرت کو دفع کرتے جب فوجدار اور زمیندار چوتھ کا دینا نہ قبول
کرتے اور اونکی طرف رجوع نہ کرتے تو عہد عالمگیری و بہادر شاہی مین بیان ہوا ہے
کہ اس صورت مین اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اس محال کو تاخت کرکے بالکل ویران کر
اور نہین تو چند روز محاصرہ کرکے مایوس ہوتے اور بھاگ جاتے چنانچہ دو دکن کے
صوبون برہانپور و برار کے قصبہ نندبار و سلطان پور و جامود اور بہت سے قصبات
مشہور کا اٹھائیس ہزار سوار مرہٹون نے دو تین ہفتہ تک محاصرہ کیا اور ناکام چلے آئے
قافلون کے ساتھ بھی وہ یہی سلوک عمل مین لاتے تھے۔ زیادہ تر قافلون کو تاخت
و تاراج کرتے تھے مرہٹون کے سردار تا مقدور چوتھ کی تشخیص مین کوشش کرتے
تاخت و تاراج پر راضی نہ ہوتے تھے مگر سردارون کے خلاف مرہٹون کا لشکر

چوتھہ کے مقرر ہونے مین خلل انداز ہوتا تھا اور تاراج مین کوشش کرتا تھا اسلیے کہ مقرری
چوتھہ سے سردارون کو فائدہ ہوتا تھا اس سے لشکر متمتع نہ ہوتا تھا۔ تاخت مین جسکے جو ہاتھہ آتا
وہ اسکا مالک ہوتا سردار کو اسکے کچھہ فائدہ نہ ہوتا۔ رانی تارا بائی زوجۂ راجرام نے شوہر کے
مرنے کے بعد دس بارہ برس تک عالمگیر سے مخالفت رکھی اور بادشاہ کے آواخر عہد مین
رانی کے وکلا نے مصالحہ کی التماس اس شرط سے کی کہ دکن کے چھہ صوبون کی سردیسمکھی
بدستور نوفی صدی مقرر ہوجائے عالمگیر نے اوسکو غیرت اسلام سے بعید جانکر قبول نہین کیا
جسکا بیان مفصل اسکو عہد سلطنت کی تاریخ مین ہوا۔ بہادر شاہ کے عہد مین وکلاے رانی
اور ساہو نے رجوع کی اور سردیسمکھی کا فرمان چند شرائط کے ساتھہ حاصل کیا جسکا ذکر تاریخ
بہادر شاہی مین ہوا مگر رانی اور راجہ ساہو مین باہم نزاع ایسا ہوا کہ بہادر شاہ کو جو مرکوز
خاطر تھا وہ عمل مین نہ آیا اور سردیسمکھی کا انتظام بھی نہ جاری ہوا۔ داؤد خان کی صوبہ داری
دکن مین جسکا ذوالفقار نائب تھا اوسکے اور غنیم کے درمیان اخوت و موافقت کا عہد و قرار
ہوا۔ اس شرط پر کہ شاہزادون اور داؤد خان کی جاگیرون سے مرہٹے مزاحمت نہ کرین
اور باقی محالات امراے عظیم الشان سے بیرامن نائب داؤد خان اپنے استقلال سے جو چوتھہ
وسردیسمکھی کو بجبر اور دمرزی کے بغیر دلادیا کرے اور قافلون کو وہ آزار نہ پہنچائین مرہٹے اور داؤد خان شیر و شکر کی
طرح مل گئے ——— اور عمل ہوتا رہا۔ داؤد خان اب گجرات کو بدل گیا
تھا یہ قول و قرار باقی نہ رہے اسکی جگہ نظام الملک بہادر فتح جنگ آیا وہ کل ایک سال پانچ
مہینے اس عہدہ پر مامور رہا۔ یہ نظام الملک بڑا لایق و ہوشیار تھا وہ دکن کے معاملات
ملکی کے سب پہلون سے واقف تھا اسکی نہایت عمدہ تجویز یہ تھی کہ مرہٹون کی ضعیف گروہ کو
تقویت دے کر اسکے قوی گروہ کی بیخ کنی کے درپے ہو۔ ساہو کے افسر جو ملک کا بندوبست
کر رہے تھے اسے مقابلہ کرنے کے لئے سپاہ بھیجی اور اونکو شکست دی اور بعض اضلاع اونکی
دبائے مگر پھر صلح ہوگئی۔ راجہ ساہو کو لقب و ہزاری دو ہزار سوار کا بادشاہ کی طرف
سے عنایت ہوا وہ اپنی تدبیر یہان یہ کر رہا تھا کہ یکایک وہ یہان سے بدل گیا اسلیئے

اوسکی تدبیرون سے بہت فائدہ نہ ہوا - اوپر بیان ہوا کہ نظام الملک کی صوبہ داری مین
ابتدا مین صلح رہی اور آخر مین فوج کشی ہوئی اس دار و مدار مین ایک سال یا پنج مہینے گذرے
اور غنیم کی تنبیہ قرار واقعی ہو گئی اُسکی جگہ امیر الامرا سید حسین علی خان آیا - اسکی صوبہ داری
دو تین برس تک بادشاہ کے ساتھ عناد و فساد مین گذری - گواوسنے سپاہ کو بڑہایا - مگر وہ
بندوبست واقعی نہ ہوا جو امیر الامرا کے مرکوز خاطر تھا اور سادات بارہ کی رسم کے موافق
تھا - انور خان برہانپور کے شیخ زادون مین سے تھا اور سادات کے پیش آوردون مین سے
ہین قابو بے وقت اور رفع فساد پر نظر کرکے اوسکی اور امرائے ہمراز کی صلاح سے منکر اجی
نیلکنٹھ برہمن سے اتفاق ہوا یہ برہمن پہلے سیواجی و سنبھا کے عمدہ متوسل نوکرون مین تھا
قلعہ جنجی کی تسخیر کے بعد بادشاہی نوکرون کے جرگہ مین آگیا تھا - اور مرہٹون کے مطیع اور
غیر مطیع سردارون کی وکالت کرتا تھا اور جوہر رشادت سے خالی نہ تھا اور مدد طالع اسکا ضمیمہ
ہوا تھا - راجہ ساہو کے بڑے عمدہ فہمیدہ کاربرہمن سرفوج بالاجی بشونا تھہ و جمناجی تھے
اونکی وساطت سے صلح کا قرار ان شرائط پر ہوا کہ جملہ محال خالصہ بادشاہی و جاگیر داری
سے جو کچھہ محصول مال وسائر امین و کڑوڑی و شقدار وصول کرین اوسکی چوتھائی مفسوبان راجہ
کو واصل کرین اور یہ بھی مقرر ہوا کہ سوا رچوتھائی حصہ کے جو جاگیر دارون سے اونکو موصول ہوگا
وہ سو روپیہ مین سے دس روپیہ بدستور سر دیسمکھی رعایا سے لین غرض یون پینتیس ۳۵ فی صدی
کل ابواب فوجداری و شقداری و ضیافت اور اور اخراجات از روئے کاغذ خام وصول کرین
اس حساب سے قریب نصف جمعبندی کے جو از روئے طومار درہاری ہوتی ہے وہ شریک ہو گئے
اسطرح راجہ ساہو کے عمال شریک غالب ہو گئے کہ مرہٹون کا یہ انتظام کہ وہ کل جمع بات
(محصولات) کو وصول کرین رعایا احکام بادشاہی و جاگیر دارون کو نہایت سخت معلوم ہوا
اور ہر محال مین دو تحصیلدار مقرر ہوئے انمین ایک کمائش دار اور دوم گماشتہ سردیس مکھی
کہلاتا تھا طومار و اصلات پر اول دستخط سررشتہ دار سردیسمکھی ہوون اور اوسکے جو لوازم
رسمیات جدا کئے جائین یہ امر عمال بادشاہی اور جاگیر دارون کا وبال جان ہوا

سوا اسکے ہر محال مین دو جداجدا محصل راہداری تھے - فوجدارون کی سستی اور غنیم کے غلبہ سے وہ جابجا ہو بیٹھے تھے بیوپاریون سے فی گاؤ آٹھ آنے اور فی ارابہ ایک روپیہ لیتے اور آدمیون سے وہ ظالم فوجدارون سے بھی زیادہ دوچند سہ چند جو چاہتے لے لیتے - اب ایام صلح سے پہلے جو ظلم ہوتا تھا وہ بدستور رہا اسکے سوا یہ شرکت راہداری کا اور اوپر چڑھا - اس صورت مین ہر پرگنہ مین راجہ ساہو کے تین عامل مستقل رہتے تھے اونکے ساتھ سوار اور پیادون کی جمعیت ہوتی تھی وہ کچہری اور جو ترہ مال وسائر پر اور سرراہ پر رہتے تھے - یہ نئی بدعتین پیدا ہوئی تھین سوا اسکے جس جگہہ کہ ویران دہات رعایا کو قول دے کر مرہٹے آباد کرتے مثل دہات نندبار وغیرہ صوبہ خاندیس اور پرگنات صوبہ برار وغیرہ مین جنکو اصل مین مرہٹون نے ویران کیا تھا اونمین امیرالامرا کی قرار پر کچھہ خیال نہین کرتے جاگیردار کو بٹائی کے حصہ سوم دینے کا جو قول تھا جو پورا کرتے اونھون نے یہ مقرر کیا تھا کہ منجملہ تین حصون کے ایک حصہ جاگیردار اور ایک حصہ سالم مرہٹہ اور ایک حصہ رعایا نے مقدمات ملکی اور مال مین مرہٹون کا حکم عمل اور فوجدارون و جاگیردارون کے اختیار پر جاری تھا مصالحت کے وقت امیرالامرا نے مقرر کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ راہداری نہ لی جائے - قبل از صلح جو ظالم فوجدار اور حکام فی گاؤ اور ارابہ راہداری لیتے تھے اب اس سے سہ چند و چہار چند ظلم سے بیوپاریون اور مسافرون سے لی جاتی ہے یہ راہداری ہرگز نہ لی جائے مگر امیرالامرا کی اس باب مین پیش نہ گئی - ہان اکثر پرگنات مین تاخت و تاراج دہات و قافلہ موقوف ہوگئی - ایام سابق کی نسبت مسافر آنے جانے والے راہداری ادا کرنے کے بعد آرام سے آتے جاتے تھے بعض دہات جو مرہٹون کی تاخت اور حکام کی تعدی سے بالکل ویران ہوگئے تھے وہ آباد ہوگئے +

امیرالامرا نے سند قرار صلح جس مین شرائط مذکورہ مندرج تھین اپنی مہر کرکے راجہ ساہو کے وکلاء کو حوالہ کی اور اپنی سند کے مطابق بادشاہ کے فرمان آنے پر صلح موقوف رکھا جابجا راجہ ساہو کے گماشتے مستقل دخیل کار کردئے - اور راجہ ساہو کے دو عمدہ نوکرون

بالاجی بشونا تھ اور جناجی کو مقرر کیا کہ وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ بطریق نیابت و وکالت
راجہ ساہو اورنگ آباد مین رہین اور کارہائے ملکی و مالی اونکی وساطت سے سرانجام پائین اسکے
بعد حسین علی خان نے عرضداشت بھیجی جس مین مصالحہ کی حقیقت لکھی اور اوسکے مطابق فرمان طلب کیا
بعض ہواخواہان دولت بادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ محصول اور حکمرانی مین غنیم کو شریک
نائب کرنا مصلحت نہ تھا اسلئے یہ صلح فرخ سیر کی مرضی کے خلاف ہوئی۔ ان ہی ایام مین
جان نثار خان کہ قدیم امیر بہادر دانا عبداللہ خان مرحوم پدر حسین علی خان سے اتحاد
برادرانہ رکھتا تھا۔ اسلئے وہ حسین علیخان کا بمنزلہ عمو تھا۔ سید اوسکی بڑی تعظیم کرتا تھا
بادشاہ نے برہانپور مین امیرالامرا کا نائب مقرر کیا اور کچھ نصیحتین کردین کہ وہ جاکر اپنے دوست
کے بیٹے کو سمجھا دے۔ یہ امید کی گئی کہ شاید اسکے سمجھانے سے وہ فرخ سیر کے خاطرخواہ
عمل کرے اور ان ہی دنون مین اعتماد الدولہ محمد امین خان بھی ذی قعدہ ۱۱۲۳ھ سنہ جلوس
۶ مین صوبہ مالوا کو مرخص ہوا اور مقرر ہوا کہ سرحد مالوہ مین پہنچنے کے بعد اُسکو فرمان صوبہ داری
کا بھیجا جائیگا اور راجہ جے سنگھ سوائی بدلا جائیگا مشہور تھا کہ حضور نے اوسکو فرمان دیدیا ہی
جب جان نثار خان آپ تر بدل کے نزدیک آیا اوسنے از راہ حزم و ہوشیاری و پختہ کاری
اپنے کام مین تذبذب ہوئے سبب سے کہ جس صوبہ مین مقرر ہوا ہون معلوم نہین داخل پاؤنگا
یا نہ پاؤنگا اپنے ساتھ اصلا سوارون اور پیادونکی جمعیت ہمراہ نہین لی۔ سرونج علاقہ
مالوہ مین محمد امین خان وارد ہوا۔ دونو کے آنے کی خبر اورنگ آباد مین مشہور ہوئی۔ اور یہ
افواہ اڑی کہ محمد امین خان ساٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اور جان نثار خان ساٹھ ہزار
سوارون کے ساتھ حسین علی خان سے لڑنے کو آئے ہین حسین علی خان کو بھی تردد ہوا
پھر اس خبر کا بے اصل ہونا تحقیق ہوگیا۔ جان نثار خان کے خط آئے کہ سنسار سنگھ نے
جو راجہ ساہو کے متسیون مین نہین ہے ہند کی طرف علم سرکشی بلند کیا ہے۔ اوس نے
مجھے روک رکھا ہے کچھ سپاہی بھیجدیجے۔ غرض سپاہ گئی۔ جان نثار خان امیرالامرا پاس آگیا
امیرالامرا نے ظاہر مین اوسکے ساتھ بزرگانہ سلوک کیا لیکن صوبہ برہانپور اوس کو نہ دیا۔

ان ہی دنون میں ضیاء الدین خان کہ شرفاء خراسان مین تھا دیوانی دکن پر دیانت خان کے تغیر کے سبب مقرر ہوا۔ جلال الدین خان برہان پور کی دیوانی پر مامور ہوا فیض اللہ خان بخشی گری دکھن کے تعلقہ پر منصوب ہوا۔ جب یہ امرا اورنگ آباد مین آئے تو ضیاء الدین خان کو قطب الملک کی سفارش سے دیوانی مین دخل ہوا مگر سب کام امیر الامرا کے عملہ کی ماتحتی مین کرنا پڑتا تھا۔ فیض اللہ خان بخشی کو امیر الامرا نے جواب صاف دیدیا۔ سلام کے لئے بھی بار نہ دیا۔ جلال الدین خان کو برہانپور کی دیوانی کے عوض مین چند روز برار کی دیوانی دی غرض ان باتون سے فرخ سیر کو اور زیادہ ملال ہوا۔

محمد مراد بخش ایک شخص کشمیری تھا سب گنون پورا تھا۔ کوئی عیب اوس سے چھوٹا نہ تھا فرخ سیر کی مان کشمیری تھی۔ اسکے توسل سے بادشاہ سے ہم کلامی کی نوبت خلوت مین پہنچی اونے بادشاہ کو سمجھایا کہ مین قتال وجدال کے بغیر سادات کا قلع وقمع کر سکتا ہون غرض اونے اپنی چکنی چپڑی باتون سے بادشاہ کو سبز باغ دکھلا دیا اور اوسکو ایسا پھسلایا کہ تھوڑے دنون مین بادشاہ اوسکا غلام بن گیا۔ اسکو رکن الدولہ اعتقاد خان کا خطاب منصب ہفت ہزاری دہ ہزار سوار کا دیا۔ اب اونے یہ صلاح دی کہ پٹنہ عظیم آباد سے سربلند خان کو اور مراد آباد سے قلیچ خان نظام الملک بہادر فتح جنگ کو اور احمد آباد سے راجہ اجیت سنگھ کو طلب فرمائیے۔ ہر ایک کو عمدہ خدمات کا امیدوار کیجئے اور اونکے ہاتھون سے دولت سادات کو خاک مین ملائیے۔ بادشاہ نے یہی کیا۔ یہ سب امرا جمع ہوئے نظام الملک نے مراد آباد مین خوب انتظام کیا تھا وہ یہان آیا تو کسی اور خدمت پر مامور نہین ہوا سبا دشاہ نے مراد آباد کا نام مومن آباد رکھا اور رکن الدولہ کی جاگیر اور صوبہ داری مین دیدیا۔ راجہ اجیت سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب ملا۔ وہ سید عبداللہ کا محمد و ہمراستان ہوا۔ نظام الملک بہادر فتح جنگ و سربلند خان مین سے ہر ایک ابتدا مین امیدوار وزارت و میر بخشی تھا اونکو سید عبداللہ خان کے فنا کرنے کے لئے مقرر کیا۔ ان امرا نے بادشاہ سے التماس کیا کہ قلمدان وزارت اپنے بندون مین سے جسکو لایق دیکھین اوسکو مرحمت فرمائین جسکے سبب سے سید عبداللہ خان کے

رکن الدولہ اعتقاد خان کا اقتدار اور امرا عظام کا اجتماع +

استقلال مین خلل پڑیگا اگر وہ نافرمانی کا ادعا کریگا تو سزا پائیگا۔ تو بادشاہ نے جواب مین یہ فرمایا کہ وزارت کے لئے اعتقاد خان سے بہتر دوسرے آدمی مین نہیں جانتا۔ اسی امیرون کا دل شکستہ ہوا بھلا ایسے بڑے امیرون سے۔ ایسے کم اصل وزیر کی اطاعت کب ہوتی۔ اس گرمی ہنگامہ مین عید فطر آئی۔ بادشاہ کی سواری میں اسّی ہزار پیادے سوار عیدگاہ تک ساتھ تھے۔ خاص و عام مین ایک ہل چل پڑ رہی تھی کہ سید عبداللہ خان اب گرفتار ہوتا ہی سید کے ساتھ پانچ چار ہزار سوارون سے زیادہ نہ تھے۔ مگر کچھ نہین ہوا سید عبداللہ خان پہلے تو سوا دسادات و متوطنان بارہ کے اور کسی کو نوکر نہیں رکھتا تھا اب اونسے بیس ہزار سوار سب قومون کے نوکر رکھ لئے جب دکن مین امیرالامرا کو یہ اخبار پہنچے تو اوس نے بادشاہ پاس آنے کا ارادہ کیا۔ اور آنے سے منصوبہ تازہ کی تمہید یہ کی کہ معین الدین کو اپنے پاس بلا لیا وہ ایک مجہول النسب گم نام راجہ ساہو نے شاہزادہ اکبر کا پسر سمجھکر گرفتار کر لیا تھا اور بادشاہ کو لکھکر جواب مانگا۔ اس ضمن مین خبر آئی کہ بادشاہ اور سید عبداللہ مین صلح ہو گئی۔ راجہ احمد نگر باوجودیکہ اوسکی بیٹی فرخ سیر سے بیاہی گئی تھی مگر وہ سید عبداللہ خان کا محرم و ہمراز تھا وہ صلح کا واسطہ ہوا۔ اور آخر ماہ شوال ۱۱۲۳ھ مین محمد فرخ سیر مع اعتقاد خان و خاندوران خان اور بعض اور امرا سے حیدرآباد مین قطب الملک کے گھر پر گیا۔ باہم عہد موافقت باقسم و عدم مخالفت پر ہوا طرفین نے افعال گذشتہ کے عذر کئے۔ بادشاہ نے اپنے خانہ قلعہ مین مراجعت کی جب دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر پہنچی تو امیرالامرا نے چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ یہ صلح باقی نہین رہی۔ اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے بلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے چلا۔

غرض فرخ سیر اور قطب الملک کے درمیان ہنگامہ فساد و عناد کو امتداد ہوا۔ جو تدبیر مصلحت سوچی جاتی تھی اسے کچھ مطلب نہین نکلتا تھا۔ بادشاہ کے عزم و رائے کا ایک حال پر قرار نہ تھا کبھی صلح و مدارات سے پیش آتا کبھی بداندیشون کے قلع مین کمربستہ ہوتا تھا بعض امرا منافق کی مصلحت سے سید عبداللہ خان سے ہمداستان ہوتا تھا مقدمہ یکسو نہ ہوتا تھا۔

سید عبداللہ خان نے بیس ہزار سواروں کے قریب نوکر رکھ لئے تھے روز بروز فتنہ و فساد کو بڑھاتا جاتا تھا امیر الامرا کی عرضداشتیں بھی قدمبوسی کے لئے چلی آتی تھیں اور اونمیں دکن کی آب و ہوا کی ناموافقت کی شکایتیں بھی مندرج ہوتی تھیں قطب الملک کے خطوط بھی امیر الامرا پاس جاتے تھے کہ بھائی جلد یہاں آؤ۔ ۱۵ شوال ۱۱۳۰ھ جلوس کو سیف الدین علیخان نے اپنے چھوٹے بھائی کو چار پانچہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول برہانپور بھیجا کہ وہ توپخانہ کا تہیہ اور سفر کے مایحتاج کا سرانجام کرے اور خاندیس میں صوبہ داری کرے سید عبداللہ خان کے متواتر خطوط آنے کے بعد اواخر ذی الحجہ ۱۱۳۰ھ میں اورنگ آباد سے امیر الامرا باہر آیا اور امور ضروری کے لئے ایک ہفتہ توقف کیا اور اوائل محرم ۱۱۳۱ھ میں بہت امرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار بندوقچی ہمراہ لے کر دار الخلافہ شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا قلعہ بھیرا اور اورو تین قلعوں کو اپنے ہمراہیوں کے حوالہ کیا بہت قلعوں کے بادشاہی قلعہ داروں کو متہم کر کے معزول کیا اور اونکی جگہہ اپنے آدمی مقرر کئے تیرہ ہزار سوار مرہٹہ بسرداری کھنڈو دھبارہ جو مشہور سرفوج اور خاندیس کا صوبہ دار راجہ شاہو کی طرف سے تھا اور سنتا اور تین اور نامی سردار اپنے ہمرکاب لے۔ اور نامی سردار اور جاگیردار کو ہاتھی گھوڑے اور خلعت و مدد خرچ سے مرہون احسان کیا اور آئندہ کے لئے امیدوار مراتب اعلیٰ کا کیا سپاہیوں کے لئے آٹھ آنہ یومیہ سرکار سے مقرر کیا۔ رنجہار رنبال گر مرہٹہ بادشاہی نوکروں میں منجملہ فوج کمکی امیر الامرا میں تھا سنکراجی بلہارا اور لشونا تھہ صاحب مدار راجہ ساہو اس سے عداوت رکھتے اور کئی دفعہ اسے خفت پہنچا اٹھا چکے تھے اور مدت سے تلافی کی فکر میں تھے رنجہا کو وعدہ عہد کے اشارہ سے امیر الامرا نے مصالحت کے بہانہ سے بلا کر غافل مقید پا برنجیر کر دیا اور اوسکے لشکر و بہیر کو لٹوا دیا۔ حکام و عمال معزول کو کمال بے سرانجامی کے ساتھ ہمراہ لیا۔ ۲۲ محرم ۱۱۳۱ھ کو برہانپور سے کوچ کیا کوچ بکوچ آب نربدا سے گذر اکبر پور پر عبور کیا راہ میں رانا کے ملک پر دست درازی شروع کی تھی مگر رانا کے وکیل نے نذر آنکر دی اسلئے خیر گذری پھر راجہ جے سنگھہ ملک پر تو لشکر نے خوب ہاتھہ پھینکے۔ اس

اس ضمن مین اخلاص خان امیرالامرا کی تسلی اور واپس لے جانے کے لئے بعد قرار صلح کے اوائل شوال مین حضور سے روانہ ہوا تھا وہ اوائل ۱۱ صفر مین قلعہ مانڈو کے نزدیک آیا۔ امیرالامرا اور اس میں باہم ملاقات ہوئی۔ خلوت مین کلمات صلح بے ثبات کو اور دارالخلافہ میں امرا کے جمع ہونے کے آشوب کو اور اعتقاد خان کی خاطرداری اور امرا کے آزردہ خاطر ہونے کو ذکر کیا۔ سپہ سالار بہانہ طلب کو پہلے سے زیادہ حضور مین جلد جانے کے لئے سرگرم گیا۔ ۱۴ صفر کو اجین مین امیرالامرا آیا۔ برقندازخان فوجدار گوالیار اور وکیل حضور کے فوجشتون سے اوس کو بادشاہ اور سید عبداللہ خان کے درمیان صلح کا مفصل حال معلوم ہوا۔ تو امیرالامرا نے مجمع دیوان مین کہا کہ اگر واقعی بادشاہ کو ہمارے ساتھ نزاع و عداوت نہیں رہی اور بلا نفاق ہمارے ساتھ سلوک کریگا تو ہم بھی سواء اطاعت و نوکری کے کوئی اور مطلب و ارادہ نہیں رکھینگے ملازمت اور بعض امور سے خاطرجمعی کے بعد دکن کو مراجعت کرینگے۔ لیکن دوسرے تیسرے ہی روز امیرالامرا نے ثقہ و محرم راز آدمی کی زبانی سنا کہ یہ سب افسانہ افسون ابلہ فریب کا دام بادشاہ عبث بچھاتا ہے اور نہین جانتا ہے نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔ عقلا کے نزدیک تقاضائے مآل اندیشی یہ ہے کہ اگر ہم بادشاہ کے قابو مین آ گئے تو ہم جان کی امان نہین پائینگے۔ اگر ہم بادشاہ پر غالب آ جائینگے تو اوسکی نجات متعذر ہوگی۔

حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ سربلند خان کے بعض محال سیر حاصل میر جملہ کو دیدی اور اوسکو وہان سے بدل دیا تو عسرت خرچ و ہجوم سپاہ اور ارباب طلب کی تقاضی اور طلب کے سبب سے نوکری کو ترک کیا اور منصب سے استعفا دیا۔ گھوڑون اور ہاتھیون اور امانت اثاثیت کو جماعہ داروں اور قرض خواہون کو دیکر خرقہ پوش ہوتا جاتا تھا کہ جب اطلاع سید عبداللہ خان کو ہوئی تو وہ اوسکے پاس تسلی کو گیا اور نقد و جنس و اسپ اپنی طرف سے اوسکو دئے اور کابل کی صوبہ داری اوسکے نام مقرر کی اور مرحمتون احسان کیا۔ نظام الملک بہادر فرخ آباد کے تغیر بے وقت سے اور اعتقاد خان کو اپنی جاگیر ملنے سے بیٹھا جل رہا تھا اوس کو وزارت اور

عنایات کا امیدوار کرکے حضور مین طلب کیا تھا اور اب وہ معزول تھا قطب الملک نے
اوسکی بھی تسلی کی اور مالوہ کی صوبہ داری کا امیدوار کیا۔ اعتماد الدولہ بے رخصت و بے حکم
بادشاہی مالوہ سے آیا تھا مغضوب و بے منصب ہو اتھا عبد اللہ خان نے اوسکو بھی مطمئن
خاطر کیا غرض جتنی قطب الملک کی دولت کے مدعی تھے اونسے اپنی انواع امداد و نفقہ
اموال سے ممنون کرکے پرداخت حال کا امیدوار کیا۔ خاندوران خان کو کہ ابتدا
میر جملہ کے ساتھ بادشاہ کے ہوا خواہون مین گنا جاتا تھا اوسکو بھی اپنا رفیق و ہمدم و محرم
کر لیا۔ ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک
کی ملاقات کو جائیگا مہاراجہ اجیت سنگہ کا داماد بادشاہ تہا مگر سید عبد اللہ خان کا ہمدم و ہمراز
اور قابو کا انتظار کر رہا تھا۔ اسکا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کے مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب
میری سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہنچیگی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئیگا تو مین
اہتمام کرکے اوس کو قید کر لونگا۔ خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا
نہ معلوم ہوئی ہو مگر الحین خائف فقط گمان وظن سے وسواس ہراس آمیز سے بادشاہ
کی مراجعت سے پہلے سید عبد اللہ خان کے خانہ مین پناہ کے لئے راجہ چلا گیا۔ بادشاہ
کے وقت کشتی مین سوار ہا چاہتا تھا کہ موافق قرار کے سید عبد اللہ خان کے گھر تشریف
کر اوسکو معلوم ہوا کہ راجہ سید عبد اللہ خان کے گھر مین چلا گیا ہے تو اونسے بے دماغ ہوکر
ملاحونکو حکم کشتی سید عبد اللہ خان کے گھر کی برابر لائی حکم دیا کہ نوازدہ کو بند و جلد چلاؤ یا وجو
کارخانجات بادشاہی سید عبد اللہ کے گھر مین آئے تھے اور قطب الملک دریا کے
کنارہ پر استقبال کو آیا تھا بادشاہ اوسکی طرف متوجہ نہ ہوا۔ دولت خانہ و قلعہ مین داخل ہوا

ربیع الاول کے اواخر مین اور سنہ جلوس کے اوائل مین فرخ سیر شاہ کی لاٹھہ کے بیچے
شہر سے دو تین کوس پر سید حسین علی خان نے اپنے ڈیرے ڈالے۔ بغاوت کے
اظہار کے لئے طبل مخالفت صریح بجانا شروع کیا۔ پائے تخت سلاطین کی داب کے
خلاف یہ امر تھا کہ کوئی کوس شادیانہ کی آواز بلند کرے اور بادشاہانہ شکوہ کے ساتھ

حسین علی خان کا بغاوت کرنا

خیمہ مین داخل ہوا جو سراے موضع باولی کے قریب تھا اور مکروزیان سے کہتا تھا کہ اب
مین اپنے تئین بادشاہ کے نوکرون کے زمرہ مین نہیں جانتا کہ آقا کے آداب بجالاؤن
اب مجھے عزل و نصب و عتاب سلطانی کا اندیشہ نہین ہے عجب بات یہ ہے کہ بادشاہ
ساده لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا دہل بے باکانہ
کیسا دہوان دہون بج رہا ہے وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آنکر آستین چڑہاتا
دونو بہائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا - راجہ دھیراج بے سینگ
جو مکر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی دینے کے لئے کمر بستہ ہوکر مصلحت بتاتا
تو اسے فائدہ نہ ہوتا - بعض امراے عقیدت کیش عرب و عجم کے کہ بدون توره کے اپنے
مین طاقت صریح مقابلہ و مقاتلہ کی طبل بجانے مین نہین دیکھتے تھے خصوص مغلیہ
جنکو اس راز سربستہ پر اطلاع تھی اور کسی کو اسکا یارانہ تھا کہ اس مخفی راز سے زبان کو
آشنا کرے وہ نیرنگی روزگار اور دونو بہائیون کے تسلط کا اور سستی عزم اور اغماض بادشاہ
کا تماشا دیکھتے تھے اور خون جگر پیتے تھے - بلکہ فرخ سیر کے حکم اور اشارہ سے حسین علی خان
کی ملاقات کے لئے جاتے تھے - اور مدعیان دولت کی دھنم و تکبر کو دیکھکر خون و زبان پر
گلہ کے ساتھ مراجعت کرتے تھے جب امیر الامرا کے آنے پر چار یا پنج روز گذر گئے تو
اوسکے بہائی سید عبداللہ نے اپنے بہائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ
راجہ جے سنگھ پر ہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور تو بخانہ کی خدمات اور دیوان
خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرمائے اور قلعہ مین
ہمارا بندوبست ہو دے تو بلا وسواس امیر الامرا آنکر ملازمت کرینگے اور ہم دونو بھائی
خاطر جمعی سے آمد و رفت کرینگے - بادشاہ سست عقل نے جو روزگار شعبدہ باز کی
دغلبازی سے غافل تھا دونو بھائیون کی ادعا کو مان لیا - خدمات کے باب مین
یہ مقرر کیا کہ اونکو فی الحال اصالتًا سید عبداللہ خان اور سادات بارہ اور دونو بھائی
کے ہمراہی بجالائین اور نیابت اعتقاد خان اور معتمد ان حضور انجام دین - بعد چند روز

جشن نوروز قریب آتا ہے حجاب نیابت بھی درمیان سے اُٹھہ جائے گا۔ سوم ماہ ربیع الاول کو راجہ دھیراج جے سنگھ کو حکم کے بموجب ایک روز ٹھیرنے کی اجازت نہ ہوئی وہ اپنے وطن انبیر کو روانہ ہوا اور اسی روز راجہ بھیم و راجہ بدھ سنگھ کہ باہم بنی عم تھے۔ اور وطن بوندی پر آپس مین پرخاش و عداوت ارثی رکھتے تھے آپس مین راہ کے درمیان لڑے دونو طرف کے راجپوت اور بدھ سنگھ کا دیوان قتل ہوئے۔ اور آخر کار مردم راجہ بھیم غالب ہوئے بدھ سنگھ خوف کے مارے چند سوارون کے ساتھ راجہ دھیراج پاس آیا جو اوس کا حامی تھا۔ پنجم ماہ مذکور کو قطب الملک و راجہ اجیت سنگھ معتمد آدمیون کے ساتھ قلعہ ارک مین آئے۔ بادشاہی آدمیون کو دروازون سے اوٹھایا اور اپنے آدمیون کو بٹھایا۔ بادشاہی آدمیون مین سے سواے اعتقاد خان و اختیار خان مشرف دیوان خاص کے جنکا عدم وجود برابر تھا۔ اور ظفر خان کے جو سلوک و زمانہ سازی مین بخود ہمہ خویش گنا جاتا تھا چند خواص و خواجہ سرا ناکارہ کے بادشاہ پاس رہے اور کوئی قلعہ مین بادشاہ کے گرد نہ رہا۔ امیر الامرا ملوکانہ شان و شکوہ سے لشکر کو آراستہ کر کے سوار ہوا۔ قلعہ کو گرد رہے اور انکے سوار گھیرے ہوئے تھے سہ پہر کو قلعہ مین داخل ہوا۔ بعد ملازمت کے چند کلمے ملالت افزا باظہار کلمہ تعزیت آمیز کہے سنے گئے۔ خلعت سرپیچ وغیرہ کو امیر الامرا نے باکراہ قبول کیا۔ تقدیم ادب مین بھی چندان نہ مشغول ہوا۔ اپنے گھر چلا گیا۔ باوجود اسکے بادشاہ پہاڑ بن گیا اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اصل کی فکر مین نہ ہوا۔ دوبارہ آٹھوین تاریخ کو سادات نے قلعہ کا بندوبست قرار واقعی کیا قطب الملک و مہاراجہ اپنے معتمدون اور انتخابی فوج کے ساتھ قلعہ مین داخل ہوئے۔ اور اول کی طرح بادشاہی آدمی احاطہ سے باہر کر دیے گئے۔ اور دروازے اپنے معتمد و معتبر کام کے آدمیون کو سپرد کر دیے۔ دیوان خاص و عام و خوابگاہ و عدالت کے دروازون کی کنجیان اپنے پاس منگا کے رکھین۔ بعد فراغ خاطر کے حسین علیخان کے پاس آنے کا پیغام بھیجا۔ وہ بڑی شان و دبدبہ سے معین الدین گمنام کو جو پسر شاہزادہ اکبر کے نام سے ہمراہ تھا ہاتھی پر بٹھا کر اپنے گھر مین بارہ دری شائستہ خان مین جو قلعہ ارک سے قریب تھا اتارا

سید عبداللہ خان فرخ سیر ہوش باختہ پاس گیا - اور تکالیف شاقہ وعدم قبول نیابت خدمات مذکورہ بہت سے شکووں کے ساتھ بھائی کی زبان سے بیان کئے کہ میں نے تمہارے واسطے خدمت میں اور تمہاری ہمرکابی میں جو تردد وجانفشانی وحسن خدمتی دل وجان سے کیں اور جان نثاری کرنے میں کسی طرح سے اپنے تئیں میں نے معاف نہیں رکھا اسکے مقابل عوض میں بادشاہ حق نشناس نے سوا سوءظن وگمان بد وفکر فاسد وارادہ باطل کے فدویوں کے حق میں کوئی اور خیال دل میں نہیں کیا چنانچہ اس ہمارے مقال کے شاہد عدل فرامین ہمارے ہاتھ میں ہیں جو داؤد خان افغان اور اس سرزمین کے اور سرکشوں اور دکن کے صاحب دماغوں کے نام متضمن اس اشارہ پر لکھے گئے ہیں کہ مجھے دخل نہ دو اور بندۂ بے تقصیر کو قتل کرو دودمان صاحب قران میں کبھی عہد وپیمان کی برخلافی نہ ایسی دیکھی نہ سنی - اس عہد میں بدعہدی کی انتہا ظاہر ہوئی ہمارا وسواس ہراس اسوقت برطرف ہوسکتا ہے کہ خدمات حضور کا اختیار بلا قید نیابت ہمارے اختیار میں ہو اور شرائط کا مذکور کیا بادشاہ عقل سے معذور تھا - اوسنے عیش کا عذر کرکے دفعیہ کیا - طرفین سے بڑی بے مزہ جلی کٹی باتیں ہوئیں - بادشاہ برآشفتہ ہوکر اول اعتقاد خان سے پھر قطب الملک سے مخاطب ہوا - دو تین کلمے عتاب آمیز زبان سے نکالے - اعتقاد خان نے اس حال میں چاہا کہ ابلہ فریب کلمات سے اصلاح میں کوشش کرے - طرفین میں اپنی اپنی حالت میں بے اختیار تھے - سید عبداللہ خان نے اعتقاد خان کو گالیاں دیکر بات نہ کرنے دی - قلعہ سے باہر جانے کا حکم دیا - وہ حواس باختہ اپنی جان کے بچ جانے کو غنیمت سمجھا اور اختیار خان کی پالکی میں بیٹھ گھر چلدیا - حصار کے ہر گوشہ وکنارہ سے آثار فتنہ اور صدائے آشوب بلند ہوئی - بادشاہ محل میں چلا گیا - اتنے میں رات ہوگئی قلعہ کے اندر اور باہر جانا بند ہوا شہر میں فتنہ مچا - دونو بھائیوں کی فوجیں کوچہ اور بازاروں میں مستعد ومہیا گھوڑوں پر سوار کھڑی تھیں - کوئی نہیں جانتا تھا کہ قلعہ میں کیا گذرا اور کیا گذر رہا ہے سید عبداللہ خان اور راجہ اجیت سنگھ اپنے اعیان سے مشورے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہوئی کیا

مرہٹون کے سردار مثل کھنڈو دہیاریہ و بالاجی بشونا تھہ اور سنتا وغیرہ دس بارہ ہزار سوارون
کے ساتھہ رات بھر ہتیارون مین اوپچی بنے اس انتظار مین ستارے گن رہے تھے کہ کب صبح
ہو جو ہنگامہ دار و گیر گرم ہو اور مال و عیال مردم پر دست دراز کرکے ذخیرے جمع کرین
ان ہوا جھوٹی سچی خبرین اڑنی شروع ہوئین کہ یک بعد اللہ خان مارا گیا اور ایسی اور
وحشت ناک افواہین اڑین۔ اعتقاد خان اور بعض اور امرا نے کہ مآل کار سے بے خبر تھے چاہا
کہ بازار سعد اللہ خان کی طرف امیر الامرا سے مقابلہ ہونے کے قصد سے سوار ہون۔
اعتماد الدولہ محمد امین خان و چین قلیچ خان بہادر از راہ زمانہ سازی و پختہ کاری حسین علیخان
کی رفاقت کی قصد سے گھر سے باہر آئے تھے اونکے نشان نمودار ہوئے بغیر اس کے
کہ مرہٹون کے ساتھہ مقابلہ و مقاتلہ ہو اور کارزار کی نوبت آئی۔ خاندوران خان کے
چودہ پندرہ کمبل پوش سوارون نے چند تیر مرہٹون کی طرف پھینکے مرہٹے میدان کے لڑنے والے
شہر کی گلیون مین لڑنا کیا جانین۔ ان کے سب سردار اور دس بارہ ہزار سوار ایک دفعہ فرار
ہوئے۔ بازار کے لچون اور تماشائیون اور بے روزگار مغلون نے خبردار ہو کر تلوارین ہاتھہ
مین لین اور ہر طرف سے مرہٹون کو مارتے سر سے پگڑی اوچک لے جاتے اور سر کو بدن سے
جدا کرتے۔ ہاتھہ سے نیزہ اور کمر سے شمشیر چھین لیتے۔ زین گوانے خالی کرتے اور خون سے
رنگین اور گھوڑون کو اور ہتیارون کو لے لیتے۔ مرہٹے اونکے آگے سے ایسے بھاگتے جیسے
بھیڑون کا گلہ بھیڑیے سے یہانتک نوبت آئی کہ دھوبیون قصائیون اور خاکروبون اور
اہل پیشہ نے لاٹھی بونگے مار کے اور زبان سے للکار کے اور تیز آنکھین دکھا کے جو جا ہا اونسے
چھین لیا۔ بھالے اور آفتاب گیر جو مرہٹون کا سرمایہ اعتبار ہے اسقدر اونھون نے پھینک دیے
کہ بعض بے سروسامانون کے لئے چھپرون کا مصالح جمع ہو گیا۔ بعض مرہٹے ننگے ہو گئے
اور منہ مین تنکا لیکر دکنیون کے دستور کے موافق پناہ مانگنے لگے۔ غرض چوک سعد اللہ خان سے
اونکی بنگاہ تک کہ تین چار کروہ پر تھا سب جگہہ مرہٹے قتل ہوئے۔ خافی خان بچشم خود مشاہدہ کرکے
لکھتا ہے کہ پندرہ بیس مرہٹون کے سوارون مین ایک آفتاب گیر ہوتا ہے اور وہ انکا سرمایہ تجمل ہوتا

چار پانچسو آفتاب گیر پڑے ہوئے تھے مقتولون کے گھوڑون اور گھوڑیون کے خوگیرون
مین اکثر لوٹ کا زر و زیور تھا اور اونکی کمرون مین ان روہیون اور اشرفیون کی ہمیانیان تھیں
جو اونھون نے راہ مین راجہ جے سنگھ کے دہات اور اور مسافرون سے لوٹی تھین - یہ سب
بازار کے لچون اور بیکار مغلون کے ہاتھ آئیں - پندرہ سو پیادے اور سوار اور ستا
سردار اور دو تین اور نامور اونکے کشتہ و زخمی ہوئے اگر یہ بات نہ ہوتی تو مرہٹے ہمیشہ
شبخون مارا کرتے کہ ہم نے پائے تخت مین جاکر ایک بادشاہ کو مقید کیا اور دوسرے
بادشاہ کو تخت پر بٹھایا - جب قلعہ کے باہر مرہٹے یون مارے گئے اور قلعہ کے اندر
سید عبد اللہ خان کے مارے جانے کے خبر شہر کوچہ و محلہ مین اڑی - غازی الدین خان
غالب جنگ و سادات خان خسر بادشاہ مع پسر اپنے گھر سے سوار ہوئے اعتقاد خان
باتفاق سید صلابت خان داروغہ معزول توپخانہ اور میر مشرف اور منوہر سرداری
بادشاہی دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ بازار سعد اللہ خان مین معرکہ آرا ہوئے
ان فوج کشیون اور اور سید عبد اللہ کے مارے جانے کی خبر نے لشکر سادات مین
پریشانی پیدا کی - چار پانچ ہزار سادات بارہ وزیر کے فکر مین تھے کہ اعتماد الدولہ حسین علیخان
پاس آگیا اوسے اونکو استقامت ہوئی - نظام الملک بہادر فتح جنگ نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے
گیا عقل و دوربین کی مدد سے حرکت مین فائدہ نہ جانا ناچار خانہ نشین ہوا - خاندوران خان
گھر سے نہین نکلا - امیر الامرا نے باہر فساد دیکھ کر سید عبد اللہ خان کو تاکید کی کہ جلد کام
سے الفراغ حاصل کرو جب قلعہ کے اندر قطب الملک کی حیات اور غلبہ کی خبر تحقیق ہوگئی
تو افواج دل باختہ سادات فراہم ہوکر چاندنی چوک مین غازی الدین خان و سادات خان
اور اوسکے بیٹے سے لڑنے لگی - بان بندوق چلنے لگی - غازی الدین خان کے ہاتھی کا
اول ہی بان کے لگنے سے منہ پھر گیا - سادات خان زخمی ہوکر مارا گیا - اس ضمن مین
آخر خان لاہوری دروازہ پر نمودار ہوا - سید حسین علی کے آدمیون نے دروازہ بند کردیا - ناچار
اوسنے معاودت کی - اعتقاد خان نے اپنے ہمراہیون سمیت سعد اللہ خان کے چوک کی طرف

اور اپنے گھر کے پاس چند حملے کئے مور جال باندہ کے بیٹھا آخر کو مقید ہوا - اوسکی شامت سے بازار سعد اللہ خان کی چند دکانین تاراج ہوگئیں - ابھی بازار دار و گیر گرم تھا کہ شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کے جلوس کا شادیانہ بجا اور امان کی منادی ہوئی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب بادشاہ محل میں چلا گیا تو سید عبد اللہ خان و حیات سنگھ نے افسانہ و افسون سے پیغام بادشاہ پاس بھیجے کہ وہ محل سے نکلے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا حبشی اور ترکی کنیزین جنگ کے لئے تیار ہوئین - افغان اور چیلے اور نجم الدین علیخان برادر قطب الملک پسر صلابت خان رسیلہ محل مین گھس گئے اور عورتون کو خوب مارپیٹ بادشاہ کا پتا لگایا اور وہ بام محل کے کوٹھے کے گوشہ مین چھپا ہوا تھا - اوس کو بڑی بے حرمتی سے کھینچکر باہر لائے جسوقت فرخ سیر کو پکڑا تو اوسکی مان بیٹیون بیولیون اور بیگمون نے اوس کو گھیر لیا اور رونا پیٹنا شروع کیا اور گرفتار کرنے والون کے پانوٗن مین سر رکھا ہاتھ جوڑے خدا کے واسطے دئے مگر ایسے وقت مین کون ایسی باتین سنتا ہے - زیور عورتون کا لوٹ لیا اور بے حرمت کیا - فرخ سیر کی آنکھون مین سلائی پھیری اور قلعہ کے اندر تربولیہ کے اوپر حبس خانہ مین جو قبر کی صورت تھا اس بادشاہ کو قید کیا - ایک طشت و آفتابہ قضائے حاجت کے لئے اور پانی کی صراحی دی -

محمد فرخ سیر کی سلطنت پُر فساد سوا جہاندار شاہ کی سلطنت کے گیارہ مہینے کی جنکو اوسنے اپنے ایام سلطنت مین دفاتر مین ثبت کرایا چھ سال چار ماہ کچھ دنون ہی - اس عزل و نصب کی تاریخ کہ ایک بادشاہ گرفتار ہوا اور دوسرا سات برس کا قیدی بادشاہ ہوا - (فاعتبروا یا اولی الابصار) ہے +

ذکر سلطنت محمد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات

فرخ سیر کی قید سے قلعہ کے اندر اور شہر سے باہر ایک ہنگامہ برپا ہوا تو قطب الملک اور

+ ابو البرکات رفیع الدرجات محمد شمس الدین

امیر الامرا نے اوسکے فرو کرنے کے لئے چاہا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائین مگر بہادر شاہ
اور فرخ سیر نے شاہزادے چن چن کر قتل کرائے تھے اور جو زندہ تھے وہ زندان مین تھے
یا محلون مین چھپے چھپائے لڑکیون کی طرح پرورش پا رہے تھے - ان سیدون کو
بھی ایسا ہی شہزادہ بھولا بھالا عقل کا پورا چاہیے تھا کہ کٹ پتلی کی طرح اونکے اشارہ پر چلے
تو اونھون نے یکم ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء کو شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد
رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اوزنگ زیب کے نواسہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا
اوسکی عمر بیس برس کی تھی - وارث تاج اوسکی تاریخ ولادت ہی - وہ مدقوق تھا قید خانہ
مین پڑا رہتا تھا - شورش عام اور غلبہ اژدحام ایسا تھا کہ اتنی فرصت نہ ملی کہ بادشاہ حمام مین جاتا
اور کپڑے بدلتا اور تخت کی آرائش اور زینت ہوتی وہ اسی لباس مین کہ پہنے ہوئے تھا
تخت پر بٹھایا گیا صرف مالا مروارید اوسکے گلے مین ڈال دی - شہر کے رفع فساد اور آشوب
کے لئے الامان الامان کی منادی کرادی اور صدائے شادیانہ بلند کی قطب الملک آداب
بجا کر بادشاہ کو لایا اور اپنے خاص ہمدمون اور معتمد نوکرون کو قلعہ کے اندر رکھا اور دروازون پر
اور دیوان خاص و عام مین سب جگہ اپنے خاص معتبر آدمی بٹھا دئے - خواجہ سرا و خواص
اور اور کارخانجات کا عملہ فعلہ اپنے اعتمادی نوکرون مین سے مقرر کیا -

اول ہی رمضہ کے دیوان مین راجہ اجیت سنگھ و بادکش اور راجہ رتن چند کی آرزو کے
موافق جزیہ کی معافی کا حکم دیا گیا اور امن امان سلطنت کے احکام اطراف مین روانہ کئے
اعتقاد خان کو سخت خواری کے ساتھ قید اور اوسکی جاگیر اور گھر ضبط کیا - باوجودیکہ اوسنے
نقد و جواہر متفرق کر دئے تھے - پھر بھی اوسکا گھر روپیون اور اشرفیون اور طلا و مرصع آلات
و ظروف نقرہ سے بھرا ہوا تھا اونکو ضبط کیا - بادشاہ نے جو اوسکو جواہر اور مروارید عطا
کئے تھے اونکی بازیافت کے لئے اوسکو خفیف و ذلیل کرتے تھے اسی طرح بادشاہ مظلوم کے
خالوے اور حسن پورہ شائستہ خان اور سادات خان کے بیٹون اور سید صلابت خان داروغہ
توپخانہ و افضل خان صدر اور اور بادشاہ کے غلامون اور ہواخواہون کی جاگیرین ضبط

راجہ اجیت سنگہ کی بیٹی زوجہ فرخ سیر کی جاگیر راجہ کی خاطر سے بحال رہی - والاشاہی منصبداروں مین اکثر پچاس روپیہ ماہوار اور بعض زیادہ جاگیر کے مقرر ہونے تک نقد پاتے تھے اور ایک جماعت پاس جاگیر تھی اور اکثر نقد پانے کی امید مین جاگیر کو منصبداروں کی جاگیر مین محسوب کرتے تھے اُنکو حکم ہوا کہ جس کا نوکری کرنے کا ارادہ ہو وہ حسین علی خان کی سرکار مین گھوڑے کو داغ دلواکے اور دن کی شرح کے موافق پچاس روپیہ ماہوار سرسری لین - اعتماد الدولہ محمد امین خان اپنی بخشی گری دوم پر بحال رہا نظام الملک کو صوبہ مالوہ اور سربلند خان کو صوبہ کابل ملا -

فرخ سیر کا مارا جانا اور دفن ہونا -

اس طرح بادشاہ کی قید پر دو مہینے گذرے - وہ محبس مین پڑے عذاب بلا مین مبتلا تھا مشہور روایت یہ ہے کہ مکحول کرنے مین اوسکی آنکھون کا نور بالکل زائل نہ ہوا تھا - سادہ لوحی اور حب ریاست سے مدعیان سلطنت کے ایام گذشتہ کے غدر کا پیغام بھیجتا اور درخواست کرتا کہ مجھے پھر تخت پر بٹھادو میں دونو بھائیون کو سلطنت کا اختیار دیدونگا - ابھی عبد اللہ خان افغان کی جو بادشاہ زندہ بگور کا نگہبان تھا چاپلوسی کرتا اور اوسکو ہفت ہزاری منصب کا امیدوار کرتا اور قید خانہ سے اپنے نکالنے کا اور راج دھیراج جے سنگہ سوائی پاس پیغام پہنچانے کا مشورہ دیتا جسکو وہ اپنی نجات کا وسیلہ جانتا تھا - یہ خان اوس کے مافی الضمیر پر اطلاع پاکر سلطنت کے صاحب مدارون کو خبر دیتا - اس سبب سے وہ اس سادہ لوح محبوس کے مارنے کے درپے ہوئے - دو دفعہ اوسکو زہر دیا اثر نہ ہوا تیسری بار دو دفعہ زہر نے اثر کیا مگر جان جلدی نہین نکلتی تھی کہ دونو بھائیون نے باوجود کفالت مستحکم کلام الٰہی ایسی سختی کی کہ فرخ سیر کو تسمہ کشی اور زدوکوب سے مروا دیا مرنے سے بارہ گھڑی بعد کفن و دفن مین مشغول ہوئے - تابوت کو مقبرہ ہمایون مین لائے - دو تین ہزار مرد و زن خصوص شہر کے بچے و فقیر جنکو بادشاہ سے فیض پہنچتا تھا - تابوت آگے آگے روتے پیٹتے سر پر خاک ڈالتے ہوئے گریبان چاک گالیان دیتے ہوئے جاتے تھے حسین علی خان نے بخشی دلاور علی خان و سید علی خان برادر بخشی سید عبد اللہ خان

تابوت کے ساتھ جانے کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ اور اعیان شہر کی ایک جماعت مجبور رقت کرتی ہوئی رفاقت مین تھی۔ لوگ اس جماعت کی بالکی اور گھوڑون پر پھیکتے تھے۔ اور روٹی پیسے جو فقرا کو خیرات دیتے تھے وہ نہ لیتے تھے۔ سوم کے روز ایک جماعت بچون اور گداپیشون کی اس چبوترہ پر جمع ہوئی جسپر بادشاہ کو غسل دیا تھا بہت سا طعام پکا کے فقرا کو کھلایا۔ مجلس مولود کی صبح تک احیائے شب کیا۔ تذکرہ چغتائیہ میں لکھا ہے کہ فرخ سیر کی ۳۸ برس کی عمر تھی۔ اور جب سے اوسنے پٹنہ مین تخت سلطنت پہ جلوس کیا مدت سلطنت اوسکی سات سال ایک مہینہ نوروز تھی اور جہاندار شاہ کی شکست کے بعد چھ برس تین مہینے ۴ دن +

بعد اس واقعہ کے بقول عوام بادشاہی خزانہ وجواہر ومرصع آلات وہاتھی گھوڑون کو دونو بھائیون نے اپنے تصرف واختیار مین کیا اور حصہ رسدانمین سے انتخاب کرکے اپنے کارخانجات مین داخل کیا۔ سید عبداللہ خان کو عورتون کے ساتھ محبت وعشرت پر بڑی رغبت تھی۔ مشہور روایت یہ ہے کہ دو تین عورتین حور لقا بادشاہی محرمان حرم مین سے پسند کرکے وہ اپنے تصرف مین لایا باوجود یکہ زیادتی حرص وخواہش شہوت رانی سے اوسکے پاس خود بہت سی خوش ادا عورتین مزے اوڑانے کے لئے موجود تھین +

بعد ان سوانح کے ایک دن یا ایک رات بھی دونو بھائیون کو میسر نہیں ہوئی کہ جسمین اونکو اپنی جان وآبرو کا خوف نہ ہوتا اور دل کی مراد کے موافق کامرانی اور لذت زندگانی اٹھاتے۔ دونو بھائیون میں باہم محبت اخوت کدورت باطنی ووسواس غلبہ تسلط سے بدل گئی۔ بحسب ظاہر وزارت کے سبب سے امور ملکی کا اختیار بڑے بھائی کے ہاتھ مین زیادہ تھا لیکن امیرالامرا حسین علی خان اپنی شجاعت وتہورکاردانی فیض رسانی ومعاملہ فہمی پر اس مرتبہ پر غرور رکھتا تھا کہ کسی کی اپنے آگے ہستی نہیں سمجھتا تھا اور اپنے آگے بڑے بھائی کو ہیچ جانتا تھا۔ زیادہ تر امرائے جلاوت پیشہ کا رطلب کو رعایت واعانت سے اپنا رام ورفیق کیا تھا اور ملک کے بندوبست کا اختیار اپنی طرف کھینچتا تھا اس سبب سے

افواہ عوام میں بھائی بھائیون کی ناموافقت کی طرح طرح کی باتین مشہور ہوتین لیکن بحسب ظاہر معاندون کے فساد اور عناد کے ملاحظہ سے سرشتہ اخلاص و اتحاد و اخوت کو ہاتھ سے نہ دیتے تھے واقعہ طلب خنہ جریون کی دست و زبان دراز ہو سکے اونکو ارباب حاجت کے کامون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی وہ ان کامون مین اپنا صرف اوقات کرتے تھے کہ امراء منضرب و منکوب کا اموال ضبط کرین دور و نزدیک سے خزانہ و جواہر جمع کرین اطراف کے سرکشون کے لئے جو گردش سلطنت کے سننے سے اطاعت نہیں کرتے تھے اونکی تنبیہ کے لئے فوجین روانہ کرین۔ راجہ اجیت سنگھ نقد و جواہر سے مالا مال ہوکر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونو طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازار کے کنجے اسے سناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا لیکر اور اپنا منہ کالا کرکے اس شہر سے باہر جانا چاہتا ہے۔ راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریونکو اس تقصیر میں گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے اُن کو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کی +

بادشاہ کی شہادت پر دس پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۱ کو قلعہ اکبر آباد کے ہزاریون نے نیکوسیر پسر محمد اکبر نبیرہ بہادر شاہ کو جو قلعہ مین محبوس تھا اکبر آباد مین بادشاہ بنایا۔ اور سیم و زر پر یہ سکہ لگایا +

بزر زد سکہ صاحبقرانی شہ نیکوسیر تیمور ثانی

سنہ ۱۱۳۹ محمد اکبر اپنے باپ اورنگ زیب سے باغی ہوا تھا۔ اورنگ زیب نے اوسکے بیٹے نیکوسیر اور دو بیٹیون کو مقید کرکے قلعہ اکبر آباد مین بھیجدیا تھا۔ ان بیٹیون مین سے ایک کی شادی شاہزادہ رفیع الشان سے اور دوسری بیٹی کی شادی شاہزادہ جہان شاہ پسر بہادر شاہ سے کی تھی نیکوسیر چالیس سال سے قلعہ مذکور مین ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا + بعض امرا نے اوس کو تخت پر بٹھاکے قلعہ کے اوپر سے دارالامارت عزت خان پر گولہ لگایا تو عزت خان کو اس آشوب کی خبر ہوئی اوسنے باہر

اکبر آباد مین نیکوسیر کا بادشاہ ہونا +

خیمہ لگایا اور دونو بھائیون کو اسکی خبر دی اونھون نے راجہ بھیم اور چورامن جاٹ کو عزت خان کی مدد کے لئے بھیجا نیکوسیر کی مدد کا وعدہ راجہ دھیراج جی سنگھ اور راجہ جھبیلا رام نے الہ آباد سے اور فتح الملک نے مالوہ سے کیا تھا مگر یہ امیر اپنے جھگڑون مین ایسے پھنسے ہوئے تھے کہ نیکوسیر کی مدد کے لئے کسی نے حرکت نہ کی بادشاہ رفیع الدرجات مرض دق مین مبتلا تھا سادات کے حکم سے حکما اوسکے علاج مین کوشش کرتے تھے لیکن مدقوق کے لئے کوئی معالجہ تفریح طبع اور نغمات راحت افزا وحکایات فرحت رسا سے بہتر نہین ہے بادشاہ مجبور امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتا تھا بلکہ تصویر کا حکم رکھتا تھا کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیہ کردی تھی اور اوسکے دور مین قطب الملک کے آدمی منصوب تھے اس غم والم سے روز بروز اسکا مرض بڑھتا تھا دوا فائدہ نہین کرتی تھی - آلام جسمانی کے سوا افکار روحانی مین اور مبتلا ہوا - اکبر آباد کی خبر نے اسکے غم کو اور زیادہ کیا قریب المرگ ہوا - اوسنے سیدون سے کہا کہ اگر میرے بڑے سگے بھائی رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ اور میری زندگی مین اوسکے نام کا سکہ وخطبہ جاری کرو تو میری کمال خوشنودی کا سبب ہوگا اور مین آپ کا احسان مانون گا سادات نے قبول کیا - رفیع الدولہ کو تخت پر بیٹھے ہوئے تین روز ہوئے تھے کہ رفیع الدرجات نے عین جوانی مین روضہ جاودانی کو کوچ کیا - تین ماہ دس روز برائے نام سلطنت کرگیا -

رفیع الدرجات کا مرنا

ذکر سلطنت رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی

۲ - ماہ رجب ۱۱۳۱ھ کو رفیع الدولہ کو جو برادر مغفور مرحوم سے ڈیڑھ سال بڑا تھا - شاہجہان ثانی کا لقب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا (شنبہ بستم مہ رجب بود) تاریخ جلوس ہے صرف اسکے نام کا سکہ وخطبہ جاری ہوا اور امور ملکی مین کوئی اختیار اوسکو نہ ملا - اوس کو چارون طرف سے قطب الملک کے منصوب گھیرے ہوئے تھے اوسکے باہر جانے اور اندر آنے اور لباس وخوراک کا اختیار ہمت خان کو تھا جمعہ کی نماز اور شکار کی بے حضور سادات

کسی امیر سے بات کرنے کی ممانعت تھی اوسکی ابتداے سلطنت مین محمد فرخ سیر کے خالو
شائستہ خان نے سپاہ جمع کرکے راجہ جی سنگھ پاس خفیہ جانے کا ارادہ کیا تھا مگر راجہ پاس
پہنچنے سے پہلے طرفین سے فوج کشی پر نوبت آئی بغیر لڑے وہ بے آبرو ہوکر قید ہوا اور اسکا
گھر بار ضبط۔ امیر الامرا نے عزت خان کی مدد کو قلعہ اکبر آباد کے محاصرہ کے لئے حیدر قلی خان
بہادر کو بطریق ہراول روانہ کیا۔ اور شعبان کو خود امیر الامرا اور پچیس ہزار سوارون
کے ساتھ اکبر آباد روانہ ہوا۔ اس مابین مین مختلف خبرین اڑین جنمین سے صرف یہ
خبر سچ تھی کہ راجہ جی سنگھ نیکوسیر کی مدد کے لئے انبیر سے ایک منزل نو دس ہزار
سوارون کے ساتھ چلا۔ باقی فقرا مجذوب کی زبانی اور سالکان صاحب کرامت
اور گوشہ نشینان واصل باللہ دفال کلام اللہ و تفول خواجہ حافظ وخواہہا صلحا و حکام
رمالان و منجمان کی دست آویز پر نیکوسیر کی سلطنت نے دل اور زبان پر سکہ لگایا تھا۔
مجالس و محافل مین بے اصل مختلف خبرین اڑتی تھین کہ نیکوسیر فقیر کی صورت مین راجہ
جی سنگھ سوائی پاس چلا گیا اور راجہ وزمیندار وچھیلا رام بیس ہزار سوارون کے
ساتھہ اور نظام الملک آب وتاب سے روانہ ہوئے ہین ایسی خبرون کی شہرت سے قطب الملک
بادشاہ کو اپنے ساتھہ لیکر باتفاق مہاراجہ اجیت سنگھ بتیس ہزار فوج سے زیادہ لیکر جی سنگھ سے
لڑنے کے لئے اکبر آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ ان ہی ایام مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنی بیٹی
زوجہ فرخ سیر کو ایک کروڑ روپیہ کی دولت کے ساتھہ روانہ کیا۔ زمانہ سلاطین سلف مین
راجاؤن کا تسلط ایسا تواریخ مین دیکھنے مین نہین آیا کہ کوئی راجہ اپنی بیٹی کو بادشاہون
کے عقد ازدواج مین دینے کے بعد اپنے گھر لے گیا ہو۔ اکبر آباد مین حیدر قلی خان بہادر
اور عزت خان بھیر وشکر کی طرح آپس مین مل کر رفیق ہوگئے قلعہ کا محاصرہ کیا مورچال
باندھے و دمدمے لگائے سید حسین علی خان بھی آگیا طرفین کے گولون کے صدمات
اور ضرب سے قلعہ کے اندر اور باہر بہت گھر خراب ہوگئے مساجد و شہر مین خستگی و خرابی زیادہ
ہوئی محاصرہ پر تین مہینے گذرے تین افغان قلعہ کو جاتے تھے کہ وہ پھیرے آئے تینون

توپ سے اوڑائے گئے تعجب ہے کہ اونمین سے دو اڑ گئے اور ایک بچ گیا +

قطب الملک بسبب سات کے توقف کرتا ہوا جے سنگھ کے مقابلہ کے لئے گیا۔ اکبرآباد سے چالیس کوس پر مقیم تھا جے سنگھ نے جب دیکھا کہ نیکوسیر کی مدد کو کوئی کمکی نہیں آیا اور قطب الملک متہرا مین مجھ سے دس کوس پر پہنچا تو راجہ نے اپنا وکیل قطب الملک پاس معافی تقصیر کے لئے بھیج دیا +

نیکوسیر کا ایک منشی نتھمل تھا اوسکو باہر کے بعض محیل ہزاریون نے بلایا کہ ہم اوسکے ساتھ قلعہ مین نیکوسیر پاس جائینگے۔ وہ رات کو بعض ہزاریون کے لینے کے لئے آیا تو اوس کو مقید کرکے امیرالامرا پاس لے گئے نتھمل کے قلمدان سے امیرالامرا کے اکثر امیرون کے خط نیکوسیر کے نام کے نکلے۔ امیرالامرا نے اونکو مخفی کر دیا صرف اسد علی خان مردان علی خانی کا خط برملا ہوا اوسکو مغضوب و منکوب کرکے جاگیر اوسکی ضبط کرلی۔ محمد عسکری برادرزادہ نیکوسیر چھبیلا رام پاس پیغام بھیجا تھا گرفتار ہوا۔ جب محمد عسکری گرفتار ہو گیا اور راجہ جے سنگھ کا وکیل قطب الملک پاس عفو تقصیر کے لئے گیا۔ ایام محاصرہ کو امتداد ہوا قلعہ مین آذوقہ باقی نہیں رہا تو سہزاریون نے مایوس ہوکر چورامن جاٹ کی معرفت صلح کا پیغام امیرالامرا پاس بھجوایا۔ اور جان و آبرو کی امان کا عہد و پیمان لیکر قلعہ کی کنجیان حوالہ کین ۔۔۔ رمضان کو نیکوسیر مع اور متوسلون کے مقید ہوا۔ جان کی امان دیکر اونکو امیرالامرا پاس لائے۔ متر سین کو جسنے یہ سارا فساد مچایا تھا۔ اپنی جان بخشی کا اندیشہ تھا اسلئے اوسنے خود کشی حمد سر سے کی۔

امیرالامرا نے نیکوسیر سے فارغ ہوکر خزانہ و جواہر اور اجناس پر جو تین چار سو برس سے سکندر لودی اور بابر کے وقت سے کوٹھون مین جمع ہو رہا تھا اور اس مین خاص کر نور جہان اور ممتاز محل کے اموال تھے بعض کارخانجات سر بستہ تھے جنمین ظروف طلا و نقرہ بہت تھے اور کئی ہزار اینٹین سونے کی تھین عوام دو تین کروڑ روپیہ کا مال بتلاتے تھے۔ اون کے جمع کرنے کے لئے امیرالامرا نے پندرہ سولہ مقام کئے۔ کل اجناس مین یہ چیزین بڑی بیش قیمت تھین۔ ایک چادر مروارید تھی جو ممتاز محل کی قبر کی پوشش کے لئے شاہجہان نے

بنوائی تھی عرس اور شب جمعہ کو قبر پر ڈالی جاتی تھی - نور جہان کا اختراع کیا ہوا جوڑہ چق اور ایک ٹیکہ بڑا بیش بہا تھا - بہ حال ان اموال سے کوئی حصہ سید عبداللہ کو نصیب نہیں ہوا مگر چار مہینے کے بعد بے مرگی سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبداللہ خان کو ملا - امیرالامرا نے وسط شوال مین اکبرآباد سے کوچ کیا - فتح پور مین دونو بھائی مل گئے - راجہ جی سنگھ سے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ راجہ اجیت سنگھ ان پرگنون سے ہاتھ اٹھائے جو اونے محال بادشاہی کے بابت جاگیر کی طلب کے دعوی کے اپنے تصرف مین کر لئے تھے جی سنگھ کی یہ درخواست قبول ہوئی کہ روح اللہ و تہور خان کے قصور معاف ہوکے جو راجہ کی رفاقت مین تھے - یہ مقرر ہوا کہ سرکار سورت صوبہ احمد آباد کی فوجداری راجہ جی سنگھ کو ملے اور صوبہ داری احمد آباد و اجمیر ضمیمہ جودہ پور ہو - اس صورت مین دارالخلافہ اکبرآباد سے تیس کروہ کے راجہ جی سنگھ کا وطن ہے کنار دریائے شوتہ تک کہ مراد سورت ہے ان دو راجاون پاس ملک ہوگیا -

بادشاہ شاہجہان ثانی مرض اسہال مین مبتلا تھا اور اب مرض روحانی مین اور گرفتار ہوا وہ اس دنیا سے رحلت ہوا تین مہینے چند روز برائے نام سلطنت کر گیا ان دو نو بھائیون کو سلطنت سے کچھ بہرہ نہ ملا - ناکام دنیا سے گئے +

ذکر سلطنت مرزا روشن اختر ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ

رفیع الدولہ کی سلطنت پر تین مہینے دس روز گذرے تھے کہ موت کے آثار اسپر ظاہر ہوئے سید عبداللہ خان مایوس ہوا اور ماہ شوال کے اواخر مین غلام علی خان لیہ خانجہان خالو زادہ کو فتح پور سے روشن اختر کے لانے کے لئے بھیجا - وہ خجستہ اختر جہان شاہ کا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا تھا - اٹھارہ برس کی عمر تھی - ۱۵ - ذی قعدہ ۱۱۲۴ھ مین پیدا ہوا تھا خوبصورت جوان تھا - ذہن اچھا نہ تھا مگر فہم و فراست سے بالکل خالی بھی نہ تھا - قلعہ سلیم گڈھ مین مقید تھا - نواب قدسیہ بیگم اوس کی مان اس قید خانہ مین شریک تھی - وہ معزالدین جہاندار شاہ کے عہد سے اپنے بیٹے کو اسی زندان مین پالتی تھی -

یہ بیگم نہایت عاقلہ اور ہوشیار زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھی تھی - چند دفعہ روشن اختر سے امیرون نے آنکر عرض کیا کہ تخت سلطنت حاضر ہے چلکر اپنے قدمون سے اُسے مشرف کیجئے تو اس فرزانہ بیگم نے یہ سمجھکر کہ جو بادشاہ ہوتا ہے وہ تخت کی قربانی بنتا ہے امیرون کے سامنے ہاتھ جوڑے اور کہا کہ برائے خدا مجھے اس یتیم کے لئے تاج نہیں چاہئے اسکا سلامت رہنے دیجے - امیرون نے بہت عہد و پیمان کرکے اوسکی تسلی تشفی دی قلعہ شاہجہان آباد میں روشن اختر ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا روشن اختر کے پہنچنے تک ایک ہفتہ یا عشرہ رفیع الدولہ کی لاش مخفی رکھی گئی ۱۵ - ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۹ء کو روشن اختر نے فتح پور مین تخت سلطنت پر قدم رکھا اور ابو الفتح یا ابو المظفر ناصر الدین محمد شاہ اپنا لقب رکھا - ایک شخص نے اسکے اُترواسے نکلنا اور فرمان روا ہونے کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد　　یوسف از زندان برآمد شاہ شد

اس تاریخ مین دو سال زائد ہین - ایک شخص نے استاد کے اس شعر سے یہ تاریخ نکالی ؎

چو خواہد کہ ویران کند عالمے　　نہد ملک در پنجۂ ظالمے

یعنے ملک کے عدد پنجہ ظالم کے اعداد مین زیادہ کرین تو تاریخ کے سنہ حاصل ہوتے ہین یہ شہزادہ قید خانہ کی کوٹھری سے نکل کر ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھا مگر سیدون کی قید سے رہائی نہ ہوئی - اونہون نے اوسکے گرد اپنا پہرہ چوکی جمائے رکھا - انھین کی حوالات مین کبھی باغ کی سیر کو آنا کبھی چڑیا کے شکار کو چلا جانا - محل سے نکلا تخت پر بیٹھا - تخت سے اوترا محل مین چلا گیا - وہ دل مین حیران تھا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون یا شطرنج کا بادشاہ ہون - کہ سید اوسکو جس خانہ مین چاہتے ہین بٹھا دیتے ہین - تخت پر بیٹھے ہوئے تھوڑے دن گذرے تھے کہ سیدون کی امید کے برخلاف اپنا اقتدار اور سیدون کے ہاتھون سے نکل جانے کا اظہار کیا - آغاز سلطنت مین اس بادشاہ نے اپنی فراست و عقل دکھائی مگر کچھ عرصہ کے بعد شراب کے نشہ مین ایسا مست ہوا کہ تاج کو سر پر نہ سنبھال سکا - بادشاہ کی

سلطنت کا آغاز فرخ سیر کی وفات سے شمار ہوتا ہے بیچ مین دو نو بادشاہون کی سلطنتون کا زمانہ کالعدم ہے +

قدسیہ بیگم امور ملکی کے دقائق اور معاملات کے غوامص مین بے اصابت رائے اور فہم رسا رکھتی تھی وہ حسب صلاح وقت سررشتہ حزم و احتیاط کو ہاتھ سے نہین دیتی تھی ——— سیدون کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہین ہونے دیتی — پندرہ ہزار روپیہ مہینہ اس بیگم کو ملتا تھا میر جملہ کو صدارت کل کی خدمت مقرر ہوئی - رتن چند کل امور ملکی مالی و شرعی یہانتک قضات بلاد اور ارباب عدل کے معین مین اس مرتبہ پر استقلال رکھتا تھا کہ تمام بادشاہی متصدی جزو کل کے معطل تھے - سوا اسکی کہ انکی مہر دستاویز پر لگتی کوئی دخل اونکو نہ تھا نقل ہے کہ ایک روز رتن چند کسی شخص کو عبداللہ خان کے پاس لایا اور کسی بلدہ کی خدمت قضا پر مقرر کرایا تو سید عبداللہ خان نے ایک گستاخ مصاحب کی طرف رخ کرکے مسکراکر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضی کو تجویز اور مقرر کرتا ہے تو اس مصاحب نے جواب دیا کہ راجہ جیو امور ملکی و دنیوی کے نظم و نسق سے فارغ ہو چکے ہین اب کاروبار دینی کے انتظام مین مشغول ہوئے ہین +

چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد ان دونو بھائیون کی اطاعت نہین کرتا تھا - اور اونکی نسبت چندنا ہموار حرکتین کر چکا تھا حسین علی خان نے اوسکی تنبیہ کے لئے اکبر آباد کی طرف پیش خانہ لے جانے کا حکم دیا کہ چھبیلہ رام کے مرنے کی خبر آئی - اگرچہ اس خبر کو امیر الامرا دل مین اپنے خوش طالعی سمجھا مگر ظاہر مین غرور سے کہا کہ افسوس ہے کہ اوس کے سر کو نوک سنان پر اور اوس کے دشمن کو ہاتھی کی دم مین لٹکا ہوا خلقت نے نہ دیکھا - اسی اثنا مین یہ شہرت ہوئی کہ گردھر بسر دیا دھر اوسکے برادر زادہ نے جو اسکا مقدمۃ الجیش اور قوت بازو تھا چچا کے مرنے کے بعد سپاہ جمع کی اور قلعہ الہ آباد کے برج و بارہ کو استوار کیا جب سیدون کو یہ حال معلوم ہوا محمد شاہ کو فتح پور سے آگرہ مین لے آئے - اور مہم الہ آباد کی شہرت دیکر جمنا پر پل بندھوایا - اور سرداول کے طور پر سپاہ مقرر کی جب

چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کا مرنا اور سیدون کا اوسکے گرد مہم بھیجنے کا آخری فیصلہ

گردھر نے یہ خبر سنی کہ الہ آباد کے محاصرہ کے لئے تیاریان ہورہی ہیں تو اوسنے اپنے وکیل بھیجکر عفو تقصیر کی - اور اطاعت کی چند شرائط کے ساتھ درخواست کی - اوسنے کبھی چاہا کہ صوبہ الہ آباد بحال رہے کبھی یہ کہ صوبہ اودہ عنایت ہو - آخر کو یہ ٹھیرا کہ جھبیلہ رام کا کریا کرم کرکے وہ الہ آباد کو خالی کردے اور اودہ کی صوبہ داری اور خطاب بہادری کا فرمان گردھر کے نام صادر ہو - گردھر کی اس صلح پر خاطر جمعی نہ تھی اسلئے حیدر قلی خان بہادر ایک شائستہ فوج کے ساتھ اوسکی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا - کسی شخص واحد کے اختیار مین مصالحت و جنگ ہوتی تو اس مہم کو طول نہ ہوتا - بارہ کے سردار اپنی رائے پر قائم نہ تھے - تن چند کی بغیر صلاح کسی کو اختیار نہ تھا - گردھر سادات کے قول و عہد پر اعتماد نہ کرتا تھا - ہر ہفتہ و مہینہ مین قلعہ کے خالی کرنے کا صبح و شام وعدہ مشہور ہوتا تھا - پھر جنگ و محاصرہ شروع اسلئے مقدمہ کو طول ہوتا تھا - اکبر آباد سے حسین علی خان نے جمنا کے کنارہ پر عبور کیا - لیکن یہ جانکر کہ قلعہ الہ آباد کو تین طرف سے جمنا و گنگا گھیرے ہوئے ہین - گردھر نے برج و بارہ قلعہ کے استحکام مین اور ذخیرہ و مصالح جنگ کی گرد آوری مین کوشش کی ہے اسکی سرکشی کی شہرت سے تمام محالات خالصہ و عمدہ جاگیر داردن میں پورا خلل پڑیگا اس کا لحاظ اوسنے کیا کہ اگر قلعہ کے محاصرہ مین امتداد ہوا تو تمام صوبون میں ملک میں تحصیل مال اور رعایا کے حال مین فساد کلی پیدا ہوگا - آج کل مین قلعہ کے خالی کرنے کی خبر تواتر کے مرتبہ کو پہنچی تھی کہ بادشاہ اور سید عبد اللہ خان کا پیش خانہ غرہ ربیع الآخر کو شاہجہان آباد کی طرف چلا - پندرہ روز کے عرصہ مین سب لوگ شاہجہان آباد کو روانہ ہوگئے - گردھر کی وعدہ خلافی سے پیش خانہ شاہی برخلاف داب عزم سلاطین پھر آیا اور اس درمیان مین دونو بھائیون مین اکبر آباد کے اموال نقد و جنس کے باب مین جو نیکو سیر سے موافق قول مشہور کروڑون روپیہ کا برادر خرد کے تصرف مین آیا تھا مکرر کلمات رنجش آمیز درمیان مین آئے - سید عبد اللہ خان نصف حصہ اس مال مین سے مانگتا تھا - بہت منت سماجت سے اکیس لاکھ روپیہ سید عبد اللہ خان کو ملا - گو اس بخش کے اخفا

باب مین بہت کوشش کی جاتی تھی مگر وہ گفت و شنید مین آتی تھی +
گردھر کے متواتر نوشتے آئے کہ اگر رتن چند آنکر قول و عہد و پیمان آبرو جان کے بحال رکھنے کا کرکے مطمئن خاطر کرے تو مین قلعہ کو خالی کرتا ہون اسلئے دونو بھائیون نے صلاح کار اس مین جانی کہ رتن چند جاکر استمالت کرے - سنہ جلوس کے آخر ربیع الاول مین افواج شائستہ کے ساتھ رتن چند الہ آباد روانہ ہوا گردھر سے ملاقات ہوئی عہد و پیمان پر گنگا جلی اٹھی سوار صوبہ داری اودہ کی فوجداری مقرر کی کہ ہمیشہ صوبہ مذکور کی ضمیمہ ہوتی تھی دو تین اور فوجداری گردھر کی خواہش دو درخواست کے مطابق صوبہ داری اودہ کی ضمیمہ کی گئین - اور اوائل ماہ جمادی الاخری سنہ ۲ جلوس مین گردھر نے قلعہ خالی کیا اور صوبہ اودہ کو روانہ ہوا - اس خبر سے تین روز صدائے شادیانہ بلند ہوئی - کہتے آئے ہین کہ ہر خندہ کے آخر مین گریہ ہوتا ہے اور ہر شادی کی انتہا ماتم پر ہوتی ہے ابھی واقعہ طلب آدمی تسخیر قلعہ الہ آباد کی صدق و کذب کی تحقیق کر رہے تھے کہ کچھ اور ہی گل کھلا اور زمانہ نے ایک نیا رنگ دکھایا جس کی تفصیل آگے آئیگی +
بوندی کی باج گزار ریاست پر راجہ بدہ سنگھ اور راجہ بھیم سنگھ آپسمین لڑ رہے تھے - آخر کار راجہ بدہ سنگھ کو فتح ہوئی - راجہ بھیم شکست پاکر سید حسین علیخان کی پشت پناہ مین آیا - حسین علی خان کا بخشی سید دلاور علی خان تھا اوس کو امیر الامرا نے راجہ بھیم کی رفاقت کے لئے مقرر و مرخص کیا چھ ہزار سوار اوسکے ساتھ گئے اور خلوت مین اشارہ کردیا کہ بدہ سنگھ کی تنبیہ کے بعد راجہ جے سنگھ سے متفق ہوکر سرحد صوبہ مالوہ مین استقامت کرے اور حکم کا منتظر رہے اس حکم نے بڑا غضب ڈھایا جسکا ذکر آگے آئیگا +
سنہ ۳ جلوس مطابق ۱۱۳۲ کے سوانح اعظم یہ ہیں مہاراؤ بھیم سنگھ ہاڈہ و راجہ کوٹہ گجیسنگھ کچھواہہ راجہ نرور و سید دلاور علی خان و سید عالم علی خان کے امراء باعتبار کثرت فوج و سامان و استظہار و افتخار ملک سید حسین علی خان کے سرمایہ عجب پندار ہتے

سادات کا قتل اور نظام الملک بہادر فتح جنگ کی آمد

یہ سب نظام الملک بہادر فتح جنگ کے ہاتھ سے مادیہ عدم کے مسافر بنے - ان اقوال کی تفصیل بسبیل اجمال یہ ہے کہ سید عبداللہ خان کو یہ ناگوار خاطر تھا کہ امیر کبیر نظام الملک کو کل امرائے مغلیہ اپنا مرشد و پیر جانتے ہین اور اوسکی اطاعت کو دین و دنیا کی معموری کا ذریعہ تصور کرتے ہین اسلئے وہ اس تدبیر مین تھے کہ اوس کو ایسی جگہ بھیجے جو زور طلب ہو اور قلت مداخل اور کثرت مخارج سے پریشان و بے سامانی پیدا ہو اسلئے نظام الملک کو عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ مقرر کیا جہان کے زمین دار بڑے شورہ پشت اور مفسد اور نہایت زور طلب تھے نظام الملک نے اوسکو تسلیم کرلیا تھا کہ فرخ سیر کے شہید ہونے کا قصہ کھڑا ہوگیا جسکے سبب نظام الملک کا عظیم آباد جانا رہ گیا حسین علی خان

گربز و سلطنت مین اپنے بڑے بھائی سے اپنے تئیں بڑا جانتا تھا اسنے صلاح اسمین دیکھی کہ نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری بکفالت سوگند سپرد کی وہ رفیع الدرجات کے جلوس کے تیسرے دن مع عیال و اطفال و رفقا کے جو ایک ہزار منصبداران نقدی و جاگیردار تھے مالوہ کو روانہ ہوا - یہ لوگ سیدون کی بے توجہی سے پریشان حال فاقہ تھے - نظام الملک نے سپاہ اور توپخانہ کو جمع کیا — محمد غیاث خان نے اپنی مغلیہ برادری کو جو لیا دے بیٹے پالسو کے قریب تھوڑے اور ہتیار اور سامان اپنے گھر سے دیکر سوار بنایا - اور شیخ محمد شاہ والد الخیر خان و اسمعیل خان و قمر لباش وغیرہ کو بسطور فرض در عایت بہت روپیہ دیا — نظام الملک نے اپنی خدمت مامورہ پر جاکر سپاہ کو زیادہ کیا بندوبست واقعی مین مشغول ہوا مفسد و سرکش زمیندارون کی تنبیہ و تادیب و زیردستون کی حمایت کی - ابھی آٹھ سات مہینے اوسنے اس صوبہ مین جاگرم کی تھی کہ حسین علیخان کی رائے اسپر قرار پائی کہ گردھر کے مقدمہ کی فراغ کے بعد صوبہ مالوہ مین اقامت کرکے بندوبست دکن کے چھ صوبون اور چار صوبون احمد آباد و اکبر آباد و اجمیر و مالوہ کا خود کرے لہذا نظام الملک کے معزول کرنے کے لئے بہانہ طلب ہوا کہ مقدمات چند در چند ایسے واقع ہوئے کہ وہ حسین علی کو نقض عہد کے لئے بہانہ اور نظام الملک کی جانب کے لئے

سبب ہوئے۔ ان مقدمات کی تفصیل یہ ہے۔

اوّل جن دنون مین سید حسین علی خان اورنگ آباد سے فرخ سیر کی تسخیر کے لئے حضور شاہی مین آتا تھا اور آب نربدا سے اوسنے عبور کیا تھا اور قلعہ مانڈو صوبہ مالوہ کے نزدیک آیا تھا یہان مرحمت خان پسر امیر خان قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت اس ضلع مین رکھتا تھا اور اسکی شمشیر کی ہیبت اور بندوبست سے پہاڑی مفسدون نے اپنے گھرون مین سہنا چھوڑ دیا تھا۔ اوسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور بادشاہی نمک کا پاس کیا وہ امیر الامرا سے ملاقات کرنے نہ آیا جسکے سبب سے امیر الامرا کے دل مین سے بغض پیدا ہوا جب دونو بھائیون نے بادشاہ کو مار کر کامیابی حاصل کی تو انہون نے خواجہ قلی خان تورانی کو مانڈو کی قلعہ داری پر مامور کیا اور مرحمت خان کی جاگیر کو بدل دیا۔ خواجہ قلی خان قلعہ کے نزدیک آیا تو مرحمت خان نے بہ سبب سلطنت کے انقلاب کے قلعہ کے سپرد کرنے مین عذر کیا۔ خواجہ قلی خان نے مرحمت خان کی شکایت سادات سے کی اوسنے مرحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک کو تاکید لکھا کہ مغرور کو قلعہ سے باہر نکالو اور منصوب کو اس مین داخل کرو۔ نظام الملک مرحمت خان سے کہ بڑا خاندانی امیر تھا مورونی رابطہ رکھتا تھا اور وہ بادشاہ پاس جا نہیں سکتا اوسکو نظام الملک نے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے پاس بلا لیا۔ اور خواجہ قلی خان کو قلعہ دلا دیا۔ ان ہی دنون مین قلعہ رانا گدھ تعلق صوبہ مالوہ کو جو سرونج و بھیلسہ کے نزدیک ہے خان چند پسر جیسنگھ سال بندیلہ اپنے تصرف مین لایا۔ سید حسین علی خان نے نظام الملک کو لکھا کہ یہ قلعہ اوس کے قبضہ سے نکالے۔ نظام الملک نے مرحمت خان کو اپنے سرکار سے فوج ہمراہ کر کے اس کام پر تعین کیا۔ خان مذکور سرونج اور بھیلسہ مین گیا اور افاغنہ و رہیلہ وغیرہ کی سپاہ جمع کی اور قلعہ کو جبر و قہر سے لے لیا۔ یہ جس خدمت بھی اوسکے جرائم کی شفیع نہین ہوئی۔ نظام الملک نے اوس کی مراعات بزرگانہ کی صوبہ مالوہ کی بعض بندوبست اوسکے سپرد کئے۔ مرحمت خان نے مفسدون کی تنبیہ اور سرکشون کی گوشمالی قرار واقعی کی پرگنہ چندیری کے چند مواضع پر جنمین مقرری مفسد پیشہ رہتے تھے تاخت کی اور اونپر قبضہ کیا +

دوم چندروز بعد جگروپ سنگہ پرگنہ امجیرہ سرکار مانڈو کا زمیندار تھا وہ مدتون سے اس محال کی زمینداری اور علاقہ منصب و تعلقاتی قلعہ مذکور پرگنہ مزبور جاگیر میں رکھتا تھا اور اوسکے پاس جمعیت و سامان شائستہ تھا اور اوسکے رعب کے مارے مرہٹے اس راہ پر قدم نہیں رکھہ سکتے تھے۔ اسکا بھائی جگروپ تھا جو اسسے زمینداری کے دعوی کے سبب سے حسد رکھتا تھا۔ اوسنے بھائی کو عہد و پیمان کرکے اپنے پاس بلایا اور فی الفور اوسکے کشت و مال و اسباب پر متصرف ہوا۔ جگروپ کا چھوٹا بیٹا لال سنگہ جان کے خوف سے بھاگ کر عدالت کی امید میں نظام الملک پاس آیا۔ نظام الملک نے ایک فوج برسم قراقی محمد غیاث خان کے ہمراہ جگروپ سنگہ کی تادیب کے لئے بھیجے اور خود بھی تیز پرواز شاہین کی طرح وہان گیا اور جگروپ کو فرار کی فرصت نہ دی اوسکو اسیر کر لیا۔

سید عبداللہ خان سے فتنہ پژوہون نے عرض کیا کہ نظام الملک نے جمعیت زیادہ کر لی ہے اور بعض دہات پر تاخت کی اور بعض کے قول کے موافق ان ہی دنون مین حسین علی خان کا نوشتہ فتح جنگ کے نام پہنچا کہ ہم چاہتے ہین کہ صوبجات دکن اور اوسکے اطراف کی بندوبست کے واسطے صوبہ مالوہ مین خود رہین چار صوبون الہ آباد و اکبر آباد و برہانپور و ملتان مین سے جو صوبہ پسند ہو وہ لکھہ بھیجو مین اوسکی سند بھیجدون۔ نظام الملک سپاہ کے خرچ سے زیربار ہو رہا تھا اور فصل ربیع جسپر اس ملک کے محصول کا مدار تھا وہ ہاتھہ سے جاتا تھا۔

اس ضمن مین مکرر خبر آئی کہ نکوسیر اسیر ہوا اور گردھر بہادر کا مقدمہ صلح پر فیصل ہوا تو حسین علی خان کا اور دماغ آسمان پر چڑھا۔ اوسنے مہاراو بھیم سنگہ سے عہد و پیمان کیا کہ سالم سنگہ زمیندار بوندی کو تنبیہ اور نظام الملک کے کار کے انصرام کے بعد تم کو مہاراجگی کا رتبہ دوالا ملے گا اور سب اجاؤن پر مہاراجہ اجیت سنگہ کے بعد تم فائق آؤ منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار کا منصب ملے گا۔ اوسکو اور راجہ گجسنگہ راٹھور اور دلاور علی خان وغیرہ کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھہ تعین کیا کہ سالم سنگہ کی تنبیہ و اخراج کو دستاویز بنا کے نظام الملک کے احوال کے خبر گیران ہون اور ہمارے احکام کے اشارہ پر فوراً انصرام کار مین مشغول ہون

چنانچہ اونہون نے بوندی کو لے لیا اور حسین علی خان کے اشارہ سے سید دلاور علی خان نے راجہ بھیم اور راجہ گج سنگھ کی رفاقت مین صوبہ مالوہ کی سرزمین پر لشکرکشی کی اور وہان کے رہنے والون کی جانی و مالی ضرر کا اور ملک کی خرابی کا سبب وہ ہوے۔ اب امیرالامرا نے اپنے ارادہ کے دشمن کے منہ پر سے نقاب الٹ دی اور نظام الملک کو مواخذہ کی اسلوب مین ان باتون کو لکھا کہ اپنے پاس مرحمت خان کو جگہ دینا اور پرگنہ تلام کے زمیندار کو تغیر کرنا اور ایسے ہی بعض اور مقدمات جو باقتضاء قصبہ زمین پر سرزمین فیصل ہوے اور سید عبداللہ خان نے ان باتون کو دست آویز تقصیر نظام الملک بنا کے اوسکے وکیل معتبر کو خلوت مین طلب کے کلمات نامناسب تند و تلخ و بے مزہ نظام الملک کی نسبت کہے۔ ہرچند نظام الملک نے امیرالامرا کے خط کا جواب موجہ و سچا لکھا اور اوسکی بیثانی پر یہ شعر لکھا ؎

من بیوفا نیم بو فا میخورم قسم من چو شما نیم بشما میخورم قسم

اس جواب سے سادات کا اور غصہ بڑہا +

جب محمد شاہ بادشاہ ہوا تو بادشاہ کے دستخط خاص کے شقے اور احکام جنپر بادشاہ کی والدہ مریم مکانی کی مہر لگی ہوئی اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر کی معرفت نظام الملک کے پاس آتے کہ ان نمک حرامون کے تسلط سے سوا نماز جمعہ کے کسی احکام کے جاری کرنے کا مقدور نہین انکا خیال باطل یہ ہے کہ نیکو سیر اور گردہر کے کامون کے انجامون کے بعد اول آپ کو ٹھکانے لگائین اور پھر اپنے اور کامون پر فائز ہون اور ہم کو آپ پر اعتماد کلی ہے کہ اپنے آباو اجداد کی تربیت کے حقوق پر نظر کرکے احتیاط اور مابدولت کے استقلال سے غافل نہ ہون +

نظام الملک کے وکیل وغیرہ کے نوشتجات پہنچے کہ سیدون نے گرزبردار آپ کے لئے تعین کئے ہین کہ آپ کو بادشاہ پاس لائین ان گرزبردارون کے پہنچنے سے پہلے بادشاہی شقے اور اور خیرخواہون کے خطوط خاص کردیانت خان کے آئے کہ کہ فرصت وقت نہین رہی جو کچھہ کرسکتے ہو اوسکو جلدی کرو اب نظام الملک کو

تحقیق ہوگیا کہ دونو بھائی تمام خاندان ایران و توران کی بے آبروئی پر کمر باندھے بیٹھے ہیں اور ترک منصب اور گوشہ نشینی مین رستگاری نہین اور تمام موروثی خانہ زادون اور دور و نزدیک جان نثار نوکرون کا دل نہایت افسردہ ہو رہا ہے کہ وارث تخت و تاج بے اختیار ہے اور نماز جمعہ اور اجرائے احکام شرع پر قادر نہین - آگرہ کے نزدیک سے کنار دریائے شور تک ہنود بتخانے بنا رہے ہین اور گاؤکشی کو منع کر رہے ہیں تو چار و ناچار چارہ کار یہ جانا کہ بحکم ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ - توکل ذات پاک حق کو سرمایہ ہمت بنایا اور بقول مشہور اسی مضمون کے دو گلے سید عبداللہ خان کو لکھے اور عبدالرحیم خان و مرحمت خان وغیرہ ہواخواہون فدویون کے ایک جماعت کے ساتھ اور پانچ چھ ہزار سوارون کی جمعیت کے ہمراہ ۲۴ جمادی الاخری ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۲ جلوس مین نواح مندسور مین اس ضلع کے بندوبست کے لیے پیش خانہ کوچ نکالا اور بہر مراحعت کر کے اجین مین آگیا - احمال و اثقال اوٹھا کر سرونج کی طرف کوچ کرنے کی شہرت دی اور دو تین منزل گیا اور موضع کاتھہ مین اترا پھر کوچ بہ کوچ ملک دسیع دکن پر متوجہ ہوا +

غرہ رجب ۱۱۳۲ھ کو دریائے نربدا سے عبور کیا - رستم بیگ خان فوجدار سرکار بجاگڈہ عرف کھرگاؤن (نربدا و تاپتی کو درمیان ہانپور سے ساٹھ میل شمال و مغرب مین) حسین علی خان کے رفقا مین تھا مگر وہ سیدون کی نمک حرامی سے جلتا تھا وہ جمعیت شائستہ کے ساتھ نظام الملک کا رفیق ہوا - نظام الملک نے اوسکی فوجداری بحال رکھی اسکی رعایت اور ترقیاں کر کے اپنے ہمراہ لیا مشکل کشا تفضلون کی کنجی اقبال خود بتباہی اس روز دریائے نربدا سے عبور کیا عثمان خان قادری ہزاری حشام قلعہ آسیر کا ایک معتمد بوساطت خسرو چیلہ کے آیا جو سابق سے مربی عثمان خان کا اور سوال و جواب کا واسطہ تھا اور اوسنے نمک حرامون کی نمک حرامی کی اور اپنے حشام کی پریشانی احوال کے سبب سے نظام الملک کی طرف سے قلعہ داری کی استدعا کی - محمد غیاث خان اسکو نظام الملک پاس لایا - اور قلعہ کی فتح کی بشارت دی

نظام الملک نے اوسکو لائق انعام دیا اور طلب احشام اپنے خزانہ سے دی اور میر حفیظ اللہ خان
بخشی و غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اپنے بیٹے کو اوسکے ہمراہ کیا - خان مذکور نے
۱۳ - رجب ۱۱۳۲ھ کو اس قلعہ پر تصرف کیا - ابو طالب قلعہ دار کو پکڑ لیا - نظام الملک جو
قلعہ مین آیا - اور نگاہ احتیاط سے ملاحظہ کیا - محمد غیاث خان کو برہانپور کی فتح کے لئے
روانہ کیا - سید عالم علی خان نے جب نظام الملک کی دریاے نربدا سے عبور ہونے کی
خبر سُنی تو اپنے رفیقون کی صوابدید سے محمد انور خان اور راؤ نیال گر مرہٹہ کو برہانپور
کی حفاظت کے لئے بھیجا - یہ ہوا کی طرح اُڑکر عادل آباد مین برہان پور سے دس کروہ
پر پہنچنا چاہتے تھے کہ رات کو آرام کر کے صبح برہانپور مین چلینگے اور محمد نور اللہ خان
دیوان صوبہ مذکور برادر انور خان سے اتفاق کر کے شہر کے دروازون کو بند کر کے مردم
شہر سے استحکام دے کر محافظت کرینگے - محمد غیاث خان نے لال باغ مین آنکر مورچال
باندھے اور محمد انور خان اور راو بنا لگر کی آمد آمد کی خبر سنکر اوسنے دریاے تاپتی سے
فوج کو اوتارا - مگر یہ امر اندھیری رات مین شہر کے اندر داخل ہو گئے - شہر والون نے
انور خان سے کہا کہ محاصرہ ہونے کی صورت مین اگر فتح جنگ کی فوج غالب ہوئی تو شہر
لٹ جائے گا صلاح کار یہ ہے کہ صلح کرو اور نہین شہر سے نکل کر صف جنگ کرو انور خان
کے دل و ہوش بجا نہ تھے - ابتدا مین اپنی بہادری کی شیخی بگھاری - مگر آخر کو شاہ لکھی
جو شہر کے مشہور مشایخ مین تھے وہ باعث امان جان و آبرو و مال صوبہ دار اور اوس کے
ہوے اور خوف و امید کی حالت مین انور خان محمد خان کے استصواب سے فتح جنگ کی خدمت
مین آیا - بے آبروی و جان و مال کے تلف ہونے سے محفوظ ہوا - بطریق نظر بند مجرا کرنے
اور دیوان مین بیٹھنے کا حکم دیا - فتح جنگ نے شہر کے وضیع و شریف کو دلاسا دیا - اوسکا
ذاتی رویہ کم آزاری اور رعیت پروری کا تھا - اوسنے اپنے منصوبون کو قسم دی کہ رعایا
اور ضعفا مین سے کسی باشندہ پر تعدی نکی جائے وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میرا قصد اور منظور نظر
سواے خلاصی و استقلال بادشاہ اسلام کے اور کچھ نہیں ہے جو نماز جمعہ اور

اجرائے احکام شرع پر قادر نہیں ہے - وہ سب مسلمانون کو اعانت کی ترغیب دیتا تھا - اگرچہ نظام الملک کے محاسن اخلاق بہت ہین - لیکن یہ امر غرائب روزگار سے ہے کہ برہان پور کی فتح سے دو تین روز پہلے سیف الدین علی خان برادر حسین علی خان کی والدہ اپنے فرزند اور متعلقین کو لیکر اپنے بیٹے پاس مراد آباد جانے کے ارادہ سے برہان پور مین آئی - جب نظام الملک نے برہانپور کو فتح کر لیا تو وہ حیران تھی کہ کیا کرین بعض کوتہ اندیش آدمیون نے نظام الملک سے کہا کہ مخالف زادون و محمد انور خان کا مال اور اموال جہین لیجئے - انکا سپاہ و لشکر کے خرچ مین آنا عین مصلحت ہے - نظام الملک نے بصوابدید محمد غیاث خان جواب دیا کہ ہم نے باوجود عسرت و تہیدستی کے محض بتوکل فضل الہی اور بتوسل اقبال بادشاہی اس عزیمت پر کمر باندہی ہے - اگر کامیاب ہوا تو ملک و مال ہمارا ہے - اور اگر خدانخواستہ بالعکس ہوا تو وبال آخرت کس لئے گردن پر لین - ہماری ہمت کے آگے ان بڑہیون اور بچون اور انور خان کے مال و اموال کچھہ قدر نہین رکھتے ہم کو استقلال اولیائے شاہ کے سواء کوئی اور بات منظور نہین ہے - انشاء اللہ تعالی صدق نیت کی برکتون سے بے شمار خزانے تصرف مین آئینگے - بعد اسکے ایسی رکیک باتین ہماری مجلس مین مذکور نہ ہون - کہتے ہین کہ والدہ سیف الدین علی خان نے اپنی حفظ آبرو کے لئے پیغام بھیجا کہ اسباب و جواہر سب آپکی نذر ہین مگر نظام الملک نے یہ جوانمردی کی کہ سیف الدین علی خان کے اہلکارون کو طلب کر کے خلعت دیا اور بچون کے لئے میوہ بھجوایا - معتمد و فہمیدہ آدمی خان مذکور پاس بھیجکر دلاسا دیا کہ یہ ہمارے فرزندون کی جگہ ہین اگر یہان رہین تو انکی جمعیت و معاش کا سامان کیا جائے اور اگر بالجزم جانے پر آمادہ ہون تو ہمارے آدمی دریاء نربدا تک پہنچا دینگے اونکو جانا مقصود تھا اوسکی درخواست کی نظام الملک نے عورات اور اطفال کی مدارات ارباب کرم کی ہمت کے موافق کی اور دو سو سوار مردان کا بدرقہ شائستہ ساتھہ کیا اور دریاء نربدا سے پار اوتار دیا - نظام الملک بلاغ مین تھا کہ عوض خان بہادر ناظم صوبہ برار جو نظام الملک کا چچا تھا وہ اور بہت آدمی جوق جوق اُس پاس آئے اور اوسکی فوج کا ضمیمہ بنے نظام الملک نے بمقتضاء مصلحت

نظام الملک کا حسن اخلاق +

عبدالصمد خان دلیر جنگ کی حسین خان افغان سے لڑائی اور حسین خان کا کشتہ ہونا ۲

لعل باغ مین توقف کیا - اور توپخانہ کی تیاری کی -

اسی زمانہ مین لاہور کے اخبار نویسون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حسین خان خویشگی کہ افغانان صاحب تمن مین مغرور و مشہور توابع سرکار قصور سے تہا چند سال سے اوسنے سرکشی اور مفسدی کا طریقہ اختیار کیا تھا - نواح قصور و لاہور کے سیر حاصل پرگنات پر قبضہ کر لیا تہا اور علم مخالفت بلند کیا تہا کئی دفعہ صوبہ دارون کی فوج کو بلکہ شاہزادون کی افواج کو شکست دی تھی عبدالصمد خان بہادر دلیر جنگ کی صوبہ داری کی ابتدا سے اوسنے اطاعت نہین کی جاگیردار اور صوبہ دار کے مقرر کئے ہوئے عمال اور عمدہ بادشاہی نوکرون کو اوسنے بے دخل کر دیا تھا بلکہ مال سے خارج نقد راوی سے یہ سنا گیا کہ سیدون نے اوسکو اشارہ کر دیا تہا کہ صوبہ دار کا دست تصرف کوتاہ کرے اور اس حسن خدمت کے عوض مین دار السلطنت لاہور کی صوبہ داری دینی ٹھیرائی تھی اسلئے وہ پہلے سے اب زیادہ شوخی کرتا تھا قطب الدین عامل صوبہ دار کو کہ صاحب فوج تھا مقابلہ کر کے مار ڈالا اور اوسکی فوج و خزانہ کو غارت کیا - آٹھ نو ہزار سوارون کو ساتھ لیکر پرگنات کی تاخت و تاراج شروع کی - دلیر جنگ سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے گیا - دونو لشکر موضع جھونی پر پہنچے جو لاہور سے تین کوس پر تھا بہت دنون تک سخت لڑائیان ہوئین ایک دفعہ عبدالصمد خان کے لشکر کو ایسی شکست ہوئی کہ اوسے خفا ہو کر اپنی داڑھی نوچ لی - آغا خان نے مخالفون کی کمرگاہ پر ایسا حملہ کیا کہ حسین خان کا فیلبان مارا گیا اور فقیر شاہ بھیک کہ حسین خان کا پیر و مرشد تھا اور اوسکی جان حسین خان اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اور حوضہ فیل مین اوسکا ردیف تھا - دلاوران تورانی کے تیر سے زخمی اور کشتہ ہوا حسین خان کی آنکھون مین جہان سیاہ ہو گیا - اس صحن مین حسین خان کے بھی ایک زخم کاری لگا - اوسکے ہاتھی کا فیلبان نہ تھا - ہاتھی ہر طرف دوڑتا تھا - سواری کے حوضہ مین آگ لگ گئی جسکا سبب تحقیق نہین معلوم ہوا - اوس حال مین وہ اور اوسکے ساتھ ایک جمع کثیر افغانون کی کشتہ ہوئی - اوس کے بعد دلیر جنگ نے جب اس فتح کی خبر سید عبدالصمد خان کو بھیجی وہ دل مین ملول ہوا - مگر بدگمانی دور کرنیکے لئے

ظاہر مین اوسنے ولیر جنگ کو سیف الدولہ کا خطاب دلایا - نظام الملک کے بعد ولیر جنگ مخلون مین سے سیدون کی جان کا وبال تھا +

سیدون پاس برہانپور سے نوشتے آئے کہ جنسے قلعہ آسیر کا حال معلوم ہوا کہ نظام الملک کا چیدہ جسر قلعہ کے ہزاریون پاس گیا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے باب مین سوال وجواب کا واسطہ بنا - سادات نے جو طالب خان کو قلعہ دار آسیر بنایا تھا اوسکو خوشی وناخوشی نظام الملک نے اپنا مطیع بنایا اوسکی کمال عسرت مین گذرتی تھی - احشام کی تنخواہ دو سال کی چڑھی ہوئی تھی وہ نظام الملک نے اپنے خزانہ سے دیدی - حرمت خان نے جاکر قلعہ پر تصرف کرلیا اور قلعہ اوراک برہانپور بھی بغیر اوسکے کہ کسی کی نکسیر بھی بہوئی اور نہ تلوار میان سے نکلی نظام الملک نے تسخیر کرلیا اور یہ خبر بھی آئی کہ عوض خان صوبہ دار برار کہ نظام الملک سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اور شیر اوسکے صائب مین زمانہ کے مشاہیر مین سے تھا شائستہ فوج کے ساتھ فتح جنگ پاس آگیا سادات یہ بھی معلوم ہوا کہ انور خان صوبہ دار برہانپور اور [illegible] تامی مرہٹون مین سے نظام الملک کے فیق ہوگئے ہین - اور یہان سے تمام مقدمی اور اطراف کے بعض زمینداروں نے نظام الملک کی طرف رجوع کرکے اطاعت اختیار کی سادات اس اخبار ملال افزا سے کاروبار مین سراسیمہ ہوئے دلاور علی خان و مہاراجہ بھیم سنگھ کو پیہم تاکید لکھی جاتے لگی کہ وہ نظام الملک کے مقابل جائین حسین علی خان دکن کے جانے کے لئے ہر روز و ہر ہفتہ مین مصلحت تازہ کرتا تھا اور دلاور علی خان کی خبر کا انتظار کھینچ رہا تھا - رتن چند مال کار پرداز کے کہتا تھا کہ فتح جنگ کو صوبجات دکن دیدئے جائین تاکہ فتنہ جائے صلح ہوجائے - وہ جانتا تھا کہ یہ فساد اسکی جان کا وبال ہے حسین علی خان اس صلح پر راضی نہین ہوتا تھا وہ نظام الملک کی صلح قبول کرنے سے خاطر جمع نہ تھا +

نظام الملک کی خبرون کا سیدون کے [illegible]

عبد النبی کشمیری مخاطب بہ محبوب خان مدت دراز سے اپنی حماقت سے ہندون کے ساتھ کاوش رکھتا تھا - جب اوسنے یہ انقلاب روزگار دیکھا تو اوباش احمق مفسد مسلمانون کو اپنے ساتھ متفق کیا اور میر احمد خان نائب صوبہ کشمیر اور قاضی کشمیر کے گھر گیا اور اوسنے

کشمیر کا فتنہ +

حضرت نے بروایات شرعی فرمایا کہ آپ یہ احکام جاری کیجئے کہ گھوڑون پر ہندو نہ سوار ہون
وہ جامہ نہ پہنین اور پگڑی اور ہتیار نہ باندہین - باغ وسبزہ زارون کی سیر نہ کرین اور مخصوص
ایام مین اپنے نہانون نہ جائین - اونھون نے جواب مین کہا کہ سارے ملک محمد وسہ مین بادشاہ
اور ارباب شرع فیصلون کے لئے احکام جاری فرمائین گے اونکو ہم بھی یہان ہنود پر جاری
کرینگے محبوب خان یہ سنکر بے دماغ اور آزردہ خاطر ہوا مسلمانون کی ایک جماعت کو
اپنا معاون بنایا - اور جہان ہندو کو دیکھا اوسکو ستایا کسی بازار اور کوچہ مین ہندو نہین گذرتا
تھا کہ وہ اوسکو جھڑکتا نہو - ایک دن معزز ہندو کشمیری مجلس سے ایک جماعت کے ساتھہ سبزہ وباغ
کی سیر کو گیا تھا اور برہمنونکو کھانا کھلاتا تھا کہ محبوب خان دس بارہ ہزار مسلمان سوار اپنے ساتھہ
جمع کرکے وہان پہنچا اور بیٹھنا - باندہنا - مارنا (زدن وبستن وکشتن) شروع کیا مجلس رائے
کچھہ آدمیون کے ساتھہ میر احمد خان پاس وڑا گیا محبوب خان اپنی جماعت کے ساتھہ مجلس رائے
کے گھر اور محلہ پر چڑہ گیا سارا مال لوٹ لیا محلہ کو آگ لگادی ہندو مسلمانون مین سے جو اوسکو
منع کرتا وہ کشتہ وزخمی ہوتا - اوسکے بعد میر احمد خان کے گھر کو جاکر گھیر لیا اور وہان ایک آفت
برپا کی - کوئی اینٹ مارتا ہے کوئی پتھر پھینکتا ہے کوئی گولی چلاتا ہے - جو کوئی ہاتھہ آجاتا
ہے ایک کم بختی مین پڑجاتا ہے بڑا بے عزت وبے حرمت ہوتا ہے بعض کو جان سے مار ڈالا
ایک جماعت کو زخمی کیا اور لوٹ لیا میر احمد خان ایک رات دن نہ گھر سے باہر نکل سکا نہ اونکے
شر کو دفع کرسکا سو حیلہ کرکے اس جماعت کے ہاتھہ سے نجات پائی - دوسرے روز جمعیت فراہم
کرکے میر شاہور خان بخشی کے اور متصدیون کے ساتھہ سوار ہوا اور محبوب خان پر چڑہا - اوسنے
بھی اپنی جماعت سابق کو جمع کیا اور میر احمد خان سے لڑنے کہڑا ہوا - ایک جماعت نے
پیچھے جاکر اس پل کو جلادیا جسپر سے میر احمد خان گیا تھا اور اس بازار کے رستہ کے دونو طرف
کے مکانات جلادئے جہان میر احمد خان موجود تھا اور مقابل سے اور گھرون کی دیوارون اور
کوٹھون پر سے تیر وبندوق واینٹ وپتھر چلانے شروع کئے اور عورتون اور لڑکون نے
اطراف سے نجاست وکلوخ جو ہاتھہ لگتا اوسکو پھینکتے ایک جنگ عظیم ہوئی میر احمد کا خواہرزادہ

سید ولی اور ذوالفقار خان بیگ نائب چبوترہ کوتوالی ایک اور جماعت کے ساتھ کشتہ و زخمی ہوئے
میر احمد خان کے لئے نہ پیچھے ہٹنے کی نہ آگے جانے کی راہ تھی۔ نہایت تنگ ہوا عجز کر کے
ہزار خواری خفت سے اس تہلکہ سے نجات ہوئی۔ محبوب خان محلہ منوہر پر گیا کوئی گھر نہ چھوڑا جسکو
جلایا اور لوٹا نہ ہو۔ دوبارہ پھر میر احمد خان کے گھر پر آیا۔ مجلس اسے اور ایک جماعت جس نے
پناہ لی تھی بہت ذلت کے ساتھ کھینچا اور اون کو پکڑ کر اونکے ناک کان کاٹے ختنہ کیا بعض کا
عضو تناسل کاٹا اونکو مقید کیا دوسرے دن مسجد جامع مین جمع ہو کر ہنگامہ برپا کیا۔ میر احمد خان
کو نیابت صوبہ داری سے معزول کیا۔ بانی فتنہ و فساد کو مخاطب دیندار خان کیا اور مسلمانون نے
اوسکو حاکم قرار دیا اور مقرر کیا کہ جب تک اور نائب صوبہ دار آئے دیندار خان کے حضور سے
اجرا سے احکام شرعی اور تنقیح قضایا ہوا کرے۔ پانچ مہینہ تک میر احمد خان بیدخل و گوشہ نشین
رہا اور دیندار خان حاکم مستقل مسجد مین بیٹھکر امور ملکی و معاملات کے اجرا مین کوشش کرتا۔
جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو مومن خان نجم ثانی کو عنایت اللہ خان صوبہ دار کشمیر کا نائب صوبہ مقرر کیا
اہل کاران کشمیر معاتب ہوئے۔ اواخر شوال مین مومن خان کشمیر سے تین کروہ پر آیا تو محبوب خان
اپنے افعال اور کردار ناصواب سے شرمندہ ہوا۔ اور خواجہ عبد اللہ کے پاس گیا۔ وہ کشمیر کے
مشاہیر مین سے تھے اور اونسے کہا کہ اب ایک جماعت فضلاء اور اعیان کے ہمراہ لے کر
نائب صوبہ کے استقبال کو جائیں اور اوسکو اعزاز کے ساتھ لائین خواجہ عبد اللہ نے از راہ
اتحاد ہدایت کی کہ تم میر شاہور خان بخشی پاس جاؤ اور جو کچھ گذرا ہے اوس کا عذر کرو بعد
اسکے مین سب کی رفاقت مین مومن خان کے لانے کے لئے جاؤنگا خواجہ عبد اللہ کے
کہنے سے محبوب خان میر شاہور پاس گیا۔ صاحب خانہ چند باتین کر کے شغل ضروری کے بہانہ
سے اٹھ گیا اور خواجہ کی صلاح سے محلہ چرپلی اور کھگروں کے محلون سے آدمیونکی ایک جماعت
طلب کی اور گھر کے گوشہ و کنارون مین چھپا دی وہ محبوب خان کے منتظر رہے اوسپر دفعۃً
جا پڑے اول اوس کے دونو خرد سال بیٹون کا جو اوسکے آگے آگے ہمیشہ چلا کرتے تھے
پیٹ چیرا اور اوسکو نہایت عقوبت و عذاب سے مارا۔ دوسرے روز مسلمانون کی ایک جماعت

اپنے مقتدا کے خون کے دعوی کے جرسیلون کے محلہ پر گئے وہ سب شیعہ مشہور تھے انہون نے اونکو پیٹنا اور باندھنا اور مارنا شروع کیا دو روز جنگ رہی آخر کو مسلمان غالب ہے دو تین ہزار آدمی اس محلہ مین جنمین جمع کثیر مغل مسافرون کی تھی مع عورات اور اطفال مارے گئے - اور لاکھون روپیہ کا مال غارت ہوا - دو تین روز تک فساد رہا - یہان سے فارغ ہوکر وہ قاضی اور بخشی کے گھر پر گئے - میر شاہور خان نے لاحاصل ہاتھ پاؤن پیٹے - ایک مکان مین روپوش ہوا جسکا پتا کسی کو معلوم نہ تھا - قاضی تغیر لباس کرکے باہر گیا اوسکے گھر کو ڈھاکر اینٹ سے اینٹ بجادی - اور ہاتھون ہاتھ اینٹون کو لے گئے مومن خان شہر مین داخل ہوا - میر احمد خان کو سامان و بدرقہ کے ساتھ ایمن آباد بھیجا - اور کشمیر کے آدمیون کے ساتھ طوعًا و کرہًا دار و مدار کے ساتھ موافقت کی +

دلاور علی خان بخشی حسین علی خان کے پاس سابق مین مہم راجہ بوندی مین چھ ہزار سوار تھے - اوسنے بارہ تیرہ ہزار سوار جمع کرلئے - اوسکی مختلف خبرین منتشر ہوئین کہ وہ نربدا سے پار اوترا نظام الملک خصم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا عالم علیخان اس تدبیر مین تھا کہ دلاور خان کے نزدیک آنے کی خبر آنے تک مرہٹون اور نواح کے عمدہ فوجدارون کی سپاہ کو فراہم کرکے ایک سپاہ سنگین کے ساتھ اورنگ آباد سے چلے اور اوس طرف سے دلاور علی خان آئے - ہم دونو کی فوجین فتح جنگ کی فوج کو بیچمین گھیر لین - عالم علی خان نے اپنے چچا حسین علی خان کو خط مین لکھا کہ سات ہزار کے قریب قدیمی سوار اور اس نواح کے کومکیون اور فوجدارون اور متعینہ اورنگ آباد کے دو تین ہزار سوار لکھے گئے ہین مین نے عمدہ جاعہ دارون کے چھ ہزار سوارون سے زیادہ نگاہدار کئے ہین اور کر رہا ہون اور سرداران راجہ ساہو کی فوج کو مکی اور اور یکہ تازمرہٹون کی جو جان و مال سے اس جناب کے فدوی ہین پندرہ سولہ ہزار سوارون سے کمتر نہوگی کل مجمع تیس ہزار سوار سے زیادہ ہوگا - اوائل شعبان مین اورنگ آباد سے مین روانہ ہونگا اوسنے امین خان صوبہ دار معزول ناندیر کو کہ حسین علی خان سے حد سے زیادہ ناراض تہا ایک

نظام الملک مبارز الدولہ علی خان بخشی امیر الامرا کی لڑائی +

ایک لاکھ روپیہ نقد اور کچھ جنس دیکر بحسب ظاہر رفاقت پر راضی کر لیا جب عالم علی خان کے خیمہ کے باہر لگانے کی خبر آئی تو فتح جنگ نے عالم علی خان کے مقابلہ کے قصد سے لعل باغ سے برہانپور کی غربی جانب کوچ کیا اور آب تاپتی سے عبور کیا اور شرقی طرف ڈیرہ ڈالا۔ دلاور علی خان کی خبر سنکر فتح جنگ نے اول اوسکی فوج کا دفع کرنا اہم جانا اپنے متعلقون کو آسیر روانہ کیا۔ محمد غیاث خان اور شیخ محمد فاروقی کے ساتھہ توپ خانہ روانہ کیا اور پھر خود آراستہ لشکر کے ساتھہ دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ رتن پور سے دو تین کوس پر اور برہانپور سے سولہ سترہ کوس پر راجہ لکرائی کے تعلقہ مین خیمہ زن ہوا۔ اب دشمن سے اسکا فاصلہ دو کوس تہا۔ فتح جنگ تا مقدور مسلمانون کی خونریزی پر راضی نہ تہا اسلئے اوسنے حجت تمام کرنے کے لئے دلاور علی خان کو ملائم نصیحت آمیز پیغام بھیجے جس سے منع دفع قتال وجدال ہوکر فائدہ مرتب نہ ہوا ۱۶ شعبان ۱۱۳۲ھ ۱۱ مئی ۱۷۲۰ء کو طرفین کے لشکر کارزار پر مستعد ہوئے صف بندیان ہوئین اور لڑائی بڑہتی گئی۔ دلاور علی خان ہاتھی پر سوار تہا اور بڑی دلاوری سے لڑا اور ایک گولی کے لگنے سے بڑی بہادری سے مرا۔ سادات بارہ کی فوج کا منہ موڑ گیا لیکن راجپوت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگھ فراری عار کو گوارا نہین کرتے تہے وہ ہندوستان کے بہادرون کے دستور کے موافق ہاتھی گھوڑون سے اُترے اور شمشیر و سپر ہاتھہ مین لیکر تہوڑی کی۔ یہ دونو نامی راجپوت مع چار سو راجپوتون اور بعض جماعہ دیگر ان بارہ کشتہ ہوئے کل چار پانچ ہزار سوار و پیادہ دلاور علی خان تیغ و تیر و سنان کے طعمہ ہوئے۔ فتح جنگ کے لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ اس طرف بہت کم سردار زخمی و کشتہ ہوئے غنیمت بہت ہاتھ لگی جسمین توپخانہ اور ہاتھی سرکار مین ضبط ہوئے باقی جو چیز جسکے ہاتھہ آئی تھی وہ اوسکو معاف ہوئی۔ اس جنگ کے بعد خبر آئی کہ عالم علی خان تالاب ہرتالہ پر برہانپور سے سات کوس پر آگیا ہے۔ تو فتح جنگ نے اس خبر کو سنکر محمد متوسل خان کو تین ہزار سوارون کی جمعیت کے ساتھہ برہانپور کی حفاظت اور رعایا کی کمک کے لئے بطریق الیغار بھیجا لشکر کے آدمیون کے قبائل اکثر وہان تھے خان مذکور نے ایک روز مین چالیس کوس کی مسافت طی کی اور جاکر

شہر کا بندوبست کیا +

جب دلاور علی خان کی شکست ہونے کی خبر سادات کو پہنچی تو دونو بھائی نہایت مضطر و سراسیمہ ہوئے دکن جانے کے لیے ہر روز ایک فکر تازہ کرنے لگے کبھی یہ ارادہ ہوتا کہ دونو بھائی اور بادشاہ دکن کو جائیں کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ بادشاہ کے ساتھ سید حسین علی خان دکن روانہ ہو اور سید عبداللہ خان شاہجہان آباد جائے کبھی یہ مصلحت ٹھیرتی کہ قطب الملک بادشاہ کے ساتھ شاہجہان آباد روانہ ہو اور حسین علی خان دکن کو بہادرون کو ساتھ لے کر کوچ کرے کبھی یہ چاہتے کہ فتح جنگ کو نامہ و پیغام الیتام امیر کے افسوں سے دکن کی صوبداری دی جاے اور صلح کی جاے غرض کسی تدبیر پر قرار نہ ہوتا - ہر ہفتہ و مہینہ میں دونوں بھائیوں اور بادشاہ کا پیش خانہ مختلف سمتون میں نکلتا اور پھر اس عزم میں خلل پڑتا اعتماد الدولہ کی شجاعت و رائے صائب کے سبب سے سیدون کے دلون مین وسواس و ہراس تھا تدبیر کار میں مذبذب تھے کبھی اسے نزاع کی کبھی اسے وفاق و مدارا کی صلاح ہوتی ۱۲ جون ۲۲ - رمضان ۱۱۳۲ھ روز جمعہ کو اکثر امرا جدار الخلافہ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ زلزلہ کی صدا وحشت افزا زمین کے نیچے سے اور در و دیوار و چھتون کی حرکت سے آئی جس سے خلقت کو توہم ہوا اس دن رات مین صبح تک نو دس دفعہ عمارات اور زمین جنبش میں آئی - کچھ عمارتین شکست و ریخت ہوئیں فصیل حصار کہیں کہیں پھٹ گئی شہر پناہ کے دو دروازون میں کچھ نقصانات ہوا مسجد فتحپوری کے تین کنگرے گر پڑے دس بارہ آدمی مجروح ہوئے تعجب یہ ہے کہ ایک مہینے دس روز تک ہر شبانہ روز تین چار پانچ دفعہ زمین اور عمارت مین جنبش آتی اور آواز نکلتی بعض آدمیون کے دل مین اس تبہ پر وحشت چھائی کہ اونھون نے چھت کے نیچے سونا موقوف کر دیا اوسکے بعد زلزلہ مین تخفیف ہوئی لیکن چار پانچ مہینہ تک کبھی کبھی زمین اور عمارات لرزہ مین آتین جو لوگ توہمات باطلہ مین مبتلا تھے وہ اس زلزلہ ہی کو سلطنت کے تزلزل ہونے کی بسم اللہ کہتے تھے +

غرہ ذیقعدہ کو یہ قرار پایا کہ بادشاہ اور سید عبداللہ خان شاہجہان آباد کو جائیں اور سید حسین علیخان

ایک جماعت امراء رزم آزما کے ساتھ دکن کو روانہ ہوں اس ضمن میں اعتماد الدولہ محمد امین خان سے بگاڑ ہوا - امیر الامرا کا ارادہ ہوا کہ اوسے مار ڈالے قطب الملک نے کہا کہ اگر اوسکو مار ڈالوگے تو میں خود مرجاؤنگا - اُسسے میرا عہد و پیمان ہو چکا ہے - غرض شب و روز محمد امین خان بھی سپاہ توران کی معیت میں پیکار کے لئے کمر بستہ رہتا تھا +

عالم علی خان کی شکست اور کشتہ ہونا +

جیسا دلاور علی خان میدان کارزار میں کشتہ ہوا اور اوسکا لشکر غارت زدہ و تتر بتر ہوا عالم علی خان برادر زادہ امیر الامرا حسین علی خان پاس آیا تو اوسنے اس ہزیمت خوردہ لشکر کو دلاسا دیا - اوائل ماہ رمضان سنہ جلوس میں تیس ہزار فوج کے ساتھ جنمیں سے دس بارہ ہزار سوار راجہ ساہو کے تھے وہ نظام الملک سے لڑنے کے لئے اورنگ آباد سے برآمد ہوا اور کنول فیروز پور سے کہ صوبہ خاندیس و بالاگھاٹ اور اورنگ آباد کے وسط میں ہی آیا اور یہاں اوسنے استقامت کی اور مرہٹہ کی فوج اپنے ڈیرہ پر ہر طرف خاندیس کی رعایا کے مال تاراج کے لئے روانہ ہوئی - ان دنوں میں انور خان جو از راہ عذر نظام الملک کا رفیق بنا تھا اوسنے عالم علی خان کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام الملک کی ابھی قوت جتنی چاہیئے زیادہ نہیں ہوئی اور اپنے زخمداروں کے احوال میں مشغول ہے اور تمھارے پاس جمعیت خاطر خواہ وافر تازہ دم و شائستہ موجود ہے فرصت وقت کو غنیمت گنو جلد مقابلہ میں آؤ - اور مجھے یہ سمجھو کہ مصلحتاً یہ حرکت میں نے کی ہے مجھے اپنے سے جدا نہ جانو - اتفاقاً یہ خط نظام الملک کے جاسوسوں کے ہاتھ پڑا - انور خان قید ہوا - اسکا اموال و اسباب ضبط ہوا ساری عزت حرمت اوسکی خاک میں ملی - الحاصل نظام الملک نے صلاح حال و اندیشہ مآل پر نظر کر عالم علی خان کو لکھا کہ تم مع اپنے قبائل کے دونوچیاؤں پاس چلے جاؤ تاکہ مسلمانوں کی خونریزی ناحق نہ ہو مگر اوسے کچھ فائدہ نہ ہوا - ناچار نظام الملک اپنے قبائل و اسباب کو قلعہ اسیر میں پہنچا اور برہانپور کی سواد سے دشمن کی طرف متوجہ ہوا - دریاے پورنا جو برہان پور سے ڈیڑھ دن کی راہ پر ہے طغیانی پر تھا اسلئے عبور دریا جنگ میں توقف ہوا حیوض خان اور اس نواحی کے زمینداروں کی راہنمائی سے پایاب جگہ معلوم ہوئی تو نظام الملک اسپاہ کو پار

پرگنہ بالاپور متعلقہ برار کی سمت مین عبور کرنے کے لئے بطور ایلغار گیا جب عالم علی خان
کو اس حرات کی خبر ہوئی تو وہ محاربہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قصبۂ بالاپور کے قریب میدان
مصاف قرار پایا۔ پنجم شوال سنہ جلوس میں عالم علی خان افواج کی ترتیب مین مشغول
ہراولی میں تہور خان اور غالب علی خان پسر رستم خان دکھنی و عمر خان بنی عم و داؤد خان و
غیاث الدین خان و امین خان برادر جان عالم و محمد اشرف خان بخشی و فدائی خان دوان
و شمشیر خان و ہستی خان و محمدی بیگ و رفاہت طلب خان و خواجہ رحمت اللہ خان بہادران
دکن و بارہ کی ایک جماعت اور بارہ ہزار کرناٹکی پیادے اور جنگی مست ہاتھی اور شائستہ تونچیان کو
لیکر متوجہ محاربہ پر ہوا اور نظام الملک نے مرحمت خان و نعمت الٰہی اور اپنے پسر کلان
غازی الدین خان اور عبد الرحیم خان و رعایت خان و سعد الدین خان و داراب خان و
کامیاب خان و محمد غیاث و اختصاص خان و قادر داد خان و روح اللہ خان و دلیر خان
اور چند اس طرف کے راجاؤن میں سے بعض کو مقدمۃ الجیش اور بعض کو میمنہ و میسرہ بنایا اور خود
مع عوض خان کے قول مین جاگیر ہوا اور رنجھا مرہٹہ اور بعض دلاوروں کو باروں کی
حراست سپرد کی۔ توپخانہ جو اپنے پاس تھا اور جو قلعہ آسیر و ارک برہان پور کی تسخیر اور
دلاور علی خان کے لشکر سے ہاتھ لگا تھا۔ ان سب کو رومی فرنگی توپ اندازون کی
صلاح و تدبیر سے بمقتضاء الحرب خدعۃ ان کو تو دشمن کے سامنے کھڑا کیا اور رات کو
اوسمین سے آدھے توپ خانہ کی مکان کو بدل کرا اپنے مدعا کے موافق پسند کرکے گوشہ و
کنار یمین و یسار مین آئین کمین کے موافق توپون کو چن دیا۔ ۶ سیاہ مذکور کو دونون
لشکرون کے صفوف کا نظارا آراستہ ہوئیں پہلے اس سے کہ بہادرون کی ناک مین بارود
کی بو پہنچی۔ عالم علی خان نے فوج کے ہراولون کے گھوڑے دوڑائے فتح جنگ کے توپخانہ
شریار کے مقابلہ مین وہ آئے شجاعت تو سادات کا جوہر ذاتی تھا اونھون نے داہنے
باہنے طرف کچھ نہ دیکھا دشمن کے گولون کے نیچے آئے نظام الملک کے توپچیون نے قابو
کے وقت چارون طرف سے ایک دفعہ توپون مین آگ لگادی جسسے سربازان بارہ اور

یکہ تازان دکن اور اور نبرد سازون کی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی صفوف لشکر سے سلح فوج
مغول تکلی اور تفنگ اندازون نے چستی و چالاکی سے باقی ماندون کو تفنگ کی شلک سے
مارا اور کماندارون نے اکثر کو ہدف بنایا عالم علی خان کی فوج مین تزلزل ڈالا جب عالم علی خان
اس احوال پر مطلع ہوا تو اپنی سواری کے فیل جس کے حوضہ میں غیاث الدین خان برابر
بیٹھا تھا اور اور پندرہ بیس فیل سوارون کو لے کر ہراول کی کمک کی اور فتح جنگ کی فوج
کو تنگ کیا اوسوقت فتح جنگ کے ہلرول نے خصم سے جنگ گریز کر کے اوسکو اپنے توپخانہ
کے روبرو لادا الاجر علیحدہ کمین مین چنا ہوا لگا تھا اور ناگاہ اس توپخانہ مین آگ لگائی تو
توپون اور رکابون کی آوازون سے ایک قیامت مچ گئی - اور دھوان آسمان پر پہنچا جب بارود
کا دھوان دور ہوا تو دیکھا کہ عالم علی خان کے ہراول مین - غالب علی خان و غیاث الدین
خان و شمشیر خان و محمد اشرف خان و خواجہ رحمت اللہ خان و مستے خان و محمدی بیگ
اور بہت سے فیل نشین اپنے اپنے ہاتھیون کو حوضہ و عماری مین کے پڑے ہوئے تھے
عالم علی خان باوجود اس قتال کے اور خود زخمی ہونے کے مردانہ وار ثابت قدم رہا اور
جب تک سانس چلتا رہا آگے قدم بڑہاتا رہا کہتے ہیں کہ جب اوسکے ترکش میں تیر باقی نہیں
رہے تو جو تیر دشمن کی طرف سے اوسکے حوضہ فیل اور جسم مین لگتا اوسکو نکال کر وہ دشمن پر
چلاتا اوسوقت اختصاص خان نبیرہ خان عالم و محمد غیاث خان جسکی پتلی میں زخم لگا ہوا تھا
عالم علی خان کے مقابل آئے اور اوسکی جلادت رستمانہ کو روکا - اختصاص خان کی ضرب
شمشیر سے عالم علی خان کا ہاتھ کارزار مین بیکار رہا متوسل خان نے جو فتح جنگ سے
قرابت قریبہ رکھتا تھا تردد نمایان کیا - آخر کار عالم علی خان کمال بہادری سے اوس
فیل سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین کشتہ ہوا - سنکراجی ملہار مرہٹہ زخمدار ہو کر
چند مرہٹون کے ساتھ گرفتار ہوا - ہاتھی و حینمے و توپخانہ کل کارخانہ جات جو اوبات لشکر کی
لوٹ سے محفوظ رہے وہ نظام الملک نے ضبط کئے - اس لڑائی مین نظام الملک کے رفقا مین
سے کسی کو آسیب جانی نہین پہنچا چند آدمی زخمی ہوئے وہ جراحون کے علاج سے

اچھے ہوگئے - جب یہ خبر سید عبداللہ خان اور سید حسین علی خان کو پہنچی کہ دونو لڑائیون مین نظام الملک کا کوئی ملازم جان سے نہین مارا گیا - تو کمال غم و غصہ مین آکر انہون نے کہا کہ شاید نظام الملک کے نوکرون نے آب حیات پی لیا ہے یا سب وئین تن ہین کہ تیغ و سنان و بان و بندوق کے صدمون سے صحیح البدن رہتے ہین - دونون شکستون اور دلاور علی خان و عالم علی خان کے مارے جانے سے دونون بھائیون کو جو غم و الم ہوا وہ بیان نہین ہوسکتا خصوصاً حسین علی خان کو کہ ہر روز وہ اس رنج مین آنکھون سے ایک چشمہ خون بہا دیتا تھا اور دل پر درد سے آہ سرد کھینچتا اور اپنے مآل کار کو نہیں جانتا تھا کہ کیا ہوگا - فتح کے یک ہفتہ کے بعد یہ خبر سنا گیا کہ قبائل حسین علی خان کو مع خزانہ و جواہر و اجناس کے قلعہ دار دولت آباد نے پہلے اسے کہ فتح جنگ کا لشکر اس طرف آئے قلعہ مین جگہ دی - باوجودیکہ قلعہ دار بسبب جاگیر کے ضبط ہونے کے سید حسین علی خان سے کمال آزردگی رکھتا تھا - لیکن اسنے سادات کا پاس کیا اور دونون بھائیون کی گردن پر احسان رکھا - اس خبر کو سنکر کہ نقود مخفیہ اور مال ضبط سے محفوظ رہا سید حسین علی خان کی جان مین جان آئی اِن ہی دنون مین سنا گیا کہ بہادر خان ناظم حیدرآباد مع دلاور خان کے جو اس کا ہم زلف تھا چھ سات (نو دس) ہزار سوارون کو لیکر نظام الملک پاس آیا اور اس سے عہد رفاقت استوار کیا -

دونو بھائیون نے بہت سے مشورون کے بعد یہ قرار دیا کہ سید عبداللہ خان قطب الملک تو شاہجہان آباد جائے اور بندوبست صوبون کا کرے اور امیر الامرا سید حسین علی خان بادشاہ کے ہمرکاب مع امرائے نامدار اور عمائد ذوی الاقتدار نظام الملک کی تنبیہ کے لئے جائے - امیر الامرا ایک لاکھ سوارون کے جمع کرنے کی فکر مین ہوا - سید احمد خان پسر اسد اللہ خان کو بارہ کے عمدہ جماعہ دارون اور صاحب سخن افغانون کے بلانے کے لئے بہت روپے اور طلب کے پروانے دے کر روانہ کیا - چونکہ مسافت بعید قطع

کرنی پڑتی تھی اور جماعہ داروں اور رسالداروں کی نظر نظام الملک کی یاوری بخت پر
اور سادات بارہ کے انقلاب روزگار پر تھی اسلئے دکن جانے پر راضی نہین ہوتے تھے
فوج خاطر خواہ بہم نہ پہنچی تھی لیکن سادات کی زرباشی عالم مین مشہور تھی۔ اونکی شجاعت کے
ساتھہ سخاوت بھی ہم عنان رہتی تھی تو بھی ساٹھہ ہزار سوارون کے قریب قدیم وجدید مردم
بادشاہی جمع ہوئے۔ اور توپخانہ بڑا اور اسباب جنگ وافر مہیا ہوا۔ سوا اس کے
توقع تھی کہ مردم بارہ اطراف سے نامور راجہ اور معتبر زمیندار آنکر متعاقب ملینگے۔ آخر ماہ شوال
مین دکن کی سمت کو بیش خانہ روانہ ہوا۔ اکبرآباد سے امیرالامرا کا دوکردہ کوچ ہوا۔ اوائل ذیقعدہ
مین خدمت میر آتشی سید خانجہان سے چھین کر حیدر قلی خان کو ملی۔ نہم ماہ مذکور ۱۱۳۲ھ کو
بادشاہ نے آگرہ سے تین کوس کوچ کیا۔ سید عبداللہ خان بھی حصول رخصت کے لئے ہمراہ تھا
چنانچہ تفریق دفتر کے وقت سید حسین علی خان کا ارادہ یہ تھا کہ بائیس صوبون کی تمام شستہ دیوانی
و بخشیگری وصدارت کو مع دونو دیوان تن وخالصہ کے اپنے ہمراہ لے جاوین اور سررشتہ یک حرفی
اپنے برادر قطب الملک کو نہیں دکرون تاکہ وہ شاہجہان آباد مین ایک وجود معطل رہے۔ اسپر
بہت ردوقدح ہوکر یہ قرار پایا کہ حسین علی خان چار صوبون مالوہ و احمدآباد و اکبرآباد و اجمیر کا
مع دکن کے چھہ صوبون کے دفتر مفصل اور باقی صوبجات کا یک حرفی مجمل بادشاہ
کے ہمراہ جائے۔

۱۵ ذیقعدہ کو بادشاہ کے جلوس کا جشن تھا۔ عبداللہ خان چاہتا تھا کہ یہ جشن میرے سامنے
ہو بعد اس کے وہ شاہجہان آباد کو کوچ کرے لیکن حسین علی خان اسپر راضی نہ ہوا۔ آگے چلا
اور عبداللہ خان کو بادشاہ کے پاس سے چار کوس پر سے رخصت کرادیا۔ نقل ہے کہ حسین علیخان
اسقدر عبداللہ خان پر غالب و متسلط تھا کہ زیادہ تر مقدمات مین عبداللہ خان کو مجبور ہوکر
بھائی کی متابعت کرنی پڑتی تھی۔ اور امیرالامرا اپنے اندازہ سے قدم آگے بڑھاتا تھا
اس سبب سے بھائی کو یک گونہ ملال تھا۔ چودھوین ذیقعدہ کو فتحپور کے مقصل لشکر اترا
اور چار روز یہان جشن رہا۔ پانچوین روز کوچ بکوچ ممالک دکن کی طرف متوجہ ہوا کہ

ثقات کی روایت سے یہ معلوم ہوا کہ سرکار عبداللہ خان وحسین علیخان کی جو جماعت قدیم نوکروں
اور پرانے رفیقون کی تہی اور وہ ان دونو بھائیوں کی بدولت لاکھون روپئے کی
جاگیر ومشاہرہ اور فائدہ پاتے تھے وہ ان بھائیون کی اس حرکت سے کہ انہون
نے بادشاہ فرخ سیر کو شہید کیا تھا اور اختیار سلطنت ایک بقال رتن چند کو
دے رکھا تھا اُن کے دلون کو ان دو بھائیون کی طرف سے مقلب القلوب نے ایسا پھیر دیا تھا کہ
وہ خلوت وجلوت میں اکثر کہا کرتے تھے کہ عبداللہ خان وحسین علی کی دولت کے زوال سے ہماری
دولت کا زوال ہے بلکہ تمام مردم بارہ کی بود وباش معرض فنا میں ہے معہذا ہر چہ باشد باشد
دولت تیموریہ کے بدخواہون کا مکافات عمل مین گرفتار ہونا اور اس خاندان کے اعدا کا انکے رشتے اعمال کے موافق سزا کا پہنچنا ہم کو منظور ہے تاکہ دولت سلطنت بابریہ پھر از سر نو
رونق پائے اور اس دودمان والا کا بول بالا ہو۔ اور ان دونو بھائیوں کے بعض اقربا
پکار پکار کے کہتے تھے کہ عبداللہ خان وحسین علی خان کے کوئی فرزند نہیں ہے کہ اُنکو یہ گمان ہو
کہ ہمارے اعمال کی سزا ہماری اولاد واحفاد کو پہنچیگی۔ مگر جو انہون نے صاحب تاج وتخت سے بدسلوکی
کی ہے اسکی مکافات انہیں ضرور ہوگی لیکن ہمکو رحم اس جماعت پر آتا ہے کہ اُنکی ہم قوم وہم وطن
ہے مبادا وہ انکی ریاست کے وبال مین گرفتار ہو+

عقلا عالم پر ظاہر ہے کہ کفران نعمت کرکے آقا پر تلوار کھینچنے کا اور ولی نعمت کی بے آبروئی اور بے
ناموسی اور زوال دولت مین کوشش کرنے کا مآل یہ ہے کہ اپنا کام جزائے اعمال مین تمام ہو بادشاہان
سلف کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آقا نے نوکر پر تعدی کی ہو اور نوکر کی
جانب حق ہو اور نوکر نے پاس نعمت وحق نمک نامنظور کرکے ولی نعمت کی بے حرمتی وبے
ستری اور اوسکی جان ومال کے تلف کرنیمین کمر باندھی ہو تو آخرکار منتقم حقیقی اسکو خواری اور
پاداش اعمال پر پہنچاتا ہے۔ تاکہ اہل بصیرت بحکم فاعتبروا یا اولی الابصار عبرت پکڑین خصوص
وہ جماعت کہ ولی نعمت کے خوان دولت سے مدتون تک پرورش پاکے نہایت دولتمند ہوئی ہو
نمک خوار مورونی ہو جسپر بہت احسان ہوئے وہ جزائے اعمال سے نڈر ہوکر نمک حلالون کے طریقہ کے برخلاف

امیرالامرا حسین علی خان کا مارا جانا +

اپنا شعار اور مزید اعتبار کا سرمایہ بنائے۔ اور بیا کی کر کی ایسے خاندان کی دولت خداداد
کے استیصال پر کمر باندھے جو عالم و اہل عالم کے فیض کا سرچشمہ ہو۔ وہ کیسے ایسے کام پر
کمربستہ ہوسکتی ہے یقین ہے کہ جو ہونگے وہ کا ہونگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ۲۔ ذی حجہ ۱۱۳۲ھ
کو سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر پہنچا۔ پہر رات گئی تھی کہ غرت خان
کا بھیجا ہوا شتر سوار رتن چند کا یہ شقہ لایا کہ حسین علی خان و غرت خان و نوراللہ خان
کشتہ ہوئے۔ اب اس قصہ کی شرح سنو سلطنت بتمور یہ خاندان کا انتظام جاتا رہا تھا۔
دونو بھائیون کے تسلط کے لئے کل امور ملکی مالی مین رتن چند کے اختیار سے جو سواء
قوم بارہ اور قوم بقال کے کسی پر نوازش نہین کرتا تھا سب چھوٹے بڑے متنفر تھے
اور ہر دیار کے شرفا خوار اور بے اعتباری سے زیست کرتے تھے۔ اعتماد الدولہ
محمد امین خان جن کو بہادر جانتا تھا کہ باوجود عہد و پیمان کے جسوقت سید حسین علی خان کو
قابو ملے گا تجیسا کہ دونو بھائی بادشاہ فرخ سیر کے ساتھ ایفاء وعدہ بجا لائے ہمارے ساتھ
بھی ایسا ہی وعدہ پورا کرکے ہمارا وعدہ پورا کرینگے اسلئے وہ ہمیشہ بارہ کی زوال دولت کے
درپے رہتا لیکن بغیر کسی رفیق شفیق کی مدد کے اس امر خطیر مین اقدام کرنا صلاح کار نہین
جانتا تھا اب اوسکو سعادت خان عرف میر محمد امین مل گیا جسکا حال یہ ہے کہ مرزا نصیر
سید شمس الدین نیشاپوری حسینی موسوی یعنے اولاد جناب موسی کاظم سے تھا اوس کے
دو بیٹے تھے بڑا میر محمد باقر اور چھوٹا میر محمد امین۔ وہ ۱۱۱۸ھ مین بنگالہ مین آیا میر محمد باقر
کو ساتھ لایا عظیم آباد پٹنہ مین اقامت اختیار کی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ نے اوسکی خبر گیری
کی ۱۱۳۱ھ مین میر محمد امین عظیم آباد مین باپ کی زیارت کو آیا۔ اور بڑے بھائی کے ساتھ
شاہجہان آباد مین آیا۔ فرخ سیر کی ابتدائی سلطنت مین منصب ہزاری پایا صوبہ اکبرآباد
کے محال عمدہ ہندوؤں و بیانہ کی فوجداری اوسکو سپرد ہوئی اپنی اصابت تدبیر و شجاعت
ذاتی سے اور سلوات کی امداد سے نظم و نسق فوجداری مین مفسدون کی تنبیہ و تادیب مین قرار واقعی
کوشش کی خلعت ملا اور اضافہ پانصدی ہوا۔ کارطلبی و تردد جوئی مین یکتا روزگار تھا

فرخ سیر مرحوم کے خون ناحق کی عداوت اوسکے دل مین جوش کرتی تھی - بادشاہ کے ایام کوچ مین
بعض مطالب کے سرانجام کے لئے لشکر مین آیا - اعتماد الدولہ کے ساتھہ ہمدم ومحرم ورفیق وجانباز ہوا
میر حیدر خان کاشغری جو ترکان الوس چغتائیہ سے تھا اور میر شمشیر اوسکا لقب تورانی تھا
اسلئے اوسکو میر کہتے تھے مرزا حیدر فرمانروائے کشمیر مصنف تاریخ رشیدی اسکا جد کلان تھا
(یہ تاریخ احوال تیموریہ مین اوسنے تالیف کی تھی) سید حسین علی خان کے رشتہ حیات کے
منقطع کرنے پر اوسکو راضی کیا - اس ارادہ کے اقدام مین مصلحت کی جو کسی کے وہم وگمان
مین بھی نہ تھا مصلحت کرکے تینون باہم اس راز مین محرم جانباز ہوئے اخفائے راز
کے باہم عہد وپیمان ہوئے - اس راز کے اخفا مین اتنی کوشش کی گئی کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ کو بھی اطلاع نہ ہوئی اور سوائے والدہ بادشاہ اور صدر النسا کے جو سید عبد اللہ خان
کی دست گرفتہ تھی کوئی اور شریک مصلحت نہ تھا - ششم ذیحجہ ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ منزل نوہ
مین آیا جو فتحپور سے ۱۵ کروہ عرفی تھی بادشاہ دولت خانہ کے قریب پہنچا تو اعتماد الدولہ
اپنی طبیعت کی علالت کا اظہار کرکے حیدر قلی خان بہادر کے پیش خانہ مین چلا گیا بادشاہ
حرم سرا مین داخل ہوا تو سید حسین علی خان بادشاہ سے جدا ہوکر گلال بار کے دروازہ
کے نزدیک پہنچا - میر حیدر خان کہ حسین علی خان کا روشناس تھا اور اوسے باتین کرنے
کی اجازت تھی جان سے ہاتھہ دہوکر امیر الامرا کی پالکی پاس آیا اور ایک عرضی لکھی ہوئی
اوس پاس تھی وہ حسین علی خان کے ہاتھہ مین دی وہ اوسکے پڑھنے مین لگا اوس نے
اپنا حال بیان کرنا اور اعتماد الدولہ کی شکایت کرنی شروع کی یہطرح غافل کرکے جستی وچالاکی
سے ایک خنجر آبدار اوسکے پہلو مین مارا - یہ بات بھی مشہور ہے کہ ایک اور مغل کو بھی اوس نے
رفیق کیا تھا اوسنے بھی اپنی تلوار امیر الامرا کے پیٹ مین گھسائی مگر اوسکی کچھہ اصل نہین ہے
اول زخم جان ستان سے حسین علی خان کا کام تمام ہوا - اس جلدی مین نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان
نے جو عمدہ زادہ مقتول تھا اور پالکی کے ساتھہ پیادہ ہمراہ تھا میر حیدر خان کو تلوار سے مار ڈالا - روایت
ضعیف یہ بھی ہے کہ میر مشرف نے بھی پہنچکر اوسپر حربہ چلایا اور کام تمام کیا اور دوسرے مغل کو بھی

مارڈالا اور خود زخمی ہوا - جان سلامت لے گیا مغلون نے ہر طرف سے ہجوم کرکے نور اللہ خان کو کشتہ کیا اور حسین علی خان کا سر بطریق ارمغان بادشاہ پاس لے گئے - خواجہ مقبول خان ناظر (خواجہ سرا) سادات نے دست وپا زنی کرکے اپنے دو تین زخم لگوائے تین چار روز بعد اپنے زخمون سے مرگیا - حسین علی خان کا ایک سقا اور خاکروب شرط فدویت وتہور بجا لائے کہ روتے ہوئے تلوار اور نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے صف ہجوم کو چیرتے پھاڑتے تسبیح خانہ کے نزدیک آئے مغلون کے پیاپے گولون اور تیر سے ہلاک ہوئے محکم سنگھ کے بخشی مصطفےٰ خان نے جب خانہ جنگی اور حسین علی خان کے ساتھ شورش کی خبر سنی تو وہ محکم سنگھ کو ہمراہیون کی ایک جماعت لیکر بغیر مقدمہ کی تحقیق کے محکم سنگھ کی اجازت بغیر گلال بار کے دروازہ پر آیا - کثرت ازدحام سے راہ نہ ملی تو دوسری طرف سے دیوان خاص کے سراچہ کو پھاڑ کر ننگی تلوارین لئے گالیان دیتا ہوا اندر آیا مغلون کے تیر وگولی سے دو تین آدمیون کو زخمی کرا کے جان سلامت باہر لے گیا حسین علی خان کے توپخانہ کے بعض آدمیون نے گلال بار کی طرف مین تفنگ اور رہال مچنگی کے گولے مارے +

جو وقت امیر الامرا کے بھانجے عزت خان نے امیر الامرا کے قتل کی خبر سنی تو اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا - اوسی لحظہ تہوری کو کارفرما ہوکر چار پانچسو سوار کی جمعیت کے ساتھ لے ہاتھی پر بیٹھ دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا حیدر قلی خان بہادر ابتدا مین سپہ سالار سے انتقام لینے کی مصلحت مین شریک اور ہمراز نہ تھا - لیکن جب اوسنے بادشاہ کو امور سلطنت مین بے اختیار دیکھا اور مدار کار رتن چند اور ہندون نے قبضہ اقتدار مین دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ صاحب السیف والقلم ہندوستان کے سمجھے جاتے ہین انکی رائے اور شمشیر بارہ کے مقابل مغل ایرانی اور تورانی کے وجود کو معدوم جانتے ہیں اور یہ نہین سمجھتے کہ ایک جماعت ہزار دو ہزار کوس کی مسافت بعیدہ طے کرکے آئی اور اپنے جوہر ذاتی وشمشیر ورائے صائب سے مملکت وسیع ہند کو بابر بادشاہ نے بادشاہان ذوی الاقتدار اور راجہا نامدار سے مقابلہ ومقاتلہ کرکے تسخیر کیا ہے اور دو سو سال سے زیادہ خاندان

عزت خان کا بادشاہ سے جنگ ہونا اور مارا جانا +

صاحب قران کے نمک پروردہ ہیں کیونکر اپنے ولی نعمت کو بے اختیار دیکھ کر اس عار کی برائی کو گوارا کرینگے اسلئے اس شیر بیشہ حیدری کے دل مین انتقام کا کانٹا کھٹکتا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کا طالع یاور ہوا تو اوسنے فدویت پر کمر ہمت کی اور دونو لڑائیون مین جنکا اوپر ذکر ہوا بڑی بہادری کے کام کئے۔ غرض ہر گوشہ و کنارہ مین صدائے دار و گیر بلند ہوئی تو حیدر قلی خان بہادر کی رہنمونی سے اور اعتماد الدولہ کے حکم سے سعادت خان اپنے جوہر ذاتی کے سبب باکانہ گستاخانہ اوسوقت بادشاہ کے سراچہ محل مین پہنچا کہ بادشاہ اندر تھا دونو بھائیون کے ہوا خواہ بادشاہ کے حق مین ارادہ فاسد رکھتے تھے۔ نواب قدسیہ بیگم مہر مادری کے سبب بادشاہ کے باہر جانے کو منع کرتی تھین سعادت خان اپنے منہ پر شال ڈال کر گستاخانہ محل کے اندر آیا اور منت سماجت کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے محل سے باہر لایا۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو ہاتھی پر سوار کرایا اور خود خواصی مین بیٹھا۔ بادشاہ کے سارے آدمی متفرق ہو گئے تھے اور امرا جابجا اپنے مکانون مین بادشاہی گھوڑون اور ہاتھیون کو لے گئے تھے سوار محمد امین خان چین بہادر و قمر الدین خان بہادر اور چالیس پچاس جانباز مغلون کے اور توپخانہ کی ایک جماعت کے کل مجموعہ سو دو سو سوارونکا بھی بادشاہ کے رکاب مین نہ تھا حیدر قلی خان بہادر سواری کے لئے ہاتھی گھوڑون کی اور توپخانہ کے آدمیون کی گرد آوری مین مصروف ہوا جمعیت معدودے جو بادشاہ کی رکاب مین تھے وہ اور قمر الدین خان بہادر و سعادت خان عزت خان کے مقابل ہوئے۔ عزت خان شیر تیز خوردہ کی طرح غراتا ہوا شجاعت و تہوری کی داد دیتا تھا اور پیش قدمی کرتا تھا طرفین سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی۔ بارہ دلاورون نے بہادرانہ معرکہ کارزار مین قدم رکھا اور مغلان ایران و تورآن کے مغل بھی رستمانہ جیقپلشین کرتے تھے اور جان نثار ایک دوسرے پر پیشقدمی پر سبقت لیجانے کے لئے تردد نمایان کرتے تھے۔ ہر ساعت بارہ کی فوج بڑھتی تھی اور بادشاہ کے بھی ہمرکاب آدمی زیادہ ہوتے جاتے تھے۔ دونو طرف سے بلا فاصلہ تفنگ اجل کے تگرگ و ژالہ گولہ اور تیر جان ستان برستے تھے۔ قمر الدین خان بہادر و حیدر قلی خان

بہادر نے ہنگامہ رزم کو ایسا گرم کیا کہ سب طرف سے واہ واہ ہوتی تھی - بادشاہ خود بھی دشمنوں پر تیر چلاتا تھا غارتگرون نے سید حسین علی خان کے بازار اور کارخانون کو لوٹنا شروع کیا - اور اوسکے خیمون مین آگ لگادی صمصام الدولہ خان دوران بہادر منصور جنگ اپنی افواج کے ساتھ بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا - اسی عرصہ مین غزت خان کی بندوق کا گولہ لگا جسے اوسکی جان گئی اور فوج بارہ متفرق ہوئی - بادشاہ کی فتح کا نقارہ بجا - اسی ہنگامہ مین بازار کے رستے اور صرف خانہ اور حسین علی خان کے اکثر کارخانے مع خزانہ کے ارابون کے جو منزل مین پیچھے تھے لٹ گئے - اس لوٹ کا حساب کروڑ روپیہ کا کیا جاتا ہے جواہر خانہ اور خزانہ کچھ بچھے رہا تھا وہ ستی راج سے محفوظ رہا ضبط بادشاہی مین آیا - پوج اور بے سروپا آدمیون نے جنکا دل دو بھائیون کے بغض سے بھرا ہوا تھا حسین علی خان کی لاش کی ایسی بے حرمتی کی کہ اوسکا نہ بیان کرنا بہتر ہے +

بادشاہ کی مراجعت کے بعد حیدر قلی خان بہادر نے محکم سنگھ کی جان و آبرو کی امان دیکر اور عنایت بادشاہی کا پیمان کرکے اپنے پاس بلالیا اور اوسکے جرائم معاف کراکے منصب شش ہزاری اور بعد ازان ہفت ہزاری کا منصب دیدیا مگر اوسنے اس نعمت کی قدر نہ جانی اعتماد الدولہ نے رتن چند پاس پیغام استمالت مکرر بھیجا - اوسنے آبرو و جان کے بچنے کا خیال محال کرکے ہاتھی سے اُتر کر پالکی مین بیٹھ کر دولت خانہ کا قصد کیا مغلون اور بازار کے لچھون اور بیکار تماشائیون نے جنکے دل اسکے اطوار ناہموار سے داغہائے انار کی طرح پرخون تھے اوسکو پالکی سے اُتار کر خوب جوتی پیزار لات مکّے سے خبر لی اوسکے کپڑے اوتار کر لے گئے اور ننگا کردیا - اس اعتماد الدولہ پاس لائے اوسنے اوسکو کپڑے پہننے کے لئے دئے اور طوق و زنجیر کا زیور اوسپر اور زیادہ کیا ؎

آن را کہ جہان کند چنین آمد پیش را سے سر من داس کایت چو قدیمہ

نوکر اور وکیل سید عبداللہ خان کا تھا فقیر بن کر اپنے آقا کی خدمت مین گیا - میر علی خان خدمت گار سید حسین علی خان کہ صاحب فیل و مکنت تھا دس پندرہ روز مقید رہا

وہ لڑائی مین زخمی بھی ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آگیا غرض سیدون کے رفیق کچھ سید عبداللہ خان پاس بھاگ گئے کچھ بادشاہ سے آن ملے سپاہ جو کسی طرف نہ بولی تھی وہ بادشاہ سے مل گئی اب محمد امین خان نے اسلئے کہ عوام الناس اوسکو برا نہ کہین کہ سیدون کو قتل کرڈالا عزت خان و امیر الامرا و نور اللہ خان کے تابوت کو زیارت مین لیجیا اور اونکی نماز پڑھی اور یہ پکار کر کہا کہ اے یارو یہ شیر بچے سوتے ہین اور جنازون کو اجمیر شریف روانہ کیا کہ اونکے باپ کی قبر کے نزدیک خاک مین سپرد کرین سید عبداللہ خان نے مکرر سہ کرر کہا کہ ایسا معلوم ہوتا کہ کوچ کے وقت کہار میسر نہیں ہوئے اور تابوتون کے غلاف لٹ گئے (بعض کہتے ہین کہ شرارت سے تابوت زربافت کئے گئے تہے کہ وہ رستہ مین لٹ جائین) اور صندوق پڑے رہے اور دفن نہ ہوئے پھر خارج سے معلوم ہوا کہ اونکو اجمیر مین لے جاکر مدفون کیا +

غرض امیر الامرا کو وہی صورت پیش آئی جو فرخ سیر کو پیش آئی - دنیا مین یہ ایک انتقام کی عمدہ مثال ہے کہ جو فرخ سیر نے اورون پر ظلم کیا وہ اسپر سیدون نے کیا اور جو سیدون نے اوسپر ظلم کیا وہ اورون کے ہاتھ سے سیدون پر ظلم ہوا - کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے + سادات کو اس مغل کی کچھ شکایت نہیں ہونی چاہیے یہ تو وہی قتل تھا جسکو اونھون نے خود انتظام ملکی مین داخل کیا تھا جو راہ اونھون نے اورون کے لئے نکالی تھی اوسپر اونکو خود چلنا اور جو کنواں اورون کے لئے کھودا تھا اوسمین خود گرنا پڑا +

اعتماد الدولہ کو ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار دو اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ پچاس لاکھ دام انعام اور وزارت سپرد ہوئی وزیر الممالک ظفر جنگ کا لقب ملا میر بخشی کی خدمت صمصام الدولہ کو ملی اور ہفت ہزاری پر ایک ہزاری کا اضافہ اور امیر الامرا کا خطاب ملا - قمر الدین خان بہادر کو بخشی دوم کی اور داروغہ غسل خانہ کی اور دیگر خدمات عطا ہوئین اور ہزاری ہزار سوار کا اضافہ ہوا حیدر قلی خان بہادر کو شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ ایک اسپہ کا منصب ملا اور ناصر جنگ خطاب ہوا - سعادت خان کو پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب اور سعادت خان بہادر کا

اور کے خطاب ۲

خطاب اور نقارہ عنایت ہوا غرض ہر ایک قدیم اور جدید خانہ زاد اور والا شاہی نوکر موافق جشن تردد جانفشانی مورد عنایات ہوا۔

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس پر تھا کہ بھائی کی سناونی آئی جس سے اوسکی آنکھون مین عالم سیاہ ہوگیا۔ سوا صبر کے کچھہ اور چارہ نہ تھا۔ رونا پیٹنا شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ اس خبر کے آنے کے بعد اوسکے بعض ہمدمون نے مصلحت بتلائی کہ پہلے اس سے کہ اطراف کی فوج بادشاہ سے ملے اور حسین علی خان کا لشکر بادشاہ سے گرویدہ ہو بہت جلد وہان پہنچئے یہ مصلحت اوسنے پسندیدہ نہیں کی اور کہا کہ اب بادشاہ مستقل امرا اوسکے ساتھہ یک دل ہماری فوج خاطر شکستہ اب بادشاہ سے لڑنا اسکے بغیر نہیں ہوسکتا کہ عالمگیر کی نسل مین سے کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنائے اور اوسکے استحقاق سے سامان بہم پہنچائے اور امیرون کو اپنا حامی بنائے غرض اس عمر رسیدہ سید کو جسقدر غم پر غم اور رنج پر رنج بڑھتے گئے اتنی ہی اوسکی عقل و ہمت زیادہ بڑھتی گئی اب اوسکی ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ جب وہ شاہجہان آباد کو چلا ہے تو اوسکی پھیرا اور پیش خانہ پر میواتیون اور مفسد پیشہ زمینداروں نے ہر طرف فراہم ہوکر تاخت کی اور جو ہاتھہ آیا اوسے لوٹ کر لیگئے۔ ہر چند دل باختہ فوج تعین کی جانی سے کچھہ فائدہ نہ ہوتا ایک جماعہ دار اور کچھہ آدمی کشتہ ہوئے۔ ایک قافلہ جسکے ساتھہ بعض کارخانجات سید حسین علی خان کے تھے شاہجہان آباد جاتا تھا وہ سید عبد اللہ خان کے لشکر سے دو تین کوس پر مع کارخانجات و مال و ناموس دم غارت غول ہوا۔ سید عبد اللہ خان اور کل سادات کی جاگیر مین رعایا سے مالگذار اور اطراف کے مفسد پیشہ زمینداروں نے اتفاق کرکے عمال جاگیر کو بے دخل اور اخراج کیا اور انتظام سلطنت تک محصول خریف پر زیادہ تر رعایا و پرگنات متصرف ہوئی۔ سید عبد اللہ خان نے شجاعت الدولہ خان اور مرتضی خان کو دار الخلافہ روانہ کیا اور اس بارہ مین نجم الدین علی خان صوبہ ارشاہجہان آباد کو خط لکھا اور سپاہ کو بھی اشارہ کیا کہ کسی شاہزادہ کو بادشاہ بنانے کے لئے تیار کرین +

۸ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو نجم الدین علی خان کو یہ خبر پہنچی تو اوسنے کوتوال کو سوار اور

+ سید عبد اللہ خان کے مرنے کی خبر سنکر فرخسیر اور سلطان ابراہیم کا بادشاہ بننا

پیادے دیکر اعتماد الدولہ کے گھر کو گھیر لیا۔ اعتماد الدولہ کے آدمیون کو پہلے خبر ہو گئی تھی انھون نے حویلی میں جابجا مورچال بنا لئے تھے مصالح جنگ تیار تھا وہ انند کے تار بجا رہے تھے انھون نے اپنی دفع مضرت میں کوشش کی۔ سید عبد اللہ خان نے اعتماد الدولہ کے قبیلہ و ناموس سے پرخاش کرنے کو منع کر دیا۔ شجاعت اللہ خان و مرتضیٰ خان اور جہاندار شاہ کے بیٹون کے پاس تکلیف سلطنت کے لئے گئے۔ اونہون نے دروازہ بند کر لیا۔ منت سماجت کے بعد انکو اندر آنے دیا اور آنے کا سبب پوچھ کر اونکو جواب درشت دیا اور سلطنت کو قبول نہ کیا۔ یہان سے مایوس ہو کر نیکو سیر پاس گئے تو اوسنے بھی انکار کیا۔ پھر سلطان ابراہیم خلف رفیع الشان پاس آئے اپنی غرض عرض کی کہ آپ کے بادشاہ ہونے سے سادات کی ایک جماعت کی جان بخشی ہے بعد گفت و شنید سلطان محمد ابراہیم نے سلطنت قبول کی +

سلطان ابراہیم کی جلوس و سلطنت اور اسکی اور اسکی محمد شاہ اور اسکا شکست یابانہ اور سید عبد اللہ کا قتل ہونا +

۱۱ ذی الحجہ ۱۱۳۱ھ سلطان محمد ابراہیم کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب کیا۔ دو روز بعد سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد مین داخل ہوا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ غازی الدین خان خالب جنگ کو منصب شش ہزاری میر بخشیگری کا عہدہ اور خطاب امیر الامرائی کا عنایت کیا اور نجم الدین علی خان کو بخشیگری دوم سید صلابت خان ابن سادات خان کو بخشی گری سوم۔ اور بہرام خان کو بخشی چہارم مقرر کیا۔ مراتب منصب بڑھا کے امراکی دلداری کی۔ رفیع الدرجات کے ایام سلطنت مین جو جماعت مساعدت زمانہ سے مایوس تھی انمین سے ہر ایک کو طلب کر کے استمالت کی اور اونکو اشرفی روپیہ درماہہ پر سپاہ کی گرداوری کے لئے سرگرم کیا۔ حامد خان کی جاگیر ضبطی سے نکال دی منصب قدیم پر اضافہ جدید کیا۔ اعتقاد خان منصوب کو پھر منصوب کیا شائستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کی بہت چاپلوسی کر کے عنایتیو نکا امیدوار کیا۔ اور رفاقت کی تکلیف دی۔ اسلام خان و صفی خان نے بہ لطائف الحیل پہلو تہی کی سیف خان و اعتماد خان نے منصب قبول کر کے وقت سپاہ کی نگاہداشت کے لئے روپیہ لیا۔ اعتقاد خان کا دلخواہ مدعا حاصل نہ ہوا کچھ دنون رہا کی پھر اثناء راہ سے دار الخلافہ کی طرف چلا آیا۔ اسی طرح قدیم ملازمون کی جو ان دنون مین

خانہ نشین تھے پرداخت کی سید عبداللہ خان کے قدیمی نوکر جو پچاس روپیہ ماہوار پاتے تھے اونکے
سراسری اسّی روپیہ درماہہ مقرر ہوا۔ قدیم وجدید نوکرون میں اس اشتراک تنخواہ سے شرفا
وبنجبا وبواج وبے سروپا آدمیون میں تمیز باقی نہ رہی۔ اس سبب سے باوجود شائستہ اضافہ
قدیمی فوج کی شکستہ خاطری وبددلی ہوئی۔ سید عبداللہ خان کی فوج کا بخشی ہمیشہ سے فرخ سیر
سے دلی محبت رکھتا تھا اور رتن چند کے تسلط سے متنفر تھا اور عبداللہ خان کے ساتھ کمال سیدی
سے بسر کرتا تھا۔ اونسے فوج جدید کی نگاہداشت مین جوانون اور گھوڑون کے بُرے بھلے ہونے
مین اقتدار نہین کی نجم علی خان اور بعض اور عمدہ امرا کے سرکارنے ندائے عام دیدی کہ خواہ
کیسا ہی چھوٹا ٹٹو اور بوڑھا لنگر اٹھوڑا لائین اوسکو بھی صحیح کرین جہان کوئی پورچی دھنے جلاہے
قسائی کا شاگرد تھا وہ دس پندرہ روپیہ کا ٹٹو جو حقیقت مین چار پانچ روپیہ سے زیادہ قیمت کا
نہ ہوتا تھا خرید کرا کے داغ کراتا اور ایک ماہہ لیکر روپوش ہوجاتا۔ پاجیون کے سوا اشرافون نے
بھی سید عبداللہ خان کو مضطرب الحال دیکھکر یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ بہرحال قدیم نوکرون کے
درماہہ کے علاوہ ایک کروڑ روپیہ سپاہ جدید کے خرچ مین رائگان گیا۔ ثقات کی روایت ہے
کہ عبداللہ خان سے جب ایک مخلص نے کہا کہ بندگان عالی کس لئے روپیہ کو بے فائدہ
آدمیون کو دیتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ اگر ہم نے لڑائی مارلی تو تمام ممالک محروسہ اور
خزانہ ہماری ملک ہی ہے اور دوسری صورت مین یہ بہتر ہے کہ زر ہم اپنے ہاتھ سے بخشش
کرین تاکہ دشمنون کے ہاتھ نہ آئے۔ اول یہ خبر آئی کہ محمد شاہ راجپوتانہ کی راہ شاہجہان آباد
جائیگا۔ اسلئے سلطان ابراہیم نے شاہجہان آباد سے نکل کر عیدگاہ کو خیمہ گاہ بنایا ان دنون
مین غلام علی خان محمد شاہ کے لشکر مین سے اور تہور علی خان اکبرآباد سے سید عبداللہ خان
پاس آئے۔ غلام علی خان اور نجابت علی خان جو سید عبداللہ خان کا برادرزادہ اور متبنیٰ تھا
قلعہ وشہر شاہجہان آباد کی حراست کے لئے بھیجے گئے اور پھر محمد شاہ کی خبر یہ آئی کہ وہ اکبرآباد
کی راہ سے شاہجہان آباد کو آتا ہے تو عبداللہ خان نے فرید آباد کی راہ اختیار کی اور بارہ کی
فوج کے انتظار کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع منازل کرتا تھا کہتے ہیں کہ باوجود اسقدر خزانہ وافر

اور حشم و خدم متکاثر کے عہدہ دار اور خواجہ سرا وغیرہ سلطان ابراہیم کے محل کے ہمراہ بدون زین کے گھوڑون پر سوار ہوتے تھے۔ ہر منزل مین و مقام مین نامدار افغان اور بارہ و عمدہ زمیندارون کی افواج لشکر محمد ابراہیم مین آتی جاتی تھی۔ اور حسین علی خان کے نوکر کہ محمد شاہ کے لشکر کے رسالون مین نوکر ہو گئے تھے وہ یک ماہہ پیشگی لیکر جوق جوق سید عبداللہ خان کا لشکر زیادہ ہوتا تھا سوار اور پیادہ کی نوکری کا بازار ایسا گرم ہوا کہ بڑا اور اچھا گھوڑا عنقا ہو گیا۔ ایک ٹٹو دو تین جگہ صحیح ہوتا۔ محمد ابراہیم شاہجہان آباد سے ۳۵ کوس چلکر پلول مین آیا سیف الدین خان برادر سید عبدالصمد خان و شہامت خان بیٹے اور بھائیون سمیت اور سید محمد خان خلف کلان اسداللہ خان و ذوالفقار علی خان اور بارہ کے بہادرون کی جماعت جو سب ملکر بارہ ہزار سوار ہوتے تھے عبداللہ خان کے لشکر سے ملے ڈیڑھ دو سو ارابے سادات بارہ سے بھرے ہوئے لشکر مین داخل ہوئے جنمین سے ہر ایک سید اپنے تئیں بیس سوارون کی برابر گنتا تھا اور ہر ایک کی زبان زد تھا کہ جنگ کے روز ہمکو تیر و تفنگ کی درکار نہین جب مقابلہ ہوگا حملہ اول مین برہنہ تیغ و خنجر لے کر شعلہ کی طرح توپخانہ کی آتش سے نکلکر مغلون کی فوج قول پر یورش کرین گے۔ حاصل کلام یہ ہے دہم محرم ۱۱۳۳ھ کو ایک لاکھ سوار جمع ہو گئے جنمین چودہ پندرہ ہزار یا بو سوار تھے سوا اِنکے چورامن جاٹ و مخکم سنگھ اور ایک اور جماعت حسین علی خان کے نوکرون کی اور زمیندارون اطراف کی سپاہ متفق ہو کر فوج مذکور پر اور زیادہ ہوئی۔ اس دن محمد شاہ کے لشکر کے تین ہاتھی اور چند قطار شتر چورامن جاٹ لوٹکر بطریق تحفہ کے سید عبداللہ خان پاس لایا سید نے یہ تحفہ اوسی کو دیدیا۔ اب لشکر محمد شاہی مین حیدر علی خان میر آتش نے زر پاشی سے دریغ کر کے اور بادشاہی لطف آمیز وعدے کر کے لوگون کی تالیف قلوب کی۔ جو کام اوسنے عملہ توپخانہ سے روز جنگ مین لیا شاید کسی اور میر آتش کے عہد زمانہ سلف مین کیا گیا ہو۔ دہم محرم کو نواحی منزل پورن سے کوچ کر کے اور موضع شاہ پور سے گذر کر لشکر کا خیمہ لگا میر آتش اور امرائے رزم کے تردد سے صفوف لشکر مرتب ہوئین۔ باوجودیکہ افواج

محمد شاہی دشمن کی سپاہ سے آدھی تھی مگر اس مین سے ہر ایک دل سے جان نثاری کا ارادہ کرتا تھا
عبد الصمد خان دلیر جنگ و راجہ دھیراج سنگھ سوائی کا انتظار تھا مگر بعد مسافت کے سبب سے دونو کو
بروقت پہنچنا میسر نہین ہوا۔ مگر شروع جنگ مین راجہ جے سنگھ کی تین ہزار سپاہ اور ایک نامی سردار
حاضر ہوئے اور محمد خان بنگش بھی دو تین ہزار سوارون کے ہمراہ آیا۔ شیر افگن خان چکلہ دار
کوڑہ سات آٹھ ہزار سوار لیکر اور عزیز خان روہیلہ بازید خان میواتی یکہ تازون کے ساتھ
حضور مین آئے۔ اوسکے بعد محمد شاہ نے حیدر قلی خان کو توپخانہ کے ساتھ ہراول مقرر کیا
سعادت علی خان برہان الملک و محمد خان بنگش کو میمنہ کی طرف اور صمصام الدولہ انصرت یار خان
کو ایک بہادرون کی جماعت کے ساتھ میسرہ کی جانب و اعتماد الدولہ محمد امین خان و ہادی خان
و قمر الدین خان و عظیم اللہ خان و طالع یار خان کو بیتمش اور اعظم خان مردم کارزار دیدہ کے
ساتھ طرح فوج اور شیر افگن خان و تربیت خان اور ایک گروہ فدویان عقیدت نشان کو
بادشاہ نے اپنی رکاب مین قول اور میر جملہ و عنایت اللہ خان و روشن الدولہ ظفر خان
رستم جنگ و اخلاص خان و راجہ گوپال سنگھ بھدوریہ و راجہ بہادر کو چندا ولی اور حراست
کارخانجات پر مقرر کیا۔ ایسے ہی مجاہد خان و امین الدین خان و اسد علی خان و سیف اللہ خان
کو ایران و تورانیون کے جنگ آزمودون کی جماعت کے ساتھ اور جے سنگھ سوائی کی فوج کو جا بجا
یمین و یسار کی سپاہ کی کمک کے لئے ہمراہ سواری خدمہ محل پر مقرر کیا۔ اور خیمی ہاتھیون کو
سازون و یراق اور اسباب و ادوات حرب کے ساتھ آتش خانہ کے پیچھے قایم کیا۔ سید
عبد اللہ خان کو لشکر محمد شاہی کے شبخون مارنے کا خوف تھا اسلئے بعض افسر رات کو
ہاتھیون پر بسر کرتے تھے۔ ۱۲ محرم کو حسن پور کے سواد مین محمد شاہ کے لشکر سے تین کروہ
پر سید عبد اللہ خان کا لشکر اترا۔ فوج کی آراستگی ہر روز تازہ ترتیب سے ہوتی تھی اور پھر بہم
ہو جاتی تھی۔ ترتیب اس طور سے ہوئی کہ سیف الدین خان و سید محمد خان و شہامت خان
مع بیٹے و بھائیون کے تہور خان و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علی خان و عبد الغنی خان
و مظفر خان کو نجم الدین علی خان و غازی الدین خان غالب جنگ کی مدد کے لئے ہراول مقرر کیا

حامد خان وسیف خان وبیرم خان ونعمت اللہ خان وامیر خان وسید صلابت وعبد الغنی خان
واخلاص خان افغان وعمر خان روہیلہ ودیندار خان جلال آبادی وعبد القدیر خان وصبغۃ اللہ خان
وغلام محی الدین خان ودلیر خان وشجاع خان بلوی وعبد اللہ خان ترین اور دلاورون اور
بہادرون کی جماعت جسمین ستر اسّی فیل سوار تھے صف کارزار مین سلطان ابراہیم کے دست
راست ودست چپ پر مقرر ہوئے اور سید عبد اللہ خان خود ابو الحسن خان بخشی سائر اور
میر امن بخشی مردم بارہ وسید علی خان بخشی رسالہ کے ساتھہ کہ قریب تیس ہزار سوار قدیم و
جدید تھے اور ایک جماعہ بارہ کے ہمراہ کہ کار کے وقت پیادہ ہوکر بڑی بہادری سے لڑتے
ہین اور کبھی کارزار سے مُنہ نہین پھیرتے ہین مستعد مقابلہ ہوا۔

۱۳۔ محرم کو ڈیڑھ پہر رات گئی تھی کہ محکم شنگر مع خداداد خان مرزا کے فوج محمد شاہی
سے جدا ہوکر سید عبد اللہ پاس آیا۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ خان کے نوشتجات ان کے
پاس اس مضمون کے پہنچتے تھے کہ تمھارا مجرا سے کلی یہ ہے کہ تا بمقدور بارود خانہ
بادشاہی کو آگ لگا کے ہماری فوج مین آؤ۔ اونھون نے ہر چند اس کام کے لئے تلاش کی
مگر حیدر قلی خان کے خرم سے وہ اپنے کام کو نہ کر سکے ناچار فرار کر کے دشمن سے جا ملے جب
صبح ہوئی تو محمد شاہ ہاتھی پر سوار ہوا اور سواری کے وقت بادشاہ کے حکم سے رتن چند کا
سر پیرخش نے جدا کر کے بطریق شگون ہاتھی کے پانؤن کے آگے رکھا۔ حیدر قلی خان
میر آتش نے اپنی چھوٹی بڑی توپون ورہکلہ وتفنگ وبان کی آوازین بلند کین کہ زمین لرز گئی
دو پہر تک اس حالت نے اشتداد پایا جب آفتاب ڈھلا تو لشکر عبد اللہ خان کی صفوف مین
انتظام نہ تھا۔ لشکر کثرت سے تھا سپاہ کے سردار کسی کا کہنا مانتے نہ تھے خود سر تھے جو
چاہتے تھے سو کرتے تھے۔ ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی اور نئے ملازم خاصکر یا بوسوار اور
قدیمی نوکر جنکی شکایت کا جراحت مرہم اضافہ سے نہیں بھرا تھا فرار ہوگئے۔ مگر بارہ کے
بہادرون نے بارہا بہادرانہ اور مردانہ قدم جرأت آگے رکھا رستمانہ حملے کئے خصوصًا
نجم الدین علی خان کے ستر ہزار سوارون نے توپخانہ کے مقابلہ مین ایسے حملہ کئے کہ

فوج محمد شاہی تنگ آگئی اور اسکے بڑے بڑے جوانمردون کے پاؤن اکھڑ گئے اور فوج درہم برہم
ہوگئی - اس اثناء مین خاندوران بہادر منصور جنگ و حیدر قلی خان ناصر جنگ نجم الدین علی خان
کے مقابل پہنچے اونکی بہادری نے دشمن کے لشکر کو روکا نصرت یار خان و دیانت خان
بھی کمک کو آگئے غرض اونھون نے نجم الدین علی خان کے مورچال مین جو درختون کی
پناہ مین تھا خلل ڈال دیا جب رات ہوگئی اور چاندنی نکلی تو حیدر قلی خان ناصر جنگ
توپخانہ کی نامی توپین آگے لے گیا اور دشمن کو اونکے چھوڑنے سے رات بھر سونے نہ دیا
حیدر قلی خان نے روپئے اشرفیون کی تھیلیان کھول کر مٹھیان بھر بھر کر توپچیون کے
دامن مین ڈالین اور مخالفون کو مارا بڑی بڑی توپین برابر چھوٹتی تھین - اور دشمن کا کام
تنگ کرتی تھین ۱۱۲۷ھ مین محمد شاہ بہمنی کی فرمانروائی دکن مین محمد خان روہی بیجانگر کی
مہم مین توپون کو کام مین لایا تھا اور جب ہی سے ہندوستان مین شایع ہوئین -
جب سے اب تک کبھی ایسا توپخانہ نہین جمع ہوا کہ حیدر قلی خان کا اوسکے گولون نے
دشمنون کو ہراسان کر دیا اور ہر اس نبرد غالب ہوا اکثر سردار پیادہ ہوکر لڑے اور دہات اور
قصبات مین بھاگ گئے اور جو اونمین اندھیری رات مین بھاگے اونکو چورون اور راہزنون
نے لوٹ لیا - آخر شب مین دشمن کے لاکھ سوارون مین سے سترہ اٹھارہ ہزار سوار باقی
رہ گئے اونھون نے قدامت اور سید عبد اللہ خان کی روشناسی کا پاس کرکے
توپخانہ کے مقابل بھوکے پیاسے رات گذاری صبح کے قریب محکم سنگھ کے ہاتھی
پر ایک گولہ لگا تو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر ایسا بھاگا کہ پھر مدت تک کسی نے نہین دیکھا
کہ وہ مردہ ہے یا زندہ ہے جب دن ہوا محمد شاہ ہاتھی پر سوار رہوا رزم کا میدان گرم ہوا
نجم الدین علی خان سادات بارہ کے ساتھ حیدر قلی خان کے توپخانہ کے مقابل آیا یہ یورش
و آویزش بشدت گرم ہوئی کشش و کوشش سخت ہوئی باوجود توپخانہ کے قیامت
برپا کرنے کے نجم الدین علی خان نے ایسی بہادری دکھائی کہ میدان جنگ سے بادشاہی
لشکر کے پاؤن اکھڑ گئے ہوتے کہ صمصام الدولہ منصور جنگ وقت پر کومک پر آگیا مردانہ

چقلشین موہین درویش علی خان داروغہ توپخانہ کی جان گئی اور دوست علی خان
ایک جماعت کے ساتھہ زخمدار ہوا۔ نصرت یار خان بھی زخمی ہوا اس حال مین سعادت خان
برہان الملک و شیر افگن خان مدد کو بارہ کے بہادرون کے صف کے مقابل آئے۔ سلدات
بارہ مین سے شہامت خان و فتح یار خان مع برادر دیگ بسر و تہور علی خان و عبد القدیر خان
برادر قاضی میر بہادر شاہی و عبد الغنی خان پسر عبد الرحیم خان اورنگ زیبی غلام محی الدین
خان و صبغۃ اللہ خان عرف شجاع و پسر شجاع پلوری زخمی ہوئے اور خدا کو جان سپرد
کی۔ محمد شاہ کے لشکر مین سے داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ و میر ارام منشی حیدر قلی خان
ناصر جنگ و عبد الغنی خان داروغہ توپخانہ و محمد جعفر نبیرہ حسین علی خان اور بعض اور مردم
بے نام و نشان کے کسی اور نے دنیا سے سفر نہین کیا۔ اور کسی نامی آدمی کو آفت جانی نہین
پہنچی۔ اس حالت مین کہ عبد اللہ خان نے نجم الدین علی خان پر عرصہ کا رستم تنگ دیکھا۔
بارہ کے دلاورون کی جماعت کے ساتھہ ہاتھی کو بڑہا کر بڑی بہادری دکھائی محمد شاہ کا
ارادہ خود اوسے لڑنے کے لئے جانے کا ہوا مگر ہواخواہون نے جانے نہین دیا چور امن
نے اس پرخاش مین بہیر پر تاخت کرکے شوخی سے زیادہ کی اور ایک ہزار گاؤ اور
اکثر خچر پر تل کے اور چند شتر لوٹ کر لے گیا۔ بادشاہ نے خود تیر چلایا اور آخر اعتماد الدولہ
پسر محمد امین خان و ہادی خان داروغہ نے اوسکو بندوقون سے مار کر بہیر سے باہر
نکال دیا۔ عبد اللہ خان نے سپاہ تازہ دم سے محمد شاہ کے لشکر مین تزلزل پیدا کیا کہ سعادت خان
برہان الملک حیدر قلی خان ناصر جنگ نے عبد اللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا اور
خوب لڑائی ہوئی۔ سید علی خان برادر حسن علی خان بخشی رسالہ زخمی ہوکر قید ہوا۔
حیدر قلی خان نے دلیرانہ حملہ عبد اللہ خان پر کیا۔ سید بھی ہاتھی پر سے اوتر کر اور شمشیر
ہاتھہ مین لیکر بڑی شجاعت سے لڑا دو زخم لگے اور تقدیر الہی سے زندہ معرکہ مین اسیر ہوا
حیدر قلی خان پر خدا کی رحمت ہو کہ اوسنے ایسے وقت مین سید عبد اللہ خان کا احترام کیا
اور سلام مودبانہ کیا۔ اسکی توقیر کو واجب جانا کمال اعزاز اور دلداری کے ساتھہ اپنے ہمراہ

ہاتھی پر سوار کرکے بادشاہ پاس لایا نجم الدین علی خان نے بھی شیر افگن خان سے سخت جنگ کی اوسکی آنکھ میں تیر لگا شیر افگن خان نے اوسکی سب طرح خاطر جمعی کی اور اوسکو اپنے ہاتھی پر بٹھالیا جب عبداللہ خان ہاتھی سے اُترا ہے تو اوسکے ساتھ دو تین ہزار سوار ہمراہ تھے اوسکا یہ حال دیکھتے ہی باقی فوج مع سیف الدین علی خان و شجاعت اللہ خان و ذوالفقار علی خان و عبداللہ خان ترین کے اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئی۔ ضعیف روایت ہی کہ سیف الدین علی خان میدان رزم سے باہر نکل کر بارہ کو بھاگ گیا۔ غازی الدین خان غالب جنگ نے عبداللہ خان نجم الدین علی خان کے مقید ہونے کے بعد ایک جماعت ٹھیر کر عبداللہ خان کی بہیر کو ہمراہ لیکر وطن کی راہ لی۔ محمد شاہ کے لشکر میں فتح کی عید ہوئی اور لشکر سادات میں شکست کا ماتم ہوا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ سید عبداللہ خان کو اور شیر افگن خان نجم الدین علی خان کو محمد شاہ پاس لائے بادشاہ نے اونپر کمال رافت و شفقت کی اور جان بخشی کی نوید سُنائی جسے ان دو گرفتار اسیرون کی خاطر افگار مطمئن ہوئی حیدر قلی خان ناصر جنگ کو سید عبداللہ خان سپرد ہوا۔ اور شیر افگن خان کو نجم الدین علی خان حوالہ ہوا محمد شاہ کو اوسکے نوکرون نے مبارکباد فتح دی اور اوسنے سب کو علی قدر حال انعامات لائق سے سربلند کیا اور تحسین و آفرین کی عبدالغنی خان اور سادات بارہ جو بادشاہ کے لشکر میں آگئے تھے وہ محفوظ و مامون رہے سید عبداللہ خان کے زرہ خ و سفید و جواہر مرصع و طلا و نقرہ آلات و ہاتھی گھوڑے مع تمام کارخانجات جو لوٹ سے باقی رہے تھے وہ سرکار میں ضبط ہوئے سلطان ابراہیم بے تقصیر نے بطریق ایلغار فرار اختیار کیا تھا وہ دو تین کوس سے بادشاہ پاس پکڑ آیا بادشاہ نے اوسکی خاطرداری کی +

۱۴ محرم کو اس فتح اور سید عبداللہ خان و نجم الدین علی خان کے قید ہونے کی خبر شاہجہان آباد میں آئی تو گھر گھر اس نوید کے شادیانے بجنے لگے عبداللہ خان اور نجم الدین علی خان اور سرداران بارہ کی خدمہ کہ صدہا سے کم تھین اور فتح و ہزیمت کے

تذبذب مین تھیں وہ بادشاہی آدمیون کے پہنچنے تک جو کچھ نقد و زیور لے سکیں برقع یا پھٹی پرانی چادر پہن کے گھرون سے نکلکر شاہجہان آباد کے کوچہ و بازار مین روانہ ہوئین چند بیچیدہ سیدہ خواہش ایزدی پر صبر و شکیب کرکے اپنی جگہ پر رہیں عبداللہ خان کاشی کہ سید عبداللہ خان کا معتبر و معتمد تھا اور اوسکے متعلقون کی حراست اوس کے سپرد تھی اوسنے ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کرکے امانت کے مال مین خیانت کی اور روپوش ہوگیا غلام علی خان کہ سید عبداللہ خان کی طرف سے شاہجہان آباد کا حاکم تھا وہ تغیر وضع کرکے باہر کو گیا۔ نجابت علی خان کہ برادر حقیقی عالم علی خان کا اور عبداللہ خان کا متبنی تیرہ چودہ برس کا لڑکا اور غلام علی خان کا بھائی تھا بادشاہی آدمیون کے ہاتھ گرفتار رہوا۔ بادشاہ نے اوسکو سید عبداللہ خان پاس بھیجدیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۳۲ھ کو بادشاہ نے فتح پور سے کوچ کیا اور لمبی منزلین طے کرکے ۔ ۱۹ کو شاہجہان آباد کے نزدیک آیا سلطنت کے سرانجام کے لئے دو مقام کا حکم دیا سرسواری حضرت قطب صاحب کی زیارت کی وہان سے آنکر بخشیون کو حکم دیا کہ جن امرا اور خانہ زادون نے جانفشانی کی ہے اونکو روبرو لائین۔ حیدر قلی خان بہادر ناصر جنگ شش ہزاری کا ہفت ہزاری منصب پر اضافہ کیا اور معزالدولہ کا خطاب دیا۔ ۲۲ کو شہر کی آئین بندی ہوئی۔ بڑے دبدبے اور شان سے دارالخلافہ کے قلعہ مین داخل ہوا۔ آخر ماہ محرم مین سیف الدولہ عبدالصمد خان بہادر دلیر جنگ و آغر خان لاہور سے آنکر ملازمت سے شرف اندوز ہوئے۔ اوائل صفر ۱۱۳۳ھ مین راجہ جے سنگھ اپنے وطن سے اور راجہ گردھر بہادر صوبہ اودھ سے آنکر عنایات شاہانہ سے سرافراز ہوئے۔ نجم الدین علی خان کی بیٹی نواب قدسیہ بیگم پاس آگئی تھی بیگم کا ارادہ ہوا کہ اسکا نکاح محمد شاہ سے کرے۔ سید عبداللہ خان کو یہ امر ناگوار تھا اسلئے یہ لڑکی نجم الدین علی خان کے گھر مین بھیجدی گئی۔ خبر آئی کہ اورنگ آباد سے نظام الملک چلا ہے لشکر وہ اولٹا بیجاپور کے بندوبست کے لئے مصلحتاً چلا گیا۔

راجہ جے سنگھ و گردھر بہادر نے اس بات پر نظر کرکے کہ فوج کی آمد و رفت اور گرانی غلہ سے

اکثر برگنون کے باشندے بڑے پریشان حال ہورہے ہین اسلئے اونھون نے بادشاہ سے التماس کیا کہ جب تک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو خبر یہ معاف کیا جائے بادشاہ نے جزیہ معاف کردیا۔

اس زمانہ مین زوال سلطنت کی علامت کوئی نہ کوئی ظاہر ہوتی جاتی تھی ۔ راجہ اجیت سنگھ کو اس رفاقت کے جلد وہین گجرات کی حکومت عنایت ہوئی تھی جو اونسے کسی زمانہ مین سادات کے ساتھہ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اسمین کسی کی طرف طرفداری نہ کرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی غرض اجمیر و احمدآباد کے دونو صوبے راجہ کو محمد شاہ کی بقاے دولت تک حسب ضابطہ بادشاہی ملی تھی ۔ راجہ سادات کا شریک و رفیق تھا اوسکو اپنا رفیق معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی ماں نے یہ تدبیر کی تھی کہ ان دونو صوبون کا فرمان معہ پنجہ کے نشان کے اس پاس بھیجدیا تھا ۔ اسے راجہ نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے یہان اہل دربار کو راجہ سے کینہ اس سبب سے چلا جاتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجہ کا تھا ۔ راجہ بھی مذہبی تعصب کے سبب سے مسلمانون کے ساتھہ ناحق کا توہین کرتا تھا ۔ بادشاہ نے ان دونو صوبون سے راجہ کو خارج کیا گجرات کی صوبہ داری مظفر خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگھہ سوائی کے متوسلین مین تھا عنایت کی جب اجیت سنگھہ کی معزولی کی خبر اس صوبہ گجرات مین منتشر ہوئی تو راجہ کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تجار کو تاراج کرکے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو راجہ کی نیابت چند روز کرچکا تھا اور راجہ کے محاسبہ سے آزردہ تھا اور حیدر قلیخان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی سے ملول و مکدر تھا ان دونو نے اتفاق کرکے اس نظر سے کہ راجپوتونکا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلیخان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حسن سنت کے حقوق اسپر متحقق ہونگے ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کرکے راجہ کے نائب کے سر پر جا چڑھے ۔ ایک جنگ ہوئی اور راجپوتونکی جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا صفدر علیخان ہانی کے جوانمرد زادہ کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتھہ شہر بدر کیا گیا ۔ وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین مست انداز ہی

راجہ اجیت سنگھہ کی سرکشی

کرتا ہوا چلا گیا۔ اور مظفر علی خان جو اجمیر کے صوبہ دار مقرر ہوا تھا بسبب عسرت و بے سر انجامی کے قصد واڑی سے جو شاہجہان آباد سے تیس کوس ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ یہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ راجہ جودہ پور اجمیر میں آگیا اس پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہیں اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے رواڑی میں چند روز توقف کیا راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر میں داخل ہو کر اول منادی پھروائی کہ تمام قصبات و سب کا مدار و اہل حرفہ اپنے پیشہ میں بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہوں مسجدوں کے موذنوں اور خادموں کو بلا کر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ وہ اپنی مساجد کی تعمیر کریں اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اونسے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھلا دیا کہ جسمیں قول و قسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کی بقا عمر و دولت تک اجمیر احمد آباد کی صوبہ داری راجہ پاس بحال رہیگی۔ اب اونسے اپنے عرایض اور اس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھ صمصام الدولہ و روشن الدولہ پاس بھجوائی اور عرضداشت میں یہہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہوں مگر اجمیر کی صوبہ داری کا امیدوار اور خواستگار ہوں اگر وہ بحال نہ رہیگی تو چشموں میں میری آبرو نہ رہے گی اور جب آبرو نہ رہی تو جان لیکر میں کیا کروں گا اسلئے امیدوار ہوں کہ دونوں صوبوں میں سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو۔ ان دونوں صوبوں کے ساتھ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے جب راجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر کر کے مصالحت پر اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر میں اکثر بزرگوں کے مزار ہیں اور دار الخلافہ کے نزدیک ہے اسلئے صوبہ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبہ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہیئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا۔ راجہ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہیئے۔ حیدر قلی خان کے ساتھ اور امرا شریک ہوئے تو اونسے سعادت خان بہادر جنگ کو بلایا۔ جو اسوقت اکبر آباد کی صوبہ داری پر سرفراز تھا۔ وہ فوراً آیا۔ سامان کارزار درست ہوا

لشکر اور امرا اوسکے ساتھ متفق نہ ہوئے پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلوتہی کی - اتنے
مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا توسارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اوس نے
صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا - اور خود جے پور چلا گیا - اوسکے
تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت وتاراج کیا - راجہ
اجیت سنگھ نے نارنول کو خوب لوٹا - یہان فوجدار بایزید خان سے راجہ کا مقابلہ نہ ہوسکا
پھر راجہ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا - افواج مغلیہ نے اوسکے ساتھ اتفاق
نہ کیا - حیدر قلی خان اوسکے ساتھ متفق ہوا اور خیمہ سے باہر نکلا خلوت مین صمصام الدولہ
نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر راجہ کو فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا
ہے - اور اگر راجہ کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا تو روپیہ اور لشکر کہان ہے
جو اسکا علاج کریگا - پھر قمر الدین خان نے اس کام کا بیڑا اوٹھایا اور سید عبد اللہ خان
اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی - اجیت سنگھ نارنول
پر قبضہ کرکے روڑی مین آیا جو شاہجہان آباد سے پچاس میل پر ہے اسکی روک تھام
مین سپہ سالار کے نفاق وعدم اتفاق سے اور کام کرنے مین ناراضمند ہونے سے سارے
عزم اور آزادی بیکار رہی اور آخر کار امیر الامرا صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور راجہ
کی دلجوئی بار بار کی - راجہ اپنے ارادہ سے باز رہا - راجہ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اوس کو
ملجائیگا تو وہ گجرات کو چھوڑدیگا اسکا متوقع وہ کیا گیا - نظام الملک اورنگ آباد سے
بادشاہ پاس آتا تھا - اوسکے آنے پر تمام تدابیر اور سرانجام وانتظام ملکی موقوف رہا
تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس کے سوانح مین لکھا ہے کہ راجہ اجیت سنگھ کی
تنبیہ کے لئے شرف الدین خان ارادت مند خان امرا کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا -
راجہ نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر وسانبھر پر قبضہ کرکے وہ نارنول مین آیا
شرف الدین کے ساتھ راجہ جے سنگھ سوائی اور محمد خان بنگش اور گوپال سنگھ راجہ بھدا ور تھے
ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے - راجہ اجیت اس خبر کو سنکر

حواس باختہ ہوا اور نارنول سے بہاگا اور گڈھ پنی کے قلعہ مین پناہ لی - یہان وہ چندر وز ٹھیرا پھر ایک اونٹ پر سوار ہوکر جودہ پور چلا گیا - امراء شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے دھونکل سنگھ کو امراے شاہی کے حوالہ کیا کہ وہ بادشاہ پاس اس کو لے جائین - اس اثناء مین اجیت سنگھ کو اوسکے چھوٹے بیٹے بخت سنگھ نے مار ڈالا - دھونکل سنگھ نے دربار شاہی مین آنکر باپ کی جانشینی کا خلعت پایا - اپنے ملک کو اوسنے مراجعت کی - اور وہان کا حکمران ہوا اوسکے بھائی بخت سنگھ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور یہان کے راجہ کو بھگا کے آپ خود راجہ بن بیٹھا اس سال مین راجہ جے سنگھ نے ایک بڑا شاندار مینا شہر انبیر اور سنگانیر کے درمیان آباد کیا اور سوائی جے سنگھ کے نام پر جے پور اسکا نام رکھا - خافی خان لکھتا ہے کہ راجہ اجیت سنگھ نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اوسنے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اٹھاتا ہون اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون +

سلاطین نامدار کا دستور ہے کہ وہ رزم سے فارغ ہوکر بزم کی آرایش کرتے ہین اور اوسکے سوا فرخ سیر کی بیٹی سے بادشاہ کی شادی کا بھی جشن تھا ان دونو جشنون کے لئے سب قسام کا اسباب طرب و سرور تیار ہوا اور ۲۷ جلوس کے عشر ثانی ربیع الاول مین ان جشنون کی تیاریان ہوئین - دستور کے موافق امراء کو خلعت انعام ملے عشر ثانی ربیع الاول مین محمد امین خان چین بہادر نے انتقال کیا عنایت اللہ خان کو وزارت کی نیابت تفویض ہوئی - نظام الملک بار بار بلایا گیا تھا وہ ربیع الآخر کے عشر ثانی مین شاہجہان آباد کے نزدیک آیا - اسکی نسبت برہم کار منافقون نے بادشاہ سے کلمات نامناسب کہے مگر بادشاہ نے اون کو نہ سُنا - ۲۲ - ربیع الآخر ۱۱۳۳ھ کو نظام الملک بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا - پنجم شہر جمادی الثانی ۱۱۳۴ھ کو قلمدان و خلعت وزارت اوس کو عنایت ہوا - نظام الملک مرحند چاہتا تھا کہ وزارت کا بند و بست اسطرح ہو کہ بادشاہ کی نیک نامی ہو اور خزانہ جمع ہو مگر برہم کار مخل ہوے اور اونھون نے چند کلمات اغوا بادشاہ کے کان مین پھونکے اور وزارت مین دخیل ہوے خصوصًا بادشاہ کی کو کی کہ ایک زن سحر آفرین

پرفن صاحب جوہر تھی خواجہ خدمت گار خان بادشاہ کا مقرب تھا اوسکے ساتھ وہ ہمراز اور ہمدم ہوئی۔ کفایت اور خزانہ جمع کرنے کے لئے وہ آدمیون سے بہت روپیہ پیشکش کے نام سے لیتی اور بندوبست وزارت مین خلل ڈالتی سادہ لوح بادشاہ کو اور مقرب بھی نظام الملک کی طرف سے بہکاتے رہتے۔ معز الدولہ حیدر قلی خان جو میر آتش مستقل تھا جرب زبانی سے مقدمات مالی وملکی مین دخیل ہوتا تھا جب نظام الملک نے حیدر قلی خان کی حرکات پر بادشاہ سے اشارہ کیا۔ بادشاہ نے اوسکو ملامت سے نصیحت کی تو وہ اپنے صوبہ احمد آباد کو روانہ ہوا اور وہان جاکر اکثر بندہائے بادشاہی کی جاگیرین ضبط کرلیں اوسکی جب فریاد ہوئی اور اوسکو فہمائش کی گئی اوسنے سنا نہیں تو اوسکی جاگیر یں اطراف شاہجہان آباد مین احمد آباد کی جاگیرون کے عوض مین ضبط ہوئین +

سید عبد اللہ خان نے سلخ ذی الحجہ ۱۱۳۴ھ کو اس جہان فانی سے روضہ جاودانی کو کوچ کیا کہتے ہیں کہ وہ مسموم ہوا لیکن اسمین عجیب بات یہ ہے کہ ثقہ آدمیون کی زبانی معلوم ہوا کہ جسوقت سلطان محمد ابراہیم و سید عبد اللہ خان سے مقابلہ کے لئے محمد شاہ سوار ہوا ہے تو اوسنے خدا سے عہد کیا تھا کہ فتح اور مستقل سلطنت پانی کی صورت مین کسی سید کو قتل و استیصال نہیں کرون گا خواہ اوسنے کیسی ہی بڑی تقصیر کی ہو۔ اور نظام الملک بھی سید عبد اللہ خان کی رعایت مین کوشش کرتا تھا اور جب خلا ملا مین ان دو بھائیون کا ذکر آتا تو سید عبد اللہ خان کو فرخ سیر کے بارہ مین وہ بے قصور بتاتا اور مدعیوں کے مقابل مین وہ اصلاح مین کوشش کرتا تھا چنانچہ دونو بھائی جو نمک حرام اور حرام نمک لکھے جاتے تھے اوسکو منع کیا۔ ہرگز یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ مسموم کرنے مین شریک ہوا ہو بازا لعلم عند اللہ +

اگرچہ دونو بھائیون نے خصوصًا سید عبد اللہ خان نے فرخ سیر شہید کے باب مین اور رشوت لینے مین اور اجارہ کی سختی مین اور اور سلوکون مین ایسے کام کئے کہ جس سے خلق کو شکایت ہوئی مگر ان سب کاموں کا سبب دیوان رتن چند تھا وہ خلق کے ایذا مین زیادہ کوشش کرتا تھا حسین علی خان دکن جانے سے پہلے زر کارسازی کے لینے سے نہایت

سید عبد اللہ خان کی وفات +

سید عبد اللہ خان سید حسین علی خان کے حضور

نفرت رکھتا تھا۔ دکن مین جاکر اوسکو محکم سنگھ اور اور پیشکارون نے بگاڑا لیکن اسپر بھی اس
زمانہ مین دونو بھائی رعیت پروری اور کم آزاری مین کافہ انام مین ممتاز تھے سید حسین علیخان
بڑے بھائی صاحب کمالون اور ارباب حاجت کے ساتھہ زیادہ سلوک کرتا تھا اپنے وقت کا حاتم
تھا ہر روز فقرا مین بہت طعام اور غلہ خام تقسیم کرتا تھا۔ سنبھل اور رنگ آباد مین رفاہ خلق کے لیے ایک حوض بنایا۔ وہانکی آدمیونکو
پانیکی کمی کی سبب سے بہت تکلیف رہتی تھی۔ قطعہ بارہ مین سرا اور پل اور عمارات اعاقبت بخیر تعمیر کرائین سید عبدالسلام خان
بھی تحمل و بردباری بسعت خلق مین مشہور تھا ملا عبدالغفور بہوہ ملک التجار بندر سورت ایک کروڑ
کئی لاکھہ روپیہ چھوڑ مرا تھا جسکو فرخ سیر کے متصدی ضبط کرنا چاہتے تھے مگر سید حسین علیخان
نے یہ سب روپیہ عبدالحق پسر ملا عبدالغفور کو دلوایا۔ صحیح النسب سید کے لیے یہ ضرور ہے کہ
وہ خلق محمدی وسخاوت ہاشمی و شجاعت حیدری کی بہرہ تمام رکھتا ہو۔ ان دونون مین یہ
تینون صفتین تھین۔ نظام الملک کی واپسی کے بعد اسکے سوا کوئی معرکہ نہین واقع ہوا۔
کہ برہان الملک سعادت خان بہادر کو صوبہ آگرہ آباد کے علاوہ صوبہ اودہ مرحمت ہوا۔ اس
صوبہ جدید کے انتظام کے واسطے برہان الملک گیا اور اکبرآباد مین اپنا نائب سارے بیل گنبھہ
کو مقرر کر گیا۔ ایک دن یہ نائب ہاتھی پر سوار جاتا تھا کہ ایک جاٹ نے درخت کی ڈھلنگ
پر بیٹھہ کر اوس کو تفنگ کا ایسا نشانہ بنایا کہ دنیا مین اسکا نشان نہ رکھا۔ سعادت خان
بہادر کا ارادہ تھا کہ آنکر انتقام لے کہ صمصام الدولہ نے موقع پاکر راجہ جے سنگھہ سوائی کو
جو جاٹون کا پرانا دشمن تھا انتظام و انتقام کی نظر سے آگرہ کا حاکم مقرر کردیا۔ سعادت خان
فقط اودہ ہی کا صوبہ دار رہ گیا۔ سعادت خان ہر چند جاٹون کی تنبیہ و تادیب مین
تردد نمایان کرتا تھا مگر ترام کم اشجار شور گذار اور قلب مکان جاٹون کی ایسی پناہ گاہ تھے
کہ اونکا استیصال واقعی نہیں ہوتا تھا۔ ایران و توران و افغان کے چند امرائے مغلیہ
اور توپخانہ اور مصالح قلعہ گیری اور دو لاکھہ روپیہ کا خزانہ راجہ کے ہمراہ کیا گیا۔ راجہ جے سنگھہ
نے جنگل کو کاٹ کاٹ کر مورچالون کو بڑھانا شروع کیا اور جاٹون کی گڈھیون کو گھیرا۔
چورامن جاٹون کا بوڑھا راجہ تھا اوسکے قلعہ تھون کو محاصرہ کیا اور اوسکے بھتیجے بدن سنگھہ کو

جاٹون سے لڑائی +

اپنے ساتھ متفق کرلیا اور اوسکے استحقاق کے دعوی کی تائید کرکے جاٹون مین پھوٹ
ڈال دی چورامن جاٹ کے بیٹے محکم سنگھ نے باپ سے کچھہ ایسی گستاخی کی کہ وہ باپ بیٹون کی
شان کے لئے شایان نہ تھی اسلئے چورامن زہر کھاکر مرگیا محکم سنگھ اسکا جانشین ہوا۔ وہ
احمق تھا۔ راجہ جے سنگھ نے اوسکے رفیقون کو توڑکر بدی سنگھ کا ساتھی بنا دیا محکم سنگھ
بھاگ گیا۔ نہم صفر ۱۱۳۵ھ مین قلعہ تہون فتح ہوا اور ایک دو اور گڈھیان تسخیر ہوئین تو افواج
بادشاہی کے تسلط سے جاٹ اپنے مقام دماوے مین بھاگ گئے۔ اور آدہی رات کو اپنے گھرون
مین آگ لگائی اور باروت خانہ کو جھلسا لگایا۔ نقد وجنس جو اوٹھا سکے اٹھاکر بھاگ گئے تو بھی
اور غلہ بہت چھوڑ گئے جان سلامت لیگئے۔ بندہائے بادشاہی کے تصرف مین گڈھیان
آئین خزانہ کی بڑی شہرت تھی اسکا پتا کہین نہین لگا۔ بہت مکان اوسکے لئے کھدوائے گئے
اس شرط سے بدی سنگھ راجہ ہوا کہ وہ بادشاہ کو خراج دیا کرے

محمد شاہ کی سلطنت مین بھی عجیب وغریب اتفاقات وحادثات وقوع مین آتے رہے
چنانچہ کابل مین قوم کا سید مشہد مقدس کا رہنے والا میر محمد حسین آیا۔ اوسنے عمدۃ الملک
امیر خان صوبہ دار کابل کے ہان رسوخ پایا۔ اور اوسکے کسی رشتہ دار عورت سے اپنا
نکاح کیا جب یہ رشتہ تعلق پیدا ہوا تو کابل سے عالمگیر بادشاہ کے واسطے بہت تحفے
تحائف اور عطیے وغیرہ لیکر وہ روانہ ہوا۔ لاہور مین پہنچا تھا کہ عالمگیر کے مرنے کی خبر
اس پاس آئی۔ تو اوسنے وہ سب تحفہ تحائف ستھر اسی ہزار روپے کو بیچ ڈالے اور اس
سرمایہ کو بغل مین دبایا اور توکل اور فقر کا جامہ پہنا علم سے بے بہرہ نہ تھا۔ دو چار
طالبعلمون کو شاگرد بنایا۔ ایک نئی زبان کا رنگ جمایا کہ قدیمی فارسی کے الفاظ متروک
جنسے لوگون کے کان آشنا نہ تھے انمین امالہ واشباع وقوار عدغیرہ خرچ کئے۔ اور اوس کو
اپنے شاگردون کو تعلیم کیا۔ اور اسی مین اپنی بات چیت کرنی شروع کی پھر ایک بیانہ عجب
اختراع کیا کہ پیغمبری اور امامت کے بیچ مین ایک درجہ بیگوگیت کا گھڑا۔ اور خود بیگو ہونے کا
دعوی کیا۔ ایک کتاب تالیف کی اسکا نام اجورہ مقدسہ رکھا۔ گویا وہ اوسکی زبان مخترع مین

میر محمد حسین معروف بہ خود ساختہ بیگو کا مفصل حال

قران تہا جو اسپر خدا نے بھولی بھٹیاری کے محل (یہ مقام شاہجہان آباد سے دو میل کے فاصلہ پر ہے) مین نازل کیا تھا یہ پہاڑی اسکے واسطے گویا کوہ طور تھی اسپر جاتا اور کوئی نہ کوئی ڈھکوسلا گھڑلاتا وہ بیان کرتا تھا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے بعد نو بیگوگ ہوتے ہین خاتم الانبیا کے اول بیگوگ حضرت علی مرتضی اور آٹھوین حضرت امام رضی تہے تو ان بیگوگ مین ہون امام ہشتم تک امامت و بیگوگیت دونو ایک ہی شخص کی ذات مین جمع ہوتی تھین مگر بعد ان وہ دونو جدا ہوگئین بیگوگیت نے محمد مین اور امامت نے حضرت امام محمد تقی مین انتقال کیا اور مین خاتم البیگوگیت ہون پانچ وقت کی نماز کے سوا صبح شام دوپہر کو تین نماز مقرر کین جو یون پڑھی جاتین کہ مربع کی شکل پر چار صفین ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑی ہوتین اور زبان نوایجاد مین کچھ پڑھتے جاتی غرض کفر کی باتین ایسی کرتا جو شخص مرید ہوتا اوسکا نام وہ نہایت عجیب و غریب رکھتا اپنا نام نمود اللہ نمود و نمود اور شاگرد کا نام فرالود رکھا غرض وہ اقوال کاذبہ اور افعال باطلہ کو شایع کرتا رہتا اور دنیا کو اپنے جال مین پھنساتا رہتا۔ یہانتک اسکے اعتبار کی نوبت پہنچی کہ خود بادشاہ فرخ سیر چھپ کر اوسکی ملاقات کو گیا تو اسکا دماغ ایسا چلا کہ اپنے حجرہ کا دروازہ نہ کھولا جب بادشاہ بہت گڑگڑایا تو اوس کو اندر بلایا۔ جب حضرت کو بادشاہ نے نذر پیش کی تو اوسپر نظر نہ کی مگر بادشاہ کو اپنا تصنیف کیا ہوا مصحف نذر دیا اور اوسکی لکھائی کا ستر روپیہ لے لیا جب حضرت سے بادشاہ نے اپنی نذر قبول کرنے کے لئے بہت کچھ کہا تو فرمایا اچھا غریبون اور بیکسون مین اوسکو بانٹ دو۔ فرخ سیر کے عہد مین اوسکی یہ صورت رہی اب محمد شاہ کا عہد آیا اس کے فرقہ نے اور بھی زور پکڑا۔ محمد امین خان وزیر نے اوسکے استیصال کا ارادہ کیا۔ نمود اللہ کی گرفتاری کے لئے سپاہیون کو بھیجا تو حضرت نے سپاہیون کو یون پرچایا کہ اپنی ایک بیماری شکل کی بیٹی کے ہاتھ روٹیان بھیجین اور سپاہیون سے کہا کہ فقیر کے گھر کا ناشتا اتنے کرو مین بھی آتا ہون کہ اتنے مین خبر آئی کہ درد قولنج سے محمد امین خان کا برا حال ہو رہا ہے یہ سن کر سپاہی اولٹے چلے گئے جو لوگ توہمات

باطلہ مین گرفتار تھے وہ یہ سمجھے کہ ان حضرت کی گستاخی سے درد قولنج اوٹھا۔ یہان تک اس وہم نے لوگون کو گھیرا کہ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان نے اوسکی بھیٹ کے لئے پانچہزار روپے بھیجے۔ اب ان حضرت پاس دم بدم یہ خبر آتی ہے کہ وزیر کا دم لبون پر ہے بہلا ایسے وقت مین کیون نذر قبول کرتے وہ اپنی بیگو گیت مین ٹہل لگاتا جب نذر پیش نظر ہوئی تو فرمایا کہ اُسے لے جاؤ۔ ہم نے اس کافر کے جگر پر تیر ایسا مارا ہے کہ کبھی زندہ نہ بچے گا۔ مین مسجد مین شہید ہونے کے لئے آبیٹھا ہون۔ میرا باپ بھی مسجد مین شہید ہوا تھا۔ اگرچہ مین خود ایک دفعہ شہید ہو چکا ہون اب مین دوبارہ شہید نہین ہونگا۔ قمرالدین خان کے آدمیون نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ کچھہ جواب لکھہ دیجے تو یہ لکھہ دیا کہ تیر از کمان جستہ و آب از جوی رفتہ باز نمے آید۔ اور ایک قرآن کی آیت لکھہ دی جسکا حاصل مطلب یہ تھا کہ مومنین کے لئے شفا اور ظالمین کے واسطے خسارت اُترتی ہے۔ یہ لکھہ کر کہا کہ لے جاؤ لیکن جب وہان پہنچوگے تو بیمار کو زندہ نہ دیکھوگے۔ یہی ہوا کہ ان آدمیون کے آنے سے پہلے وہ تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ قاعدہ ہے کہ وزیرون کے ایسے مرگ مفاجات مین زہر کھانے کا گمان ہوا کرتا ہے۔ مگر یہان ایک اور ہی زہریلا سانپ نکلا جسکا کاٹا لوگون کے نزدیک نہ جیا۔ دو تین برس کے بعد یہ ممدوح نابود ہوئے پھر کچھہ مدت یہ سلسلہ اونکی اولاد مین جاری رہا مگر ۱۱۹۶ھ مین کوئی اس نسل کا پانی دینوا اور نام لیوا نہ رہا +

حیدر قلی خان

جب حیدر قلی خان کو خبر لگی کہ اطراف شاہجہان آباد مین اوسکی جاگیرین ضبط ہوئین تو اوسنے بادشاہ کے بعض مقربین سے عرض کیا کہ جاگیرون کے ضبط ہونے کی صورت مین مجھہ سے نوکری کی توقع نہ رکھین حیدر قلی خان پر نالشین بہت سی ہوئین اور اوسکی نافرمانی حد سے گذری تو وہ احمد آباد کی صوبہ داری سے بدلا گیا۔ اور غازی الدین خان بہادر خلف الصدق نظام الملک بہادر فتح جنگ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ یہ صوبہ داری دکن کی صوبہ داری کا ضمیمہ بنی۔ جاٹون کی مہم کے انفراغ کے بعد۔ دوم ماہ صفر ۱۱۷۵ھ مین اس کو احمد آباد کے بندوبست کے لئے احمد آباد کو نظام الملک روانہ ہوا اور اوسکو یہ خدمت بھی سپرد ہوئی

کہ اگر حیدر قلی خان اطاعت نہ کرے تو اوسکی تادیب کرے جب وہ اکبر آباد مین آیا تو
حیدر قلی خان کی سالوسی اور چاپلوسی کے خطوط معذرت آمیز نظام الملک پاس آئے۔
جب نظام الملک لوہ مین آیا تو خطوط سے معلوم ہوا کہ حیدر قلی خان کو جنون ہو گیا ہے
ایک اور روایت یہ ہے کہ نظام الملک کی یہ خبر سنی کہ وہ احمد آباد مین آیا ہے اور عوض
خان بہادر افواج دکن کے ساتھ اور راجے راؤ وغیرہ مرہٹے راجہ ساہو کے اس سے مل گئے
ہیں اور احمد آباد کے ہمراہی اوسکے مطیع ہو گئے ہیں تو اس کے تعاقب کیا اور اپنی مالیخولیا کی شہرت
دی۔ بادشاہ پاس بیٹے کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ میں بادشاہ پاس آنے کو مجبور ہون
اور اوسکے بعد خود روانہ ہوا۔ جب نظام الملک کو جھالوہ مین یہ خبر معلوم ہوئی تو اوس نے
اپنے عم حامد خان بہادر کو احمد آباد مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود اوائل جمادی الاخری
مین دار الخلافہ کی طرف مراجعت کی بادشاہ کے حضور مین پہنچکر اوس نے وزارت خیر اندیش
کا طریقہ اختیار کیا۔ امور ملکی کا بندوبست خزانہ کی گرد آوری اطراف کے فساد کے دفع
مین ازراہ فدویت و اظہار کفایت شعاری کی مگر حضور کے برہم کارون کے حسد و عناد سے جیسا
کہ چاہیئے تھا کہ امور ملکی کا بندوبست و کار وزارت ہو نہ ہوا۔ ارکان سلطنت جو اسوقت
بڑے بڑے کامون پر مامور تھے یہ تھے صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول اعتماد الدولہ
معز الدین خان بخشی دوم۔ روشن الدولہ بخشی سوم۔ سید صلابت خان بخشی چہارم
غرۃ الدولہ شیر افگن خان اور لطف اللہ خان صادق صدر الصدور۔ بادشاہ کے
مزاج پر روشن الدولہ بڑا حاوی تھا عمدۃ الملک نواب امیر خان ایک قدیم النخ ہمت اور
اور خاندانی امیر زادہ تھا۔ دلیرانہ ہمت اور مردانہ دماغ رکھتا تھا۔ اسکی ظرافت اور لطیفہ
ایسی تھین کہ سارے دربار کو آفات اور مصائب مین بھی ہنسی کے مارے لٹا دیتا تھا
شاہ صاحب محمد درویش کی صاحبزادی رحیم النسا بادشاہ کی کوکی تھی۔ بادشاہ سے اوسکو
وہ تقرب حاصل تھا کہ بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا اور وہ صاحب دستخط تھی۔
محل کے اندر عرایض پر احکام اسی کے جاری ہوتے تھے۔ غرض بادشاہی اختیارات کی

کل کو کنی بی کو کی کے ہاتھ میں تھی +

نظام الملک بہادر کے دکن جانے کی روایتیں مختلف بیان کی جاتی ہین مگر خافی خان نے جو ثقہ معتبر آدمیون سے روایت سُنی ہے وہ یہ ہے کہ ان ہی ایام مین ایران کے فساد کی خبر آئی کہ سلطان حسین شاہ فرمان روائی ایران پر محمود خان شاہ افغانستان غالب آیا - اصفہان پر سرحد شیراز تک قابض ہوا اور اہل اصفہان پر بڑی خرابی لایا سلطان حسین کو مقید کیا شاہزادہ طہماسپ مع برادر دلیران سلطان حسین قلعہ اصفہان سے باہر اس ارادہ سے گیا کہ لشکر فراہم کرے محمد شاہ پاس ہیم یہ خبرین آتی تھین - ایک دن نظام الملک نے خیر خواہی کے اظہار کے لئے عرض کیا کہ اول اجارہ محال خالصہ جس سے ملک کی خرابی و ویرانی ہوتی ہے برطرف ہونی چاہیئے - دوم رشوۃ جسکا نام پیشکش رکھا گیا ہے جاری ہو رہی ہے وہ بادشاہون کی داب سے بعید اور رائے سلیم کے خلاف ہے موقوف کیجائے سوم عالمگیر بادشاہ کے عہد کے موافق جزیہ جاری ہونا چاہیئے - چہارم شیر شاہ نے ہمایون سے ہندوستان چھین لیا تھا اور ہمایون شاہ ایران پاس گیا تھا تو شاہ ایران نے اوسکی کومک و خدمتگاری و مہمان پرستی واقعی کی تھی اگر اس وقت افغانون کی اذیت کے دفع کے لئے فرمانروائی ایران کی کومک کیجائے تو تواریخ مین خاندان تیموریہ کی نیکنامی یادگار روزگار رہے گی - بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایسا آدمی کونسا ہے کہ ایسی مہم پر مامور کیا جائے - فتح جنگ نے عرض کیا کہ حضور بندہ ہا کا رطلب مین سے جس کسی کو مامور فرمائینگے حکم کی اطاعت بجا لائیگا - اگر خانہ زاد کو اس مہم کے لئے حکم ہوگا تو دل و جان سے کوشش کریگا - اور اسی طرح بادشاہ کی خدمت مین خیر اندیشی و خیر خواہی کی باتین عرض کین - اس مصلحت کے واسطے بادشاہ نے مشورہ اور امرا سے حضور سے کیا - اونہون نے نظام الملک کی طرف ایسی باتین بادشاہ سے عرض کین کہ نظام الملک سے بادشاہ بدگمان ہو گیا - اس سبب سے کہ رویہ سلطنت کے موافق عنایات و آداب اطاعت بادشاہ بالکل نہین رہی تھین نظام الملک آداب بادشاہی کے نسق کے لئے از سر نو اجرائے حکم چاہتا تھا

نظام الملک کا دوبارہ دکن جانا +

اور یہ بات مقربون کے دلون میں کانٹون کی طرح چبھتی تھی - اسلئے نظام الملک کے مرکوز خاطر جو تھا وہ اصلا بادشاہ کے خاطر نشان نہ ہوتا تھا - ناتجربہ کار بادشاہ کو نظام الملک بہادر کے حق مین فاسد فکرون نے ایسا بہکایا کہ نظام الملک نے عاقبت اندیشی اور اپنی آبرو کے لحاظ سے اپنی نیک صلاح و مصلحت اس مین دیکھی کہ اواخر ماہ ربیع الاول سنہ ۶ جلوس مین شکار کے نام سے چند روز کی رخصت لی اور دار الخلافہ سے نکل کر اور آب و ہوا کی تبدیل کا بہانہ بنا کے گنگا کے کنارہ پر تیس چالیس کوس پر شاہجہان آباد سے شکار کھیلتا ہوا پہنچا - اس اثنا مین خبر آئی کہ ضلع صوبہ احمد آباد اور مالوہ مین مرہٹون اور مفسدون نے فساد اٹھا رکھا ہے - صوبہ اول تو اس سپہ سالار سے اور صوبہ دوم اوسکے بڑے بیٹے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے تعلق رکھتا تھا اسلئے نظام الملک نے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت بھیجی کہ ان دو صوبون کے انتظام کے لئے جانے کی رخصت دی جاے - دریاے گنگ کے کنارہ پر سورون ایک مشہور شکار گاہ ہے وہان سے مفسدون کی تنبیہ کے لئے دکن روانہ ہوا - ابھی اجین مین پہنچا نہ تھا کہ مرہٹے اوسکی آمد آمد کی خبر سنکر عبرت پذیر ہوے - اور اب نربدا سے پار دکن مین چلے گئے مفسدون نے بھی اپنی لوٹ مار کم کی - نظام الملک نے اوجین کی نزدیکی تک تعاقب کیا - جب اوسنے سن لیا کہ مرہٹون نے دریاے نربدا سے عبور کیا تو اوسنے معاودت کی - پرگنہ سہور مین آیا جو مالوہ کے مضافات مین بلدہ سرونج سے قریب ہے - وہ چاہتا تھا کہ صوبہ مالوہ کا بندوبست کرکے بادشاہ پاس جاے +

دو سال ہوے کہ عالم علی خان کی جنگ کے بعد مبارز الملک نظام الملک پاس آیا تھا اور عقیدت اور اخلاص کو ظاہر کیا تھا - نظام الملک بہادر نے اوسکے چار ہزاری منصب پر دو ہزاری کے اضافہ کی اور عماد الملک مبارز خان بہادر سپہ سالار فیروز جنگ کے خطاب کی تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری منگائی تھی - ماہی مراتب و پالکی جھالردار خود تو اوسنے کی اور اوسکے بیٹون اور رفیقون کے لئے بڑے بڑے اضافے اور خطاب تجویز کئے

مبارز خان اور نظام الملک بہادر کی لڑائی +

اور حضور عنایت کرکے سابق کی جاگیر اور خدمات پر اضافہ کیا۔ عماد الملک مبارز خان نے فتح جنگ سے عہد و قرار کیا کہ جب تک بادشاہ آپ کی قدر دانی کریگا تو مین بادشاہ کا نوکر رہونگا اور اگر یہ نہ ہوگا تو مجھے آپ اپنے مطیع رفیقون مین سے جانین۔ اب دکن کی طرف سے خبر آئی کہ مبارز خان ناظم صوبہ حیدرآباد اس ارادہ سے حیدرآباد سے اورنگ آباد کی طرف چلا ہے کہ کل دکن کی صوبہ داری اوسکے نام پر مقرر ہوئی اور بیجاپور کے صاحب فوج افغانون عبد الغنی خان و دلیر خان و بہادر خان اور نواح جنگ کے عمدہ فوجداروں کو کمک کے لئے طلب کیا ہے عضد الدولہ عوض خان بہادر منصور جس کو نظام الملک بہادر کی عمہ منسوب تھی اور نظام الملک کی طرف سے دکن کی نیابت صوبہ داری پر مقرر تہا۔ اوسکو لکہا کہ مین آتا ہون آپ اورنگ آباد کو خالی کیجئے اور ایسے ہی اورنگ آباد کے اور منصبدارون کو نوشتجات استمالت آمیز حضور کے نوشتجات سے ظاہر ہوا کہ باوصف اسکے کہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اس سپہ سالار کا بیٹا بطریق نیابت وزارت کا کام کرتا تہا اوسکو بدل دیا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر کو وزیر مقرر کیا۔ اور کو کی مرشیہ کا استقلال اور زیادہ کیا۔ اسلئے بعض اور وجوہ کے سبب سے نظام الملک لوہ سے دکن کی سمت چلا گیا اور اواخر ماہ رمضان مین اورنگ آباد مین آگیا۔ مگر خطوط نصائح آمیز عماد الملک کو لکھے جنکے جواب مین لکھا آیا کہ مبارز الملک نے اپنے ارادہ کو فسخ کیا نظام الملک باوصف اسکے کہ سراپا حلم و تمکین تھا اور مکرر اوسنے نصیحت آمیز نوشتجات بھیجے اور مواثیق سابق کے حقوق یاد دلائے اور اورنگ آباد مین دو مہینے تک وقفہ الوقت کرتا رہا مگر مبارز خان کی موت اوسکو دامن کشان اورنگ آباد کی طرف لاتی تھی اور اس پاس بہادر خان برادر داؤد خان بنی کی۔ اور اور سردارون کی بہت سی جمعیتین جمع ہوگئی تہین اور بے شمار پیادے اکٹھے ہوگئے تھے اور روز بروز اوسکی جمعیت بڑھتی جاتی تھی اور اس بات سے مرہٹون کا فساد بڑھتا جاتا تھا

اور ملک میں خرابی پھیلتی جاتی تھی - اسواسطے اواخر ذی قعدہ میں نظام الملک بہادر اورنگ آباد سے چلکر تالاب حسینت نگر کے کنارہ پر آیا جو بلدہ سے نزدیک تھا اور نظام مہمائے نصیحت آمیز بمقتضائے اصلح خیر لکھے کہ مسلمان کی خون ریزی نہ ہو دفع شر کے لیے حجت تمام ہو مگر مبارز الملک کو دکن کی صوبہ داری کا ست ایسا چڑھا ہوا تھا کہ اوسنے کچھ نہ سُنا کبھی اوسنے یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے نظام الملک بہادر کی فوج کے مقابل آئے کبھی اپنے مشیرون سے مصلحت کرتا کہ نظام الملک نے لشکر دائیں بائیں طرف سے ہوکر دوسرے رستے اورنگ آباد میں ایلغار کرکے جائے اور اوس کو تسخیر کرکے اپنے تصرف میں لائے چنانچہ اسی قصد سے نظام الملک کی فوج کے سامنے سے منحرف ہوکر دریاے پورنا سے گذرا اور سوار اور پیادون کی ایک جماعت کو اپنے ایک میر شمشیر کے ہمراہ نالہ قلب کے کنارہ بھیجا کہ وہ نظام الملک بہادر کی فوج کو روکے - اس نالہ پر فریقین کی سپاہ متعینہ مین جنگ ہوئی - مبارز خان کی فوج کے بہت آدمی مع سردارون کے مقید ہوئے اور نظام الملک کی فوج نے فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کی - پھر ۲۲ محرم ۱۱۳۶ھ کو اورنگ آباد سے چالیس کوس پر سے قصبہ شکر کھیرہ پر مقابلہ کا اتفاق ہوا نظام الملک اور بعماد الملک نے اپنی اپنی فوج بندی کی دونو فوجین مقابل ہوئیں - نظام الملک نے تیز جلوے میں سبقت اسلئے نہین کی کہ مسلمانون کی خونریزی مین پیش قدمی اس سے ظہور مین نہ آئے مگر مبارز خان نے پیش قدمی کی - دونو طرف کے بہادرون اور دلاورون نے رزم گاہ میں قدم رکھا - ۲۴ محرم ۱۱۳۶ھ کو ایسی لڑائی ہوئی کہ کمتر دیکھنے اور سننے میں آئی - تیس چالیس کے قریب فیل سوار نامی سردارون نے جان آفریں کو جان سپرد کی - مبارز خان کے دو بیٹے اسعد خان و سعود خان کشتہ ہوئے اور دو بیٹے محمد خان و حامد اللہ خان زخمی ہوکر دستگیر ہوئے - مبارز خان کے ہاتھی کا فیلبان زخمی ہوکر ہاتھی پر سے گر پڑا تھا - مبارز خان اپنا خون سے بھرا ہوا کرتہ کفن کی صورت پہن کر فیلبانی کرتا تھا - آخر کو زخمہاے کاری نے اوسکا کام بھی تمام کیا - نظام الملک بہادر کی فوج مین فتح کے شادیانے بجے - مبارز خان کی لشکر مین تین ہزار آدمی مقتول ہوئے

نظام الملک نے جو مبارز خان کی سپاہ کے قیدی زخمی تھے خاص کر اوسکے دو بیٹون کے احوال کی بڑی خبر گیری کی اور اونکا علاج کرایا۔ دوا غذا دی مردون کی تجہیز و تکفین اچھی طرح کی۔ مبارز خان کے بیٹون اور امیرون کے جو جواہر و اسمشہ ضبط ہوئے تھے وہ پھر اونکو دیدیے۔

بعد فتح کے اورنگ آباد مین نظام الملک گیا اس ضمن مین حیدرآباد کے سوانح نگار کے نوشتے پر دریا آئے کہ خواجہ احمد خان پسر مبارز خان جسکو حیدرآباد مین باپ کی نیابت مقرر ہوئی تھی وہ محمد نگر کے قلعہ مین گیا جو حیدرآباد کے قریب ہے اوسپر متصرف ہوا اور اپنے مال و متاع کو قلعہ مین لے گیا اور قلعہ کا بندوبست کیا۔ نظام الملک اورنگ آباد مین ٹھیر کر حیدرآباد مین گیا اور اس ضلع کا بندوبست کیا۔ خواجہ احمد خان نظام الملک کی طرف سے بیجا وسوسے و توہم رکھتا تھا۔ قلعہ کی پشت گرمی اور خزانے کے موجود ہونے سے اور اس شہرت سے کہ بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ داری اور قلعہ داری کا فرمان پہنچا ہے تمام صوبہ مارہ مین فساد و شورش کا مادہ فساد ہوا ایک سال تک اطراف کے عمال و قلعہ دارون و زمیندارون کو لکھتا رہا کہ وہ دخل نہ دین اور جابجا قلعہ دارون اور زمیندارونکی مدد کے لئے فوجین مقرر کین اور بعض مفسدون کو جنکو مدتون سے مبارز خان نے قلعہ مین مقید کر رکھا تھا اونکو چھوڑ دیا کہ مادہ فساد کو بڑھائین اونہون نے اپنے محالات مین جاکر تمام صوبہ مین اس مرتبہ پر شورش برپا کی کہ عاملون کا عمل یکلخت اُٹھ گیا اور تحصیل بند ہوگئی اور مسافرون کی آمد و شد باری نہ رہی۔ بعض محالات مین مفسدون نے عاملون پر حملہ کرکے ایک ہنگامہ برپا کیا چنانچہ اس فساد مین کاظم علی خان فوجدار نواح بھونگیر ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ لیکن آخر کو نظام الملک نے طرح طرح کی مہربانی لطف و احسان اضافہ ہائے نمایان اور خطابہائے موروثی کے عطا کرنے سے خواجہ احمد خان کو شہامت خان کا خطاب اور خواجہ محمود خان کو مبارز خان کا خطاب دینے سے اور سیر حاصل جاگیرون کے عنایت کرنے سے اور تمام مبارز خان کے وابستون پر نوازش کرنے سے ایسا خواجہ احمد کو ممنون کیا کہ اونسے قلعہ کی کنجیان دیدین۔ نظام الملک قلعہ مین گیا۔ اپنی طرف قلعہ دار کو

مع لشکر مقرر کیا اور مفسدوں کی تنبیہ مین واقعی مصروف ہوا - ان ہی دنون مین کہ صوبہ حیدرآباد
کے ملک کے انتظام مین نظام الملک استغال رکھتا تھا انورالدین خان بہادر شاہجہان آباد
سے اس پاس آیا - اوسنے اسپر بہت مہربانی کی حیدرآباد کی صوبہ داری کی خدمت پر
مقرر کیا - اوسنے حیدرآباد کے بدبختون کی اور ضلع سنکا کل وغیرہ سرکار کے متمردون
کی تنبیہ و تاکید بوجہ احسن قرار واقعی اسی طرح کہ اس کانٹے بھرے ملک مین انتظام اور
کمال امنیت ہوگئی - اور منافع کلی کو جو کبھی ابتدا تسخیر ملک سے عالمگیر اور بہادر شاہ کے
عہدون مین خزانے مین داخل ہوا تہا وہ داخل کیا غرض اگر نظام الملک کا سارا انتظام
بالتفصیل لکہا جاوے تو اختصار کا سررشتہ ہاتھ سے جاتا ہے نظام الملک فتح جنگ بہادر
ہمیشہ فارغ البالی مین مصروف رہتا اور کوئی حرکت بیجا اصلاح وقت سے غیر اسے ظہور
مین نہ آتی اور فی الحقیقت وہ کوئی کام سوا اسکے نہیں کرتا جس سے خاندان تیموریہ
کی سلطنت جو ہاتھ سے جاچکی تھی رونق تازہ ہوتی اور سرمو نافرمانی نہیں کرتا محمد شاہ
بادشاہ نے بہ تقاضاے وقت فیل اور جواہر بھیجے اور آصف جاہی کا خطاب دیا -
وہ ملک کے بندوبست اور مفسدون کی تنبیہ اور سرکشون کی تادیب اور زبردستون کی
غمخواری حال مین مشغول ہوا جو سابق عمل داری مین مرہٹون اور دشمنون کا فساد تہا
اسمین تخفیف ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر مبارز خان سادات کی قرارداد کے موافق نہیں دیتا تہا
اور مرہٹون کی تنبیہ و تادیب مین نہایان تردد کرتا تہا لیکن جس جا غنیم کے منصوبے
قابو پاتے تھے چوتھ سے زیادہ جو کچھ لے سکتے تھے لیتے تہے اور اکثر اسمین مخوف تہیں +

جب نظام الملک یہان احمدآباد کا صوبہ دار مقرر ہوا اور احمد قلی خان بہادر
بادشاہ پاس آیا تو اوسنے دو بھائیون شجاعت خان و ابراہیم خان کو جو اوس کے
پیش آور دے تھے احمدآباد مین اور اونکے تیسرے بھائی رستم علی خان کو بندر سورت مین
اپنا نائب مقرر کیا - نظام الملک نے اپنے عموے حامد خان کو اپنا نائب مقرر کیا شجاعت علی خان
اپنے بہائی ابراہیم علی خان کو شہر مین چہوڑکر خود پرگنات کے بندوبست کے واسطے گیا تہا

جب اوسنے حامد خان کی آمد کی خبر سنی تو اوسنے چاہا کہ شہر مین پہنچکر شہر کے دروازے
بند کر کے حامد خان کو نہ آنے دون یا امان کا قول لیکر اطاعت کرون - اس باب مین
مختلف اقوال ہین مرہٹون سے ان تینون بھائیون کا فساد رہتا تھا جنگ و فوجکشی
ہوتی تھی اور عمال چوتھ نہین دیتے تھے صفدر علی خان بابی حید رقلی خان کی سختی
کا سوختہ تھا وہ آٹھ سات ہزار سوارون کے ساتھ دوڑکر حامد خان سے جاملا اور اوسنے
ان بھائیون کے صاحب و اعیہ ہونے کا حامد خان کے خاطرنشان کیا - اتفاق سے
شہر مین شجاعت خان اور حامد خان ایک ہی وقت مین داخل ہوئے - شجاعت خان
اپنا ہاتھی حامد خان کے ہاتھی کے برابر لایا - دونو طرف سے قتال و جدال شروع ہوا -
شجاعت خان کشتہ ہوا - ابراہیم قلی خان اپنے گھر مین جاکر چھپا - صفدر خان بابی کہ
حیدر قلی خان کے سبب سے اس خاندان کا دل سے سخت دشمن تھا - جب ظاہر پیمانجی ہوا
طرفین کو سمجھایا اور ہاں دہری ہوا - اس صوبہ مین بان دھری اس شخص کو کہتے
ہین کہ مقدمات و معاملات مالی مین صاحب مطلب مغضوب کو حاکم پاس لیجاکر یا تھہ
پکڑکر ملازمت کے لئے لاتا ہے اور اوسکی بدقولی کا کفیل ہوتا ہے - ابراہیم قلی خان نے اس
بان دہری پر اعتماد کیا اور ایک جماعہ دار کی معرفت حامد خان سے ملاقات کی اوسنے
اوسپر بہت مہربانی کی اور اوسکی تسلی میں کوشش کی خلعت و جیبہ دیکر رخصت کیا - ایک
ہفتہ کے بعد صفدر علی خان کے اغوا سے اور برہم کارون کی رہنمائی سے حامد خان
اپنے قول سے پھر گیا اور اوسنے یہ مصلحت جانا کہ ابراہیم قلی خان کو طلب کے قید
کرے بلکہ اوسکی حیات کے شجر کو قطع کرے - کہتے ہین کہ مصرع
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + گوش نگوش سرگوشی یہ خبر اس جماعہ دار
کو ہوئی جسکی وساطت سے حامد خان سے ابراہیم قلی خان کی ملاقات ہوئی تھی اوسنے
حقیقت حال پر ابراہیم قلی خان کو مطلع کیا اور کہا کہ اگر ہو سکے تو تو نکل مین تیرا رفیق
ہون محفوظ جگہ تجھے پہنچا دونگا مگر اوسنے فرار کے عار کو قبول نہین کیا - حامد خان کے

سزا دل اوسکو تیس یا چالیس رفیقون کے ساتھہ جو اس بیکسی کی حالت مین اوسکے ہمراہ تھے لے گئے - دروازہ پہ چوبدارون نے اُس سے بتیار مانگے - اونمین سے دو چار کو مار کر وہ حویلی مین گیا - وہان حامد خان ڈر کر دیوانخانہ سے کہین چلا گیا - غرض زد و کشت کے بعد ابراہیم قلی خان اور اوسکے ہمراہی کشتہ و زخمی ہوئے - حامد خان نے ابراہیم کا سر کاٹکر اوس کی داڑھی کے ٹکڑے دروازہ پر لٹکا دئے +

جب رستم علی خان نائب سورت کو اپنے دو بھائیون کے اس طرح کشتہ ہونے کی خبر ہوئی تو اوسکے رگ و پے مین خون جوش کرنے لگا اور اوسنے دونو بھائیون کے خون کے انتقام کی ٹھہرائی - پیلوجی مرہٹون کا سردار ایک سال سے دس گیارہ ہزار سوارون کے ساتھہ لواح بندر سورت سے چوتھہ وصول کرنے کے لئے اطراف مین فساد و تاخت و تاراج کر رہا تھا اور رستم علی خان سے مکرر مقابلہ و مقاتلہ ہوا تھا - پیلوجی واقعی دخل نہ پاتا تھا - اس حال مین تقاضاے وقت رستم علی خان نے پیلوجی وغیرہ سے مہربانی آمیز دعا کیا اور اوسے صلح کر کے اپنے ساتھہ رفیق بنایا - پیلوجی نے بھی قابو سے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا مرہٹے ہمیشہ طرف مغلوب کے پانسہ کو اپنی خوش طالعی جانتے تھے اور اونکے سطح پر بارہ ہوتے تھے اوسنے اپنی فوج کے ساتھہ اوسکی رفاقت کی حامد خان نے رستم علی خان کی یہ نوحرکت سنکر فوج کو مرتب اور توپخانہ کو آراستہ کیا - اور مرہٹون کے سردار کو بارہ ہزار سوارون کے ساتھہ اپنا شریک کیا - دریاے مہی کے کنارہ پر پہنچکر ایک سخت لڑائی ہوئی طرفین کے لشکر و کمین سے جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور اوس روز حامد خان کو شکست عظیم ہوئی کی طرف بھاگا - رستم علی نے فتح کے شادیانے بجوائے اور حرب گاہ سے ایک دو کروہ پر خیمہ زن ہوا - دوسرے روز حامد خان اپنی فوج کو اور بعض کے قول کے موافق پیلوجی کو جو رستم علی خان کی سرکشی کا ذخیرہ تھا اپنی طرف لطف آمیز پیغام بھیجکر مائل کیا - اور جنگ کا نقارہ از سر نو بجایا اور معرکہ جنگ مین قدم رکھا اور اس طرف رستم علی خان بھی جس کی قدیم الخدمت نوکر کا سردار دیدہ کشتہ و زخمی ہو گئے تھے مقابلہ مین مشغول ہوا اس حالت مین

پیلوجی نے رستم علی خان کی بہبہ پر تاخت کی - بعد زد و خورد کے رستم علی خان کو شکست فاحش ہوئی اور وہ کشتہ ہوا - اس فساد میں چند روز کے لئے دونو طرف سے مرہٹون کی خوب بنی آئی - چیڑی اور دودو - دونو طرف جنب لوٹ ہاتھ آئی - اور دکانون کو لوٹ لیا اور جو کچھ اور لوٹ سکے اوسکو لوٹ لیا - پرگنہ بڑودہ اور دریائے مہی کی نواح مین وہ لوٹ مچائی کہ معاذ اللہ -

جب محمد شاہ بادشاہ کو یہ خبرین پہنچین تو اوسنے سربلند خان کو احمد آباد کا صوبہ مقرر کرکے بھیجا - نظام الملک بہادر نے حامد خان کو اپنے پاس بلا لیا - باوجودیکہ سربلند خان پاس سات آٹھ ہزار سوار تھے جنمین اکثر رزم دیدہ آدمی تھے اور توپ خانہ عظیم ہمراہ تھا - مگر مرہٹون کی فوج پرگنات مین ایسی پھیلی ہوئی تھی کہ وہ ملک کا بندوبست اور غنیم کی تنبیہ نہین کرسکا اور مرہٹون کا تسلط روز بروز زیادہ ہوتا گیا - غلہ کا نرخ گران ہوگیا - سربلند خان شہرین بطریق محصورین کے بیٹھ گیا - اس نے مظلومون پر جو تعدی ہوتی تھی اُس سے چشم پوشی کی - اور مرہٹون کے پاس تیس ہزار سوار جمع تھے - نہ اونکی تنبیہ کرسکا نہ اون سے پیکار کرسکا - شہر کے دروازون تک اکثر پرگنات کو مرہٹے تاخت و تاراج کرتے تھے بہت سے بیوپاریون اور اہل حرفہ اور موالید ثلاثہ کے کاسبون نے جلاوطنی اختیار کی - اور اطراف مین چلے گئے - ملک تاراج ہوا - سپاہ ضروری وغیر ضروری نوکر تھی وہ مرہٹون کو دفع نہیں کرسکتی تھی - سپاہ کے جاعہ دارون نے سپاہ کی تنخواہ کو طلب کیا اوسکے واسطے پرخاش شروع کی تو آخر کو تسلی اور سپاہ کے رفع فساد کے لئے یہ مقرر ہوا - کہ جاعہ دارون کو تنخواہ کی چٹھی جس صراف و بیوپاری کے نام وہ چاہتے لکھہ کردی جاتی تھی اور وہ جاکر بیوپاری اور تجار کو پکڑ کر مقید کرتے اور شکنجہ عذاب مین کھینچکر اپنا روپیہ تحصیل کرتے - پرگنہ بیرنگر بہت آباد قصبہ تھا وہ بالکل ویران ہوگیا - اس مین تجار اور قوم ناگر کے امیر جو لاکھون روپے کی داد و ستد کرتے تھے آباد تھے - اور یہان ہندوستان کے تمام معمورون کے طرح طرح کے مال اور زر نقد جمع اور موالید سہ گانہ کی کانون سے بھرا ہوا تھا - اقسام مال و زر نقد یہان کے

سربلند خان کا احمد آباد مین آنا +

رہنے والون کی صوبہ دار غارت سے نہین بچا سکتے تھے جب محمد شاہ سے یہ عرض ہوا تو اوسنے
سر بلند خان کو صوبہ داری سے بدل کر راجہ ڈونگر سنگھ کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ جب راجہ یہان آیا
تو سر بلند خان نے اوسکو دخل نہ دیا جنگ و پرخاش کرنی چاہتا تھا مگر نہ کر سکا تو پھر ایسا کہین
بھاگ کر چلا گیا کہ چند روز تک اوسکا پتا نہ معلوم ہوا وہ بادشاہ پاس نہ گیا اسلئے مغضوب ہوا
اور مدت تک بادشاہ نے اوسکو ملازمت سے محروم رکھا۔ حاصل یہ ہے کہ ہندوستان مین
یہ صوبہ جو سیر حاصلی مین ہندوستان کے سارے صوبون کی ناک تھا۔ اس مین بیرونی کثرت سے
ہوتے تھے۔ اکثر جو بات و بقولات و اقسام اقمشہ السیر بیشتر یہان ہوتے تھے کہ ربع مسکون کی تجارگیوا
اور سلاطین ہفت اقلیم کے تحفے بھیجنے کے لئے ہندوستان کی آبرو بڑہاتا تھا اتنا ویران
ہوا کہ تجار اور زیادہ تر اہل حرفہ جلاء وطن ہوئے اور خانمان موروثی کو ترک کیا اطراف
مین جاکر پراگندہ ہو گئے۔ مگر بحکم فضل الہی سے مظلومون کی فریاد رسی کے لئے نظام الملک
بہادر فتح جنگ آصف جاہ نے اس ملک پر اپنا سایہ ڈالا اور اس صوبہ کی آبادی اور رجوع
ہونے کا سبب ہوا۔

جب نظام الملک آصف جاہ کے بندوبست کا بیان +

دا گلکیڑا اور نو جرہ اور پرگنات کوال اور سرکار ایلکندل وغیرہ مین مفسد جو اکثر پرگنات
مین سرکشی کرتے تھے اور کوتہ نشین متمرد سب تھوڑی مدت مین بہادران اسلام کے مطیع ہوئے
اور اکثر جگہ ظلم مین کمی ہوئی سابق کے صوبہ دارون کے عہد مین ہمیشہ راہون مین مرہٹے
تاخت و تاراج کرتے تھے اور رہزن فتور و فساد مچاتے تھے اور مفسد زمیندار مسافرون
کا چلنا مشکل کرتے تھے اب اسکے برخلاف ان راہون مین امن امان کے ساتھ آمدورفت
جاری ہو گئی مرہٹے جاگیردارون پر اپنے طرح طرح کے ظلم کرکے چوتھ لیتے تھے اور سوا
اسکے دس روپیہ سیکڑہ بنام سردیس مکھی زمینداروں اور رعایا سے تحصیل کرتے تھے اور
کمائش دار ہر ہفتہ اور مہینے مین بدلتے تھے اور رعایا کے حوصلہ سے زیادہ فرمائشین
کرتے تھے اور جاگیردارون کے عمال کو جبراً ذلیل کرتے تھے اور تصدیع دیتے تھے
اب آصف خان نے مقرر کیا کہ چوتھ کے عوض صوبہ حیدرآباد سے نقد خزانہ سے روپیہ

مرہٹون کو دیدیتا اور دس روپیہ سیکڑہ بابت سردیس مکھی کے جو رعایا سے لیا جاتا تھا وہ معاف کیا اسطرح چوتھ کے کمانشدارون اور سردیس مکھی اور راہداری کے گماشتون سے نجات ہوئی جسنے مسافرون اور آنے جانے والون اور بیوپاریون کو بڑی اذیت ہوتی تھی جب بادشاہ نے آصف جاہ کو بدل کمر قمرالدین خان بہادر کو خلعت و قلمدان وزارت عطا کیا تو آصف جاہ کو وکالت کا فرمان عنایت آمیز مع خلعت و فیل وجواہر بھیجا۔

اگرچہ آصف جاہ اپنے بادشاہ سے دور دراز حیدرآباد مین آزادانہ حکومت کرنے لگا اور اوسکے قابو سے نکل گیا مگر ہمسایہ مرہٹون سے وہ محفوظ و مصون نہ تھا۔ اس وقت مرہٹون حکومت بڑے لایق فایق سردارون کے ہاتھ مین تھی آصف جاہ کا ایسا مقدور نہ تھا کہ وہ اونکی برابر کھڑا رہتا۔ اسلئے اوسنے ایسی حکمتین کین اور پیچ پر پیچ ڈالے کہ مرہٹون کا زور اوسکی طرف سے ہٹ کر دلی مین اوسکے دشمنون پر پڑا +

آصف جاہ کی تدبیر مرہٹون کے باب مین +

مرہٹون کی سلطنت کے استقلال کی حالت

ساہو کو تمکو یاد ہوگا کہ اعظم شاہ نے بادشاہی قید سے چھوڑ دیا تھا۔ اوسکی دارالخلافت ستارا تھی تارابائی کا بیٹا سیواجی مرگیا تو راجہ رام کا بیٹا دوسری رانی سے سنبھا دوم راج گدی پر بیٹھا۔ اوسکی دارالسلطنت کولاپور تھا۔ یہ دونو خاندان آپس مین رقیب تھے۔ آصف جاہ نے اپنی عقل دوراندیش سے یہ تدبیر سوچی تھی کہ مرہٹون مین ضعیف گروہ کو تقویت دیکر اوسکے قوی گروہ کو ضعیف کرنا چاہیے۔ اسلئے وہ سنبھا دوم کا جو کمزور اور ضعیف تھا حامی و مددگار ہوا۔ اس وجہ سے اور سببون سے ساہو کا گروہ دب دبا گیا تھا اگر اوسکو ایک وزیر بالاجی وسوانا تھ ہاتھ آگیا ہوتا تو وہ اپنی قوت نہ دکھا سکتا۔ اوسکی بدولت ساہو جی کو اپنی پہلی عزت حاصل ہوگئی سیواجی کے وقت سے پیشوا کا عہدہ چلا آتا تھا۔ اس زمانہ مین مرہٹون کی سلطنت مین

+ بالاجی وسوانا تھ پیشوا ۱۷۱۳ء

دو اعلےٰ عہدے تھے ایک پت نیدھی یعنے نائب السلطنت کا اور دوسرا اوس کے بعد پیشوا کا کئی لایق پیشوا مقرر ہو چکے تھے مگر بالاجی وسوانا تھ راؤ ایسا پیشوا ہوا کہ اوسنے پیشواؤن کے خاندان کی بنیاد ہی جمادی - یہ پیشوا قوم کا برہمن کانکن کا رہنے والا کسی گانوں کا موروثی پٹواری تھا اِس مین برہمنون کی فطرتی عادتون کے علاوہ ہمت اور جرأت ایسی تھی کہ برہمنون مین شاذ و نادر ہوتی ہے - گو وہ خود بڑا سپاہی نہ تھا بلکہ گھوڑے پر اسقدر کم چڑھنا آتا تھا کہ جب دشمنون کے خوف سے گھوڑا دوڑانا پڑتا تھا تو دو آدمی اوسکے گھوڑے کو اِدھر اُدھر ہو کر تھامے رہتے تھے - وہ بہادر آدمی تھا اگر گھوڑے پر چڑھنے کی مشق نہ ہو تو تعجب نہین غرض وہ خود بھی لایق تھا اور اوسکی اولاد اُسسے بھی زیادہ لائق ہوئی - اول وہ کسی جد بنسی راجہ کا ملازم ہوا اور وہانسے راجہ ساہو کی ملازمت مین آیا - یہان اوسنے اپنی لیاقت و ذہانت سے راجہ کی نظرون مین وقار اور سب ہم نظرون سے زیادہ اعتبار پیدا کیا اوسنے کمال کا کام یہ کیا کہ مشہور بحری قزاق اور زبردست سردار آنگریا کو سنبھاجی دوم کی طرف سے توڑ کر کانکان مین ساہو کا رفیق بنا دیا - راجہ ساہو نے بالاجی کو اسکی حسن خدمات کا یہ صلہ دیا کہ اوسکو پیشوا کا عہدہ مرحمت کیا اور مستحکم قلعہ پورندھر اور اوسکے گرد کا ملک بھی عنایت کیا اور مال گزاری کا انتظام اوسکے سپرد ہوا جس کا بندوبست اوسنے ایک نئی طرح سے کیا - جس سے اوسکی کمال ذہانت اور لیاقت معلوم ہوتی ہے واقعی اس انتظام نے مرہٹون کی سلطنت کی رونق زیادہ کردی اول کام اوسنے یہ کیا کہ مہاراسٹر کی بلا مین جو دیمی بر ہمی ہو رہی تھی اور مغربی ساحل پر جو فساد برپا ہو رہے تھے ان سب کو مٹا دیا - پھر اپنے اضلاع کو اور شہر پونہ کو جو اوسکے جانشینون کا دار السلطنت ہوا اپنی حسن تدبیر سے بڑی رونق دی اس ملک مین جو رہ زنون اور قزاقون کے گروہ کے گروہ لوٹ مار کرتے پھرتے تھے انکا انتظام کیا دہات کے آباد کرنے پر اوسنے بڑی توجہ کی - زراعت کی ترقی کے واسطے اوس نے

بہت تھوڑی جمع مقرر کی اور شیدریجر اوسکو بڑھایا +

تم کو یاد ہوگا کہ اس بالاجی کی بدولت یہ کام بھی ہوا تھا کہ ۱۷۱۳ء مین سید حسین علیخان کے ماتحت فوج لیکر دہلی گیا تھا اور اس سید کی بدولت ان شرائط پر بادشاہ سے عہد و پیمان ہوئے تھے کہ مرہٹون کے پاس جسقدر ملک سیواجی کی وفات کے وقت تھا وہ راجہ ساہو کو دیا جاے اور دکن کے چھ بادشاہی صوبون اور خراج گزار ریاستون ترچناپلی اور تنجور اور میسور سے چوتھ اور سردیس مکھی دی جاے - اور اوسکے عوض مین ساہو بادشاہ کا مطیع رہے اور دس لاکھ روپیہ سالانہ خراج دیا کرے اور تمام ملک کے امن امان اور رعایا کے حفظ جان و مال کا ضامن رہے - یہ فائدے بالاجی کو سید حسین علی خان کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئے تھے مگر جب سید حسین علیخان مرگیا اور اوسکے خاندان کا سارا کارخانہ خاک مین مل گیا تو بھی راجہ ساہو اور بادشاہ دہلی کے تعلقات مین کوئی تغیر نہین ہوا - فرخ سیر کی وفات پر بھی بالاجی دہلی مین ٹھیرا اور ۱۷۱۹ء مین عہدنامہ مذکور کو محمد شاہ کی مہر و حکم سے مستحکم کیا اور راجہ ساہو کو اوس نے دہ ہزاری کا خطاب عنایت کیا - غرض اس عہدنامہ سے مرہٹون کو جو دولت اور سلطنت حاصل ہوئی اوسکے سبب سے اس دانشمند پیشوا نے مرہٹون کا وہ پرانا رنگ ڈھنگ قزاقون اور رہزنون کا بدل دیا - اس عہدنامہ پر بھی مرہٹون کو اختیار تھا کہ وہ اپنے حقوق کی تحصیل خود کرین - اس تحصیل مین وہ نہایت سختی و جبر کرتے تھے - اب بالاجی نے اس سختی کو ترقی سے یون بدلا کہ پہلے چوتھ اکٹھی بجولی جاتی تھی اسلئے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ چوتھ اس زر مالگزاری پر لی جاے جو مستقل طور پر راجہ ٹوڈرمل اور اور ملک عنبر نے زمین پر مقرر کی تھی - گو اس سبب سے کہ ملک ویران ہوگیا تھا مالگزاری مذکور کا ایک حصہ حاصل ہوتا تھا بالاجی نے اس قاعدہ کی تکمیل پوری پوری نہین کی مگر اس سے مرہٹون کا دعوی غیر محدود رہا - مرہٹون کو باقی کی تحصیل مین جبر و تعدی کرنے کا موقع مل جاتا تھا - اونسے خاص اضلاع مین توسیع فتوحات کے لیے سردارونکی وساطے

حقوق مختص المقام مقرر کئے مگر اس سے یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں سب جدا جدا نہ ہو جائیں اسلئے باہمی اتفاق کے لئے اصل محاصل کو جدا جدا بالتفصیل تقسیم کیا اور اس تقسیم کی تقسیم در تقسیم کی اور ہر ایک سردار کے واسطے ایک خاص حصہ محاصل کا تجویز کیا۔ اس لئے ایک ضلع پر کئی سردارون کی اور اونکے ملازمون کی توجہ رہنے لگی راجہ کے رشتہ دارون کی بسر اوقات کے لئے جدا جدا دہات یا بعض اضلاع الغام و جاگیر مین دیدئے تھے وہ سب ایک سردار کے احاطہ اضلاع مین واقع تھے آیندہ بھی چھوٹی چھوٹی جاگیرین خاص خاص آدمیون کو مرحمت ہوتی تھین علاوہ اسکے ہر سردار کو صدر مقام کے لئے ایک دو گانون کی ضرورت ہوتی تھی اور تمام سردار اس بات کے خواہان تھے کہ ان دہات مین ہم کو اختیار و اقتدار حاکمانہ حاصل ہو جس مین وہ رہتے تھے یا موروثی افسر تھے غرض اس تقسیم اور تقسیم در تقسیم اور تعین حقوق کا بڑا نتیجہ بالاجی کی مدنظر ہمیشہ رہتا تھا کہ برہمنون کا اختیار بڑھے اس طرح حاصل ہو گیا کہ مرہٹے سردارون کے پیچھے حساب کتاب کا عذاب لگا یا گیا۔ جتنے جاگیردار اور سردار تھے سب جاہل تھے وہ اپنی جاگیرون کے محاصل اور تقسیم در تقسیم کے حسابون کو بغیر برہمنون کے کیونکر سمجھ سکتے تھے اسلئے وہ برہمنون کے دست نگر ہو گئے اس طرح اپنی قوم کی عزت بڑھنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی +

جب بالاجی کا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا باجے راؤ باپ کا جانشین ہوا۔ یہ راؤ برہمنون کے سارے خاندان مین اور مرہٹون کی ساری قوم میں سیواجی کے سوا، قابلیت اور لیاقت مین سب سے زیادہ تھا مگر بالفعل اوس کو وہ تمام اختیارات نہیں حاصل ہوئے جو اوسکے باپ کو حاصل تھے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ راجہ کے دربار مین اسکا بڑا مخالف پرتی نیدھی سری پت راؤ تھا۔ وہ بھی برہمن تھا اور ستارہ سے ادھر کے ملکون کا رہنے والا تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ راجہ کی سلطنت اور حکومت کو مہاراشٹر مین استحکام دے اور کولاپور کے راجہ کو مغلوب کرے اور سیواجی کے وقت کا کرناٹک کا میدانی ملک فتح کیا ہوا جسکو مغلون اور سیواجی کے بھائی کی اولاد نے دبا لیا ہے اوسپر قبضے کرے اور سندون کے

فتح کرنے کے ارادہ سے پہلے دکھن مین حکومت کو مستقلال دے۔ مگر اوسکے خلاف راجی
کی رائے عالی بہادرانہ یہ تھی کہ لیٹرے سوار و نکا گروہ جو دشمن کے ملک مین زیادہ بکار آمد
ہوگا وہ اپنی قلمرو مین محکوم نہ ہوگا اور ملک مین لوٹ مار بغیر اونکو چین نہین آئیگا وہ ملک مین
امن امان قائم نہین رہنے دیگا۔ فوج کے مستقل انتظام سے ملک کی حکومت کا عمدہ انتظام
ہوسکتا ہے اسلئے مرہٹون کو شمالی ملک مین لے جانا چاہیئے۔ جہان ابتک وہ نہین گئے اور
اور وہین سے اونکا پیٹ بھرنا چاہیئے۔ اسسے اونکے حوصلے اور اونکے سردارون کے
عزم بڑہینگے۔ یہان رہینگے تو اپنے ملک کو کھا ئینگے۔ وہ ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ دور دور
کی مہمات مین لشکر مصروف رہے جس سے راجہ کی سلطنت کو وسعت برائے نام ہو اور
اضلاع سے جو محاصل کا روپیہ آئے اُسسے خزانہ معمور ہو اور سپاہ کا دل لوٹ مار سے
خوش رہے اور اپنے ملک مین امن رہے۔ اور دشمنون سے جنہون نے اونکو پہلے پامال کیا تھا
عوض لیا جائے۔ اوسنے اپنے دشمنون یعنی مسلمانون کی سلطنت کا حال یہ بیان کیا کہ اب
اس مین کچھہ دم باقی نہین ہے جیسی اسکی اصل بالکل سڑ اور گل کر بودی مٹیا بھوس ہوگئی ایسی کسی اور جگہ
کم رہی ہوگی جہان اسکے خشک تنہ پر ہمارا ہاتھہ لگا تو وہ گریگا اور اُسکی ساری شاخین گر کر خشک
ہو جائینگی راجہ کے سامنے ایک اور تقریر پر زور دیکر یہ کی کہ اب ہمارا وہ زمانہ آگیا ہے کہ ہندوؤن
کی زمین سے بیگانون کو نکال باہر کرین اور اونکی سلطنت کو پامال کرین اور یون قیامت
تک نیک نامی حاصل کرین۔ اے راجہ اپنی کوشش سے تیری سلطنت کو یہان سے ہمالیہ
تک پھیلا ئین۔ آب نربدہ پار جانے کی اجازت دی اور سپر راجہ بے اختیار ہوکر بولا کہ تو
ایسا ہی لائق باپ کا بیٹا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرے جھنڈے ہمالیہ پہاڑ پر
تو گاڑے گا +

راجہ ساہو کے دربار مین جو یہ مباحثے پیش ہوئے انمین باجے رائے کی رائے کو
غلبہ رہا اور روز بروز اس کا اختیار اور اقتدار بڑھتا گیا اور اوسکی امداد کی ضرورتون
کے سبب سے راجہ اسکا محتاج ہوگیا۔ اگرچہ راجہ ساہو قابلیتون سے خالی نہ تھا مگر بادشاہی

+ ساہو کی خصلت اور بنسیوار کی لیاقت

محلون کی نازپروردگی کے سبب سے جسم مین چستی چالاکی اور مضبوطی اور مزاج مین جفاکشی نہ تھی برخلاف اسکے باجے راؤ لشکر مین پیدا ہوا۔ وہین رہا سہا مدبرون اور تجربہ کارون مین تربیت پائی۔ سوا اسکے اس مین فہم و فراست خداداد تہی۔ تجربہ کار ہوشیار تھا اور اپنے بھائی بندیر ہمنون کی طرح رد کھا سوکھا بودا ٹھنڈا نہ تھا بلکہ خوش مزاج صاحب تدبیر سلیقہ مند تھا مرہٹونکی سپاہیانہ خصائل رکھتا تھا سادہ سپاہی تھا۔ سفر کی ماندگی اور کاموںکی محنت کی کچھہ اصل نہین سمجھتا تھا۔ مزاج مین سادگی ایسی تھی کہ گھوڑے پر سوار ہے راہ مین باجرہ کا کھیت آگیا اس مین سے دس پانچ بالین توڑ ملین اور اونکے دانے نکال کر چبائے اور پیٹ بھر لیا +

باجے راؤ کے شمالی صوبون کے عزم کے مغل و مسلمان خود ممد و معاون ہوئے۔ مبارز خان کی لڑائی سے تھوڑی مدت پہلے آصف جاہ کو مالوہ اور گجرات کی حکومت سے منتقل کر دیا تہا جب آصف جاہ کو مبارز خان پر فتح حاصل ہوئی۔ تو اوسنے اپنا چچا حامد خان نائب صوبہ دار گجرات کو لکہا کہ وہ فساد برپا کرے۔ اسنے پیلاجی اور سنتاجی مرہٹون کے سردارون کو اپنا طرفدار اور یار بنایا اور اونکی امداد سے بادشاہی فوجدارون اور جاگیرداردن کے گماشتون کو ملک سے باہر کر دیا اور خود مختاری کا مدعی ہوا۔ جب محمد شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے تورانی امیرون کے اکھیڑنے کے واسطے قطب الملک پاس جو قید خانہ مین پڑا تھا ایک معتمد آدمی بہیجا اور پیغام دیا کہ اب بھی تم سے کچھہ ہو سکتا ہے تو اس بیچارے سید نے یہ جواب دیا کہ اگر حضور کا ہاتھہ میرے سر پر ہو تو سب کچھہ کر سکتا ہون۔ اب تک پانچ چھہ ہزار سوار میرے قابو مین ہین اونکی مدد سے جو کچھہ حکم ہو بجا لا سکتا ہون۔ جب مخالفون کو اسکی خبر ہوئی تو اونہون نے اس سید کو زہر دیکر قید ہستی سے رہا کیا۔

پہر حامد خان کی تادیب و تنبیہ کے واسطے مبارز الملک سربلند خان کو گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا۔ نظام الملک سے یہ صوبہ لے لیا سربلند خان کو ایک کروڑ روپیہ سامان درست کرنے کے واسطے دیا گیا۔ اوسکی سفارش سے سید نجم الدین علی خان بہی قید سے رہا ہوا

مسلمانوں کا مرہٹوں سے مدد طلب کرنا اور جو کچھ دینا

اوسنے سادات بارہ کو جمع کیا۔ سربلند خان سپاہ دوست آدمی تھا وہ ہر صوبہ مین کچھ نہ کچھ دنون رہ چکا تھا تھوڑے بہت اوسکے بر لئے دوست موجود تھے۔ تھوڑے دنون مین ایک لشکر شائستہ اس پاس جمع ہوگیا۔ سربلند خان نے گجرات کے لئے اپنی نیابت کی سند شجاعت خان کو بھیجی۔ اسپر حامد خان غصہ ہوکر اپنی بے مقدوری کے سبب سے گجرات سے موضع دہد مین آنکر مقیم ہوا اور کنتاجی کو اپنی اعانت کے لئے طلب کیا اور ایک جمعیت بہم پہنچائی۔ اور اس کو ساتھ لے گجرات پر چڑھا شجاعت خان بھی گجرات سے نکلا اور حامد خان سے لڑا اور جان کھو بیٹھا مقتول کا بھائی رستم علی خان بندر سورت مین حاکم تھا اوسنے جب بھائی کے مرنے کی خبر سنی تو اوسنے پورا سامان جنگ تیار کیا اور بیلاجی گائیکوار کو جو اس نواح مین تاخت و تاراج کرتا تھا اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور بندر سورت سے چلا۔ حامد خان اور سنتاجی تیس ہزار سوار لے کر احمد آباد سے چلے بیچ مین لڑائی ہوئی۔ ظاہر مین بیلاجی رستم علی خان کی طرف تھا مگر باطن مین وہ سنتاجی سے ملا ہوا تھا۔ اوسنے دغا سے اپنے ساتھی کو لڑائی مین قتل کرادیا۔ حامد خان کو جتوادیا جس نے اس کمک کے عوض مین اپنے ممالک مقبوضہ کی چوتھ اور سردیس کھی مرہٹون کے لئے مقرر کردی۔ سربلند خان وزارت کی امیدواری مین اکبر آباد اور اجمیر کے دوراہہ پر ٹھیرا ہوا تھا کہ اوسکو بادشاہ کا حکم بھیجا کہ گجرات کو روانہ ہو۔ اس وقت بادشاہ تورانی امیرون سے ایسا ناراض تھا کہ اوسنے آصف الدولہ سے الوہ کا صوبہ لے لیا اور گردھر کو اوسکی جگہ مقرر کردیا نجم الدین علی خان کو اجمیر کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ اور اوس کو سربلند خان کی اعانت کے واسطے حکم ہوا۔ وہ بھی اپنا سامان درست کرکے اوسکے جا ملا۔ حامد خان بھی سنتاجی اور بیلاجی کو ہمراہ لے میدان جنگ مین دشمن سے مقابل ہوا۔ مگر شکست پائی سربلند خان اور سردارون نے ایک اور راہ سے جاکر احمد آباد پر قبضہ کرلیا۔ حامد خان آصف جاہ پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۳۸ھ کا ہے۔ اور دوسرے سال مین آصف جاہ نے مرہٹون کے ساتھہ حامد خان کو لڑنے کے واسطے گجرات پر بھیجا

حدود گجرات مین مرہٹون کے ساتھہ بڑی لڑائیان ہوئین نجم الدین علی خان نے مرہٹون کو خوب ٹھیک بنایا مرہٹون نے بدہ نگر اور بیل نگر جا کر میر الامرا کو تاخت و تاراج کیا۔ خانہ زاد خان پسر سربلند خان و سید نجم الدین علی خان ساتھہ ہزار سوارون و پیادون کی جمعیت اور چند ضرب توپ خرد و کلان لیکر میدان کھنبایت مین مرہٹون کے مقابل ہوئے مرہٹون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا۔ دریاے نربدا تک اوسکا تعاقب کیا۔ حدود گجرات سے باہر نکالدیا۔ مبارز الملک سربلند خان بہت فوج رکھتا تھا۔ پانچ لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی ماہ بماہ بادشاہ سربلند خان پاس بھیجتا تھا۔ اور یہ بھی مقرر ہو چکا تھا کہ جبتک گجرات کا انتظام کلی نہ ہو تو گجرات کا محاصل سپاہ ہی مین خرچ ہو جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر پہنچی تو صمصام الدولہ کی صوابدید سے زیادہ فوج کی برطرفی کا حکم ہوا اور سربلند خان کا درجہ موقوف ہوا۔ جبتک سربلند خان پاس یہ حکم نہین پہنچا تھا اس صوبہ مین بادشاہ کے سطوت کا آوازہ بلند تھا اور متمردستہ حال دستمند تھے +

ان دنون مین بادشاہ کے دربار مین اور ہی گل کھلا۔ روشن الدولہ مین ہر چند بعض صفات حمیدہ تھین لیکن اسکے ساتھ کامون کا مدار رشوۃ پر تھا صوبہ کابل کی بابت بارہ لاکھہ روپیہ سال بہ سال خزانہ عامرہ سے روشن الدولہ کے حوالہ ہوتا تھا۔ اسمین سے آدھا آپ کھا جاتا تھا اور آدھا بادشاہ پاس بھیجدیتا تھا اور ایسے ہی اور کامون مین عمل کرتا تھا۔ اسپر امرا نے متفق ہو کر اسکا پردہ فاش کیا۔ بادشاہ اوسپر عتاب کیا اور محاسبہ لیا بادشاہ کے متصدیون نے دو کروڑ روپیہ اوسکے ذمہ نکالا۔ بادشاہ کے حکم سے روشن الدولہ سے یہ روپیہ طلب ہوے مجبور ہو کر یہ روپیہ اوسکو اوگلنا پڑا۔ وہ بادشاہ کی نظر سے گر گیا اور اخراجات کا کام صمصام الدولہ کو سپرد ہوا۔ شاہ عبد الغفور بھی قریشی تھا بادشاہ کے مزاج مین دخیل تھا وہ بھی معرض عتاب مین آیا اور محبوس و مقید ہو کر بنگالہ بھیجا گیا۔ بادشاہ کی عزیز کو کبی جیم النسا بھی ان دونو مختارون کی ہمراز تھی۔ اوس کا بھی محل سے اخراج اور ادبار سے ازدواج ہوا۔ غرض اب بادشاہ کے مزاج مین صمصام الدولہ نے بڑا دخل پیدا کیا۔ اوسنے سربلند خان کی جگہ راجہ ابھے سنگھہ کو گجرات کا

دربار شاہی کی کیفیت اور راجہ ابھے سنگھہ کا صوبہ گجرات مین مقرر ہونا +

صوبہ مقرر کیا اور سربلند خان کو بادشاہ پاس بلایا۔ راجہ نے اپنی آرام طلبی کے سبب سے اپنا نائب گجرات بھیجا۔ سربلند خان نے اوسکو شکست دی کر نکال دیا۔ اوسکے بعد دوسرا نائب بھیجا اسکا حال بھی پہلے نائب کا سا ہوا۔ پھر راجہ خود پچاس ساٹھ ہزار سپاہ لیکر گجرات روانہ ہوا۔ سربلند خان ہر چند بادشاہ اور آصف الدولہ سے تشویشیں رکھتا تھا۔ لیکن بہ سبب قلت زر و اسباب سفر ناچار لبھے سنگھ سے لڑا اور اوسکو ایک دفعہ شکست دیدی اسی فتح کو غنیمت جانا اور آیندہ جان لیا کہ راجہ سے مین نہین لڑ سکتا۔ اسلئے پیغام سلام آباد کر کے راجہ سے صلح کر لی اور بگڑی بدل بھائی بن گیا اور اوس سے روپیہ اور سامان سفر لیکر شاہجہان آباد کی طرف چلا۔ بادشاہ کی مرضی کے خلاف راجہ لبھے سنگھ سے سربلند خان لڑا تھا اس لئے بادشاہ نے دو سوگز بردار بھیجے کہ سربلند خان کو قید کر کے لے آئین۔ اکبر آباد مین جب سربلند خان آیا تو گزربرداروں نے اوسے قید کر لیا۔ یہان وہ تقصیر کے تہانہ مین مقیم ہوا۔ تو ہمراہ کی سپاہ جو اکثر برطرف ہو گئی تھی تنخواہ کے تقاضے کی شورش کی۔ برہان الملک جس نے سربلند خان کی بدولت نوکری کی تھی وہ اکبر آباد مین تھا اوسنے سربلند خان سے درخواست کی کہ مین اپنے پاس سے تنخواہ چکا دون تو یہ بات سربلند خان کو گران معلوم ہوئی اور اوسنے کہا کہ خدا کے فضل سے میرا حال ایسا نہین ہے کہ دوستون کا احسان اوٹھاؤن اسکی حرم سرا مین خزانہ مخفی تھا اوسنے اشرفیان نکال کر سپاہ مین تقسیم کر دین +

جب آصف جاہ وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہو کر ۱۱۲۳ھ مین تیسری مرتبہ دکھن مین آیا تو اوسنے اب ارادہ یہہ کر لیا کہ وہ ایک خود مختار ریاست قایم کرے چنانچہ کچھ پورا ہو چکے ہو کہ وہ مبارز الملک کو مار کر دکن مین مستقل حاکم ہو گیا۔ اگر اوس سے مالوہ اور گجرات کے صوبے نہ نکل جاتے تو دو تہائی ہندوستان کا بادشاہ وہ ہو چکا تھا۔ اب دکن مین اوسکی سلطنت ایسی شان و شوکت سے جم گئی تھی کہ اوسنے ارادہ کیا کہ مرہٹون سے جو اوسکے ہمسایہ مین بڑے اندیشہ ناک دشمن تھے اپنے معاملات کو درست کرے وہ مرہٹون کی خصلت سے خوب واقف تھا۔ اونکے آپس مین جو فساد اور عناد تھے اونکو خوب سمجھتا تھا۔ اون کے بڑے بڑے

آصف جاہ کا مرہٹون مین مناز و فراست اصلاحی سلطنت بجنا +

سرداروں سے اوسکا اتحاد تھا اوسکو مرہٹوں کے آپس کے فساد اور نفاق سے جو فتحیابی و کامیابی کی اُمید تھی وہ اپنی حسن لیاقت سے نہ تھی - اب اوسنے یہ چھیڑ نکالی کہ باجے راؤ کو شمالی ملک کی مہمات میں مصروف دیکھکر سری پت سے جو پیشوا کا مخالف تھا رسم و راہ پیدا کرکے یہ عہدنامہ حاصل کرنا چاہا کہ حیدرآباد کے گرد کے اضلاع سے چوتھ اور سرداس کی نہ لے جائے (ان دونوں چیزوں کے لینے کا فیصلہ پہلے مرہٹوں کے حق میں بادشاہی حکم سے ہوچکا تھا) اور اوسکے عوض میں ملک یا نقد روپیہ ٹھیر جائے غرض اس سے یہ تھی کہ اوسکی دارالسلطنت کے گرد ملک بالکل مرہٹوں کے اس مداخلت سے خالی ہوجائے جو بار بار ان محصولوں کے سبب سے ہوتی تھی - اور ایک ملک جو سب طرح مرہٹوں کے جھگڑوں سے پاک ہو اوسکو حاصل ہوجائے - اس راجہ اور سری پت کو اوسنے راضی کرلیا - مگر پیشوا جو آیا تو اوسنے اس انتظام کو ناپسند کیا - بھلا وہ اپنے اختیارات کو جو غیر محدود تھے کیوں اس انتظام کو منظور کرکے محدود کرتا - خیر یہاں اس امر پر گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نظام الملک اپنی قدیمی چال چلا جسمیں اوسکو پہلے کامیابی حاصل ہوچکی تھی وہ یہ تھی کہ ان دونوں میں کولاپور کا راجہ سنبھاجی دوم مرہٹوں کی ریاست کا دوسرا دعویدار ساہو کی اقبال مندی کے مقابل میں پھیکا پڑا تھا اپنے خاندان کے ملک میں صرف جنوبی حصہ پر اوسکا قبضہ تھا اور باقی ملک کا وہ دعویدار تھا اب اس دعویدار کی حمایت پر آصف جاہ نے کمر باندھی - اور بادشاہ کا اپنے تئیں قائمقام سمجھکر اوسنے یہ حاکمانہ حکم دیا کہ ہمکو یہ بڑا شبہ واقع ہوتا ہے کہ میرے ملک سے چوتھ اور سردیس کی وغیرہ حقوق کا روپیہ مرہٹوں کا حق مقرر ہے یہ سنبھاجی کا حق ہے یا ساہو راجہ کا - فریقین اپنے دعوے کو بدلائل پیش کریں - تمام راجہ ساہو کے کلکٹروں کو اوٹھا دیا اور چوتھ کا روپیہ ادا نہ کیا راجہ ساہو اس امر کو سنکر آپے سے باہر ہوا اور اوسکا ارادہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کو خود چڑھا کر لے جائے مگر پیشوا نے اوسکو ٹھنڈا کرکے اس مہم کا اہتمام اپنے ذمہ لیا - اور تھوڑے دنوں میں اپنی دانشمندی سے سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کیا اور اس خوبصورتی سے اس کام کا انجام دیا کہ اپنے راجہ کی سلطنت کی بنیاد پختہ کردی - نظام الملک نے اس اپنی عمدہ تدبیر کے پورا ہونیکے

واسطے پہلے اسنے کہ سامہو کے مقابلہ مین میدان جنگ مین آئے اوسنے مصالحت کی باتین
کرنی شروع کین اور یہ اوسنے کہا کہ مین نے یہ تجویز فقط تمہارے ہی فائدہ کے لئے پیشوا کے ہاتھ سے
رہائی دلوانے کے لئے سوچی تھی۔ پس راجہ کو چاہیئے کہ جن لوگونکو موقوف کیا ہو اونکو بحال کرے
۔ وہ ہمیشہ اوسکے وفادار تابعدار رہینگے مگر اسوقت ایسی چالاکی کی باتین بنانا نظام الملک کی
غلطی تھی شاید یہ باتین اوروقت راجہ کو اپنے وزیر پر شک دلاتین مگر اسوقت تو سارا غصہ
راجہ کا اسطرف جھکا ہوا تھا پیشوا کی شیوا بیانی اور خوش زبانی کب ایسی باتون کی طرف متوجہ
ہونے دیتی تھی غرض برسات کے موسم مین دونو طرف لشکرون کے سامان ہوتے رہے
اور ۱۷۲۱ء کو نظام الملک کی اول کی فوج کرہ پیشوا صدمہ پہنچاکر پھر گیا اور دشمن کو دق کرکے
واسطے اورنگ آباد کو جا دھمکایا اور یہ مشہور کردیا کہ میرا ارادہ برہانپور کے غارت کرنے کا ہے
اس سبب سے دشمن شمال کو چلا۔ کچھ فوج اوسنے دشمن کے ساتھ کی۔ باقی فوج سے بڑی تیزی
اور تندہی چالاکی سے گجرات پر یورش کی۔ اب آصف جاہ یہ سوچا کہ دشمن کا تعاقب کرنا
بے سود ہی اسلئے وہ جنوب کی طرف چلا اور برونپر جا دھمکایا لیکن پیشوا جلدی سے گجرات کے باشندون
کو قتل کر خون کے ندی نالے بہا کر سیکڑون گھر ونکو بے چراغ کرکے اپنے ملک کی حفاظت
کے واسطے بہت جلد آگیا۔ اب یہان آصف جاہ کی فوج نے کچھ کام نہ کیا۔ اس کام کے کرنے مین
اوسکے بڑے دوست مہٹے تھے اونکی دوستی پر چنداں اعتبار نہ تھا۔ سوا اوس کے آپسمین نااتفاقی
تھی۔ غرض اسوقت نظام الملک ہی مصیبت مین پھنسا اور اوس سرزمین مین گھر گیا جہین
پانی ملنا بھی دشوار تھا۔ آخر کو لاچار ہوکر اوسنے کولاپور کے راجہ سنبھاجی کا بھی ساتھ چھوڑا۔
اور ۱۷۲۹ء مین راجہ ساہو سے اس اقرار پر صلح ہوگئی کہ چوتھ اور سردیسمکھی کی تمام باقیات کا روپیہ
ادا کرونگا۔ اور چند مضبوط قلعے اپنے ملک کے آیندہ محصول ادا کرنیکے لئے ضمانت مین سپرد کرونگا
یہ پہلا ہی وقت تھا کہ یہ دونو رقیب میدان جنگ مین آمنے سامنے آئے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ
وہ اورنگ زیب کے زمانہ کا بوڑھا تجربہ کار امیر جسنے سیکڑون میدان مارے ہون وہ یون عاجز ہوکر
ایک نوجوان برہمن سے ایسی شرائط پر صلح کرے جبکہ باجی راؤ اس کام مین مصروف تھا سری پت بھی

سنبھاجی ثانی کولاپور کے راجہ کو گھیر کر شکست دی اور ۱۷۳۱ء مین اوسے مجبور کرکے یہ دستاویز لکھالی کہ تمام مرہٹونکا مسلم اور سردار ساری ریاست کا مستحق راجہ ساہو ہے وہ راجہ فقط حوالی کولاپور پر جسکی مغربی حد سمندر سے محدود ہے قابض ہیگا۔ اس کام سے سری پت راؤ کی بھی عزت ہوئی۔ مگر یہ کام اوس تہہ اور شان کا نہ تھا جو باجے راؤ نے کیا تھا۔ گو آصف جاہ کو یہ خفت اپنے رقیب کے سامنے پیش آئی مگر پھر بھی وہ مرہٹون کی حکومت کے توڑنیکی حکمتین سوچتا رہا۔ اور آخر کو اوسنے ایک بڑا زبردست دشمن پیشوا کے لئے کھڑا کیا۔

ترمبک اودہاری ایک بڑا مرہٹون کا سردار تھا۔ اور وہ گجرات مین لڑا تھا اور اوسکی بدولت مرہٹون کی حکومت کی صورت گجرات مین جمی تھی۔ مگر پیشوا نے گجرات کے حاکم سے جو عہدنامہ کیا اوس سے کچھہ ثمرہ ترمبک اؤ کو اپنی جانفشانی کا نہین حاصل ہوا بلکہ وہ اولٹا باجے راؤ کو حاصل ہوا۔ اس سبب سے اوسکا دل پیشوا سے گھٹنے اور جلنے لگا۔ اور اوسنے آصف جاہ کو اپنے ساتھہ متفق کیا۔ اور پینتیس ہزار آدمی دکھن کی طرف لیجاکر یہ ارادہ مصمم کیا کہ راجہ ساہو کو پیشوا اور برہمنون کے پھندے سے نکالے +

باجے راؤ نے بہت چستی اور چالاکی سے یہ چاہا کہ یہ دونو اوسکے قوی دشمن متفق نہون اسلئے گو اوسکی فوج ترمبک اؤ سے آدھی تھی مگر اوسمین چنے چنے سوار اور خانہ برباد سپاہی تھے۔ اس پیادہ کو وہ جلدی سے گجرات بھیج گیا شہر کی مرمچھون کو اوسکے غارت کرنے کا قصد کیا۔ ترمبک اؤ کے ہراول کو نہ پاکے قریب شکست دی اور پھر اوسکی بھاری فوج پر جا پڑا۔ ترمبک اؤ نے یہ ارادہ کیا کہ کیا فتح حاصل کیجیے یا جان دیجے۔ اسلئے اوسنے اپنے ہاتھی کے پیرون مین زنجیرین ڈلوادین۔ اس بلند ہمتی سے سپاہ نے بڑا سخت مقابلہ کیا۔ اور باجے راؤ بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کا دل بڑہاتا رہا۔ آخر کار ترمبک اؤ کے ایک گولی اتفاق سے لگی جسسے وہ مرگیا۔ اور اس طرح ۱۷۳۱ء مین اس قوی دشمن کا خاتمہ ہوا۔ نظام الملک کا یہ دوسرا وار تھا وہ بھی خالی گیا۔ اب اوسکو فقط اپنی ذات سے رقیب سے سمجھنا پڑا اس فتح سے پیشوا کو بالکل مگر باجے نام غلبہ مرہٹون کی بادشاہت پر ہوگیا۔ دشمن کے ساتھ

اوسنے بڑی مشکل سے برتی - دمنمو نکو بہت تنگ کیا بلکہ ترمبک اوکے بیٹے کو گدی پر بٹھایا اور وہ حقوق اور مرافق مرہٹونکے جو گجرات مین متعین تھے باین شرط عطا فرمائے کہ نصف آمدنی اوسکی معرفت سرکار سپاہ جی مین داخل ہوا کرے یہ رعایت لڑکا تھا اسلئے اوسکی ماکو اوسکا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکی طرف سے پیلاجی گائیکوار کو سونپا یہ بڑا ہوشیار سردار تھا - یہ خاندان وہی ہے جسکے راجہ آجکل بڑودہ مین حکومت کرتے ہین بھیل اور کولی قومون کی اعانت سے اس خاندان کا عروج ہوا تھا - وہ ان جہوٹی قومون کے سردار اور افسر تھے - یون اس دانشمند پیشوا نے اپنے ملک کے جھگڑون کو تمام کیا +

سر بلند خان مرہٹون کی خصلت اور عادت سے خوب واقف تھا اب دسنی دیکھا کہ نظام الملک بازی لے گیا - تو دل اوسنے بادشاہ سے متواتر امداد طلب کی مگر وہان نقارخانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا تھا تو پھر اوسنے مرہٹون سے ان شرائط پر صلح کرلی کہ وہ اپنے ملک کی محاصل نہین اور سائر کی چوتھ اور سردیس مکھی دیگا - یہ دونون محصول ملکر پینتیس ۳۵ لاکھ روپیہ سیکڑا کل محاصل ملک ہوتی تھی اور اسکے عوض مین راجہ کو ڈھائی ہزار سوار ہر وقت کمک کے واسطے تیار رکھنے پڑینگے اور چوتھ کی تحصیل کے واسطے دو ایک کلکٹر اوسکی طرف سے رہینگے سوار اسکے کچھ اور سہایا نہ مطالبہ کیا جائے اور بادشاہی سلطنت کے قیام اور استحکام مین ہر طرح کی کوشش کی جائے - ایک بڑی بیڈھب شرط یہ تھی جو باجے راؤنے راجہ کی طرف سے کی تھی کہ جو زمیندار اور سردار کسی طرح خلل انداز ملک کے امن مین ہوگا اوسکا انتظام کرنا ہمارا کام ہوگا - یہ شرط گائکوار کی مرضی کے خلاف تھی کیونکہ وہ بھیلون اور کولیون کا سردار تھا اور ان دونو قومونکی گذر اوقات لوٹ مار پر تھی - اس شرط سے اونکے رزق کا دروازہ بند ہوتا تھا پیلاجی گائکوار اس وقت ترمبک اوڈھاری کا نائب تھا - وہ اس شرط سے یون جل گیا کہ گویا اسنے باجے راؤ کو اختیار دیا کہ اگر ترمبک اوڈھاری اور اوس کے دوستون مین سے کوئی ملک مین دست اندازی کرے تو اوس مین بھی وہ دخیل ہو - اس سبب سے اوسنے نظام الملک سے اتفاق پیدا کیا - اور یونہ کا مقصد اس سے یہ تھا کہ راجہ کو پیشوا کے ہاتھ سے چھڑائے مگر پیشوا کی پیش قدمی اور دانشمندی فرزانگی کے آگے ترمبک اوڈھاری کر کے رہ گئے +

سر بلند خان اور مرہٹون کی شرائط صلح اور اسکا نتیجہ +

اصف جاہ اور باجے راؤ کی مصالحت +

جب آصف جاہ کی کوئی چال ٹھیک نہ بیٹھی اور پیشوا اوسپر غالب ہوا۔ اور اوسکو یہانتک اقتدار حاصل ہوگیا۔ کہ چاہتا تو آصف جاہ کو اوسکی تدابیر سے پورا کا مزہ چکھا دیتا۔ مگر یہ دونون آدمی عقلمند تھے اور خوف دونوں طرف تھا۔ باجی راؤ یون ڈرتا تھا کہ مہمات دور دراز پر جانا ہے اور ہمسایہ مین آصف جاہ جیسے دشمن کو چھوڑنا عقل و دانشمندی کا کام نہین۔ اسمین بڑا خوف ہے کہ کہین غزنی اور آبرد جو گھر کی سلطنت مین حاصل ہوئی ہے برباد نہ جائے۔ آصف جاہ کو یہ خوف تھا کہ مین نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ہے کہین میری جگہ باجی راؤ کو بادشاہ نہ مقرر کردے۔ غرض یہ دونو عاقل عاصی اسوقت اپنی مصلحت اسی مین سمجھے کہ جھگڑے چکے دونون نے اسمین صلح کرلی۔ اور اونمین قول و قسم ہوگیا۔ دونون ایکدوسرے کے مدد و معاون رہین +

اسوقت مین مرہٹون کی اور بڑے بڑے خاندانون کی نیو پڑی جب باجے راؤ نے مالوہ پر دھاوہ کیا تو اوسنے اپنی سپاہ کے حصون کے تین بڑے افسر مقرر کیے۔ اودا جی پوار۔ ملھار راؤ ہلکر۔ رانا جی سیندھیا۔ اودا جی تو پہلے سے بھی ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ اوسنے ملک مالوہ پر جو گجرات اور مالوہ کی سرحدون پر واقع ہے قبضہ کیا تھا۔ مگر اوسکو اور نہ اوسکی اولاد کو وہ عروج اور رتبہ حاصل ہوا جو سیندھیا اور ہلکر کے گھرانے کو حاصل ہوا۔ ملھار راؤ ہلکر ایک چرواہے کا لڑکا تھا۔ دریاے نیرا پر پونہ کے جنوب مین وہ بھیڑ بکریان چراتا تھا۔ رانا جی سیندھیا کا خاندان ستاری کے قریب معزز شمار ہوتا تھا مگر تنگدستی کے سبب سے وہ باجے راؤ کے ادنی خدمتگارون مین نوکر ہوا۔ یہ تینون سردار بعض اور خود مختار سردار نہ تھے۔ بلکہ باجے راؤ کے محکوم تابعدار تھے اوس کی طرف سے مہمات عظیم کا سرانجام دیتے تھے۔

سربلند خان کی معزولی کا حال پڑھ چکے ہو کہ اوسکی جگہ راجہ ابھی سنگھ جودھپور والہ مقرر ہوا تھا اگرچہ ایک خود مختار راجہ کو کسی صوبہ مین حاکم مقرر کرنا سب قتون مین قابل اعتراض اور مصلحت کے خلاف ہے اور خصوصًا ابھے سنگھ جیسے راجہ آوارہ مزاج کو تو اس کام پر مقرر کرنا سراسر حماقت تھا۔ اوسنے اپنے باپ اجیت سنگھ کو قتل کیا تھا۔ اس قتل کا سبب مآثر الامرا نے جدا جدا بیان کیا ہے۔ راجہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی۔ اسلئے قمر الدین خان نے اوس سے وعدہ کیا

باجے راؤ کی گجرات پر چڑھائی +

راجہ ابھی سنگھ کا حال اور اوسکی صوبہ داری گجرات +

کہ باپ کو مار ڈالے تو اوسکو جودہ پور کی ریاست ملجائیگی - اسلئے اوسنے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے کوئی لکھتا ہے کہ کسی رجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگھ کی نسبت ہوئی تھی - مگر راجہ اجیت سنگھ نے خود اوسسے شادی کرنی چاہی - اسلئے بیٹے نے غیرت مین آنکر باپ کو مار ڈالا - اور یہ عورت راجہ کے ساتھہ ستی ہوگئی غرض جس بیوفا راجہ نے باپ کو دغا سے قتل کیا ہو اوسسے وفاداری اور جان نثاری کی امید کرنی آگ سے پانی کی امید رکھنی ہے مگر بات اسمین یہ تھی کہ ابھے سنگھ کو ایسے قوی ذریعے حاصل تھے کہ مغلون کی حکومت کو حاصل نہ تھے اور وہ اپنے ذریعون کی بدولت اس بات کے قابل سمجھا گیا کہ سربلند خان کے قبضہ سے گجرات نکال لے گا اور مرہٹون کی لوٹ مار سے بچا دیگا - پہلا مطلب تو حاصل ہوا کہ سربلند خان کو ایک سال مین فوج کشی کرکے ۱۷۳۰ء مین گجرات سے باہر کردیا - مگر دوسرا مقصد حاصل نہ ہوا - پیلاجی گائکواڑ اگرچہ ۱۷۳۰ء مین بڑودہ سے خارج ہوگیا تہا - مگر اب تک اوسمین اس قدر دم باقی تھا کہ جب راجہ ابھے سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام اسمین سمجھا کہ کسی طرح اوسکو ٹھکانے لگا دے - چنانچہ ۱۷۳۱ء مین اوسکو دغا سے مار ڈالا اسپر اوسکے بھائی بندونکے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے - اور اوسکو برباد کردیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور کولیون کو برانگیختہ کیا کہ وہ کبھی مسلمانون کی مطیع نہ ہوئین - غرض ان جنگلی قومون اور گائکواڑ کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو آپسمین تقسیم کرلیا - بلکہ اونہون نے جودہ پور پر جاکے ہاتھہ پھیلایا جس کے سبب سے راجہ ابھے سنگھ گجرات کو چھوڑکر اپنی ریاست کی واسطے یہان نائب چھوڑ کر پہنچا گیا اور اس نائب سے کچھہ نہ ہوسکا +

پہلے لکھہ آئے ہین کہ مالوہ مین راجہ گردھر صوبہ دار تہا - یہ راجہ جو امرڈی سے خالی نہ تہا اوسنے باجی راؤ سے لڑنا شروع کیا اور بادشاہ سے بار بار بسبب قلت سپاہ کے امداد مانگی مگر وہان سے کچھہ جواب نہ آیا - آخر کار اس لڑائی مین وہ مارا گیا - اور اوسکی جگہ اوس کا بیٹا دیارام مقرر ہوا وہ بھی لڑتا رہا اور بادشاہ کو لکھتا رہا کہ جب تک مین زندہ ہون ہندوستان سے مرہٹون کو روک رہا ہون میرے مرنے کے بعد وہ سارے ملک مین پھیل جائینگے

+ مالوہ کی صوبہ داری پر باجی راؤ کا تقرر ہونا

مالوہ کی صوبہ داری پر باجے راؤ کا مقرر ہونا +

غرض وہ بھی مرگیا ۱۱۴۳ھ مین محمد خان بنگش اوسکی جگہ مقرر ہوا۔ مگر اوسکو بندیلون سے ایسا معرکہ آن پڑا کہ وہ اوسمین مصروف ہوا۔ راجہ جے سنگھ والی جے پور کو یہ صوبہ عنایت ہوا یہ راجہ خود بڑی مہارت علم نجوم مین رکھتا تھا اور علم و ہنر کا بڑا قدر شناس تھا دلی مین آجتک جیسنگھ پورا اور جنتر منتر اوسکی نام کو یاد دلا رہے ہین۔ اسوقت وہ بڑا معزز راجہ تھا مگر مستقل مزاج اور عالی ہمت نہ تھا مرہٹون سے اوسکو صوبہ دار ہونے کے تعلق تھا مگر یہ تعلق اتنا تھا کہ دغا بازی سے وہ مالوہ مرہٹون کو دیدیتا جب اوسنے دیکھا کہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے مین کچھہ فائدہ نہین ہے تو بادشاہ کے اشارہ سے اوسنے یہ صوبہ باجے راؤ کو ۱۱۴۸ھ ۱۷۳۴ء مین دیدیا۔ اب اس مالوہ کی مہم مین مرہٹون کو بندیل کھنڈ مین بھی جانیکا اتفاق ہوا جسکا ذکر نیچے دس پانچ سطرون کے بعد لکھا جاتا ہے۔

گجرات اور مالوہ کے صوبون کے نکل جانیسے سلطنت کو بہت ضعف ہوگیا۔ ایسے وقت مین افسوس ہے کہ مسلمانون کے ننگ و نام کے رکھنے والے جوانمرد اور جنگ آزمودہ نہ تھے۔ نامردون سے کیا کام ہوتا ہے جہان شیر کا کام ہو وہان لومڑی سے کیا کام نکلتا ہے۔ جہان لوہے کی تلوار کا کام ہو وہان لکڑی کی تلوار سے کیا سر انجام ہوتا ہے۔ پانی سے آگ کا کام نکلتا ہے خاک سے ہوا کا کیا خاک کام ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے جہان جبن اور نامردی گھر بناتی ہے وہان مکاری دغابازی بیوفائی بے ایمانی ضرور اوسکے ہمسایہ مین آباد ہوتی ہین صمصام الدولہ نے تمام باغیون کی تنبیہ اور سلطنت کی انتظام کو مکاری اور عیاری پر موقوف رکھا تھا اور یہہ چاہتا تھا کہ حیلون اور شعبدون سے سارے فتنہ اور آشوب کو دور کردون۔ اور آصف جاہ اور باجے راؤ جیسے دشمنون کو لطائف الحیل مین ٹال دون بھلا پانی مین کیونکر آگ لگ سکتی ہے یہ ارادہ اوسکا کیونکر پورا ہوتا۔ ایسی تدبیرون سے تو اور سلطنت کی قوت گھٹتی اور باغیون کی تقویت بڑھتی روز بروز نفاق کا دروازہ کشادہ ہوتا تھا۔ اور حوادث اور فتنون کا مادہ زیادہ ایسے وقت مین تو ایسا کوئی بادشاہ ذی شوکت صاحب سطوت عالمگیر جیسا ہوتا کہ متمرد سرکشون اور باغی گردن کشون کے نخل نخوت اور بغاوت کو اپنے صمصامون سے جڑ پیڑ سے اوکھیڑ کر پھینکتا +

جب مالوہ اور گجرات پر مرہٹوں کا تسلط ہوگیا اور بادشاہ سے انکا تدارک کچھ نہ ہوا تو اونکا اور آگے حوصلہ بڑھا اور صوبہ الہ آباد اور اکبر آباد پر اونکا دانت ہوا جسوقت باجے راؤ مالوہ مین آیا ہے اوسوقت محمد خان بنگش جو مالوہ کا صوبہ دار تھا۔ بندیل کھنڈ کے راجہ چھتر سال سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔ اس راجہ کی ریاست مالوہ اور الہ آباد کے درمیان واقع تھی۔ محمد خان بنگش اپنی قوم کے بہت سے سپاہیون کو ساتھ لیکر بندیل کھنڈ پر چڑھ گیا۔ اور اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔ وہان کے دار الملک مین اس جدید ملک کے انتظام کے لئے اقامت اختیار کی۔ راجہ ایسا اوسکے ہاتھ سے تنگ آیا کہ اوسنے ناگ پور کا ان کے مرہٹون سے استعانت کی درخواست کی باجے راؤ ان سرداروں سے جو اجین مین تھے وعدہ کیا کہ ہم اس اعانت کے عوض مین ملک اور روپیہ دینگے۔ باجے راؤ نے اوسکی درخواست منظور کی اور سپاہ روانہ کی جو بجلی کی طرح محمد خان بنگش پر جا پڑی وہ گھبرا کر قلعہ چیت گڈھ مین محصور ہوا۔ اس قلعہ کو مرہٹون نے ایسا محاصرہ کیا کہ گھاس کا پتا نہین پہنچنے دیا۔ اور یہانتک قلعہ والون کو کھانے پینے کی تنگی ہوئی کہ گائے

گھوڑے
گدہے کتے تک
نہ چھوڑے
جو کھانے کی

چیزین نہ تھین وہ کھائین۔ باہر نکلنا میسر نہ ہوا غضنفر جنگ کے زن و فرزند فرخ آباد مین تھے وہ امراء حضور سے استغاثہ و استمداد کرتے تو کوئی نہین سنتا۔ دہلی کی سلطنت مین ایسی قدرت ہی نہ تھی کہ وہ اعانت کرتی آخر ناچار ہوکر احمد خان کے بیٹے قائم خان نے اقوام سے رجوع کی اور اوسکی بیوی نے روہیل کے بھائون کے پاس اپنی چادر بھیجی کہ وہ بنگش کو گرفتاری سے خلاص کرین (بھائون مین اس طرح چادر بھیجنا نہایت ضرورت کی حالت مین عزت بچانے کے لئے درخواست کرنا ہے)+

محمد خان بنگش اور بندیلون کی لڑائی اور مرہٹون کا دخل+

افغان ہم قومی کی حمیت کے سبب سے جمع ہوئے غضنفر جنگ کی بیوی اور بیٹے سے تہور سے روپیہ کا سرانجام ہوسکا افغانون نے اسی پر قناعت کی اور وہ قائم جنگ کو اپنا افسر بنا کے وقت غضنفر خان پاس پہنچے اور قلعہ سے اوسکو نکالا اور الہ آباد مین پہنچایا۔ بیٹے نے یہ بڑا کام کیا کہ باپ کو بچایا مگر اس بچنے سے اسکا صوبہ نہ بچا۔ راجہ بندیل کھنڈ نے باجے راؤ کو اسکی حسن خدمات کے عوض مین جمنا کے کنارہ پر جھانسی کا علاقہ دیا۔ بعد ازان جب مرنے لگا تو باجے راؤ کے لئے ایسے حقوق بندیل کھنڈ مین چھوڑ گیا کہ جنکے سبب سے کل ملک مرہٹون کے ہاتھ لگ گیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ راجہ نے باجے راؤ کو متبنی کر لیا تھا +

غضنفر پر مرہٹون کا غلبہ +

امرائے حضور نے غضنفر جنگ پر مرہٹون اور بندیلون سے مغلوب ہونے کا قصور ثابت کیا تو وہ مورد عتاب مین آیا اور الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اور مبارز الملک سربلند خان کی عفو تقصیرات ہوئین اور وہ الہ آباد کا صوبہ مقرر ہوا۔ اوسنے اپنے بڑے بیٹے خانزاد خان بہادر غالب جنگ کو صوبہ مذکور مین نائب مقرر کیا۔ وہ خود اکثر بادشاہ پاس رہتا مگر دربار مین شکستہ خاطر ہونے کے سبب سے کمتر جاتا اکثر گھر مین پڑا رہتا +

سفرات حالات +

ان ہی دنون مین حیدر قلی خان مع اپنی بیوی کے حسن خانہ مین سوتا تھا۔ رات کو حسن خانہ مین آگ لگی بیوی نیم سوختہ زندہ نکلی میان ایسا سوختہ ہوا کہ کسی علاج سے اچھا نہوا دینا چل بسا اور ۱۸ جمادی الاولی ۱۱۳۸ھ کو محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد نے انتقال کیا۔

اسی سال مین میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر صمصام الدولہ کو مفوض ہوئی۔ اس سال مین چہارم شوال کو برہان الملک کے باروت خانہ مین آگ لگی۔ فیروز شاہ کا منارہ آدھا اڑ گیا اور اوسکے نیچے کی آدھی عمارت اڑ کر دور جا پڑی۔ اس زمانہ مین نجم الدین علی خان رحمت الہی سے واصل ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری علاوہ میر آتشی کے مظفر خان کو ملی۔

دہم جمادی الاخری کو بادشاہ کچھ بیمار ہوگیا۔ ۷ شعبان کو راجہ ابھے سنگھ پسر مہاراجہ اجیت سنگھ بادشاہ پاس آیا تھا اوسنے سنا کہ مرہٹون نے اوسکے وطن مین فساد مچایا۔ اسلئے وہ رخصت لیکر اپنے دار الملک جودہ پور میر بخشی کو روانہ ہوا۔ اس سال مین ایک ہندو جوہری نے پنجابی

کفش دوزون مین سے ایک کفش دوز کو ہولی کے ہنگامہ مین مار ڈالا تھا اونھون نے بادشاہ سے
فریاد کی جب کسی نے نہ سُنی تو اونھون نے جامع مسجد مین دو جمعون کی نماز نہ پڑھنے دی - قاضی
کو بے عزت کیا - روشن الدولہ انتظام کو گئے تو اونپر بھی دور سے جوتیان پھینکی گئیں - غرض مشکل
سے یہ دنگہ مٹا - آخر شوال اور ماہ ذیقعدہ مین شاہجہان آباد مین عفونت کے سبب سب چھوٹے
بڑے تپ مین مبتلا ہوئے - پٹنہ والہ آباد و اکبر آباد سے بیماری شروع ہو کر شاہجہان آباد
مین آئی - یہان سے پانی پت و لاہور مین اونسے سرایت کی مگر انجام بخیر ہوا تھوڑے آدمی مرے
ماہ رجب ۱۱۴۳ھ مین بعض راتون کو ایسی سردی پڑی کہ مٹکے اور ٹھلیون مین پانی جم گیا اور
برف پڑی - اس شہر مین کبھی ایسی جاڑے کی شدت نہیں ہوئی +

پانچوین رجب ۱۱۴۵ھ کو بادشاہ شاہجہان آباد سے اجمیر بڑودھ کی طرف سیر و شکار
کو گیا - سرزمین اکبر آباد مین مرہٹون کی شوخیون کی خبر سنکر اونکی گوشمالی کے ارادہ سے ایک دو
منزل بادشاہ چلا اور ہنڈون ندی کے کنارہ پر سات آٹھ روز قیام کیا جب مرہٹون کے
باہر چلے جانے کی خبر سنی تو ماہ شوال مین شاہجہان آباد مین چلا آیا +

دہم رمضان ۱۱۴۶ھ کو بادشاہ نے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ کو مرہٹون
کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا جب مرہٹون نے گجرات اور مالوہ کے صوبون کو تسخیر کر لیا اور کوئی
اوسکا مدارک ظہور مین نہیں آیا - تو اونھون نے تگ و تاز کو اور دست طلب دراز کیا آہستہ آہستہ
آگے قدم بڑھایا - اور کچھ مدت گذرنے کے بعد ملک بادشاہی کے ایک دو محال پر تصرف کیا
یہانتک کہ ایک مانہ گذرنے کے بعد وہ گوالیار تک جو اکبر آباد سے قریب ہے متصرف ہوئے
آصف جاہ نے مرہٹون کے اعوانین کو مشش کی فساد کو بڑھایا - اور مرہٹون کو اور
بلاد کی تسخیر پر دلالت کر کے دلیر کیا - ارکان سلطنت کے ضعف کو مرہٹے دیکھکر خود بخود
آگے بڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے اب آصف جاہ کی تحریک کے بہانہ کو خاطر خواہ جان کر
قدم آگے بڑھایا - امیر الامرا اللہ خالصہ کے محالات برادنھون نے تاخت و تاراج کی -
جب مرہٹون کی تاخت و تاراج نے حدود گوالیار سے آگے بڑھ کر محالات متعلقہ اکبر آباد و اجمیر پر

بادشاہ کا مرہٹون کو گوشمالی کو جانا +

مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ کے لئے جانا +

بھی سرایت کی تو امیر الامرا نے ناچار ہوکر اپنے بھائی مظفر خان کو جو گھر میں بیٹھا اپنی شجاعت کی شیخیاں بگھارتا تھا مرہٹون کی جنگ و تنبیہ کے لئے بادشاہ سے حضت دلائی اور بائیس ہزار سوار مع سپاہ کے اوسکے رفیق اور معین کئے۔ افواج شاہی اوسکی ہمراہی مین گئی غرض وہ بڑے ٹھاٹھ سے مرہٹون سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ مرہٹون کی لڑائی کا ضابطہ جنگ بطور چپاولی و قزاولی ہے اثنار راہ میں کہیں مظفر خان سے مرہٹے دوچار نہ ہوئے۔ وہ سروج مین جاکر مقیم ہوا۔ اس میدان مین مرہٹون نے چند ماہ اوسکو محصور رکھا اور اجناس و غلہ کو اس پاس جانے نہ دیا۔ مظفر خان بہادر نے خودداری کر بادشاہ اور اپنے بھائی کے حکم کا انتظار کیا جب حکم معاودت صادر ہوا تو اوسنے خدا کا شکر کیا۔ اور بادشاہ اور بھائی کی خدمت مین آیا دوازدہم محرم ۱۱۴۷ھ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا۔ اس سفر پر بھی اوس کے خوشامدیون نے کہا کہ ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند + چہارم جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان مرہٹون کی تنبیہ کے لئے بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ یہ دونو بہادر بھی مظفر خان کی طرح مرہٹون کو تلاش کرکے اولٹے چلے آئے۔

شوال ۱۱۴۷ھ میں مرہٹون نے قصبہ سانبھر پر کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے تاخت کی وہان کے فوجدار فخرو نے تین چار ہاتھی اور تین لاکھ روپیہ کا مال اسباب خانہ مرہٹون کو دیا کہ وہ اسے دست بردار ہون مرہٹون نے اوسپر قناعت نہ کی فخرو کو ایسا لوٹا کہ صرف اوسکے بدن پر کپڑے چھوڑے قصبہ مذکور کے قاضی نے جاہلیت کی حمیت کو کارفرمایا کہ پہلے اپنے عیال کو مارا اور پھر جہان تک ہوسکا مرہٹون سے لڑا اور مجروح ہوکر اپنے گھر مین پڑا۔

اس زمانہ مین راجہ بھگونت کچھاوہ زمیندار غازی پور ضلع کوڑہ مین سرکشون کا بڑا سرغنہ تھا وہ جان نثار خان کو ہمیشہ آزار پہنچاتا تھا جان نثار خان و قمر الدین خان کا بہنوئی ضلع کوڑہ کا ناظم تھا جب کوڑہ مین نواب سربلند خان صوبہ الہ آباد مین آیا تو جان نثار خان نے بھگونت کے

نواب ان الملک کی حکومت الہ آباد

استیصال کے لئے اس سے مدد مانگی - سربلند خان نے کہا کہ بھگونت کے مطیع کرنے مین بہت مدت لگیگی - میرے پاس سپاہ کے خرچ کے لئے روپیہ نہیں ہے - اگر تم روپیہ دو تو مین بھگونت کو سزا دون جان نثار خان نے روپیہ دینے سے انکار کیا تو سربلند خان نے الہ آباد کو مراجعت کی بھگونت سنگھ جان نثار خان کی جان لینے کے لئے اپنا قابو ڈھونڈ رہا تھا کچھہ تھوڑی مدت کے بعد اوسنے دفعۃً جاکر اوسکو مار ڈالا - اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا - اوسکے گھر کی عورتون پر متصرف ہوا - (منتخب اللباب مین لکھا ہے کہ روبرو اسکے بعد بھگونت نے اوسکی بیٹی پر تصرف کرنا چاہا مگر اوسنے اپنی عصمت بچانے کے لئے زہر کھاکر جان دیدی) یہ خبر سنکر قمرالدین خان وزیر کو بڑا غصہ آیا - وہ امرائے دہلی کو ساتھہ لیکر بھگونت سے لڑنے کے لئے نکلا بھگونت قلعہ غازی پور مین متحصن ہوا - وزیر نے سب طرح کی کوششین کین مگر اونکا کچھہ اثر مرتب نہ ہوا - تو آخر کو محمد خان بنگش نواب فرخ آباد کو قلعہ غازی پور کا محاصل سپرد کرکے دہلی چلا گیا - نواب مذکور نے بھگونت سے کچھہ روپیہ لیکر معاملہ کرلیا اور فرخ آباد کو معاودت کی اسسے بھگونت کو پہلے سے بہت زیادہ دلیری ہوئی اوسنے کوڑہ پر قبضہ کرلیا +

جب بادشاہ نے صنع مذکور برہان الملک کو سپرد کیا تو وہ ۱۱۴۸ھ مین بہت ناک سپاہ لیکر گیا - قلعہ غازی پور سے بھگونت تین ہزار سوار لیکر دفعۃً لشکر کے روبرو آیا - نواب کے توپخانہ سے اوسکے بہت آدمی مارے گئے - گو بھگونت ان توپون کی مار سے بچکر سر اول پر حملہ آور ہوا جسکا سردار ابوتراب خان تھا - بھگونت نے اوسکو مار کر نواب کے قتل پر حملہ کیا - میر خدا یار خان چھ سو سواروں کے ساتھہ اُسسے لڑا - سخت لڑائی کے بعد اوسکو شکست ہوئی تو نواب خود اوسکی کمک کو گیا اور بڑی گھمسان لڑائی ہوئی - بھگونت کو گھیر کر درجن سنگھ چودھری نے مار ڈالا - نواب برہان الملک نے بھگونت کا سر کاٹکر بادشاہ پاس بھیجا - اور کھال مین بھس بھرکر قمرالدین خان پاس بھیجی بعض کہتے ہین کہ درجن سنگھ بھگونت کا رشتہ دار اور نواب کا نوکر تھا بعض اس کو برہمن بتاتے ہین راجہ بھگونت کو فارسی کتابون مین اجاڑو ازارو اور اوراد بھی لکھا ہے برہان الملک چند روز اس جگہ مین رہ کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا - ۷ رجب ۱۱۴۸ھ کو

بادشاہ کی ملازمت کی - ۹ شوال کو ابوالمنصور خان صفدر جنگ داماد و خواہرزادہ برہان الملک اور شیخ عبداللہ خان وغیرہ اس سبب سے رخصت کی درخواست کی کہ پیشوا بھگونت مرہٹون کو اپنی کمک کے لئے بلایا تھا +

اسی عرصہ میں ۱۰ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ کو یادگار خان کشمیری کو کہ چرب زبان و ہوشیار اور امیرالامرا صمصام الدولہ کے رفقا میں سے تھا راجہ جے سنگھ سوائی اور آپاجی راؤ سپہ سالار مرہٹہ پاس بھیجا جو راجہ ساہو کی طرف سے ممالک ہندوستان کی تسخیر کے لئے مامور ہوا تھا - کہ وہ راجہ سنگھ سوائی کی معرفت مرہٹون سے جواب سوال کرے - گجرات اور مالوہ کی صوبہ داری بھی اونکو دی گئی تھی مگر مرہٹون نے کسی بات کو نہ سنا اور گجرات اور مالوہ کے صوبون کے لینے پر اونکی حرص کی آگ نہ بجھی بلکہ اونھون نے اپنا مقدر بہ بیشتر سے بیشتر دیکھا اونھون نے اور زیادہ پاؤن پھیلائے - پیشوا کو اس وقت بڑی فرصت حاصل تھی کیونکہ کولاپور کے راجہ سے پہلے ہی صلح ہو چکی تھی - نظام الملک سے کچھ خوف باقی نہ رہا تھا اوسنے تو خود مرہٹون کو شمال کا رستہ بتلا دیا تھا - وہ بیٹھا ہوا اپنی جداہی سلطنت قایم کر رہا تھا گو اور اطراف سے بالکل غافل نہ تھا مغربی ساحل پر جو دشمن پیشوا کے راجہ کے تھے ان دور دراز کی مہمات کے زمانہ مین مغلوب کر لیا تھا گجرات مالوہ - بندیل کھنڈ مین بادشاہی اہلکار کا نام نہ تھا - اسکے محصول سے اسکی سپاہ کثیر کا کام چل رہا تھا - اجمیر و بندیل کھنڈ کے راجپوت اسکے دوست تھے - ہان برار مین خاندان بھوسلا نے سلطنت کی ایک نئی شاخ قائم کی تھی جس سے ناگپور کی ریاست کی بنیاد پڑی - اگرچہ یہ ریاست پیشوا کی مخالف ہوئی - مگر اوسنے مغلون کے ساتھ لڑنے مین کچھ خلل نہین ڈالا پیشوا کے زیر حکومت بڑے بڑے جوامرد افسر ہولکار اور سیندھیا تھے جب سب باتین جمع ہو گئین تو باجی راؤ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی قوت کو بادشاہ دہلی پر آزمایئے بادشاہ نے ۷ ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ کو امیرالامرا صمصام الدولہ کو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے رخصت کیا - اوسنے اکبرآباد مین بتیس چالیس ہزار سوار مع توپ و توپخانہ اور اور آلات کارزار کے آراستہ کئے - ہندوستان کے بعض عمدہ راجہ اسکے ہمراہ تھے سرداران مغل و

امیرالامرا صمصام الدولہ وزیر اللہ ممالک آصف الدولہ کا باجی راؤ مرہٹہ کے لئے روانہ ہونا اور اوسکا انجام +

ہندوستانی اوس کے ملازم ہمرکاب تھے علاوہ انکے مغلیہ اور تورانیہ قدیمی ملازم بادشاہ کے اوس کے
ہمراہ تھے اس لشکر کے ساتھ امیر کی راہ پر دشمن کا منتظر تھا محمد خان بنگش اپنے مسکن فرخ آباد
سے بادشاہ کے حکم سے مرہٹون کی روبراہ تھا ان تمام مشہور امرائے مقتدر مین سے کسی کی جرأت
یہ نہ تھی کہ مرہٹون پر خود تاخت کرتا اور اونکے کان اینٹھتا۔ خود صمصام الدولہ بیٹھا ہوا
تدبیرات سوچتا اور اونکا خلاصہ جے سنگھ لکھتا۔ اونکے جواب مین جے سنگھ کے دل مین جو کچھ آتا وہ
امیر الامرا کو لکھ بھیجتا۔ راجہ ابھے سنگھ راٹھور اپنے وطن مین افیون کی پینک مین رہتا۔ دن کو
خواب مین رات کو بیچین رہتا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا اوسکو طلب کرتا تو خودداری
اور اپنے ملک کی حفاظت کا عذر لاطائل لکھ بھیجتا علی ہذا القیاس اعتماد الدولہ کبھی اپنے سے
غافل کبھی ہراس مین اپنے لشکر گاہ مین اپنے رفقا اور اپنے ہم قوم امرا سے مشورہ کرتا مگر
عقدہ نہ حل ہوتا ہمیشہ آصف جاہ کی اعانت کی امید رکھتا صمصام الدولہ و بادشاہ سے
دونو سے آصف جاہ نہایت آزردہ خاطر ہو کر دکن کو چلا گیا تھا۔ وہ ان طرفون کی مفاسد
کی اصلاح پر التفات نکرتا بلکہ یہ چاہتا تھا کہ جس صورت سے ہو سکے ارکان سلطنت و اعیان
مملکت کی کسر شان ہو۔ آصف جاہ کی طرف سے بادشاہ سوء ظن رکھتا تھا۔ امیر الامرا کی ممانعت
کے سبب آصف جاہ سے رجوع نہین کرتا بلکہ قطعی امرائے تورانیہ سے بدگمان ہو کر کسی سے
اپنی اعانت نہین چاہتا تھا۔ روز و شب تذبذب مین گذرتے تھے اور کوئی کام کسی بنائے
درست پر نہین قائم ہوتا تھا حضور بادشاہ کے امرائے بے مقدور اور منصب ارمعذور کسی
کام کو نہیں کرتے تھے اونمین سے اکثر کو لیاقت بھی نہ تھی بعض مثل عمدۃ الملک وغیرہ کے
امیر الامرا کی ناخوشی کے سبب اسکی مرضی کے خلاف کسی التماس کی مجال نہ رکھتے تھے
اگر عمدۃ الملک یا مبارز الملک سربلند خان کہ جرأت اور کام کی لیاقت رکھتے تھے کچھ کہتے تو
بادشاہ صمصام الدولہ کی مرضی کے خلاف کسی کی بات نہ سنتا جو کچھ بادشاہ کے دل مین آتا
وہ صمصام الملک کو لکھ بھیجتا اور وہ عذر مین عرائض دراز کا رجواب مین لکھ بھیجتا۔ امرا
مین سے ہر ایک مرہٹون سے مصالحت چاہتا تھا اور مرہٹون کے استیصال کو امیر الامرا اپنی

برہان الملک کا مرہٹون سے تنگ آکر اورنگ زیب کو شکست دینا +

تاب توان سے باہر جانتا تہا صلح وجنگ کی شقوق پر تامل عمیق ہوتا اور معاملہ کا انفصال ناتمام اور ملتوی رہتا سب بالون سے اصلح شاہجہان آباد کی مراجعت ٹھیری +

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ فقط اودہ کا صوبہ دار اور خواص بادشاہی کا داروغہ تھا۔ تین امیرون میں جنکا ذکر اوپر ہوا اونسے مدارج میں کمتر تھا۔ لیکن نہایت شجاع وغیور مردانہ صاحب شعور اور جوپائے نام ونگ والوالعزم با فرہنگ تھا وہ امرا کی سستی دیکھکر اور مرہٹون کی شوخی سے دل تنگ ہوا باوجودیکہ صوبہ کی حدود شمالی گنگا کی طرف تھے اور اوسکو دکھنیون سے سروکار نہ تھا اونسے محض غیرت کے سبب مرہٹون سے رزم کا عزم کیا اور پیکار کے لئے مستعد ہوا۔ وہ اپنی فوج کو پیکار کے لئے ہمیشہ آراستہ رکہتا تھا اب ازسرنو آراستہ کیا اور اسباب حرب وآذوقہ کو بقدر مناسب تھا مہیا کیا۔ اور اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کو ساتھ لے اپنے دارالملک سے کوچ کیا اور گنگا سے پار گیا اور جمنا سے پار اترنے کا ارادہ تھا کہ راجہ بھدورا کی کمک کرے۔ راجہ کہ برہان الملک سے توسل رکھتا تھا۔ اوس کے قلعہ کا محاصرہ مرہٹون نے کر رکھا تھا اونسے برہان الملک کو عرائض لکھی تھین کہ وہ میری امداد کرے برہان الملک نے جواب میں لکھا کہ کبھی عاجز ہوکر مرہٹون کو کوڑی نہ دینا مین ابھی آیا۔ مرہٹون از بندیلکہنڈ نے آپسمین اتفاق کرکے جمنا کے گھاٹون پر اپنا ازدحام کر رکھا تھا۔ اُنپر سے عبور کرنا آسانی اور جلدی سے نہین ہوسکتا تہا۔ راجہ کو مرہٹون کے ہانکنے سے ایک صدمہ عظیم پہنچا۔ راؤ ملہار نے کہ باجیراؤ کا عمدہ سردار تھا جمنا سے پایاب جگہ سے عبور کیا۔ اور برہان الملک کے عقب مین آیا چکلہ اٹاوہ سے آگرہ کے موتی باغ تک جس جگہ آبادی دیکھی اوسکو جلایا غارت کرکے خاک کی برابر کیا سعد آباد وجالیسر پر دست درازی کی اور اونکو خراب کیا ۱۲ ذیقعدہ کو ۱۱۴۹ھ کو برہان الملک ملہار پر ناگہان کی طرح ملہار راؤ ہلکر پر گرا۔ اکثر مرہٹون کو قتل اور تین عمدہ نامدار سردارون کو اسیر کیا اعتماد پور تک کہ چار کروہ مسافت پر تھا تعاقب کیا اور راہ مین کشتون کے پشتے لگا دئے۔ راؤ ملہار اپنے کے ایک زخم کھاکر لگا اور فراریون کے ساتھ گیا اور بھاگ گیا۔ راہ مین جمنا مین کچھہ مرہٹے ڈوبے۔ باجیراؤ کے پاس ملہار راؤ گیا۔ یہ سپہ سالار دکھن قصبہ کوئلہ آبادی سادات مین کہ گوالیار کے قریب تھا

ٹھیرا ہوا تھا - برہان الملک وسکے تعاقب مین دھول ماری کی طرف آیا کہ اکبرآباد سے اٹھارہ کوس
پر دریائے جنبل کے اس طرف واقع ہے - اوسنے سنا تھا کہ باجے راؤ وہان ہے - اسکا ارادہ تھا
کہ باجے راؤ سے جہان ملاقات ہو وہان مقابلہ وسقاتلہ مین مشغول ہون کہ مہدو ستائیون کی
آبرو گئی ہوئی پھر حاصل ہو اور بگڑی ہوئی بات بنے - مگر وہان مرہٹون کے لشکر کا پتا نہ تھا
ناچار برہان الملک اپنے خیمون مین آیا اور دو روز آرام کیا اور حکم دیا کہ لشکر کا ہر سوار چار روز
کا سامان کھانے پینے کا اپنے ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہوکر ہمراہ ہو اور خود بھی پانی سے بھری
مشکین اور پکی روٹیان ساتھ لین اور حکم دیا کہ جو شخص ملازمون مین سے اپنے خیمہ گاہ مین رہیگا
اوسکے گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کی جاویگی اور ہاتھیون پر بھاری جزائل کو اونٹون پر
کر کہ ہلکی توپون اور ضربون کو ہمراہ لیا اور کھانے پینے کی چیزین اونٹون اور خچرون پر لادی
ہوئی ساتھ لین اور مصمم عزم کیا کہ اگر جنبل کے اس طرف غنیم ہوگا تو مع فوج دریا کے پار جاکر
اوسے دست برد مردانہ اور مبارزت دلیرانہ کرونگا جب یہ سامان بنا کر کے حرکت پر مستعد ہوا -
تو برہان الملک کی جرأت وجلاوت کی خبر صمصام الدولہ کو پہنچی تو وہ بڑا شرمندہ ہوا اوسنے
چاہا کہ مین بھی برہان الملک کی طرح نام پیدا کرون یا اوس کو بھی اپنی طرح بدنام و رسوا کرون
اسلئے اوسنے شتر سوارون کے ہاتھ متواتر مکتوبات بھیجے ان مین بقسم لکھا کہ مین آپ آتا ہون
ہم تم دونون ملکر دشمن کو ستیصال کرینگے زنہار کار مین جلدی نہ کرنا برہان الملک بہادر نے
امیر الامرا کے خطوط آنے سے عین سواری و تیاری لشکر کے وقت اپنا ارادہ ترک کیا تین چار
روز بعد امیر الامرا آیا بادشاہ کے حکم سے جو بسبب ہٹون کے قرب کے خوفناک تھا اور صاحب فوج
امیر مہم و مدافعہ مین مامور تھے قمرالدین خان بھی مع اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے تیس کوس پر
آبیر کی سڑک پر تھا محمد خان عضنفر جنگ بنگش بھی اپنی جمعیت کے ساتھ ایک طرف غنیم کا
منتظر تھا صمصام الدولہ اور برہان الملک مین ملاقات ہوئی طرفین مین ضیافتین ہوئین -
اسطرح غنیم کو چھ سات روز کی فرصت مل گئی - اور برہان الملک کے تعاقب کا اضطراب
باجے راؤ کے دل سے باہر ہوا - اوسنے شاہجہان آباد کو فوج سے خالی تصور کیا - برہان الملک کی

برہان الملک کی صمصام الدولہ کی باہمی رائے سے لڑنے کو تیار ہونے کی خبر سنکر باجی راؤ کا شاہجہان آباد پر جانا +

کی فتح کی یہ ہوائیاں اڑیں کہ سارے مرہٹے دکھن کو بھاگ گئے جب باجے راؤ کے کان میں یہ خبر پہنچی تو وہ مرہٹوں کی بدنامی کا دھبہ مٹانے کے لئے اور زیادہ لڑائی پر آمادہ ہوا اور اون سے کہا کہ اب میں بادشاہ کو جتلاتا ہوں کہ ہندوستان خاص میں ہوں اور اوسکی دارالسلطنت میں اپنے مرہٹوں کو دکھلاتا ہوں اور اپنی لڑائی کے شعلوں کو بھڑکاتا ہوں۔ وہ بڑی بڑی منزلیں طے کرتا ہوا ۸۔ ذی الحجہ ۱۱۳۱ھ میں تغلق آباد میں آیا۔ اُس دن کالکا کا میلا تھا اس میں ہندو مسلمانوں کا جم گھٹا تھا۔ اس میلے کو اونے بڑی دل جمعی سے لوٹا بہت مال جمع کیا۔ رات کو قطب صاحب کے مزار کے قریب آیا۔ پھر عرفہ کے دن مینا بازار اور آبادی کی دکانوں کو جلایا اور غارت کیا۔ دوبہر کے قریب حویلی پالم کو تاراج کیا۔ کالکا کے مجروح و مضروب شہر میں آئے مرہٹوں نے قتل و غارت کو زبان حال و مقال سے ظاہر کیا۔ اس خبر کے سُننے سے اور مجروحوں کے حال دیکھنے سے دہلی میں نہایت ہول پیدا ہوا۔ بادشاہ کے حکم سے دس پانچ امیر ٹوٹی پھوٹی سپاہ لیکر باہر نکلے اور تال کٹورہ پر کہ شاہجہاں آباد سے بہت قریب ہے لڑائی شروع ہوئی دو چار غیرت مند امیر مارے گئے۔ باقی بے حیا اپنا سا منہ لیکر شہر میں چلے آئے۔ شاہجہان آباد کے قریب جو بادشاہی لشکر تھے وہ اس خبر کو سنکر اور بادشاہی کی تنہائی کا اندیشہ کرکے ہر ایک ایلغار کرکے شاہجہان آباد کی طرف دوڑے۔ اور چند روز میں جمع ہو گئے۔ باجے راؤ نے جب برہان الملک کا آنا سنا تو اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھی چار و ناچار قصبہ ریواڑی و پاؤدھی کی طرف گیا اور دونو قصبوں کو خاطر خواہ لوٹا۔ اسی راہ سے گجرات اور مالوہ چلا گیا۔ اور کہیں نہیں ٹھیرا۔ برہان الملک کے سوا کسی اور کو مرہٹوں کے تعاقب کی ہوس نہ تھی۔ ہر ایک امیر کچھ بہانہ بنا کے اپنی جگہ سے نہیں ہلا + اب ارکان شاہی سے کچھ اور نہ ہو سکا سوا اس کے کہ نظام الملک کی منت سماجت کریں۔ بادشاہ نے جو لشکر کشی کی اسے مرہٹوں کی نظر میں بادشاہ کی عزت اور گھٹ گئی۔ تھوڑی مدت کے بعد باجے راؤ نے خود عہد نامہ کی بابت کتابت شروع کی۔ مالوہ اور گجرات دینے کی تجویز دربار شاہی میں ہوئی۔ ان ملکوں کے دیدینے کا پوشیدہ پوشیدہ عہد نامہ لکھا گیا۔ مگر اوسپر امرائے شاہی کا اتفاق نہ ہوا۔ مرہٹوں کے ایلچی دار کو

یہ سب حال معلوم ہوگیا۔ اوسنے یہان کے نفاق کا حال باجے راؤ کو لکھہ بھیجا تو باجی راؤ نے اپنی درخواستون کو بڑہانا اور مالوہ اور گجرات کے سوا متہرا اور الہ آباد و بنارس ہندؤن کے مقدس شہرونکو بھی مانگا۔ اگرچہ بادشاہ مین یہ قدرت نہ آئی تھی کہ وہ علانیہ مرہٹون کا مقابلہ کرتا۔ مگر ایسا ذلیل بھی نہین ہوا تہا کہ وہ اس درخواست کو منظور کرتا۔ اب اوسنے کچھہ تہوڑا سا نفاق اٹھاکر مرہٹون کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔ مرہٹون نے بھی اپنا مقصود عظیم ہاتھہ سے نہین دیا بلکہ ادسپر عمل کیا کہ یکے را بگیر و دیگرے را دعوی کن۔ مرہٹون کے حال پر جو اور عنایتین کین تھین منجملہ اونکے یہ بھی تھی کہ مرہٹے راجپوتون کے ملک سے خراج وصول کرین اور آصف جاہ کے ملک مین سے جو حقوق اونکو حاصل ہین اونپر اضافہ کرین اور وجہ ان حقوق کے عنایت کرنے کی یہ تھی کہ آصف جاہ اور راجپوتون کی لڑائی مین مرہٹے مصروف ہوجائین۔ یہ مقصد کسی قدر حاصل بھی ہوا۔

آصف جاہ نظام الملک کو بادشاہ مرہٹون کے فسادون اور خللون کا بانی سمجہتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اس سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے تو اوسکی دلجوئی ضروری جانی اور ۱۱۵۰ھ مین اوسکے پاس بادشاہی شفقے اشفاق آمیز گئے اور بادشاہ نے اوس کو اپنے پاس بلایا۔ آصف جاہ بھی مرہٹون کا حال دیکہہ کر جو کنا ہوگیا تھا کہ مین نے اپنی منصوبے کو حد سے بڑہا دیا۔ اور اب اوسکو بادشاہ کے ضعیف ہونیسے ایسا ہی اندیشہ تھا جیسا کہ پہلے اوسکے دشمن ہونے سے خوف تھا سو اوسنے دربار دہلی اوسسے امداد اور استعانت کے لئے التجا کی۔ اور اس بڑے وقت مین اوسی کو اپنا بیڑا پار کرنے والا سمجہتا تہا۔ اور اوسکی سرکشی اور بغاوت کی باتون کو سب بھول گیا تھا۔ اوسی کو اپنی بلاؤن کا ٹالنے والا جانتا تھا۔ آصف جاہ نے بھی یہ سوچ سمجہہ کر بادشاہ کی اعانت کا ارادہ مصمم کرلیا۔

باجے راؤ کے آنیسے دلی والونکے دلون پر جو صدمہ ہوگا وہ وہی خوب جانتے ہونگے مگر اسکا یہان آنے سے فقط بادشاہ کو اپنی ہیبت دکہانی اور ڈرانا منظور تھا۔ اوسکو غصہ لانا منظور نہ تھا۔ اسلئے اوسنے شہر پر اپنی فوج کی دست درازی نہونے دی۔ مگر دو ایک کام ایسے دکہاوے

جنسے معلوم ہوجائے کہ ہان اسمیں قدرت غارت گری اور نقصان پہنچانے کی ہے نہایت آدمیت کے
ساتھہ بادشاہ سے خط وکتابت شروع کی مگر اوسکا نتیجہ کچھہ نہ ہوا۔ پھر وہ شہر سے تھوڑی دور
چلا گیا۔ اور اوسنے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ شہر کے پاس رہنے مین مجھے یہہ اندیشہ تھا کہ کہیں فوج اوسکو
لوٹ نہ لے۔ اسلئے پرے ہٹ گیا ہون جب وہ شہر سے پیچھے ہٹا تو شہر کی خلقت اوسے
کچھہ اور سمجھی اور لڑنے کے لئے آمادہ ہوئی۔ مگر پھر شکست کھاکر آخر انہاکر شہر مین چلی آئی جب
سعادت خان کو قمرالدین خان ساتھہ لے وارالسلطنت کی امداد کے لئے پہنچا تو باجے راؤنے اوسکے
جانیکا قصد کیا اسطرح واپس جانا مرہٹون کے آئین جنگ کے موافق کچھہ بیعزتی کی بات نہ تھی۔ بادشاہ
نے اوسکو مالوہ جاگیر مین اور تیرہ لاکھہ روپیہ عنایت کئے یہ کامیابی اوسکو ایسی ہوئی کہ اوسکی
اوسکی قوم کے سردار کو نہیں حاصل ہوئی تھی۔ اوسکا ارادہ تھا کہ جمنا کے نیچے سے پار
اُترے۔ اور گنگا جمنا کے دوآبہ کو لوٹتا ہوا جائے مگر برسات کے قریب آنے اور آصف جاہ
کے دلی کی جانب بڑھنے سے یہ قصد کیا کہ دکن کو جلد چلا جائے۔ وہان اوسکو بعض امور
کا مون کی بھی ضرورت تھی۔ اگرچہ دکن کو باجے راؤ چلا گیا۔ مگر آصف جاہ دلی کی طرف
بدستور چلا آتا تھا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ وہ آصف جاہ جسکا بادشاہ دشمن تھا۔ اور رات دن اوسکی
بیخ کنی کی فکر مین رہتا تھا۔ اب اوسنے کس منت اور سماجت سے اوسے اپنی حمایت کے لئے بلایا
اور بالکل اختیار اپنا اوس کو دیدیا اور کہدیا کہ جو کچھہ وہ میری سلطنت سے لڑائی کا سامان
جمع کرسکے اکٹھا کرے۔ غرض آصف جاہ دہلی مین ربیع الاول ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ء مین پہنچا اور اپنے
بیٹے غازی الدین خان کو دکن مین نائب کرآیا تھا۔ اب بادشاہ نے آصف جاہ کو مرہٹون سے
لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ اور مالوہ کی صوبہ داری بجائے باجے راؤ کے غازی الدین خان کو
مرحمت ہوئی۔ اب وہ اکبرآباد مین آیا ساری سلطنت ایسی ضعیف ہوگئی تھی کہ کہین سے
سامان جنگ عمدہ مہیا نہ ہوا۔ اوس پاس فقط پینتیس ہزار سپاہ تھی۔ اور اوسمین بعض راجپوت
راجہ بھی ہمراہ تھے۔ وہ ابتک محمد شاہ کا ساتھہ دیے جاتے تھے۔ توپخانہ کا سامان اوس سے
ساتھہ نہایت عمدہ تھا۔ اب سعادت خان کا بہانجا صفدر جنگ بھی لشکر کے ساتھہ اوسکی

تائید کرنے کے لئے آیا پیشوا اسے دوچند فوج لیکر دریا نربدا سے پار اترا اگرچہ اوسنے اپنی فوج کا تخمینہ بہت کیا تھا مگر بعض سپاہ اسے نہ مل سکی مالب اوسکو اوس دشمن کے مقابل آنا پڑا جس سے وہ پہلے ہزیمت پا چکا تھا۔ مگر اس سے اس کی شہرت مین کچھہ فرق نہین آیا تھا۔ اوسکے ساتھہ وہ ہندو زادے تھے جو شجاعت اور مردانگی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تھے۔ بادشاہ کا نام بھی ابتک لوگون کے دلون مین ہیبت اور خوف پیدا کرتا تھا۔ ان سب باتون کے سوا آصف جاہ کے بھاری توپخانہ کے سامنے ملکی مرہٹے سپاہیونکا ٹھہرنا مشکل تھا۔ گو یہ سب باتین تھین مگر یہ پیشوا اپنی سپاہ کو سوچ بچار کرکے آگے بڑھائے لایا۔ اسوقت نظام الملک اس بڑی لڑائی کی جوابدہی کے ذمہ سے مضمحل ہوا جاتا تھا دوم پیرانہ سالی نے بھی ضعیف کردیا تھا۔ اوسنے خود حملہ نہ کیا اور نہ اوسکی پرانی حکمت چل سکی کہ مرہٹون کو اپنے ساتھہ لیکر مرہٹون سے لڑتا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹتا غرض اوسنے جو حزم اور احتیاط سے بھوپال کے قلعہ کے قریب قامت اختیار کی اوسسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اوسسے پیشوا کو خوف بھی جاتا اور وہ یہ سمجھا کہ دشمن نے خود اپنے تئین آپ ایک مستحکم مقام مین قید کر رکھا ہے۔ غرض اس حصار نے اگرچہ حملون کا اثر نہ ہونے دیا مگر دشمن کا حوصلہ بڑہایا۔ اور اوسنے سارا ملک گرد و نواح کا تاخت و تاراج کیا اور سپاہ جو آصف جاہ کی امداد کیواسطے آئی تھی اوسکو ملنے نہ دیا۔ اور راہ آمد و شد کی بالکل مسدود کردی۔ اس سبب سے سپاہ کی شکستہ دلی روز بروز بڑہتی چلی گئی۔ اور دشمنون کی فوج کے دل دن بدن بڑہتے چلے گئے جب وہ کا صوبہ دار لشکر لیکر نہ آیا تو نظام الملک کی سپاہ کا رہا سہا دل اور بھی بجھ گیا پیشوا سے جہانتک ہوسکا مغلون کی سپاہ کو گھیرے پڑا رہا۔ اور اونکی مصیبت کو اس سبب سے زیادہ کردیا کہ کسی مفرد سپاہی کو جو اوسکے لشکر مین آنے سے خوش تھا اپنی طرف نہین آنے دیا۔ اب دونو فریق میدان جنگ مین ترازو کی تول تھے۔ ہر ایک اپنے پلڑے کو اورون کی امداد سے بھاری کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مگر یہ آرزو کسی کی پوری نہ ہوئی نہ باجے راؤ کی فتوحات بڑہانے کے لئے بھوسلا نے امداد کرنی گوارا کی۔ نہ باجے راؤ کا بھائی حقیقی ستعانت کے لئے آرکا۔ کیونکہ اسوقت اوسنے برگیزد نکو اوڈکی آبادی بسائین پر گھیر رکھا تھا اور قریب بہ فتح پانے کو تھا۔ اس لئے کہ اپنی ہانڈی کو چھوڑکر کہان جاتا۔ اب دوسری طرف آصف جاہ کا یہی حال تھا کہ اوسکا دوسرا بیٹا

ناصر جنگ بادشاہ کے دربار مین تھا وہان سے وہ سپاہ لیکر دکھن کی فوج کو محنت و مشقت سے نہ چھڑاتا جب بھوپال کے شہر پر بہت ہجوم ہوگیا تو آصف جاہ نے بڑی مشکل اور آفت سے اپنے تئین اس پھندے سے نکالا - اور تو پونکی امداد سے بہت سہج سہج سفر تین تین میل کا ایک ایک دن کرنا شروع کیا مگر پھر اوسکو وہی وقت پیشوا کا آگے آیا جو پہلے آچکا تھا اور مجبور ہوکر یہ عہدنامہ اپنے ہاتھہ سے لکھکر باجے راؤ کو دیا کہ سارا مالوہ اوسکو دیا جائے جو نربدا اور چنبل ندی کے درمیان واقع ہے اس مین بالکل اختیار حکومت دیا جائے اور خرچ لڑائی کا جو پچاس لاکھہ روپئے سے کم نہ تھا بادشاہی خزانہ سے ادا کیا جائے - غرض یہ عہدنامہ بادشاہ کے دستخط کے واسطے لیکر آصف جاہ دلی کی طرف چلا - اور پیشوا اپنے ملک کو گیا - پھر یہ دونون رقیب کبھی آمنے سامنے نہ ہوئے لیکن پیشوا کے سامنے اس پیر کہن سال کا بیٹا کھڑا ہوا - اور اوسنے باپ کا عوض لے لیا - اب شون کا دماغ آسمان پر ہو گیا تھا - اونہون نے نظام الملک کی حکومت اور سلطنت کو بالکل دکھن سے اکھیڑنا چاہا مگر وہ اس کام مین خود ذلیل ہوئے - پیشوا کی اس محنت و کامیابی کی ایسی دھوم سارے ملک مین ہوئی کہ اور شور و فساد ملک مین دبے رہے - عہدنامہ ہنوز بادشاہ کے دستخط سے مرتب نہین ہوا تھا کہ ۱۱۵۱ھ مین نادر شاہی بلا آئی جس سے سب لوگ ایسے بدحواس ہوئے کہ سب کچھہ بھول گئے - ایک مدت کے بعد ہوش حواس درست ہوئے +

نادرشاہ کا دور +

اپنی کتاب کو نادر شاہ کا سارا حال لکھکر نادرنامہ اور درہ نادرہ بنانا منظور نہین ہے اسکا وہی حال جو ہندوستان سے متعلق ہے بتفصیل اور کچھہ اور مختصر حال اس کا لکھتا ہون - اسوقت ہندوستان کی سلطنت کی وہی کیفیت تھی جو تیمور اور بابر کے عہد مین ہو رہی تھی اسلئے ضرور تھا کہ کوئی مغرب سے اس ملک کا خبر لینے والا آوے سو اسکے ایران کے ملک کا بھی حال ایسا ہی ہو رہا تھا کہ جسے ہندوستان پر حملہ ہونا ضرور تھا اب ہم اول کچھہ ایران کا حال لکھتے ہین +

ایران مین افغانون کا تسلط +

ایشیا کے ملکون کا یہ دستور ہوگیا ہے کہ کسی خاندان کا عروج دو سو برس سے زیادہ نہین رہتا اس امر کو ہمنے کئی جگہ اپنی تاریخ مین بتفصیل بیان کیا ہے اب ایران مین خاندان صفوی کی سلطنت

پر دو سو برس کا عرصہ گذر چکا تھا اسلئے اب وے سکا ایسا پتلا حال ہو گیا تھا کہ غربی افغانون نے ایران پر حملہ کیا۔ اونکا سردار بڑا عالی حوصلہ اور صاحب ہمت محمود خان تھا۔ اونے ۱۱۳۴ھ ۱۷۲۲ء مین صفہان کو فتح کر لیا اور حسین شاہ شاہ ایران کو گرفتار کر لیا اور دار الخلافہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خود بادشاہ ہو گیا۔ باقی ملک کے فتح کرنیکا بھی ارادہ کیا۔ اوسمین کبھی شکست کبھی فتح ہاتا رہا۔ ان افغانون کی اسقدر تعداد نہ تھی کہ وہ سارے ملک پر تصرف کر سکتے محمود جب تخت پر بیٹھا تو اونے سب اہل ایران کو اپنے عہدون پر بحال کیا مگر ایک ایک افغان اونکے ساتھ شریک کر دیا غرض ابتدا سلطنت مین اونے عمدہ تدبیر کین لیکن آخر کو ایسا درشت مزاج ہو گیا کہ اوسکے خود بعض افسر اُسے برگشتہ ہو گئے۔ اور اہل ایران کے ساتھ مراعات چھوڑ دی اور تین سو ایرانیون کو دغا سے مار ڈالا غرض تین برس سلطنت کر کے ۱۱۳۷ھ ۱۷۲۵ء مین مر گیا اوسکا رشتہ دار اشرف جانشین ہوا۔ وہ نہایت جوانمرد اور صاحب تدبیر اور معظم تھا۔ مگر اسوقت یہ آفت آنکر پڑی کہ ایران مین جو افغانون کے تسلط سے بدظنی پھیلی تو روس کے بادشاہ پیطر اعظم اور شاہ روم نے اوسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا۔ اور آخر کو جو صلح ہوئی تو ایران کی سلطنت سے بہت سے اضلاع علیحدہ ہو گئے۔ شاہ ایران قید مین تھا۔ اوسکا بیٹا شاہزادہ طہماسپ نکل گیا تھا۔ اور شمالی مغربی اضلاع مین جو افغانون نے ابتک فتح نہین کئے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اور اوسنے روس اور روم سے پیغام سلام شروع کئے۔ اور یہ اونسے اقرار کیا کہ اگر مجھے میرے باپ دادا کی سلطنت افغانون سے دلادین تو مین اونکو وہ اضلاع دیدونگا جو اونھون نے اب اپنے قبضہ مین کر لئے ہین مگر پیطر تو مر گیا تھا فقط شاہ روم نے اوسکی درخواست کو منظور کیا۔ اور اشرف نے کچھہ تو اوسکو تلوار سے اور کچھہ اس لعنت ملامت سے اُسکو روکا کہ شیعون کے عوض مین سنیون کا گلا کاٹنا کونسا اسلام ہے۔ شاہزادہ طہماسپ خود صاحب لیاقت تھا اوس کے پاس سامان بہت کم تھا۔ رعایا اوسکی دوست نہ تھی۔ اوسکی کوششین بھی کچھہ ٹھکانے کی نہ تھین۔ دشمن اوسکو ذلیل جانتے تھے کچھہ خوف اوسکا نہ رکھتے تھے مگر ۱۱۴۲ھ ۱۷۲۹ء مین قسمت نے اوسکو ایک لائق اور مستقل مزاج آدمی ایسا مل گیا جسنے اوسکو باپ دادا کی تخت پر ایک دفعہ بٹھا دیا۔ اور وہ آدمی کون تھا۔ نادر شاہ تھا +

نادر شاہ کا اصلی نام نادر قلی خان تھا اور اوسکے باپ کا نام امام قلی تھا قوم اوسکی افشار تھی۔ وہ کچھہ

کچھ رتبہ کا آدمی نہ تھا بعض اوسکو پوستین دوز بتاتے ہین اس پستی خاندان کو میرزا مہدی ندیم میر منشی نادرشاہ اس پیرایہ مین بیان کرتا ہے کہ اس درشتا ہوار کو اپنی ذاتی آب ورنگ پر فخر ہے کچھ معدن پر مازش نہین ہے۔ نادر کے لڑکے کی شادی جب محمد شاہ کی بیٹی سے ہوئی ہے اور دلہن والون کی طرف سے آدمی پیغام لیکر آئے کہ ہمارے ہان دستور ہے کہ دولہ اپنی سات پشت کا نام بتائے آپ اپنے باپ دادا کا نام بتائیے تو اوسنے یہ کہا کہ بگو داماد شما پسر نادرشاہ ونادرشاہ پسر شمشیر تا ہم چنین تا ہفتاد بار بشمار۔ غرض نادرشاہ سنہ ۱۱۰۰ھ مین پیدا ہوا۔ اوسکے لڑکپن کا حال تو کسی نے کچھ لکھا نہین۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آغاز عمر ہی مین شجاعت اور مردی وتہور وحذاقت کے آثار اوسے ظاہر ہونے لگے تھے بیسرہ برس کی عمر مین وہ ازبکون کے ہاتھ مین جو خراسان کو لوٹے آتے تھے گرفتار ہوا اور باپ بھی اوس کے ساتھ پکڑی گئی۔ چار سال وہ قید مین رہکر رہا ہوا۔ اور باپ اوسکی اس قید ہی مین دنیا کی قید سے چھوٹ گئی۔ اب یہ جو چھوٹکر اپنے وطن مین آیا جیب تھی وہ شاہ طہماسپ کی خدمت مین پہنچا۔ حال اوسکا سوا اسکے نہین لکھا گیا کہ اس مرد عجیب کی طبیعت ہمیشہ ایک ہی وتیرہ پر یکسان رہی اول اپنے ملک کے ایک امیر بابل بیگ کا ملازم ہوا۔ اوسکو قتل کیا اوسکی لڑکی کو بھگا لے گیا۔ اوسسے نکاح کیا۔ رضا قلی مرزا اسسے پیدا ہوا پھر لٹیرون کو ساتھ لیکر لوٹ مار سے اوقات بسر کرتا رہا۔ اسوقت سے اوسکی بہادری کا شہرہ ہونا شروع ہوا۔ والی خراسان نے اوسکو نوکر رکھکر ازبکون سے لڑایا۔ اس جنگ مین اوسنے اپنی شجاعت اور مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین اوسکی ترقی ہوئی۔ مگر یہان کچھ ایسی حرکات نامناسب کین کہ والی خراسان نے اوسکو لکڑیان مارکر نکال دیا۔ وہ اس سبب سے ایسا غضب مین آیا کہ مشہد سے چلا گیا۔ اوسکا چچا کلات مین ایک چھوٹی قبیلہ افشار کا سرطائفہ تھا اوس پاس چلا گیا۔ مگر چچا بھی بھتیجے کی حرکتون سے تنگ آگیا۔ اوسکو نکالدیا۔ پھر اوسنے اپنی لوٹ مار شروع کی۔ اب اسوقت مین دولت صفویہ پر زوال آرہا تھا سارے ملک مین شور وغوغا مچ رہا تھا تین ہزار فتنہ برپا کرنے والے نادر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔ اوسکو اپنا امیر بنایا۔

اوسنے خراسان پر سخت خراج لگایا جب چچانے دیکھا کہ بھتیجے کا اختیار اور اقتدار یون روز افزوں ہے تو اوسنے خط لکھا کہ تم شاہ طہماسپ کے نوکری کرکے افغانون سے لڑنے جاؤ۔ اور اپنے بدبخت بادشاہ کی امداد کرو۔ نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمون کو معاف کردے تو مین بہت خدمتگزاری کے واسطے حاضر ہون۔ پرانے قصور جو بادشاہ کے ہان سے معاف ہوگئے تھے اونپر یہ ایک نیا قصور اور بڑہایا کہ اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور یہ سمجھا کہ وہ اوسکی ترقی کا حاج ہے اور خراسان مین افاغنہ سے لڑنے پر تیار ہوا۔ جو کہ ان افغانون کو خراسان سے نکالنا منظور تہا۔ اور وہ نادر کی قوت بازو سے بن پڑا اسلئے شاہ طہماسپ نے اوسکے پہلے قصورون کا ذرا خیال نہ کیا۔ اب فتوحات نادری سے بادشاہی مہمانون کو رونق حاصل ہونے لگی۔ مگر بادشاہ کو اول ہی سے نادر پر رشک و حسد تہا۔ ایک مہم مین نادر مصروف تہا جب بادشاہ نے اوسکی طلبی کے واسطے حکم لکھا تو اوسنے آنیسے انکار کیا۔ اسلئے بادشاہ نے اوسے باغی کہا۔ اس لفظ کو سنکر وہ ایسا افروختہ ہوا کہ بادشاہ پر فوج لیکر جہانکا۔ اور اوسکو ایسا مغلوب کیا کہ جو اوسنے کہا وہ بادشاہ کو کرنا پڑا اور اوسوقت سے بادشاہ کا کچھ اختیار باقی نہین رہا۔ اب اس اولوالعزم نے اپنے ملک کے آدمیونکو خواب غفلت سے بیدار کیا اور اونکو اپنی ہمت مردانہ دکھاکر مرد بنایا اور تھوڑے دنون بجلی اور آندھی کی طرح سے سارے ملک پر پھر گیا۔ اوسکی شہامت و جلادت اور سرعت کے کام دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے کہ ملک کے ملک اور صوبے کے صوبے فتح کرتا چلا گیا۔ سب سے عظیم الشان کام اوسکا یہ تہا کہ اوسنے ایران کو ۱۱۴۳ھ مین بالکل چھانون سے پاک صاف کردیا۔ اور اوسکے عوض مین بادشاہ نے چار ملک عظیم خراسان اور مازندران و سیستان و کرمان یعنے اپنا آدہا ملک اوسکو مرحمت کیا۔ جس شخص نے ظالم دشمنونکے پنجون سے ملک نکالا ہو اوسکے لئے یہ بڑا انعام نہ تہا۔ بادشاہ نے اوسکو یہی اجازت دیدی کہ وہ اپنے سر پر تاج رکھے اور اپنے نام پر سلطان کا لفظ بڑہادے۔ مگر اوسنے انکار کیا۔ ۱۱۴۶ھ مین اوسنے روسیونکو بحر خزر پر روک کر صلح نہایت استحکام کے ساتھہ کرلی۔ ۱۱۴۳ھ مین عرب مغرب مین آگے نہ بڑہنے دیا۔ سلطان روم کو شمال سے خارج کردیا اور جو صوبے سلطنت ایران کے دشمنونکے قبضہ مین چلے گئے تھے اون سب کو دوبارہ لیا۔ یہ سب کام ۱۱۴۳ھ تک کئی ۱۱۴۵ھ مین ایران کی سلطنت کو وہ وسعت دی کہ اوسکی حدود اپنی قدیمی صورت پر قایم ہوگئین پھر ۱۱۵۰ھ تک مین خاندان صفوی کا خاتمہ کیا۔

نادرشاہ کا حملہ ہندوستان پر +

اور دفعتہً اپنی مذہب کو بدل ڈالا۔ کیا تو شیعہ تھا یا سُنی ہو گیا حقیقت مین نادر کا کوئی مذہب سوا خود بینی کے نہ تھا جب اوسنے اپنا کام شیعہ ہونے مین بنتے دیکھا شیعہ رہا جب اور ملکون کی فتح کرنے مین دیکھا کہ سنی ہونا کام آئیگا سُنی ہو گیا اب وہ مستقل بادشاہ ہوا۔ اور یہ سکہ اوسکا چلا جسپر ایک طرف نادر شاہ ایران زمین وخسرو گیتی ستان دوسری طرف الخیر فیما وقع منقش تھا جسکو بذلہ سنج لاخیر فیما وقع پڑھتے تھے ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء مین اوسنے اپنے استحکام سلطنت کے لئے افغانونکو اپنا رفیق بنایا اور ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۹ء مین ہندوستان پر آندھی کی طرح چڑھ آیا۔ اب اس کا مفصل حال ہم لکھتے ہین +

جب نادر شاہ نے خلجیون کی ملک فتح کر لیا تو تیموریہ سلطنت سے اوسکی سلطنت کا ڈنڈا میدان مل گیا۔ وہ ہندوستان کی سلطنت کے ضعف اور ناتوانی سے حریص الف ہو گیا۔ ہندوستان سونے کی چڑیا ہمیشہ سے مشہور ہے اوسنے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اس چڑیا کو پکڑنا چاہئے اور اوسکی چونچ سے جواہرات اگلوا کے اور مہمات کے مقدمانون کو پورا کرنا چاہئے سوا اسکے یہ خیال بھی اوسکو تھا کہ یہ جنگجو فوج اوسکے زیر حکم ہے اگر نئی فتوحات مین مصروف نہ کیجائے گی تو خود آپسمین دنگ فساد کریگی اور لڑکر کٹ مریگی غرض ہندوستان پر اوسکا حملہ خداقت اور دانشمندی سے خالی نہ تھا۔ اور لڑائی کے واسطے یہ سبب بھی پیدا ہو گیا کہ قندہاری افغان ادہر سے نکل کر تمام کوہستان کابل مین پھیل گئے تھے چونکہ کابل مین بادشاہ کی طرف سے صوبہ دار رہتا تھا۔ اسلئے نادر شاہ نے محمد شاہ کے پاس نامہ محمد خان کے ہاتھ بھیجا جسمین اتحاد اور دوستی کی باتین بیان کین جو ایران اور ہندوستان کے بادشاہون کے درمیان ہمیشہ سے چلی آتی ہین اور یہ لکھا کہ تم بھی اپنے صوبہ کابل کے نام حکم بھیجدو کہ وہ افغانون کو نکال دے تاکہ دونو طرف سے دبکر اس فرقہ کی قرار واقعی گوشمالی ہو جائے یہان ان دنون مین عیش و عشرت کا زور شور تھا محمد شاہ بہادر صاحب سریر تھا تن آسانی کے سوا کسی کام سے کام نہ تھا ہر وقت ہاتھ مین جام اور بغل مین دلارام تھا کسکو دماغ تھا کہ نامہ کا جواب لکھتا سوا اسکے نادر شاہ کی نادر شاہی کو کون مانتا تھا ابتک اوسکو فاتر قلی سمجھے بیٹھے تھے۔ اب تردد یہ پڑا کہ اصل جواب کیا لکھین۔ اور جواب لکھین تو القاب کیا لکھین

خیر یہ تو بہانہ ہی تہا مگر اصل حقیقت یہ تھی کہ ہندوستان کی سیاہ مین سکت کہا تھی کہ وہ افغانونکو نکالتی اور روکتی مصلحتاً یہ توقف تہا اور یہ سمجہا تھا کہ نادرشاہ کو حسین خان افغان مارکر قندہار سے پرے بھگا دیگا۔ جب محمد خان ایلچی ایک سال کے بعد بھی نہ آیا تو اُس پاس نادر نے اپنے آدمی دوڑائے۔ اور اصل حال پوچھا جب آدمی بھی جواب لیکر نہ آئے اور ایک سال کے اندر قندہار فتح ہوگیا۔ اب بھی دلی سے جواب نہ آیا تو نادر کو بھی غصہ آیا۔ اور کابل پر وہ اُمنڈکر چڑہ آیا۔ ناصر خان صوبہ کابل نے کچہہ مقابلہ کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ نادر کا کابل پر بھی تسلط ہوگیا۔ یہان کابل و قندہار دونون فتح ہوئے وہان دلی مین جو کوئی امیرالامرا خاندوران خان سے یہ خبر کہتا تو وہ ہنس کر یہ کہتا کہ تمہارے گھر بہت بلند پہاڑ ہیں اس سبب سے تم کو نادرشاہ قزلباش اور مغلون کے ساتہہ دور سے دکہائی دیتا ہے اور سارے بادشاہ کے رفیق اور رضا جب یہ کہتے تہے کہ یہ ساری افترا پردازیان اعتمادالدولہ اور آصف جاہ اور اور تورانی امیرون کی ہین نادرشاہ کے ایلچیون کو بھی بتلاتے تھے کہ وہ زکریا خان تورانی حاکم لاہور نے بنا کر بھیجے ہیں بعض یہ خیال کرتے ہین کہ آصف جاہ جب دکن کو گیا تو نادرشاہ کو خفیہ ایلچی بھیجکر سنکارگیا کہ آپ بیکلف چلے آئین۔ یہان دلی تک میدان صاف ہے۔ مگر یہ کب عقل باور کرسکتی ہے کہ وہ امیر جو کسی ملک مین درجہ اول رکھے وہ دشمنونکو اپنے گہر بلائے۔ اب یہان نادرشاہ نے کابل مین مقیم ہوکر صفر ۱۱۵۱ھ کابل کے ایلچی کے ہاتہہ بہیر بادشاہ کو ایک خط لکہا اور اسمین پہلی حرکات پر اوسکی لعنت ملامت کی اور یہ تحریر کیا باوجود ان سب باتون کے ہمارے اور تمہارے اتحاد مین فرق نہین آیا امید ہے کہ آیندہ اوسکو تم برقرار رکھوگے یہ ایلچی دس آدمیون کے ہمراہ جب جلال آباد مین آیا تو مارا گیا۔ نادر کو اس واقعہ پر علم ہوا وہ پہلے ہی سے محمد خان ایلچی کے انتظار مین پریشان تھا۔ اب یہ خبر سنکر اور بیقرار ہوا۔ اوس نے اکتوبر ۱۷۳۸ء ۱۱۵۱ھ مین کوچ کردیا۔ ابتک دلی کا دربار اس غفلت مین بیٹہا تھا کہ کابل اور پشاور کے درمیانی پٹھان نادر کو آگے نہ بڑہنے دینگے مگر اسوقت مرہٹون کی لڑائی کے سبب صوبہ کابل کا انتظام بالکل بگڑ رہا تھا۔ راستون کے انتظام کے واسطے جو افغانون کو روپیہ دیا جاتا تھا وہ بھی نہین پہنچا تہا غرض دشمنون کے آنے کے لیے سارے درے اور راستے غیر محفوظ کھلے پڑے تھے

نادرشاہ نے اول جلال آباد مین آکر قتل عام کیا پشاور مین آیا دریاے اٹک سے پار اُتر کر پنجاب مین
رمضان ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء مین پہنچا اور یہان ایک قیامت برپا کی ہزارون لیٹرے ملک کو لوٹنے لگے دریاے
نوا امیر راوی کے کنارہ پر زکریا خان صوبہ دار لاہور اپنی سپاہ کے انبوہ کو نادرشاہ کے سامنے لڑنیکے
لئے لے گیا لیکن احمقون کی صلح اور جنگ عجیب و غریب ہوتی ہے - نادر گھوڑا دریا مین ڈال کر
اوتر گیا اور چند قزلباش سوارون نے زکریا خان کا لشکر تتر بتر کر دیا - تو وہ خود بھی جا کر نادر کا مطیع اور
تابعدار بن گیا اب آگے دلی سے سو میل پر رہے روک ٹوک بادشاہ جا پہنچا محمد شاہ بھی اوسکی آمد آمد کی
خبر سنکر تھوڑی بہت فوج اکٹھی کی - آصف جاہ بھی جنکی دانائی اور مردانگی سب کے نزدیک
مسلم تھی آن پہنچے - راجہ جے سنگھ اور راجاؤن نے اسوقت امداد مین لیت ولعل کیا غرض دو مہینے
مین چلتے چلتے چار منزلین طے ہوئین - کرنال مین ڈیرے خیمے پہنچے علی مردانخان کی نہر
کے گرد توپون کا ذخیرہ باندھ کر پڑے برہان الملک سعادت خان صوبہ اودہ کا بڑا انتظار ہو رہا
تھا - اوس پاس تو پخانہ نہایت عمدہ تھا - ۱۵ - ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو وہ بھی آن پہنچا خاندوران خانی
اوسکے استقبال کے واسطے گیا - اور اوسکو بادشاہ پاس لایا - اوسکو حکم ہوا کہ امیرالامرا کے
پاس لشکر اُتارے - مگر ایرانیون نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو بادشاہی لشکر سے ملنے نہ دین -
چنانچہ باہم مقابلہ ہوا اور یہ خفیف مقابلہ لڑائی کی صورت پکڑ گیا جب بادشاہ نے آصف جاہ سے
کہا کہ برہان الملک کے لشکر کی کمک جاؤ تو اونسنے یہ کہا کہ بہر دن باقی ہے برہان الملک کا لشکر
منزلین مار کر ہارا تھکا آیا ہے - بہتر ہے کہ آج کے دن آرام کرے برہان الملک جلدی نہ کرے
کل توپخانہ کو آگے رکھکر اور کل لشکر کو ترتیب دیکر انتظام سے لڑینگے اسکو آصف جاہ کی اہل نگاری
خاندوران خان سمجھا اونسے بادشاہ سے کہا کہ برہان الملک دل نکل گیا ہے وہ دشمن سے
لڑ رہا ہوگا حیف کی بات ہے کہ ایسا جوانمرد جان فشان مرنیکے لئے جائے اور ہم اوسکا تماشا
دیکھا کرین میری غیرت اور مروت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ میں اوسکے پہلو مین جا کر نہ کھڑا ہون
اور اونکو اختیار ہے یہ کہہ کر کھڑا ہو گیا اور ہاتھی پر سوار ہوا اور لشکر ساتھ لے برہان الملک کے لشکر سے
آدہ کوس پر جا کھڑا ہوا - نادرشاہ کے لشکر نے حملے پر حملے کئے اور دو گھنٹے لڑائی کا ہنگامہ گرم رہا -

ایران کے آزمودہ کار سپاہ روبرو اس سپاہ کی کیا حقیقت تھی اونسے گھنٹہ دو گھنٹہ مین تھوڑی دیر مین مار کر دہوئیں اُمرا دئے میدان جنگ مین بہت بڑے بڑے سردار کام آئے امیرالامرا، خاندوران خان زخمی ہوکر میدان سے پھرا۔ یہان بادشاہی انتظام کی یہ خوبی تھی کہ امیرالامرا پہنچا نہ تھا کہ سب ڈیرے خیمے لٹ گئے اور سارے کارخانون کی خاک اڑ گئی۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ امیرالامرا خان دوران خان صمصام الدولہ بہادر کہان فرو کش تھا۔ اس بیچارے زخمی کو خیمہ کا بھی کہین سایہ نہ ملا۔ ایک بیچوبہ کہین پڑا تھا اوسمین لد تارا۔ اعتماد الدولہ آصف جاہ اور خواجہ سرایان بادشاہی عیادت کے لئے آئے۔ وہ آنکھین بند کئے پڑا تھا جب ہوش آیا تو یہ زبان پر لایا کہ ہم نے تو اپنا کام تمام کیا اب تم جانو اور تمھارا کام جانے۔ مگر اتنا ہم کہے جاتے ہین کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کے لئے اور نادرشاہ کو دلی مین بست لیجانا جس طرح ہوسکے اس بلا کو اسی جگہ سے ٹالنا۔ ۱۹۔ تاریخ خاندوران خان کا تو انتقال ہوا۔ اب برہان الملک اور اوس کے رفیق دشمن سے میدان مین لڑ رہے تھے۔ اونکو چارونطرف سے قزلباشون نے گھیر لیا۔ ایک نوجوان ہم وطن برہان الملک کا گھوڑا دوڑا کر اوسکے ہاتھی کے سامنے گیا برہان الملک نے تیر اوسپر چلانا چاہا۔ اوسپر اس نوجوان نے یہ کہا کہ محمد امین دیوانہ شدہ باکہ میجنگی۔ اور یہ کہہ کر نیزہ زمین مین گاڑا اور گھوڑے کو اوسسے باندہا اور خود رسہ پکڑ کر ہاتھی پر عماری کے اندر برہان الملک پاس جا بیٹھا۔ برہان الملک ایران کے دستور سے واقف تھا اوسنے اطاعت اختیار کی۔ اور بیچہ تقدیر کا اسیر ہوا۔ لشکر قزلباش کے ہمراہ لشکرگاہ مین پہنچا۔ صرف ایک گھنٹہ دن باقی رہا تھا کہ نادرشاہ اپنے خیمے مین اولٹا چلا آیا۔ بادشاہی مورچے مستحکم بہت تھے اونپر حملہ نہین کیا۔ برہان الملک کی تقصیرات معاف کردین۔ اور اوسکو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا۔ اب برہان الملک پاس یہ خبر پہنچی کہ امیرالامرا مرگیا۔ اوسکو ایک مدت سے امیرالامرائی کی لو لگی ہوئی تھی۔ اسلئے اوسنے بادشاہ سے مصالحت آمیز باتین بنانی شروع کین اور نادرشاہ کو اس بات پر راضی کرلیا کہ حضور دو کروڑ روپیہ لین اور یہان سے واپس تشریف لیجائین۔ نادرشاہ اس بات پر راضی ہوگیا۔ برہان الملک نے یہ بشارت اپنے بادشاہ کو لکھی۔ یہان بادشاہ اور آصف جاہ سر بگریبان

حیران پریشان انگشت بدندان بیٹھے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ آیندہ کیا کرین کہ اس مژدہ کو سن کر شادان ہوئے۔ بادشاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔ اونسے برہان الملک کی وساطت سے نادر کی ملازمت حاصل کی اور دو کروڑ روپیہ بھیجنے کا وعدہ کرکے وہان سے رخصت ہوا محمد شاہ کی خدمت میں آیا اور اپنی کاردانی اور دولت خواہی ظاہر کی۔ برہان الملک کی حسن خدمات کو اور بڑا دیا۔ بادشاہ نے اُسسے خوش ہوکر امیر الامرائی کا خلعت بیش بہا مرحمت کیا دوسرے روز ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ ۱۴ فروری ۱۷۳۸ء کو نادر شاہ کے ملانے سے محمد شاہ اوسکی ملاقات کے لئے گیا جب لشکر کے قریب وہ پہنچا تو نصر اللہ مرزا کو استقبال کے لئے بھیجا جب رستہ مین ملا تو بادشاہ نے تخت روان کو زمین پر رکھوا کر اوسکو گلے لگایا اور اُس کو فرزندون کی طرح ساتھ لیکر نادر شاہ کے خیمے پر پہنچا۔ وہان نادر بھی خیمہ کے باہر استقبال کے لئے آیا۔ اور اپنی مسند پر اوسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ بعد اسکے دردمندی اور بھائی بندی کی باتین ہونے لگین نادر شاہ نے شکایت کی کہ اتنے خط مین نے بھیجے آپنے اوسکا جواب نہ دیا۔ اس سبب سے مجھے یہان آنا پڑا۔ بادشاہون کو ایسا تغافل مناسب نہین ہے۔ محمد شاہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اگر یہ تغافل نہ ہوتا تو آج یہہ ملازمت کی سعادت کیونکر حاصل ہوتی۔ اس جواب کو نادر شاہ سنکر بڑا خوش ہوا اور بولا کہ حق تعالیٰ ہندوستان کی سلطنت آپکو مبارک کرے یہان کی فرمان روائی آپہی کا حق ہے جو شخص آپ کے حکم سے سرتابی کرے اوسکی گوشمالی کے لئے مین حاضر ہون غرض بادشاہ ہنسی خوشی اپنے خیمہ مین واپس آیا۔ اب یہان سے مورخون کی یہ گفتگو شروع ہوتی ہے برہان الملک امیر الامرائی کی تمنا مین بیٹھا تھا جب اوسنے سنا کہ آصف جاہ اوسے لے اوڑا تو وہ بہت دل ہی دل مین گھٹا غیض و غضب مین آنکر نادر شاہ سے عرض کیا کہ یہ بچہ آصف جاہ احمد کے مقتدر امیر کی تو اندر آپنے کیا غضب کیا کہ دو کروڑ روپیہ پر قناعت اختیار کی۔ اور ہندوستان کے خزانون اور دفینون اور فلان فلان جواہرات لاکھون روپیہ کی قیمت کے چھوڑ دئے دو کروڑ روپیہ تو یہ فقیر اپنے گھر سے نکال کر دے سکتا ہے۔ بادشاہی خزانون اور امرا اور سنجار اور مہاجنون کی دولت کا کیا ٹھکانا ہے۔ آپ شاہجہان آباد چلئے اور ان قارونی خزانون کو نہ چھوڑئے۔ نادر یہ سنکر بڑا خوش ہوا

اور اوسنے آصف جاہ کو سوال وجواب کے واسطے طلب کے نظر بند کر لیا۔ اور اوسے کہا کہ بادشاہ کو بلا دو۔ اوسنے کہا کہ آپ سے یہ عہد نہین ٹھیرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ہم اپنا عہد نہین توڑتے ہین بادشاہ کی عزت آبرو اور سلطنت دولت سے کچھہ کام نہین رکھتے ہین صرف ملاقات منظور ہے۔ غرض آصف جاہ نے عرضی بادشاہ کو لکھی۔ بادشاہ تنہا آیا۔ نادر نے اوسکو عزت حرمت کے ساتھہ خیمہ مین اُتروا دیا اور کہا کہ اسباب تجمل سلطنت اور مستورات حرم سرا کو مع اپنے عملہ فعلہ کے یہان بلا لو۔ اور خاطر جمع سے یہان استراحت کرو۔ اور اوسکے لشکر مین حکم بھجوا دیا کہ جسکا جی چاہے یہان آجائے۔ جس کا جی چاہے وہان چلا جائے۔ بادشاہ نے مجبور وہی کیا جو اوسنے کہا۔ بعد اوسکے برہان الملک اور حیدر خان جلائر کے ہاتھہ اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ لطف اللہ خان صادق قلعہ دار شاہجہان آباد کے نام بھیجدیا کہ وہ سارے کارخانے شاہی اونکے حوالہ کرے۔ غرض اونہون نے یہان آنکر قلعہ دار سے کنجیان لے لین۔ اور سارے کارخانون پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ حال گذرا تو محمد شاہ کا لشکر پریشان ہوا اکثر راہ مین قزلباشون کے ہاتھہ سے جو تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے مارے گئے۔ اور جو اوسکے ہاتھہ سے بچے اونکو ہندوستانیون نے زندہ نہ چھوڑا۔ اور اگر زندہ چھوڑا تو کپڑا بدن پر نہ چھوڑا۔ القصہ غرہ اول ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۹ء مین شاہجہان آباد کے اندر محمد شاہ و نادر شاہ داخل ہوئے اور نادر شاہ بادشاہی محلون مین قلعہ کے اندر اُترا۔ اور اپنے سپاہیون کو محلون مین جا بجا حفاظت کے لئے بھیجدیا۔ اور حکم دیدیا کہ کوئی سپاہی رعایا پر دست درازی نہ کرے۔ اور اگر کوئی خلاف حکم کرے تو اوسکے گوش و دماغ کو کاٹ ڈالو۔ باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے یہ دور اندیشیان کین۔ مگر ہندوستانی اس خونخوار فوج سے راضی نہ ہوئے۔ اتفاق سے عید اور نوروز دونو ایک روز ہوئے اسلئے بڑی دھوم دھام سے جشن ہوا۔ جامع مسجد مین عید کے دن نادر شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ چوتھے روز عصر کے وقت مشہور ہے کہ بھنگیرخانہ مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے تیرا کیا کہنا ہے مغل کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سے مروا ہی دیا۔ یہ ہوائی خبر سارے شہر مین ہوا کی طرح پھیل گئی۔ دلی کی خلقت اون قزلباشون پر پل پڑی جو محلون مین محافظت کے واسطے مقرر تھے۔ اور مختلف جگہ مین متفرق تھے اونکو بے خبر جا کر قتل کر ڈالا۔ اسوقت ہندوستانی

امرا کا پاجی پن یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جن ایرانی سپاہیون کو اپنی حفاظت کے واسطے نادر سے
کہہ کر لے گئے تہے انکی بہی حفاظت نہ کی بعض نے انکو قتل کیلئے عوام الناس کے حوالہ کر دیا اور بعض نے
خود مورچے جاکر اونپر حملہ کیا جب نادر کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو اوسنے چند آدمی بہیجے کہ وہ آدمیون کو
سمجہا دین کہ میرے مارے جانے کی خبر بے اصل ہے۔ مگر ان آدمیو نکو بہی لوگون نے مار ڈالا۔ نادر نے
نے صبر کیا اور سارے آدمیون کو جو اوس پاس تہے حکم دیا کہ وہ چپ چاپ بیٹہے رہین جو حملہ کرے اوسکا
جواب دین خود کسی پر حملہ نہ کرین جب صبح ہوئی تو نادر شاہ خود گہوڑے پر اس نظر سے سوار ہوا
کہ اس شورش کو مٹائے مگر اوسکے سوار ہوتے ہی لشکر مین اور فتنہ برپا ہوا۔ اسمین سب سے خون کا اتفاق
ہے کہ ہر گز نادر کی نیت یہ نہ تہی کہ وہ دلی والون کو خود تکلیف دیا اور دون سے تکلیف پہنچے۔ مگر وہ شہر مین
سوار ہوا تو اوسپر پتہرون کی بوچہار شروع ہوئی۔ بلکہ ایک شخص نے تفنگ سے سر چلایا جسسے ایک بیگ
اوسکا پہلو مین گر کر مر گیا۔ اپنی آنکہون کے سامنے اوسنے دیکہا کہ جا بجا قزلباش مردہ پڑے ہین اور
لشکر بہی اوسکا لشکر گاہ سے شہر مین آن پہنچا تو اوسنے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور کہدیا کہ جہان ایک
ایرانی مردہ دیکہو وہان ایک ہندوستانی زندہ نہ چہوڑو جسوقت اوسکے لشکر کا ہاتہہ تلوار پر پڑا تو
شہر والونکا ہاتہہ یون کا یون ہی رہ گیا پہر نہ اٹہا۔ صبح سے دوپہر تک کشتون کے پشتے لگ گئے اور ہر تلوار
کی آنچ سے آدمیون کا کام تمام ہو رہا تہا اور ہر آگ کی آنچ سے مال اسباب مکان خاک ہو رہے تہے
اسوقت وسط شہر مین روشن الدولہ کی مسجد مین نادر شاہ تلوار کھینچے ہوئے بیٹہا ہوا تہا اور اوس کی
آنکہون مین خون اوتر رہا تہا کسی کا یارانہ تہا کہ شفاعت کے لئے زبان ہلا سکے۔ اوسکا غضب فرو ہوتا
سب امیر دیکہتے تہے اور دم نہ مارتے تہے۔ ایک خواجہ امیر مسجد شاہ پاس روتا ہوا گیا کہ حضور کی رعایا سب قتل
ہو گئی یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا اور آصف جاہ اور قمر الدین خان کو لیکر نادر شاہ پاس پہنچا اور اوسنے
اپنی رعایا کے قصور معاف کرنیکے لئے کہا۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی کوئی درخواست ایسی نہین
ہوئی جسمین خون ریزی ہو اسلئے تلوار اپنی نیام مین کہینچی سارے شہر مین ایرانی نقیب امان امان کہتے
ہوئے بہاگے پل کی پل مین امن امان ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی سپاہ کا کیا عمدہ انتظام
تہا کہ ادہر اوسنے اپنی تلوار کو نیام مین ڈالا ادہر سارے لشکر کی تلوار نیام مین پڑ گئی۔ اگر کسی کی

تلوار گردن پر رکھی ہوئی تھی تو وہین ہی آگے نہ چلی - اب اسمین ہور خون کا اختلاف ہے کہ کتنے آدمی مرے
آٹھ ہزار سے ڈیڑھ لاکھ تک تخمینہ کیا ہی مگر سچ یہ ہی کہ جن لوگون کا خانہ حیات تاریک ہوا
اونکی خانہ شماری اور مردم شماری کون کرتا ہے - نادرشاہ کے آدمیون کو جو ہندوستانیون کے
ہاتھہ سے قتل ہوئے کوئی سات سو بتاتا ہی کوئی ہزار کہتا ہی - پانی پت کی لڑائی مین تین آدمی مرے
تھے اور بیس زخمی ہوئے تھے ہندوستانی بیس ہزار مرے تھے غرض ایرانی اور ہندوستانی دونون کے لئے
یہ ہنگامہ پانی پت کی لڑائی سے بڑا تھا جو امرا بھاگ کر دہلی سے کچھہ فاصلہ پر کسی قلعہ مین محصور تھے
ان سکو نادر نے مارڈالا جس شخص پر اوسکو گمان اس معرکہ مین شریک ہونے کا ہوا اوسکی جان نہ چھوڑی
بعد اسکے اپنے لیے پدر دوم نصراللہ مرزا کا محمد شاہ کی بیٹی سے نکاح کیا جو مجلسین ہوگل اور سورنگی تھیں
اب وہ سرور و رقص و سرود کی مجلسون سے بدل گئین معلوم ہوتا ہی کہ دلی کے آدمی کیسے لہو و لعب کو
پسند کرتے تھے اور امرا دہلی کس درجہ نالائق ہوگئے تھے کہ ہنوز ایرانی دلی سے گئے نہ تھے کہ اونکی
مجلسون مین نقلین ہونی شروع ہوگئین کہ ایرانیون کے چہرے خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
گڑگڑاتے ہوئے اونکے پائون مین گرتے اسپر یہ اہل مجلس خوش ہوتے اور قہقہے مارتے غرض دہلی مین نادرشاہ
اٹھاون دن رہا محمد شاہ سے خلوت مین ملاقاتین رہین اور اوسنے انتظام سلطنت اور دوام دولت کے
قیام اور استحکام کیواسطے بہت نصیحتین کین - پھر اوسنے امرا اور اعیان سلطنت کو بلاکر بادشاہ کی خیرخواہی
کے لئے تاکید و تنبیہ کی اور اطراف کے حاکمون کے نام یہ حکم نوشتی پھر ایا کہ محمد شاہ کی اطاعت کرو آخر
فقرہ اس تحریر کا یہ تھا کہ من محمد شاہ یک دو سہ بدان اگر خدا نخواستہ خبر طغیانی شما بالمنسبہ
بہ بادشاہ گوش زدمن شود نام شما از صفحہ صفحات محو خواہم کرد جو اوسنے کہا اگرچہ اوسکے کرنے
کی فرصت تو اوسے نصیب نہین ہوئی مگر جنکو اوسنے دھمکا دیا تھا اونہون نے اوسکی تقلید کرکے
بہت جلد اس خاندان کو خاک مین ملا دیا - گویا نادر اس خاندان کے ذلیل و درخوار کرنیکا خود سبق
لوگون کو سکھا گیا اور اوسکی ہیبت کو لوگون کے دلون سے اوٹھا گیا اگرچہ وہ امرا کی بڑی خاطرداری
کرتا تھا مگر اونکو خوب پہچانتا تھا - ایک دن قمرالدین خان سے پوچھا کہ آپکی کسقدر بے بیان ہے
اوسنے عرض کیا کہ ساڑھے آٹھ سو - نادر نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ڈیڑھ سو اور قیدی عورتون مین سے

بھیجدو کہ وزیر صاحب کو منصب میں باشیگری (یعنے ہزار آدمیون کی افسری) کا حاصل ہوجاے۔ اس قتل عام ہی پر بس نہ ہوئی۔ اس ہندوستان کی چڑہائی سے نادر شاہ کا بڑا مطلب تھا کہ یہان کے مال سے اپنے تئین مالامال کرے جب سے اوسنے فتح حاصل کی تھی دولت کے لوٹنے پر غش تھا۔ اول اس دولت کے دلانے والا سعادتمند سعادت خان تھا جس نے اپنے بھتیجے میر جنگ کی معرفت دو کروڑ روپیہ گھر سے منگا کر خزانہ نادری مین داخل کیا تھا جب سعادت خان مرگیا تو اونکی جگہ سر بلند خان ہندوستانی اور طہماسپ خان ایرانی کھڑے ہوے۔ اول دونھون نے بادشاہی خزانون اور جواہرات پر تصرف کیا بیگمات تک کا زیور اوتروالیا تخت طاؤس لے لیا۔ بعد اوسکے بڑے امیرون کے گھر ضبط کئے بعض امیرون پر زجر و تعدی کرکے بہت سا مال چھین لیا پھر چھوٹے چھوٹے ملازمون اور عام رعایا کی کم بختی آئی۔ سارے شہر کے دروازون پر پہرہ بندی تھی کہ کوئی شہر سے مال لیکر نکل جاے۔ غرض مال بتلانے کے لئے ہر دولتمند کے گلے پر چھری رکھی ہوئی تھی۔ بہت سے غیرت مند زہر کھاکر مر گئے بہت سے لوگ بیچارے پکڑے گئے باندھے گئے۔ نادر کی طرف سے جو ظلم تھا سو تھا بیچ کے یہ اہلکار اپنا گھر دولت سے بھرنے کے لئے غریبون کی جان کھائے جاتے تھے۔ دس وصول کرتے تو پانچ آپ کھاتے غرض جان اور مال اور عزت اور آبرو کے لئے گھر گھر رونا تھا اس صوبہ برسون کی باقی کا روپیہ وصول کیا گیا جب نادر کو خوب معلوم ہوگیا کہ اب کوئی ٹھکانا روپیہ کے ہاتھ لگنے کا باقی نہیں رہا تو اوسنے مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور اوسنے محمد شاہ کو خود تخت سلطنت پر بٹھایا اور سارا زیور بخشایا اور عہدنامہ لکھایا جسمین دریاے سندہ کی مغرب طرف کا ملک سارا اوسکی قلمرو مین داخل ہوا اب جو لوٹ وہ ہندوستان سے لے گیا اوسکے تخمینہ مین اختلاف زمین و آسمان کا ہے کوئی ستر کروڑ بتلاتا ہی کوئی پندرہ کروڑ ملکھتا ہی اور بہت سے جواہرات بتلاتے ہین جنکی قیمت کا تخمینہ نہین ہوسکتا اس نادر شاہ کے آنکی ہزارون حکایتین اور روایتین مشہور ہین سیکڑون نقلین اوسکی اب تک نقل مجلس ہوتی ہین مگر صحیح صحیح حال اوسی قدر سمجھنا چاہئے جو نادر شاہ نے خود اپنے بیٹے رضا قلی کو خط مین لکھا ہے اور اوسمین وہ سارا حال لکھا ہی جو لاہور سے محمد شاہ کے دوبارہ تخت پر بٹھاتے تک گذرا ہی اوس کا خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین +

اول خبرے از جنگ فوجے از سپاہ ایران با مقدمہ لشکر ہند و غلبہ ایرانیان میدہد و بعد از کوششے کہ برائے
منع ملحق شدن لشکر سعادت خان بہ لشکر محمد شاہ نمودہ فائدہ بران مترتب نشدہ بود مینویسد و بعد ازان میگوید
بدین مضمون کہ چون این مدد بمحمد شاہ رسید مستظہر گشت و لشکر خود را رہا نمودہ در میدان صف محاربت آراست
و ما کہ در ارزنجیں بودیم قراول بجہت صیانت اردو گذاشتہ و از قادر متعال استعانت جستہ بر دشمن حملہ بردیم
نادر ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن سوز عمر بعد از ان بعون الٰہی بہادران لشکر
شکار صف خصم را بر ہم زدہ ایشان را متفرق گردند درین مقام تفصیل نامہائے اعاظم امرا کہ کشتہ و زخمی و
اسیر شدند مینویسد از جملہ مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر میکند و بعد میگوید
کہ این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت بیم عساکر ما غنیم را تعاقب کردند ہنوز یک ساعت از روز
باقی بود کہ معرکہ حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان
دادیم کہ از یورش دست بدارند خزانہ ایشیا و چند فیل و قدرے از توپخانہ پادشاہ ہندوستان و
تقاسیل غنایم از ہر قسم بسبب این فتح بدست افتاد و از بیست ہزار متجاوز از دشمن بر خاک
ہلاک افتادند و خیلے بیش ازین نیز در قید آسارند در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر محمد شاہ را احاطہ کردہ
راہ مرادوت با اطراف و حوالی را بر ایشان مسدود ساختیم و توپہا و خمپارہا را بجہت با خاک یکسان
کردن استحکامات مہیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمے در اردوے ہندیان راہ یافتہ و ہیچ وجہ
آوارہ پذیر نبودند محمد شاہ از روے ضرورت ارسال پیغام نمود بعد از یک روز در پنجشنبہ ہفتدہم ذیقعدہ
نظام الملک را بارد وے ما فرستادہ روز دیگر خود با اعیان ملک حضور رسید و روز دیگر کہ محمد شاہ روبار د
می آمد بملاحظہ اینکہ ما ترکانیم و او نیز از سلسلہ ترکانیہ و خانوادہ گورکانیہ است فرزند عزیز نصر اللہ میرزا را تا ببرون
اردو باستقبال فرستادیم و او را در خیمہ بادشاہی ما گشت نظر بملاحظہ قرابت ایلی آنچہ لازمہ احترام بادشاہی
وے بود معمول داشتیم و او مہر سلطنت خود را با ما سپردہ و ما حکم کردیم کہ کسے متعرض سراپردہ شاہی متعلقان
سرکار سلطنت و امرا و اعیان مملکت نشود و در نوبت بادشاہ و حرم بادشاہی و جمیع اکابر و اعاظم
ہندوستان کہ از اردو حرکت کردہ اند بدہلی رسیدہ اند و ما نیز در بیست و نہم ذی القعدہ بجانب دہلی
حرکت خواہیم کرد و ارادہ این ست کہ نظر بملاحظہ نسب محمد شاہ و قرابت ایلی کہ فیما بین ہست او را در باغ

بر بادشاہی ہندوستان مقرر نمودہ تاج سلطنت بر سر و تہیم حمد خدایرا کہ باسنجام جنین کارہا را قدرت داد
باقی ہم ان بانون کو نرمل جانتے ہین کہ آصف الدولہ اور سعادتخان دونو نے یا اونمین سے ایک نے نادرشاہ کو
بلایا تہا - یا یہ سعادتخان نادرشاہ کو بہکا کر دلی مین لایا تہا - اب ان دونو کہانیون کے سوا ر ایک
کہانی اس سے بڑہ کے اور غضب کی سنو جسکو آجکل فرنگستانی مورخ اور محقق بہی یقین کرتے ہین اور
اور ہم اوسکی نقل آگے کرتے ہین - اس ملک مین ایک گروہ یا وہ گوؤن اور حماقت پیشہ لوگون کا ہی کہ وہ
اپنے تئیں عاملون سے بہتر اور حکیمون سے برتر سمجہتا ہے اور بازاری آدمیون مین اپنی عقل فروشی کے
لئے دماغ سے گھڑ گھڑکر کہانیان کہا کرتا ہے اونکو اپنی عقل کے زور سے ایسے پیرایہ مین ادا کرتا ہی کہ اصل
واقعہ کچہہ سے کچہہ نظر آنے لگتا ہے اور بے اصل بات اصلی واقعہ معلوم ہوتا ہے افسوس ہے کہ
بعض اوقات ایسی باتون کو عقلمند بہی یقین کرنے لگتے ہین - اب وہ نقل یون ہے کہ نادرشاہ نے
آصف جاہ کو بلایا اور کہا کہ اوبڈہے تونے ہمکو قندہار مین کیا لکہہ کر بہیجا تہا کہ اگر بندگان حضور یہان
تشریف لائین تو پچاس کروڑ روپیہ غلام حاضر کریگا بادشاہ اور امرا کے خزانے اور دفینے غلام
اسکے ہین - اب وہ روپیہ کہان ہی - جا آج کل کی اور مہلت ہے اگر روپیہ لایا خیر ہے نہین تو
تو نہین - آصف جاہ یہ سنکر سید ہا برہان الملک کے پاس گیا اور کہا بہائی آج یہ مجہپر آفت آئی
ہی کل تم پر آنیوالی ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ ملک دکن کو کئی دفعہ مین نے خاک مین ملایا - اسمرتبہ
لڑائیون مین نام پایا - آج یہ قزلباش بچہ بے نام و نشان مجہے یون لعنت ملامت کرتا ہے
اس جینے سے تو مرنا بہتر ہے میرا ارادہ ہی کہ زہر کا پیالہ پیکر مر رہون - خدا کے جان نادر سے
میرا سوال و جواب ہو رہیگا - برہان الملک نے بہی کہا اچہا مین بہی یہی کرتا ہون اس ٹرہا پے مین
کون بے عزتی اٹہائے - غرض برہان الملک نے جاکر اپنے گھر مین زہر کا پیالہ پی لیا - اور خدا کو
جان سونپدی - اور آصف جاہ گہر مین آرام سے سو رہا صبح اوٹہکر جو سنا کہ برہان الملک فوت ہوا
تو ظاہر مین رنجیدہ دل مین خوش ہوا - بعض نے اسمین اور نمک مرچ یہ لگایا ہے کہ دونو آصف جاہ
اور برہان الملک کو نادر نے بلایا اور اونکی دغابازی اور بیوفائی پر لعنت ملامت کی اور دربار ہی
مین تہوک دیا - اسلئے دونو نے آپسمین یہ ٹہیرایا کہ زہر کا پیالہ پیکر جان آفرین کو جان دیدین آصف جاہ

جھوٹ موٹ دم چرا کر پڑ رہا۔ برہان الملک نے آدمی کو خبر کے لیے بھیجا۔ اونسے جاکر کہا کہ آصف جاہ کا دم لبوں پر ہے تو وہ اس کام مین ہے رقیب سے کم رہنے کو میعزتی سمجھا۔ اور سچ مچ زہر کا پیالہ پی گیا۔ اور مر گیا۔ آصف جاہ بھلا چنگا صبح اوٹھا اور اونسے فخریہ دوستون سے کہا کہ کیا دشمن کو مارا ہے۔ فقط اصل حال یہ ہے کہ سب معتبر مورخ لکھتے ہین کہ نادرشاہ دہلی مین تھا کہ برہان الملک سرطان کے پھوڑے سے مر گیا۔

جب نادرشاہ یہانسے چلا گیا تو اول اوسکا اثر یہ ہوا کہ سلطنت دہلی سے تین زرخیز صوبے بنگالہ بہار اڑیسہ علیحدہ ہو گئے۔ اور اونمین جداہی علی وردی خان کی ایک ریاست قائم ہو گئی۔ شجاع الدولہ قوم افشار سے تھا اور جعفر خان کا داماد تھا۔ جب جعفر خان کو صوبہ بنگالہ کی نظامت اور دیوانی مرحمت ہوئی تو اوسکی سفارش سے شجاع الدولہ اڑیسہ کا صوبہ دار ہوا۔ مگر ان داماد اور خسر مین ایسا مزاج کا اختلاف تھا کہ وہ پاس پاس رہنا پسند نہین کرتے تھے۔ اور شجاع الدولہ کی ماں کے گھر خاوند کی بڑائی کے سبب سے رہتی تھی۔ اور اوسکا بیٹا سرفراز خان بھی اپنی ماں کے ساتھ رہتا تھا اور نانا نواسے کو بہت چاہتا تھا۔ جعفر خان کا پہلے نام مرشد قلی تھا۔ اسلئے جو شہر اوسنے بنا کیا اوسکا نام مرشدآباد رکھا۔ اوسی مین وہ رہتا تھا۔ شاہزادہ اعظم شاہ کے رفیقون مین ایک شخص مرزا محمد تھا۔ اوسکے دو بیٹے مرزا محمد علی اور حاجی احمد لائق فائق تھے۔ جب شاہزادہ اعظم مارا گیا تو مرزا محمد زمانہ کے ہاتھ سے تنگ ہو کر شجاع الدولہ صوبہ دار اڑیسہ کے پاس چلا گیا۔ اوسکی بی بی بھی قوم افشار سے تھی اور شجاع الدولہ کی رشتہ مند تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ اوسکی انا تھی۔ پھر مرزا محمد علی بھی باپ پاس گیا اور اس سرکار مین نوکر ہو گیا اور روز بروز اپنی حسن لیاقت کے سبب سے ترقی پاتا گیا۔ اور شجاع الدولہ کے مزاج پر حاوی ہوتا گیا۔ اونسے پھر اپنے بھائی حاجی احمد کو بھی یہان دہلی سے مع اہل و عیال کے بلوا لیا۔ وہ بھی شجاع الدولہ کے رفیقون مین شریک ہو گیا۔ ان دونو بھائیون کی حسن تدبیر سے ملک اڑیسہ کا خوب بندوبست ہو گیا۔ اور ریاست کو خوب استحکام ہو گیا۔ اوسکی آمدنی بھی بڑھ گئی +

شجاع الدولہ نے بادشاہ کی خدمت مین آدمی بھیجکر مرزا محمد علی کو مرزا محمد علی وردی خان کا

خطاب دلایا جعفر خان کو تو داماد سے رنجش تھی مگر اوسکے بیٹے علاء الدولہ سرفراز خان یعنے نواسے سے کمال محبت تھی جب اپنا وقت مرگ قریب دیکھا تو نواسہ کو اپنے جانشین مقرر کرنا چاہا محمد علی وردیخان اور حاجی احمد سے شجاع الدولہ نے مشورہ کیا اور ان بھائیون نے بادشاہ دہلی کی خدمت مین اسکی طرف سے درخواستین بھیجین کہ ملک اڑیسہ اور بنگالہ کی نظامت اور دیوانی اوسکو مرحمت ہو اور اپنی سپاہ کے معتمد آدمیون کو ظاہر مین موقوف کیا۔ اور اوسنے کہہ دیا کہ تم مرشد آباد مین مختلف مقامات پر جا کر جمع ہو۔ اور اس خبر کے منتظر رہو کہ کب جعفر خان کے گھر مین شجاع الدولہ آتا ہے۔ برسات کا موسم بھی قریب تھا۔ اسلئے کشتی وغیرہ سب سامان درست کر لیا اور جعفر خان کی ڈیوڑھی تک برابر ڈاک لگا دی کہ جسوقت قاصد اجل آئے تو فوراً خبر پہنچ جائے جب یقین ہو گیا کہ جعفر خان پانچ چھ روز کا مہمان ہے تو شجاع الدولہ مع محمد علی وردیخان اور اور رفقا کے کٹک سے چلدیا اور اپنے بیٹے محمد تقی خان کو جو دوسری بی بی سے تھا اڑیسہ مین اپنا قائم مقام کیا۔ راہ ہی مین جعفر خان کے انتقال کی ادھر خبر پہنچی۔ ادھر بادشاہ کی طرف سے سند بھی آگئی۔ وہ بہت جلد مرشد آباد مین پہونچا۔ اور چہلستون مین جعفر خان کا جانشین ہو گیا۔ اور شادیانے مسند نشینی کی بجوائے اب سرفراز خان دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا کہ کیا تھا کیا ہو گیا۔ ناچار سوار اسکی چارہ نہ دیکھا کہ باپ کی خدمت حاضر ہوا۔ نذر اور مبارکباد دی۔ شجاع الدولہ نے نہایت عدالت سے کام کیا۔ سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ کھا دیا۔ بیٹے محمد تقی خان کو اڑیسہ کا نائب صوبہ اور مرشد قلی خان اپنے داماد کو جہانگیر پور ڈھاکہ کا حاکم اور محمد علی وردی کو عظیم آباد مین اپنا نائب مقرر کیا اور بادشاہ کے ہان سے اوسکو مہابت جنگ کا خطاب اور پنجہزاری کا منصب دلایا +

جب نادرشاہ دہلی مین آیا تو شجاع الدولہ اپنی اجل سے مر گیا علاء الدولہ سرفراز خان باپ کا جانشین ہوا حاجی احمد اور محمد علی وردی خان کے تمام رشتہ دار پٹنہ مین داخل تھے بادشاہ انسے سرفراز خان کی بگڑی اور ادھر نادرشاہ کے دینے کے لئے زر کثیر کا مطالبہ آیا خرچ کم کرنیکے واسطے محمد علی وردی خان نے لشکر کے موقوف کرنیکی صلاح سرفراز خان کو بتائی۔ اسنے اور شبہ

+ شجاع الدولہ کا مرنا اور محمد علی وردی خان کی لڑائی سرفراز خان سے اور اسکا انجام +

اوس کے دلمین پیدا ہوا حاجی احمد اوسکے بھائی سے دلوانی لے لی۔ اسپر اوسنے جلکر اپنے بھائی کو
ایک ایک بات کی سو سو باتین لکھہ کر بھیجنی شروع کین جب محمد علی وردی خان نے دیکھا کہ سرافراز خان
سے کسی طرح نہیں بنھے گی۔ تو اوسنے اپنے پرانے دوست معتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کی سعی سے
ایک کروڑ روپیہ نذرانہ دینے کے وعدہ پر یہ حکم منگا لیا کہ سرافراز خان کا گھر ضبط کرو اور اوس کے
ہاتھ تلے سے تینون صوبے نکال لو۔ غرض ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء مین ان تینون صوبون کا وہ مالک ہو گیا اور
سرافراز خان کا گھر باضبط کرکے اوسنے بادشاہ کا نذرانہ بھی بھیجدیا۔ اب یہ ایک طول طویل قصہ
ہے جسکے پڑھنے سے دل گھبراتا ہی کہ اوسنے کسطرح سے مرشد آباد پر قبضہ پایا۔ اور سرافراز خان کو کیونکر
نکالا اسکا فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہی کہ آیا سرافراز خان نے محمد علی وردی خان سے بدسلوکیان کین یا
اوسنے نمک حرامی کی۔ اور فریب و روغا اور مکاری سے ان تینون صوبون پر قبضہ پایا۔ اڑیسہ
مین سرافراز خان کا بہنوئی مرشد قلی خان صوبہ تھا۔ اوسکو محمد علی وردی خان مہابت جنگ نے
لکھا کہ تھارا مافی الضمیر کیا ہی۔ اوسکا ارادہ صلح کا تھا مگر اپنے داماد باقر علیخان کے کہنے سے اوسنے
مصالحت سے انکار کر دیا۔ اور مہابت جنگ نے سنہ ۱۲ ہزار سوار لیکر اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا سخت لڑائی
کے بعد مرشد قلیخان کو شکست ہوئی۔ اور وہ جان بچاکر بھاگ گیا۔ اور پھر آیندہ لڑنیکی قسم کھائی
مگر کٹک مین یہ حالہ پیش آیا کہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجے صولت جنگ کو وہان صوبہ دار مقرر کیا تھا
اوسنے سپاہ کی تنخواہ مین تخفیف کرنی چاہی۔ اس سپاہ نے قبول نہین کیا کیونکہ یہ بھتیجے غریب الوطن مرشد آباد
سے گئے تھے مگر کٹک کے آدمیون نے گھر کی نوکری سمجھکر تھوڑی تنخواہ قبول کر لی غرض اس طرح
قدیم الخدمت موقوف ہوتے گئے۔ اور نئی فوج بھرتی ہو گئی۔ اس نوجوان نے جوانی کی مستی مین آن کر
ایسے بڑے کام کرنے شروع کئے کہ کٹک مین ایک قیامت برپا کر دی۔ اسپر لوگون نے باقر علی خان داماد
مرشد قلی خان کی تحریک اور ترغیب سے ایک ہنگامہ برپا کرکے صولت جنگ کو گرفتار کر لیا۔ اور باقر علیخان
کے حوالہ کر دیا۔ ہر چند صولت جنگ کے باپ نے مہابت جنگ سے کہا کہ باقر علی خان کو اڑیسہ دیکر صلح کر لو
اور صولت جنگ کی جان بچالے۔ مگر اوسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور فوج کو چڑھاکر ملک اڑیسہ مین لے گیا۔ اور
اور باقر علی خان کو شکست دی اور بھتیجے کو اجل کے حلق مین سے نکال کر لے آیا۔ اور وہان

مرہٹون کا ملک بنگال میں غدر مچانا +

صوبہ اڑیسہ کا انتظام کرکے مرشد آباد ۱۱۵۶ھ میں آیا تو کیا سنتا ہے کہ ملک کو مرہٹے تاخت و تاراج کر رہے ہین +

یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ برار کے راجہ رگھوجی بھوسلا نے اپنے سپہ سالار بھاسکر پنڈت کو پچیس ہزار سپاہ دیکر یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین اپنی فتوحات کو توسیع دے۔ علی وردی خان ہنوز بردوان مین پہنچا تھا۔ اور یہان اوسنے اپنا سامان جنگ نہین رکھا تھا کہ مرہٹون نے اوسکے ملک کے گرد نواح مین غدر مچا دیا کچھ لڑائیون کی چھیڑ چھاڑ ہوئی مرہٹون نے یہ کہا کہ اگر دس لاکھ روپیہ دو تو اولٹے چلے جائین۔ مگر علی وردی خان نے اوسے انکار کیا۔ اور اوسنے مرشد آباد جانیکا قصد کیا اوسکے ساتھ پانچہزار سپاہ تھی۔ مگر پھر بھگا ہ اوسکے ساتھ ایسی ہولی کہ جس سے نظم سپاہ مین خلل پڑا اور اس سبب سے اوسکا بڑا نقصان ہوا تمام توپین اور خیمے اور سارا اسباب باربرداری وغیرہ اوسکا مرہٹونکے ہاتھہ لگا۔ مگر اوسنے مرہٹونکی شرائط کو جو بہ سبب فتحیابی کے سخت کرتے جاتے تھے انکار کیا چار روز مین وہ کٹوا مین پہنچا اور اوسکا بھتیجا صولت جنگ بھی ملک کے لئے آگیا۔ میر حبیب ایک سردار جو مہابت جنگ کی نوکری چھوڑکر مرہٹون سے جا ملا تھا۔ اوسکے ماتحت مرہٹون نے مرشد آباد پر حملہ کیا لیکن علی وردی خان بطور الیغار کے اس شہر مین آپہنچا اور اوسکا مرہٹونکی لوٹ مارسے بچایا۔ مگر اپنی دست جگت سیٹھہ کو نہ بچا سکا تیس لاکھ روپیہ اوسکے گھر سے مرہٹے نکال کر لیگئے۔ اب سارے دکن مین مرہٹے ایسے پھیل گئے کہ گنگا کے مغرب مین مرشد آباد اور اوسکی نواح کے کوئی جگہ ایسی خالی نہ تھی جہان موسم برسات کا تھا۔ اس اثنا مین محمد علی وردی خان نے اپنا سارا سامان نہایت درست کرکے ایک سپاہ جرار لیکر دریاؤن کے پایاب ہونے سے پہلے کشتیون کے پل باندہ کر پار اُتر گیا۔ اور دفعتاً مرہٹونکو جا دبایا۔ اور اونکو ایسا بھگایا کہ اونکے سارے خیمے اور اسباب ہاتھہ لگے اور جنگلون مین گھیر گھیر کر اونکا خوب شکار کیا پھر کچھہ دنون بعد مرہٹون نے گنگا پر حملہ کیا۔ یہان بھی علی وردی خان نے اونکو شکست دیدی اور وہ سب کے سب بنگال سے چلے گئے محمد شاہ نے اس حسن خدمات کے عوض مین علی وردی خان اور اوسکی خاندان کو بڑے بڑے خطاب عنایت اور خلعت حمت کئے اور صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کو حکم دیا کہ اوسکی اعانت کو جائے مگر علی وردی خان نے فتح حاصل کرکے اس دوست کی دوستی سے جو حقیقت مین

دشمن کی دشمنی سے زیادہ مخوف تھے نجات پائی۔ اوسکو صفدر جنگ پر یہ شبہ ہوا کہ کہین وہی ان صوبون کو نہ دبالے۔ ایک سرحدون سے لڑائی ہو رہی ہو دوسری اسے ہو جائے تو پھر مشکل پڑے اسلئے صفدر جنگ جب عظیم آباد میں آیا۔ تو بائیں مناسب اوسکو لکھ بھیجا کہ آپ کی ضرورت مرشد آباد مین نہین ہے آپ اولٹے اودھ کو تشریف لیجائیے۔ دس لاکھ روپئے بھی سفر خرچ کے لئے بھیجے۔ تکلیف اٹھانے کی اجرت دیدی۔ اور بادشاہ کو بھی لکھ بھیجا کہ مجھے صفدر جنگ جیسے آدمیون کی استعانت کی ضرورت نہین ہے۔ سب سے زیادہ عمدہ تدبیر بنگال بچانیکی بادشاہ کو سوجھی۔ وہ یہ تھی کہ بالاجی راؤ کو علی وردیخان کی امداد کے لئے بھیجا۔ رگھوجی بھاسکر پنڈت کے شکست پانیسے بڑے طیش مین آیا۔ وہ خود سپاہ کثیر بڑے سامان سے لیکر بنگال پر چڑھ آیا۔ یہان بالاجی مرشد آباد مین اپنے ہم وطنون کے نکالنے کے لئے آپہنچا تھا اسکا سبب یہ کام کیون اوسنے انتیا کیا آگے بیان کیا جائیگا۔ اوسنے رگھوجی کو بالکل اضلاع بنگال سے ۱۷۴۳ء مین شکستین دیکر خارج کردیا۔ دوسرے برس بھاسکر پنڈت بہت سی سپاہ لیکر بنگال پر چڑھا اور دسمن سے بہت کچھ روپیہ مانگا مگر ایکدفعہ علی وردی خان اور ہی سپاہیانہ پیچ کھیلا مصطفےٰ خان اور راجہ جانکی رام کے متہد مصالحت مین کوشش کی کچھ ایسے افسانون کے فسون بنائے کہ بھاسکر پنڈت اور اوسکے بڑے بڑے سردار اس بات پر راضی ہوئے کہ میدان گنگ پور مین ایک خیمہ کے اندر ملاقات آپسمین ہو اور زبانی شرایط صلح کا فیصلہ ہو۔ اس ملاقات مین آخر صفر یا شروع ربیع الاول ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء بھاسکر پنڈت اور اوسکے سب رفیقون کو بلاکر علی وردیخان نے قتل کرڈالا اور پھر مرہٹون کی سپاہ پر حملہ کرکے شکست دیدی۔ فقط ایک گانکوار کا سردار بچکر گیا۔ مگر اس دغابازی اور فتح دونو سے کچھ فائدہ نہ ہوا +

مصطفےٰ خان مہابت جنگ علی وردی خان کا بھانجا اور داماد تھا +

علی وردی خان حقارت سے اپنے دشمنون کو تو جانور سمجھتا تھا مگر یہ کام اوس نے مصطفےٰ خان کے ساتھ بھی دغا کا کیا۔ وہ کیا کرے مقتضائے زمانہ یہی تھا۔ آج کل دغابازی کا بازار گرم تھا سبکو بے ایمانی کا آسرا تھا۔ مہابت جنگ دل کا سخی ہاتھ کا فیاض تھا اور اپنے رفیقون کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کرتا تھا اور جو اونسے وعدہ کرتا اوسے پورا کرتا۔ اب اس آخر مہم مین جب اوسے مشکل پڑی تو طبیعت کی فیاضی سے رفیقون سے بڑے بڑے وعدے کرلئے مگر اونکو پورا کرنا اندیشہ سے خالی نہ تھا غرض کہ وقت

وعدہ کرنا سہل ہوتا ہے مگر بعد غرض نکلنے کے اوسکا ایفا مشکل ہوتا ہے - اسی وقت مین مصطفےٰ خان سے بہار کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کر بیٹھا جب وقت نکل گیا تو یہ سوچی کہ کہیں اپنی طرح سے بہار کی صوبہ داری سے وہ بھی بنگال کی صوبہ داری پڑ نکہ نہ بجائے کیونکہ یہ مصطفےٰ خان ہی اسکا سپہ سالار تہا جسنے اوسکو اس رتبہ پر پہنچایا تہا - اوسکی لیاقت کا نقش دل پر تہا غرض اس بات پر دونون مین بخرش شروع ہوئی - اتنے مین یہ معاملہ درپیش آیا کہ مصطفےٰ خان کے دوست رفیق علی وردی خان کے دربار مین آئے اور اونہون نے کہا کہ مصطفےٰ خان بھی آتا ہے خواجہ سرا نے مہابت جنگ سے آکر کہا کہ محل سرا مین تشریف لیجائیے حضور کے گھر مین نواب بیگم کو مہیا ہوا ہے مہابت جنگ مہیا ہو کر اور ان دونون آدمیون سے یہ کہہ کر کہ تم بیٹھو مین آتا ہون محل مین چلا گیا - ان دونون کو شبہ ہوا کہ شاید آج مصطفےٰ خان کے قتل کا ارادہ ہے جو یہ خود بہانہ کر کے محل مین چلا گیا ہے یہ سمجھکر وہ وہان سے چلے راہ مین مصطفےٰ خان ملا - اوسنے اونہون نے یہ کہا کہ آج آپ کہان جاتے ہین وہان تو یہ تجویز ہوئی ہے وہ یہ سنکر اولٹا اپنے گھر آیا - اور اپنے تن کے نو ہزار سوارون کو اکٹھا کر بیٹھا - ادھر بھی سپاہ کی کمر بندی ہوئی اس وقت نہ پوچھو کہ مہابت جنگ کی جان پر کیا بنی ہوئی تھی - آخر کود و نو مین یہہ فیصلہ ہو گیا کہ مصطفےٰ خان نے استعفا دیدیا - اور مہابت جنگ نے اوسکو ستر ہ لاکھ روپیہ تنخواہ کا اس شرط سے دیدیا کہ وہ اوسکی عملداری مین نہ رہے مصطفےٰ خان آٹھ نو ہزار اپنے آدمیون کے ساتھ مرشد آباد سے چلدیا - اور اپنی چھاونی مین آگ لگا گیا جب شہر والون کی جان مین جان آئی - اب وہ راج محل مین گیا وہان سے ہاتھی اور توپخانہ لیا - پھر بہار کے لینے کا ارادہ مصمم کر لیا +

مہابت جنگ کا بھتیجا مہابت جنگ سے لڑنے کو جاتا ہے اور اسکا حال

اس وقت مہابت جنگ کا بھتیجا سپہ سالار بہار مین فرمانروا تہا - چچا کا خط آیا تہا کہ مین نہ آؤن مصطفےٰ خان سے نہ لڑنا مگر اوسنے اسکا خیال نہ کیا - پٹنہ سے کوچ کیا اور اس پرانے تجربہ کار سپہ سالار اور اوسکی سپاہ آزمودہ کار پر حملہ کر دیا - قریب تہا کہ اوسکو بالکل شکست ہو اور خود گرفتار ہو مگر عجب اتفاق ہوا کہ مہابت جنگ کی سپاہ بھاگی جاتی تھی کہ مصطفےٰ خان کا فیلبان گولی کی ضرب سے ہاتھی سے نیچے گرا - اس سبب سے ہاتھی بگڑا - ناچار مصطفےٰ خان اوسپر اس نظر سے کودا کہ مہابت جنگ کو گرفتار کر لے مگر اوسکی سپاہ یہ جانا کہ وہ بھی فیلبان کی طرح ہاتھی سے گرا ہے اسلئے سپاہ متفرق اور منتشر ہو گئی

اوراس پرانے سپاہی کو سوار اسکے کچھ نہ بن آیا کہ میدان سے بھاگ کر اپنی سپاہ مین جا غرض یہ لڑائی بڑے لطف کی ہوئی کہ دونو لشکر آپسمین ایک دوسرے سے بھاگے ایک ہفتہ کے بعد مصطفےٰ خان نے پھر ہیبت جنگ کے لشکر پر حملہ کیا مگر ہیبت جنگ کو فتح ہوئی اور مصطفےٰ خان کی زخمی آنکھ مین زخم لگا اور وہ اوسکے بڑے رفیق مارے گئے ۔ اب اس شکست کے بعد اوسنے یہ سنا کہ علی وردی خان بھی آتا ہی اوس نے وہ بھاگ گیا چچا بھتیجون کی فوج نے اوسکا سخت تعاقب کیا اور اودہ کی سرحد تک اوسکا پیچھا نہ چھوڑا پھر ایک مدت کے بعد وہ ہیبت جنگ سے لڑا مگر شکست کھا کر مارا گیا ۔

اس عرصہ مین علی وردی پر مرہٹون کا ایک اور حملہ ہوا ۔ راگھوجی کو جب اپنے سپہ سالار بھاسکر اور اوسکے ساتھ اور نیس افسرون کا دغا سے قتل ہونا معلوم ہوا تو اوسکو نہایت غصہ آیا اور اوس نے یہ بھی دیکھا کہ یہان یہ فساد اور عناد ہو رہے ہین اور اوسکے سبب بے انتظامی اپنے پانوں پھیلا رہی ہے اسلئے وہ بھی یہان لشکر لیکر اپنے پانون پھیلانے آیا اور علی وردی سے بہت کچھ روپیہ اور ملک مانگا علی وردی خان نے دو مہینہ تک تو لیت ولعل مین ٹالا کبھی کچھ شرائط صلح پیش ہوئین کبھی کچھ غرض جب موسم لڑائی کے واسطے آگیا تو اوسنے راگھوجی بھوسلا کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی دفعہ شکست دی اور ایک دفعہ یہانتک نوبت پہنچی کہ راگھوجی گرفتار ہی ہو گیا ہوتا مگر بچ گیا پھر ایک دفعہ مرہٹون نے مرشد آباد پر حملہ کیا مگر علی وردی خان نے اپنی شجاعت اور دلاوری سے شہر کو محفوظ رکھا یہ مرشد آباد ہی مرہٹون کا مرشد تھا جو اونکے ہاتھ سے بچا نہیں تو مرہٹون نے کسی معمولی شہر پر ہاتھ نہین ڈالا جسکو لوٹ لاٹ کر برباد نہیں کیا کٹوا کے قریب راگھوجی کو بڑی شکست ہوئی اور ساری اوسکی سپاہ مین بے انتظامی پھیل گئی اسلئے وہ ۱۱۵۹ھ ۱۷۴۵ء مین لوٹا چلا گیا اب میدان کی لڑائیان موقوف ہوئین علی وردی خان نے اپنے نواسے سراج الدولہ کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی کچھ دنون امن امان رہا مگر پھر جو جھگڑے شروع ہوئے تو علی وردی خان کے مرنے پر ختم ہوئے

راگھوجی بھوسلا جو گرفتاری سے بچکر نکل گیا وہ علی وردی خان کے دو افغان سردارون شمشیر خان و سردار خان کی دغا تھی ان دونون سردارون کو موقوف کیا مگر اوسنے یہ بے احتیاطی کی کہ اونکو چھ ہزار سپاہ کے ساتھ بہار مین رہنے دیا جسکا انجام برا ہوا اسلئے کہ میر حبیب کے قبضہ مین

اس زمانہ مین علی وردی خان کے حق مین بھی کوئی نہ کوئی کھٹکا لگا رہا اوسنے کٹک کی فتح کا ارادہ کیا اس کام مین کامیابی کی صورت نمودار ہوتی تھی کہ اوسکے دو بڑے سردار میر جعفر اور عطا اللہ بگڑ بیٹھے اونکو مرشد آباد مین لاکر موقوف کیا مرہٹون کے سپہ سالار رگھوجی نے پھر مرشد آباد پر حملہ کیا مگر اوسکو اپنی بہادری سے اوسنے ہٹا دیا غرض اب اس جمع المرد پر ایک بلاؤن کا دریا اُمنڈ آیا - نمک حرام بغیرت بے وفا افسر سرزار خان ماں شیر خان جو بہار مین مقیم تھے - اونھون نے بہت سے اوباش اور بدمعاش اپنے پاس جمع کئے - بہار مین اسوقت ہیبت جنگ صوبہ دار تھا اوسنے چچا ان دونون بدمعاشون کی معافی تقصیرات کی درخواست کی اور بہت منت اور سماجت سے یہ التجا کی کہ اونکو پھر ملازم رکھ لیجے - اسکا سبب نہین معلوم ہوا کہ وہ اس بات کو کیون چاہتا تھا - اگرچہ مہابت جنگ کا دل اس درخواست کے منظور کرنیسے راضی نہ تھا مگر بھتیجے کی دل شکنی بھی منظور نہ تھی اسلئے اوسنے درخواست منظور کرلی - اول ہی ملاقات مین یہ گل کھلا - کہ ہیبت جنگ نے اس نظر سے کہ ان دونو بیوفا بے ایمان سردارون کا دل صاف ہوا اپنے نوکرون اور پہرہ دار سپاہیون کو علحدہ کر دیا - اور تنہائی مین ملاقات کے لئے بلایا جب شیر خان آیا اور وہان اوسنے یہ تنہائی دیکھی تو ہیبت جنگ کو اپنی ہاتھ سے مار ڈالا - اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکے جھٹ پٹ پٹنہ پر قبضہ کر لیا - ایک غدر مچا دیا - ہیبت جنگ کا باپ حاجی احمد بعد سرفراز خان کے برباد کرنیکے بھائی سے ناراض ہوکر گوشہ نشین ہوا تھا - اوسکو باغیون نے گرفتار کر لیا اور دولت تبلانیکے لئے نہایت تکلیف دی - یہانتک کہ وہ مر گیا - گو اوسنے اپنی دولت نہ بتائی مگر باغیون نے اپنی قسمت سے پائی - اور اوسکو سپاہ کے بھرتی کرنے مین خرچ کرنا شروع کیا - اور بیچارے غریب باشندون سے نہایت جبر اور قہر سے روپیہ وصول کیا - اور ہیبت جنگ کی بی بی کو بھی جو مہابت جنگ کی بیٹی تھی یہ باغی لے گئے غرض یہ سارا حال ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء مین گذرا - اب اسوقت اس جوانمرد کی مصیبتون کو دیکھنا چاہئے کہ دہران باغیون کا زور اور ہر مرہٹون کا شور بھتیجے اور بھائی کا قتل ہونا - بیٹی کا باغیون کے ہاتھ مین پڑنا جو افسر اپنے پاس تھے اونکا قابل اعتبار کے نہ ہونا - ایسے وقت مین اس دانشمند شجاع نے اپنے منتخب افسرون کو جمع کیا اور اونکی نہایت تشفی اور تسکین کی اور بڑے بڑے

انعام اکرام کے وعدے کئے اور یہ بھی کہدیا کہ جو مجھسے ناراض ہو وہ خوشی سے چلا جائے میرے پاس نہ رہے
غرض اس حکمت سے سارے اوسکے افسر خیر خواہ اور سپاہ دل سے ہوا خواہ ہو گئے۔ سب پہلی باتوں سے
چشم پوشی کرکے اوسنے میر جعفر کو کٹک کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور مرشد آباد عطا اللہ اور ایک اپنے بھتیجے
کو سپرد کیا اور بڑی تیاری اوسنے باغیوں کی سرکوبی کے لئے کی۔ اور اوس کے کہنے سے شہر کے
تمام دولتمند جنکو لڑنا نہیں آتا تھا گنگا کے پار چلے گئے۔ اور اوسنے یہ اشتہار دیدیا کہ سارا شہر
مرہٹوں سے لڑنے کے لئے تیار رہے۔ اب وہ چالیس ہزار سپاہ اور بہت سا ذخیرہ اور سامان
لیکر ایک لوڑہ میں بیٹھ دریا پار اپنے گھر کے دشمنوں کے مارنے کے لئے چلا اور وہ جتنا
آگے بڑھتا گیا اوسکا لشکر بھی بڑھتا گیا۔ اور باغیوں کا سردار اپنی ایک اور دغا بازی کے
سبب سے اوسکے ہاتھ میں پڑ گیا جسکا بیان آگے آتا ہے۔ اسطرف سے شمشیر خان بھی پچاس ہزار سپاہ کا
میر حبیب کے اغوا سے کیا تھا۔ اب افغان اس لشکر میں گئے۔ وہاں اونکو خلعت مرحمت ہوئے
اور بہار کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ پھر وہاں سے چلے آئے۔ اب ان افغانوں کا ارادہ ہوا کہ
اپنی تنخواہ کا دعوی اوپر ثابت کیجے اسلئے اونھوں نے میر حبیب کی دعوت کی۔ اور ایک خیمہ میں اوسکو
اتارا اور اوسکے گرد پہرہ چوکی بٹھایا۔ جب وہ چلنے لگا تو افغانوں نے کہا کہ سارا کام ہمنے آپکے
حکم کے موجب کیئے ہیں اب ہماری تنخواہ کا چالیس لاکھ روپیہ عنایت کیجے۔ بعد بہت گفتگو کے
دو لاکھ روپیہ دیکر میر حبیب نے خلاصی پائی۔ غرض اسطرح ان افغانوں اور مرہٹوں میں نفاق کی
جگہہ نفاق ہوا علی وردی خان نے دوسرے روز آکر باغیوں پر حملہ کیا اور اونکو شکست عظیم دی شمشیر خان
مارا گیا اور اوسکے سارا مال اسباب پر قبضہ ہوا۔ اوسکے خیمہ میں جسوقت مہابت جنگ نے اپنی بہنی کو
بھی دیکھا تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا مرہٹے جیسے آئے تھے ویسے ہی نامراد چلے۔ اور اس
ملک کو بالکل خالی کر گئے کچھہ کٹک میں باقی تھے اوسنے خدا کا نہایت شکر بجا لایا غربا و مساکین میں
بہت روپیہ تقسیم کیا اور فقیروں کو مالا مال کر دیا جو باغیوں کے اہل و عیال گرفتار ہو کر آئے تھے
اونکے ساتھہ نہایت مروت اور محبت سے پیش آیا غرض جو زخم اوسکے دل پر اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے پہلے
پہنچے تھے اونکا اندمال یوں ہو گیا اوسنے بہت چاہا کہ حبیب سے صلح ہو جائے مگر اس کام میں کامیاب نہ ہوا +

اب آیندہ موسم مین کیا دیکھتا ہی کہ مرہٹون کے گروہ کے گروہ ادھر اودھر سرحد و نیر تاک جھانک کر رہے ہین خیران سب تکالیف کے سوا ایک بھاری آفت آئی کہ سراج الدولہ اوسکا نواسہ جسکو وہ بیٹے سے زیادہ چاہتا تھا اوسسے باغی ہوگیا اسے منانا اپنے حق مین کانٹے بونے تھے مرہٹون سے بہت سی لڑائیون کے بعد اوسنے ان شرائط پر ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ء مین صلح کرلی کہ کٹک اونکے حوالہ کیا اور بنگال کی چوتھ کا بارہ لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا علی وردی خان کے حالات بھی اصف جاہ کے حالات سے بہت مشابہ ہین۔ بعد بہت سی فتوحات کے اوسکو بھی مرہٹون کے آگے گردن نیچے کرنی پڑی اور اونکے لئے تھیلی کا مُنہ کھولنا پڑا کچھ دنون اب امن سے کاٹے۔ مگر یہ کھٹکا لگا رہا کہ دیکھئے اب آگے کیا ہوتا ہی کیونکہ وہ اپنے نواسے سراج الدولہ کی نالائقی اور بیہودہ مزاجی کو خوب سمجھتا تھا +

جمادی الاولے ۱۱۶۹ھ مین اسی برس کی عمر مین استسقا کے مرض سے وفات پائی۔ ابتدا جوانی سے اوسکو شراب و رقص و سرود اور ممنوعات کے ساتھ رغبت نہ تھی و صوم صلوٰۃ اور تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف کا پابند تھا۔ بہت سویرے اوٹھکر اول وقت صبح کی نماز پڑھتا اور پھر چند مصاحبون کے ساتھ قہوہ پیتا جو حقہ نہیں پیتا تھا مگر اپنے اور رفقا کو پلاتا تھا۔ دو گھڑی دن چڑھے دربار عام کرتا سب سردار اور رہائی موالی و ملازم اور ارباب حاجت حاضر ہوتے ہر شخص اپنا احوال عرض کرتا مقصد حاصل کرتا پھر وہ خلوت مین جاتا۔ وہان خاص خاص شستہ دار اور بعض مصاحب جمع ہوتے شعر خوانی اور نقل و حکایات بیان ہوتے کھانیکا اوسکو نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ کھانے روز یہ سب ملکر کھاتے بعد کھانا کھانیکے سب رخصت ہوجاتے پھر وہ سوتا۔ کچھ سو کر وہ نماز پڑھتا اور پھر قرآن کی تلاوت کرکے عصر کی نماز پڑھتا رات دن مین بعد عصر ایک ہی دفعہ شوربہ یا برف کا پانی پیتا۔ اوسکے بعد فاضل عالم جمع ہوتے حدیث و قرآن کا ذکر رہتا دو گھنٹہ یہ صحبت رہتی بعد اوسکے جگت سیٹھ اور عمائد آتے اونسے معاملات ملکی مین گفتگو ہوتی شہر و دیار کے اخبار کا استفسار ہوتا پھر کچھ تھوڑی دیر ناچ گانے کا شغل رہتا پھر وہ محل مین جاتا۔ رات کو وہ کھانا نہ کھاتا۔ مگر کچھ میوہ وغیرہ سے شوق کرتا جب تہائی شب گذر جاتی تو وہ آرام کرتا۔ دو گھڑی رات رہتی تو پھر وہی صبح کی نماز مین مصروف ہوتا۔ اس عجیب زمانہ مین یہ افغان امیر بھی عجیب و غریب صاحب تدبیر جو بلا مدد

حسین وردی کی وفات وخصائل +

اب ہم بہردلی کے حال پر متوجہ ہوتے ہین -

نادرشاہ کے جانیکے بعد شہر مردون سے پر تھا اور زندون سے خالی تھا مکانو نپر ویرانی برستی تھی محلے کے محلے جلے پڑے تھے مردون کی سڑاند سے بھیا نکلا جاتا تھا نہ کوئی کسیکو کفن دینے والا تھا نہ گور مین دفن کرنیوالا تھا مرکر ہندو مسلمان سب ایک ہوگئے - ڈھیرون مین جل کر خاکستر ہوگئے یہ تو شہر کی کیفیت تہی - دربار کا حال یہ تھا کہ کچھ دنون تو وہ بھاری نیند مین سوتا رہا اور جب اوٹھا تو اوسکی آنکھون مین اسقدر چیپڑ لگا ہوا تھا کہ دیکھنے سے گھن آتی تھی خزانہ مین پھوٹا بادام نہ تھا محاصل اور خراج کا کہین پتا نہ تھا سپاہ تباہ اور خستہ حال تھی اسپر مرہٹو نکا بھی خوف بالکل نہین گیا تھا جو صوبے اونکے قبضہ مین چلے گئے تھے وہ اونکے ہاتھ سے تباہ ہوگئے تھے ان سب مصیبتون اور آفتو پر دربار یو نکا آپس کا جھگڑا نہ چکا - وہی ایک فریق اور انی امیرون کا تھا جنکے سر تاج آصف جاہ اور قمرالدین خان وزیر تھے - دوسرا گروہ اُن امیرونکا تھا جو اونکو خارج کرنا چاہتا تہا اور اونمین بادشاہ بھی شمار ہوتے اگر بیچمین مرہٹونکا جھگڑا نہ آن پڑتا تو ان امیرون نے سلطنت کے ٹکڑے کرکے کبھی آپسمین تقسیم کرلئے ہوتے اور خاندان تیمور کو بے نام ونشان کردیا ہوتا +

نادرشاہ کے جانیکے بعد مرہٹون کے معاملات +

جسوقت یہان نادرشاہی تھی اوسوقت باجیراؤ سہا بیٹھا تھا اوس نے یہ کہا کہ نادرشاہ ایسا دشمن ہی کہ اسوقت سب آپسکی جھگڑون کو سمیٹ کر لپیٹ رکھین اور دکھن کے ہندو مسلمان دونون ملکر اپنے دشمن سے سمجھ لین مگر اتفاق کہان تھا خیر جب نادرشاہ چلا گیا تو باجیراؤ مین پھر دم آیا اور اُسنے وہی بنیادعوی پیش کیا کہ آصف جاہ نے جو عہدنامہ لکھا ہی اوسپر بادشاہ مہر و دستخط کرے (اس عہدنامہ کا حال وہان لکھا ہی جہان سے نادر کا ذکر شروع ہوتا ہے) اب اس کام کے لئے اوسکو دہلی جانا چاہئے تھا مگر اوسنے دکھن کو اپنی مہمات کے لئے پسند کیا کہ یہان پیشواؤں کے خاندان کو مرہٹے بڑی نظرون سے دیکھتے تھے اور اوسکی بہت سی قدیمی حریف پیدا ہوگئے تھے اور اوسکے ہاتھ سے راجہ کو چھٹانا چاہتے تھے سینہ سپر ہوا اور ملکر تو البتہ خیر خواہ اس خاندان کی تھی کیونکہ اونکی نمود اور شان انہی کے سبب سے ہوئی تھی ٹرمبک باپری کا جھگڑا ابتک فیصلہ نہ ہوا تھا سری پت راؤ اوسکا پرانا رقیب موجود تھا جتنے قدیمی خاندان مرہٹون کے تھے وہ اس پیشوا کے انتظام سے

خاک میں ملے جاتے تھے۔ اسلیے اوسکو آگ سی جلاتا چاہتے تھے۔ بگاٹکوار کے خاندان کے حقوق میں گجرات کے اندر اس پیشوا کے انتظام سے خلل پڑ رہا تھا سب قلیبون میں طرار صاحب قوت شوکت راگھوجی تھا وہ کئی دفعہ پیشوا سے انتظام سلطنت ستارا کے باب میں جھگڑے اوٹھا چکا تھا۔

باجے راؤ نے آصف جاہ کی ملک پر حملہ کیا اسوقت آصف جاہ تو دلی کے دربار میں تھا مگر اوسکا بیٹا ناصر جنگ باپ کا قائم مقام تھا۔ وہ دس ہزار سپاہ لیئے برہانپور میں پڑا تھا۔ باجے راؤ نے اول شہر کا محاصرہ کیا اوسکو یہ خیال تھا کہ میں اس تدبیر سے اوسیطرح کامیاب ہونگا جیسا کہ اوسکے باپ کو فتحیاب ہوا تھا مگر اس نوجوان عالی ہمت نے اپنی ایسی قدرت دکھائی کہ اوسکو شکست دی اور جب اوسکو امداد پہنچ گئی تو اور دشمنوں کو شکست دیکر احمد نگر پر پہنچ گیا اور پونہ کا قصد کیا۔ اسوقت پیشوا نے صلح کرنے کو مصالحت جانا ۱۱۵۳ھ ۱۷۴۰ء میں دوستی آشتی کرلی۔ اسوقت وہ بڑی بڑی پریشانیوں میں گرفتار تھا کہ اپنے گرو کو یہ مایوسی کا خط لکھا ہے کہ مجھے بڑی بڑی مشکلات پیش ہیں قرض دینا ہے سب طرف سے مایوسی نے گھیر رکھا ہے میرا حال اسوقت ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص سر کھانیکو بیٹھا ہو اب میں دارالسلطنت ستارا کو جاتا ہوں وہاں میرے بہت دشمن ہیں۔ وہ میری چھاتی کو اپنے پیروں سے دلینگے اسوقت موت آجائے تو میں بڑا اوسکا ممنون منت ہوں معلوم نہیں اسوقت اوسکو کیا سوجھی تھی کہ وہ ہندوستان خاص کو جاتا تھا کہ صفر ۱۱۵۳ھ اپریل ۱۷۴۰ء میں دریا نربدا پر موت نے دامن پکڑ لیا سارے منصوبے خاک میں مل گئے اوسکے تین بیٹے تھے بڑا بالاجی راؤ وہ اپنے باپ کے عہدہ پر پیشوا مقرر ہوا۔ دوسرا رگھناتھ تیسرا شمشیر بہادر جو ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا۔ مگر اوسکے زیر حکومت سارا بندیل کھنڈ تھا (باندے کے نواب اوسی کی اولاد میں سے تھے)

موت کے آنیسے پہلے باجی راؤ کے آخر زمانہ میں اوسکا بھائی چمناجی کانکن میں لڑائیاں لڑتا رہا جن دشمنوں سے وہ لڑتا تھا اون پاس ایسی قلعے اور جزیرے تھے کہ ایک طرف اونکے سمندر دوسری طرف پہاڑ اور جنگل تھے اونکے فتح کرنیکے واسطے بہت کچھ سامان کی ضرورت تھی اسلئے چمناجی کو اونپر فتح نہیں حاصل ہوئی۔ اب ان دشمنوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک کولابہ کا مشہور قزاق انگریا تھا وہ برے نام سا ہوجی کا مطیع تھا وہ اس ملک کو اپنی بحری چوتھ کہا کرتا تھا انگریزوں کے بھی

اصف جاہ کے ملک پر باجی راؤ کا حملہ کرنا اور شکست کھانا اور اوسکے عقب +

+ ۱۱۵۲ھ ۱۷۳۹ء

پرتگیزون کی مدد لے کر اوسپر وار کئے مگر کچھ نہ کر سکے۔ ہالنڈولون نے بھی اوسے سمجھنا چاہا مگر کوئی اوسے نہ سمجھ سکا۔ اوسکے خاندان مین دو بھائیون مین فساد ہوا جسمین سے ایک بھائی کی طرفداری پیشوا نے کی دو قلعے اوسکے جو گھاٹونکے نیچے تھے لے لئے مگر اوسسے یہ جھگڑا ختم نہ ہوا۔ ایک فوج پیشوا نے انگریزی سرکی امداد سے بھی اوسپر حملہ کیا مگر کوئی فیصلہ پیشوا کے زندگی مین اس کام کا نہ ہوا۔ دوسرے دشمن اوسکے سیاہ رنگ کے مسلمان حبشہ کے حبشی تھے وہ حبشی تھے وہ خشکی مین بھی مرہٹونکو جین نہین لینے دیتے اونکے ملکونکو اپنا ہمرنگ بنا دیتے تھے۔ بہت سے قلعون پر اونھون نے قبضہ کر لیا پیشوا کی سعی اور کوشش کا غایت یہ نتیجہ تھا کہ ۱۷۳۹ء مین اونکو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اونکی لوٹ کھسوٹ سے باز آئین تیسرے فرنگستانی دشمن پرتگال والے یعنی پرتگیز تھے۔ اوسنیون لڑائی کی ٹھنی کہ دو انگرائی کے دو بھائیون کی لڑائی مین ایک بھائی کی طرفدار تھے ۱۷۳۷ء مین یہ لڑائی شروع ہوئی ۱۷۳۹ء مین یون ختم ہوئی کہ سالسٹی و بسائن اور کونکن کے دو چار شہر جو اوسکے قبضہ مین تھے چھن گئے بسائن کے محاصرہ مین پانچہزار آدمی مقتول ہوئے پس اسی پر قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکا کسقدر نقصان ان لڑائیون مین ہوا ہوگا۔ باجی راؤ کو یہ خیال تھا کہ جو اوسکا جانشین ہوگا اوسکو ان مصائب کا ہجوم ضرور اوسکو مغلوب کریگا۔ مگر اوسکا بیٹا بالاجی جو جانشین ہوا وہ ایسا ہوشیار اور عاقل تھا کہ اوسنے باپ کی مصیبتون کا بوجھ سہار لیا ——— اور اوس نے نہایت استقلال اور ہمت سے ساری مشکلون کی دلدل سے اپنے تئیں نکال لیا۔

دشمنون کا ذکر ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین ان سب مین بھوسلا خاندان کا بانی رگھونا تھ عضیب تھا وہ لشکر کے آس پاس ملک کا رہنے والا تھا پہلے وہ سوار و نہیں نوکری کرتا رہا۔ مگر جب راجہ ساہو دلی کی قید سے رہا ہو کر آیا تو یہ اسکا دل سے رفیق ہوا۔ راجہ نے اوسکو برار اور اوسکے آگے جو جنگلی ملک تھا اُنکا حاکم مقرر کر دیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا جانشین نہوا بلکہ راگھوجی بھوسلا اوسکا چچیرا بھائی جانشین ہوا وہ راجہ کا رفیق بھی تھا اور ہم زلف بھی۔ اب سے اوملک برار مین اپنی حد پر سے اُس علاقہ پر جو خاص باجے راؤ سے علاقہ رکھتا تھا دست درازی شروع کی اور محصول اور خراج وصول کیا اس سبب سے پیشوا کو اندیشہ پیدا ہوا اور یہ بھی خطرہ ہوا۔ کہ کہیں راجہ اوسکو متبنیٰ نہ کر

+ راجہ کے رشتہ دار

اور راج اوسی خاندان مین قایم ہوجاوے +

جسوقت جے راؤ مراتو راگھوجی بھوسلا جو کرناٹک میں سپہ سالاری کررہا تھا ستارے مین دوڑا آیا اور بالوجی ناٹک کو پیشوا بنانے کے لئے ساتھ لایا یہ ناٹک بڑا دولتمند اور معزز تھا اور بالجے راؤ پیشوا پر اوسکا روپیہ لینا تھا اوسکو یہ پٹی پڑھائی کہ اپنا روپیہ بالاجی سے لیکر اوٹھے - قرض کا یہ سبب ہوگیا تھا کہ ملک تو ویران پڑا تھا اور ایسا محاصل حاصل نہ ہوا تھا کہ بڑی بڑی مہمات کے خرچ کے لئے کافی ہوتا - ناچار اوسکا خرچ قرض سے ہوتا تھا اب بالاجی کو یہ دقت پیش آئی - کہ ہندؤن کے ہان ایسی وقت مین باپ کا قرض نہ چکانا بڑی بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی تھی سوا اوسکے نانک راجہ کو بھی نذرانہ اس نظر سے پیش کیا کہ اوسکو عہدہ پیشوائی ملجاے - مگر بالاجی کا پایہ بالا تھا - اسلئے کہ سری پت راؤ جیسا باجے راؤ کا مخالف تھا ایسا ہی راگھوجی سے ناموافق تھا - باجی راؤ کا نہایت لائق بھائی چمناجی آیا - دل وجان سے اپنے بھتیجے کا پیشوا ہونا چاہتا تھا - بالاجی کا دیوان ایسا ہوشیار تھا کہ تھوڑے دنون مین روپیہ کے توڑو نکا ڈھیر لگا دیا - ان سب باتون کے سوا خود بالاجی کی لیاقت اور شہرت دوسرا اوسکے باپ ادا کی عزت میسر اس عہدہ کا موروثی استحقاق ان سب باتون کے سبب سے اوسے روپیہ کا کیا توڑا تھا - سارا قرض فورًا ادا کیا - نانک جی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا - راگھوجی یہ پہلی ہی دفعہ زک اوٹھا کر چلا گیا بالاجی نے اپنے قوی دشمن کو یوں زیر کیا پھر جو اور دشمن مقابلہ کے لئے کھڑے ہوے اونکو بھی ہمیشہ جیت کیا +

نظام الملک سے بالاجی کی کمال دوستی تھی اسواسطے کہ جب ناصر جنگ اوسکا بیٹا باپ سے باغی ہوا اور دہ دلی سے آیا تو بالاجی اوسکی کمک کو گیا اور اوسکے بیٹے کو ۱۱۵۵ھ مین مغلوب کیا - اس سبب سے نظام الملک نے اس امر مین کوشش کی کہ بالاجی کو مالوہ ملجاے - ان ہی دنون میں اتفاق سے چمناجی آپا پیشوا کا چچا مرگیا اور ایک بیٹا سدیشو راؤ دس برس کا چھوڑ گیا - باپ کے مرنے سے یہ لڑکا اناتھ ہوگیا اور ایسا خبگلی بھینسا بن گیا کہ کوئی اوسکی نکیل پکڑ کر کسی طرف گھسیٹ سکا آیندہ اوسکا حال پڑھوگے ! اسکے سبب سے مرہٹونکے سر پر کیا آفت آئی -

برس روز تک بالاجی اپنے ملکی انتظام مین مصروف رہا پھر ہندوستان خاص کی طرف

بالاجی باجی راؤ کے خلاف سازش +

مہم مالوہ +

بالاجی کا مالوہ و بندیلکھنڈ اور بعض دیگر معاملات +

متوجہ ہوا۔ اِن دنون مین راگھوجی بھوسلا نے بنگال پر حملہ کیا تھا جسکا حال پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بالاجی پیشوا نے بادشاہ کی طرف ہوکر محمد علی وردی خان کی ایسی اعانت کی کہ راگھوجی کی وہان چلنے نہ دی۔ اِس خدمت کے جلد دین بادشاہ کی طرف سے اوسکو صوبہ مالوہ ملا جسکی مدت سے تمنا تھی اور ۱۱۵۶ھ ۱۷۴۳ء مین شاہزادہ احمد شاہ کا اس صوبہ مین نائب مقرر ہوا اور اور شرائط اس صوبہ کے عطا کرنے کی یہ تھین کہ اُس صوبہ مین امن امان رکھے۔ موافق کے واسطے جو جاگیرین اور اراضی مقرر ہین اونکے اندر دست اندازی نہ کرے۔ نربدا کے پار کسی اور مرہٹے افسر کو اترنے نہ دے۔ اور بادشاہ کی اعانت اور کمک ایک ہزار سپاہ سے کیا کرے۔ بالاجی نے ان شرائط مین سے بعض کے پورا کرنے کے لئے دہار کے راجہ پوار سے اتحاد پیدا کیا۔ اِس اتحاد سے راجہ باجے راؤ پیشوا کے مقابلہ مین ٹرمبک کی اعانت کی تھی۔ اِس اتحاد سے یہ فائدہ تھا کہ وہ کسی قدر مغرب مین گائکوار کی اور مشرق مین راگھوجی کی روک ہوگا +

مرہٹون کی مالی انتظام +

۱۱۵۵ھ ۱۷۴۲ء مین مغلون کے دربار سے مرہٹون کو اُن صوبون مین سے چوتھ وصول کرنیکی اجازت ہوگئی جنمین کبھی کبھی اونکی لوٹ کھسوٹ ہوتی تھی۔ مگر اوسکی کوئی سند بادشاہ کی طرف سے مرحمت نہین ہوئی۔ اسوقت مرہٹون کا راجہ بھی معاملات ملکی مین مداخلت نہین کرتا تھا۔ مگر سیواجی کی نسل مین سے تھا مرہٹے اوسکو اپنا دیوتا مانتے تھے جو بادشاہی صوبون کے محصولات کا انتظام تھا اوسکا فیصلہ وہی کرتا تھا۔ پیشوا ہر ایک مہم کے بعد اوسکی آمد خرچ کا بند حساب راجہ کے سامنے پیش کرتا۔ کوڑی کوڑی کا حساب اوسمین لکھا ہوا ہوتا۔ مگر بعض اوقات اس حساب کتاب کے معاملات ایسے پیچ در پیچ آجاتے تھے کہ اونکا فیصلہ ہونا مشکل ہوتا تھا جب راگھوجی نے بنگال پر حملہ کیا اوسکے برخلاف پیشوا نے بادشاہ کی طرف داری کی اور اپنا احسان بادشاہ پر کیا۔ اور محمد علی وردی خان سے جدا روپیہ وصول کیا۔ مگر جب ستارے مین راگھوجی نے سازش کی اوسکے برخلاف قایم کی تو اوسکے چھکے چھوٹے اوسنے اپنے تمام حقوق جو دریاے نربدا اور وہانڈھی کے پار ملکون مین تھے راگھوجی کو ۱۱۵۷ھ ۱۷۴۴ء مین دیدئے۔ اور اُس کو اُن اضلاع مین مطلق العنان کر دیا +

آصف جاہ کی وفات

آصف جاہ اور باجے راؤ پیشوا

ناصر جنگ جو باپکا قائم مقام دکھن مین تھا ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ء مین باغی ہوگیا اسلئے آصف جاہ دکھن آیا اور بیٹے کو مغلوب کیا بعد اوسکے وہ ارکاٹ کے فسادون مین مبتلا ہا۔ آخر کو جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ جون ۱۷۴۸ء مین ستتر برس کی عمر مین اس دنیا سے رخصت ہوا پھر اوس کے بیٹون مین فساد برپا ہوا جسکا حال انگریز اور فرانسیس کے حال مین لکھینگے۔ ہم نے اس زمانہ کی تاریخ کا بیان ہندوستان کی مفصل تاریخ سلطنت انگلشیہ مین لکھا ہے +

آصف جاہ کے مرنے پر جسکو اوسکا رقیب باجی راؤ جو اوسے آٹھ برس پہلے مرگیا تھا یاد آگیا دکھن مین اس زمانہ کے اندر دو آدمی گندے ہین اونکی حالت مین مماثلت اور مشابہت بہت تھی گو بعض باتونمین مخالفت ہو۔ ایک تو رانی امیرزادہ دوسرا ہندوستان کا برہمن دونو بڑے باپ کے بیٹے۔ دونو کے دل اس تمنا سے بھرے ہوئے کہ کوئی اپنے خاندان مین جس سلطنت جمائین۔ دونو صاحب تدبیر شمشیر منتظم عاقل آصف جاہ کا مزاج بالکل شیر کا سا کہ جسوقت کوئی اوسے چھیڑ دے تو غصہ مین آکر آپے سے باہر ہوجائے مگر اس شیر مزاجی پر روباہ بازی کرنا اوسی کا کام تھا۔ باجے راؤ کا مزاج غصیلانہ تھا مگر مکر و فریب مین آصف جاہ سے کم نہ تھا ایک راجہ کے دربار کا کارکن تھا اور بہت سے رقیب رکھتا۔ مگر کوئی اوسے زیادہ لائق نہ تھا۔ راجہ مستقل مزاج تہا دوسرا بادشاہ کے دربار کا کارکن تہا اور وہان بہت سے رقیب رکھتا تھا جنمین سے بعض اوسکے ہمسر و بعض برتر تھے۔ دربار بادشاہ تلون مزاج تھا۔ آصف جاہ کے پیچھے بلائیں بہ نسبت باجے راؤ کے زیادہ لگی ہوئی تھین باجے راؤ کا دشمن کبھی راجہ نہین ہوا۔ اوسکی بیخ کنی کے درپے نہ ہوا۔ برخلاف اسکے بہت دفعہ آصف جاہ کے برباد کرنے پر بادشاہ کا ارادہ ہوا آصف جاہ کے ایک طرف پانی رہتا تھا (یعنے بادشاہ) کہ جسکے اندر ذرا چوکے تو ڈوب جائے۔ دوسری طرف آگ رہتی تھی (یعنے مرہٹے) جسکے آنچ سے ہر وقت جلنے کا اندیشہ رہتا تھا۔ باجے راؤ یا سن اپنی جدا امارت اور سلطنت کی عمارت قایم کرنے کے واسطے مصالح موجود تھا۔ فقط تعمیر کرنا تہا۔ برخلاف اسکے آصف جاہ کو مصالح بھی بہم پہنچانا اور پھر عمارت بنانا دونو کام کرنے تھے۔

آصف جاہ کے انتقال کے برس روز بعد دسمبر ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۹ء مین راجہ ساہو کا انتقال ہوا اس راجہ نے

مدت تک راج کیا وہ سیواجی کا پوتا تھا۔ اورنگ زیب کا قیدی تھا۔ پیشوا کے تین پشتون کا مربی تھا
مرہٹون کا بڑا راجہ تھا۔ غرض یہ وقت بھی ہندوستان مین عجیب گذرا ہے جہان دیکھو وہان ایک
جھگڑا کھڑا ہے۔ اب اس راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اوسکی نیت مین تھا کہ وہ اپنے رشتہ دار برانے
دشمن کولاپور کے راجہ کو متبنےٰ کرے۔ مگر اوسکے بھی اولاد نہ تھی۔ اس سے مرہٹون کا یہ ارادہ ہوا کہ
راجہ سے کہہ کر سیواجی کے بڑے چچا دتوجی کی اولاد مین سے کسی کو متبنےٰ کرائین۔ اس دور کے رشتہ مند
خاندان مین کوئی شخص منتخب کرکے ابھی راجہ نے متبنےٰ نہین کیا تھا کہ اوسکی رانی سکوار بائی جو
راجہ کی مالک تھی وہ اس تمنا مین تھی کہ کوئی چھوٹا لڑکا متبنےٰ کیا جائے وہ صغر سنی کے سبب سے فقط
نام کا راجہ ہو اور مین خود راج کی مالک ہون مگر یہان پردہ غیب سے کچھ اور ہی گل کھلا اور سلطنت
کے اندر ایک اور ہی راز سربستہ کھلا۔ رام راجہ کی بیوہ رانی تارا بائی ابتک زندہ تھی۔ گو عمر
مین بوڑھی تھی مگر عالی ہمتی اور اولوالعزمی مین جوان تھی۔ اوسنے یہ کہا کہ سیواجی دوم کے مرنیکے
بعد اوسکے ہان بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اوسکو مین نے جیا رکھا ہے راج کا حق اس میرے پوتے کا ہے
وہ مرہٹون کا مہاراجہ بنایا جائے۔ اوسکا نام رام راجا دوم رکھا جائے۔ ابتک اسمین شبہ ہی کہ تارا بائی
کا یہ بیان صحیح تھا یا غلط تھا۔ اس پوتے کے جانشین ہونیسے اوسکے خود ہاتھ مین سلطنت آتی
تھی سکوار بائی جو اپنی سلطنت چاہتی تھی اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوئی کہ یہ دوسری آواز
کدھر سے آئی۔ اسلئے اوسنے اپنی طرح کا ایک متبنیٰ راجا بنانا چاہا۔ بالاجی خیر بہت سی فوج
لیکر ستارے مین آیا تو یہان اوسکی جان عذاب مین پھنسی کہ دو نو عورتون نے اپنے اپنے منصوبے
کا سامان درست کر رکھا ہے۔ عورتون کی ہٹ مشہور ہے۔ یہ دو نو اوسکی خود حکومت کی مخالف
تھین مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ سیواجی کے خاندان پر تو مرہٹے مٹے ہوئے ہیں اندر مین پیشواؤں سے
پہلے ہی خار کھائے ہوئے بیٹھے ہین اسلئے یہ وقت ایسا نہین ہے کہ مین اپنے اس ارادہ کو ظاہر
کرون کہ راجگی کو موقوف کرکے خود سب مرہٹون کا راجا بنجاؤن۔ تارا بائی سے بالاجی تو دبا رہا
مگر سکوار بائی نے اوسکی کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ اور اوسکی مخالف تدبیرین کرنی شروع کین اور اس
ارادہ کے چھپانے کے لئے یہ مشہور کیا کہ مین راجہ کے ساتھ ستی ہونگی۔ بالاجی غضب کا پتلا تھا۔

بالاجی پیشوا کا مرہٹون کا راجہ ہونے کی کوشش

اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کسی بڑے کام کے کرنیمین پسپیز نہ کرتا تھا - اب وہ اپنی چال نہایت فطرت اور سلیقہ کے ساتھ چلا - وہ یہ چاہتا تھا کہ سکوا ربائی پاس سپاہ عمدہ موجود بڑے بڑے آدمی اوسکے طرفدار ہیں وہ منتظر بیٹھے ہیں کہ ادھر راجہ کا دم نکلے اودھر بالاجی سے تلوار چلے اسلئے اول اوسنے ایسی تدبیر کین کہ ساری فوج بس میں آجائے - اور جتنے رانی کے رفیق اور اوسکی مخالف تھے سب دست ہو جائین تاکہ جسوقت راجہ مرے تو رانی کچھہ نہ کرسکے - اسکے سوا ایک اور تدبیر یہ کی کہ اوسنے تارابائی کے غصہ اور غضب کو افروختہ نہ ہونے دیا - اور اوسنے جو اپنے پوتے کی کہانی بنائی تھی اوسے یقین کرلیا اسمین اوسکو دو فائدے حاصل تھے اول یہ کہ تارابائی اوسکے ساتھہ سکوا ربائی کی مخالفت کے لئے تیار ہوگئی - دوم اس بہانے سے کسی وقت موقع پاکر راجہ سے یہ سند لکھوائی کہ اوسکو تمام مرہٹون کی سلطنت کا اختیار اس شرط پر دیا جائے کہ وہ سیواجی کے خاندان کا نام تارابائی کے پوتے رام راجا کے نام سے قائم رکھے غرض یہ ایک دستاویز ہزارون لشکر سے زیادہ بالاجی کے کام آئی - جب اجامر اتو بطور رطنز کے اوسکی رانی کو یہ کہلا بھیجوایا کہ آپ ستی ہونیکے لئے تکلیف نہ اوٹھائین - اسسے وہ یہ جانتا تھا کہ اس عورت کو غیرت اور اپنے قول کا پاس ہوگا تو وہ ضرور راجہ کے ساتھہ ستی ہوگی -

غرض جب اجامر اتو اوسنے رام راجا کو راج گدی پر بٹھایا کسی سردار نے شمشیر کے خوف سے کسی نے تدبیر کے زور سے کسی نے جاہ و منصب کے لالچ سے اس راجہ کو راجہ مان لیا اور بالاجی نے سب طرح کی مناسب تدبیرون سے اس راجہ کو سارے مرہٹون کا راجہ بنادیا - راگھوجی کو تمام پہلے حقوق عنایت ہوئے اور سری پت کی جائداد منضبطہ سے بھی کچھ حصہ دیا گیا - ہلکر اور سیندھیا کو سارا مالوہ دیدیا گیا - مگر وہ حصہ مستثنیٰ رہا جو پہلے اورونکو جاگیر مین دیا تھا +

تارابائی کا فساد +

بالاجی کی حکومت بغیر لڑے بھڑے قائم نہ ہوئی تھوڑے دنون اوسکی حکومت مین بڑے بڑے خطرے اوسکے چچیرے بھائی سدیشو راؤ عرف بھاؤ کے جھگڑون سے پیدا ہوئے - مگر سب کا انجام بالاجی کے حق مین بخیر ہوا - راجا رام سارا سلطنت کا اختیار پیشوا کو بعض شرائط ٹھیرا کر دیدیا تھا مگر وہ شرائط پوری نہ ہوئین - جب بالاجی اورنگ آباد کو حیدر آباد کے جھگڑون مین دخل دینے کے واسطے روانہ ہوئے

تو تارا بائی نے راجہ رام سے ملکر یہ کہا کہ تو اپنا سارا اختیار راجائی کا لے لے۔ اور یہ جو تو نے پیشوا سے اقرار کر لیا ہے اوسے توڑ مگر جب راجہ کو اونسے دیکھا کہ وہ اوسکا کہا نہیں مانتا۔ تو اوسکو ایک قلعہ کے اندر قید کر دیا۔ اور اوسکو مشہور کر دیا کہ وہ جھوٹا اور فریبیا ہے۔ اور اس قلعہ کی حفاظت اون مرہٹون کے سپرد کی جو بہت قدیمی نوکر اس گھرانے کے تھے اور وہ پہلی سب باتونکو دیکھے چکے تھے اور پیشوا کے اختیارات پر دانت پیستے تھے۔ اور اونسے راجہ اون آدمیونپر تو بیں لگا دین جو پہرون پر بے خبر پڑے تھے اور پیشوا کے سارے سپاہیون پر جو جا بجا پڑے ہوئے تھے گولے برسانے شروع کئے اور دتاجی گائکوار کو جو پیشوا سے خار کھائے بیٹھا تھا اور بہت سے بخار لئے دم بخت ہو رہا تھا بلا لیا۔ دتاجی اپنے دھن بھاگ سمجھا کہ آج یہ دن نصیب ہوا کہ پیشوا کو بالکل از السلطنت سے نکالنے کیواسطے بلایا گیا۔ پندرہ ہزار سوار اُس پاس تھے پیشوا کے طرفدار اوسے لڑنے گئے مگر اونکو شکست ہوئی غرض گائکوار اور تارا بائی دونونے ملکر بہت سے قلعے فتح کر لئے۔ اور سری پت کے کسی رشتہ دار کو اونھون نے بہت نیدھی یعنے وزیر اعظم مقرر کیا۔ ہالاجی بہت شتابی ستارے مین گیا اونسے ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۱ء مین دتاجی کو دغا سے قید کر لیا۔ مگر تارا بائی وہ عجب آب کی عورت تھی کہ اوسکو مطیع نہ کر سکا۔ باقی حال مفصل تیسرے حصہ مین دیکھو۔ ان مرہٹون کے ذکر نے ہماری تاریخ کے سلسلہ کو توڑ دیا۔ اور جن بادشاہون کی سلطنت کا ذکر کرتے تھے اوسسے آگے کے زمانہ مین چلے گئے۔ مگر اوسکے بغیر ہمکو کوئی اور چارہ بھی نہ تھا ہندوستان کی سلطنت کے جب ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تو اوسکا جدا جدا بیان کرنا چاہئے۔ اب ہم پھر دلی کی تاریخ کی طرف متوجہ ہوتے ہین +

۱۱۵۳ھ ۱۷۴۰ء تک دہلی کی سلطنت کا بیان کر چکے ہین اب ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ء سے پھر شروع کرتے ہین اس سال مین یہ واقعہ پیش آیا کہ نادر شاہی مین قمر الدینخان وزیر کا بیٹا بدر الدینخان مارا گیا۔ یا مفقود الخبر ہو گیا۔ ایک دستاویز اوسکی جائداد کی اولاد کے نام لکھکر وزیر عمدۃ الملک امیر خان کو دی کہ بادشاہ سے دستخط کرا دے۔ اونسے اوسکا کچھ خیال نہ کیا جب اس سبب سے وزیر اور آصف جاہ دونو رنجیدہ خاطر ہوئے تو ایک دن عمدۃ الملک نے علانیہ بادشاہ سے ان تورانی امیرونکی نسبت کچھ کہا تو ان دونو نے سپاہ جمع کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہم کو حج کو جانے کی اجازت دیجے۔ یا امیر خان کو

دلی کا حال +

الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا ہے۔ یہ کہکر شہر سے باہر اپنے خیمے روانگی کے واسطے حاضر کئے پادشاہ نے اونکی خاطر سے امیر خان کو الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجدیا۔ معتمن الدولہ اسحق خان شوستری پایہ کا امیر تھا وہ اس سال مین مرگیا۔ اوسکی بیٹی کی شادی ابو المنصور خان صفدر جنگ سے کردی۔ اسی سال مین آصف جاہ دلی سے دکن کو گیا۔ اور اپنے بڑے بیٹے غازی الدین خان کو یہان بادشاہ پاس چھوڑ گیا۔ اوسکی شادی قمر الدین خان کی بیٹی سے ہوگئی۔ اس ناتے رشتے کے سبب سے ان دونو زبردست امیرون مین اتحاد پیدا ہوا۔ اور اس اتفاق سے اونکے مخالفین کی سازشون کا بازار سرد ہوا +

روہیلون کا عروج +

یہی زمانہ روہیلون کی سرکشی کا ہے یہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان مین بسی تھی اور اس ملک کی پچھلی لڑائیون مین اونے نام پیدا کیا تھا۔ اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکون مین اودھ سے لیکر پہاڑون تک اوسکا تسلط ہوگیا تھا۔ اصل اوسکی یہ ہے کہ شہاب الدین خان روہیلہ کے دو بیٹے حسن خان اور شاہ عالم خان تھے حسن خان کا بیٹا دندے خان تھا شاہ عالم خان کا بیٹا حافظ الملک رحمت خان۔ شہاب الدین خان کا ایک متبنیٰ داؤد خان تھا۔ وہ ہندوستان میں آیا جب اوسکو نوکری نہ ملی تو اوسنے قزاقی کا پیشہ اختیار کیا۔ اور عالمگیر کے عہد مین اسطرح کچھ اسباب مارکر جمع کیا اوسکے کچھ اولاد نہ تھی۔ ایک دن راہ مین ڈیڑھ برس کا لڑکا پڑا پایا معلوم نہین وہ ہندو تھا یا مسلمان تھا۔ (علی محمد خان والی رام پور کا جد اعلی ہے وہ جاٹ کا لڑکا مشہور ہے مگر نواب کلب علیخان مرحوم والی رام پور نے اپنے خاندان کو سید قرار دیا ہے اسلئے اس لڑکے کو حضرت موسی کاظم کی اولاد مین ثابت کیا ہے) اوسکو لیکر پالا۔ اور علی محمد خان اوسکا نام رکھا جب وہ چودہ برس کا ہوا تو داؤد خان مرگیا۔ اوسکو اپنے مال اسباب کا وارث کر گیا۔ غرض چند روز بعد علی محمد خان کا غلغلہ شروع ہوا۔ اور پہاڑ سنگھ نوجدار بریلی کا وہ ملازم ہوا۔ اوسکے سبب سے اوسکا عروج شروع ہوا۔ پہاڑ جنگلون مین چلا گیا۔ بیٹی گڈھ مین جاکر اوسنے اپنا مسکن بنایا۔ نوبت خانہ ڈیوڑھی پر بجوایا۔ اپنے تئین نواب مشہور کرایا جب کسی نے کہا کہ یہ باتین کرنی حکم شاہی بغیر زیبا نہین۔ تو اوسنے یہ جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے۔ جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اوسے ان حکمون کی

احتیاج نہیں غرض یہانتک اوسکا عروج ہوا کہ اوسکے آغاز اوسے حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان اوسکے ہان ملازم ہوئے جب اوسکی ان حرکات کی خبر محمد شاہ کو ہوئی تو نواب وزیر الممالک قمر الدین خان کی طرف سے ہر سند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کی تنبیہ کرے اون دونو نمین لڑائی ہوئی ہر سند لڑائی مین مارا گیا۔ رہیلون کو فتح حاصل ہوئی اور بہت مال اسباب اونکے ہاتھ آیا بادشاہ کا مدت سے ارادہ تھا کہ دریا ے گنگ کے پار کے ملک کی سیر کرے اسلیے وہ خود اس سرکشی کے فرو کرنے کے بہانہ چلا بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھ لیا علی محمد خان اول تو بادشاہ کی خبر سنکر ڈرا۔ مگر مرنے کا ارادہ مصمم کرکے لڑائی کے لئے مستعد ہوا کئی مہینہ تک بادشاہی لشکر کو جنگل میں حیران رکھا آخر کو قمر الدین خان وزیر کو عرضی عفو تقصیر کے لئے لکھی۔ اوسپر بادشاہ نے اس شرط سے قصور معاف کیا کہ وہ شاہجہان آباد تک لشکر کے ساتھ قیدیونکی طرح جائے۔ یہ اوسنے قبول کر لیا۔ اور قیدیونکی طرح دلی مین گیا۔ وہانسے رہا ہوکر سرہند مین صوبہ مقرر ہوا۔ یہان حافظ الملک رحمت خان بھی اُس سے آکر ملا۔ یہ ۱۱۵۶ھ مین واقع ہوئی۔ رہیلون اور قمر الدین خان کی ملی بھگت تھی +

۱۱۵۷ھ مین نادر شاہ اپنے ملازمون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ احمد خان پہلے نادر شاہ کے ہان لیا دل تھا پھر رفتہ رفتہ اوسکے ہان ایک بڑے پایہ کا افسر ہوگیا جب وہ مرگیا تو خود غزنین اور قندہار پر متسلط ہوا۔ اور وہان اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔ نادر کے عہد سے ناصر خان صوبہ دار کابل تھا۔ شاہ ابدالی نے اوسکو بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا۔ مگر پانچ سو روپے سالانہ اوسکے ساتھ کئے کہ پانچ لاکھ روپیہ جنگ دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی بھیجدے۔ ناصر خان جب کابل مین آیا تو اپنے وعدہ سے پھر گیا۔ شاہ ابدالی اوسپر چڑھ کر آیا۔ وہ بھاگ کر پشاور مین آیا جب شاہ اسطرح ہندوستان کی سر حد پر آیا تو اوسنے پنجاب کا بُرا حال دیکھا۔ یہان لاہور کے صوبہ دار غازی الدولہ زکریا خان کے مرنیکے بعد ۱۱۵۶ھ مین اوسکا بیٹا میر یحییٰ خان دار السلطنت لاہور مین پہنچا۔ اور اس پر متصرف ہوا۔ بعد اوسکے شاہ نواز خان دوسرا بیٹا لاہور مین پہنچا اور باپ کے ورثہ کا بھائی سے طالب ہوا۔ تو دونو بھائیون مین لڑائی شروع ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ میر یحییٰ خان اور اوسکا بیٹا قید ہوئے۔ مگر وہ قید سے چھوٹکر بادشاہ پاس چلے آئے

احمد شاہ ابدالی کا سرہند و ہندوستان پر +

[illegible] نے [illegible] شاہ نواز خان کو

یہ سمجھایا کہ تم فقط قمرالدین خان کے بھانجے ہو اور تمھارا بھائی یحییٰ خان اوسکا داماد بھی ہے
اب وہ بادشاہ پاس گیا ہی ضرور بادشاہ اور وزیر ملکر تم سے سمجھینگے - بہتر ہے کہ اس وقت شاہ
ابدالی سے جو سرحد ہند پر موجود ہے آپ اتحاد و رفاقت پیدا کیجے - وہ بھی کہنے میں آگیا اور اوسنے
شاہ ابدالی کو لکھا کہ آپ بادشاہ اور مین وزیر - شاہ ابدالی یہ خدا سے چاہتا تھا - اوسنے کہا
اچھا - ایلدینہ بیگ نے کیا کام کیا کہ قمرالدین خان کو لکھ بھیجا کہ آپکا بھانجا شاہ ابدالی سے
ساز باز رکھتا ہے - اوسپر قمرالدین خان نے بھانجے کو لکھا کہ بیٹا آجتک ہمارے تمہارے نمک حرامی نہیں
ہوئی خبردار اس افغان بادشاہ سے سازش نہ رکھنا - پانچوں صوبے کشمیر لاہور ملتان کابل
اوس نورچشم کے عمل مین ہینگے - اب شاہ نواز خان کو تقویت ہوئی اور احمد شاہ سے نقض عہد
کیا - اس اثنا مین ناصر خان بھی شکست پاکر شاہنواز خان پاس آگیا تھا - اب احمد شاہ نے ایفاء
وعدے کے لئے شاہ نواز خان کو خط لکھا تو اوسکا جواب نہ آیا تو وہ پشاور سے لاہور پر چڑھ آیا - جب
لاہور کے قریب آیا تو اس نظر سے کہ زکریا خان کو نادر شاہ نے لاہور کا صوبہ مقرر کیا تھا اور
شاہ نواز خان اوسکا بیٹا تھا - اپنا چھوٹا بیٹا شیخ عمر اوس پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ اطاعت اختیار کر
مگر اوسنے اسکے بیٹے کو قید کر لیا - اور لڑنیکے لئے سامنے آیا - تھوڑے مقابلہ کے بعد اوس لشکر سے
جو دلی سے محمد شاہ نے بھیجا تھا جا ملا - دلی سے یہ لشکر بڑے کروفر سے چلا - مرزا احمد ولیعہد اوسکا
سپہ سالار تھا - قمرالدین خان وزیر اور صفدر جنگ اور بڑے رتبہ کے امیر اوسکے ہمراہ تھے غرض
احمد شاہ درانی لاہور پر قبضہ کرتا ہوا اور تمام دہات اور قصبات پر قبضہ کرتا ہوا ستلج کے کنارہ
پہنچا تو اوسنے ستلج کی پایاب اہون کو دیکھا کہ وہ بادشاہی سپاہ کے قبضہ مین ہین - اس
درانی بادشاہ پاس بارہ ہزار سے زیادہ سپاہ نہ تھی وہ یہ سمجھتا تھا کہ سپاہ کی قوت اور قدرت کام مین
آتی ہے اوسکی قلت اور کثرت کام نہین آتی - اس دل گردہ کو دیکھو کہ وہ اس قلیل لشکر کے ساتھ
دریا ستلج سے لدہنیا کی طرف سے ایسی جگہ سے اترا کہ جہان دریا پایاب تھا - تیرہوین ربیع الاول ۱۱۶۱ھ کو
سرہند پر قبضہ کر لیا - یہان پہلے علی محمد خان روہیلہ صوبہ دار تھا - اوس کو اس نظر سے کہ وہ
اپنی ہم قوموں سے نہ ملجائے اور جگہ بدل دیا تھا - وزیر قمرالدین خان نے یہان بہت کچھ اپنی لشکر کا

اسباب چھوڑا تھا اور لوسکا لشکر آگے بڑھ گیا تھا۔ اس سارے اسباب پر احمد شاہ درانی قابض ہوا اور کئی توپین اوسکے ہاتھ لگین جو اوس پاس پہلے نہ تھین۔ غرض جب خبر بادشاہی لشکر کو پہنچی تو وہ لڑنے کے لئے اکٹھا پھرا۔ اسلئے شرقی فوج غربی اور غربی فوج شرقی بن گئی درانی لشکر کی اس تیز دستی سے بادشاہی فوج ڈری ہوئی تھی جب اوسکے پاس آئی تو اپنے گرد خندق کھودی۔ اگرچہ وزیر قمرالدین خان کی جان نماز پڑھنے مین ایک گولہ کے لگنے سے گئی مگر دس روز تک درانیون کے دستے اوڑاتا رہا جب پچیسوان دن ہوا تو درانیون کے سوارون نے سخت حملہ کیا اور خندق کو دکر اندر گھس گئے۔ مگر شکست کھاکر بھاگے اور ربیع الاول ۱۱۶۱ھ مارچ ۱۷۴۸ء کو وہ اپنے اپنے گھر ونکو بھاگ گئی اس لڑائین راجہ ایسری سنگھ جے پور کا راجہ بھی شریک تھا مگر وہ لڑائی کے بغیر اپنے ملک کو بھاگ گیا مرہٹون نے اوسکے ملک پر حملہ کیا تھا۔ ابوالمنصور صفدر جنگ نے تو سنجانے سے خوب کام لیا میر منو پسر قمرالدین خان نے بڑی داد شجاعت دی بادشاہ نے اوسکو باپ کی وصیت کے موافق معین الملک کا خطاب دیکر لاہور اور ملتان کی صوبہ داری پر روانہ کیا۔ اتنے شاہزادہ احمد دہلی کو پھر اچلا آتا تھا کہ اوسکو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی۔ محمد شاہ مرض استہال مین مبتلا ہوا ۲۶ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ اپریل ۱۷۴۸ء کو عالم بقا کو رخصت ہوا تیس سال سلطنت کرکے خاندان تیموریہ کو تباہی کے کنارہ پر پہنچایا۔ اور عیش و عشرت کے وہ سامان جدید ایجاد کر گیا کہ جنکی پیروی سے آج تک امیرونکا ستیاناس ہوتا ہے

تاریخ مظفری مین محمد شاہ کی سلطنت کے صوبون کی آمدنی بہ تفصیل ذیل لکھی ہے جو نادر شاہ کو بتلائی گئی +

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی دامون مین
(۱) شاہجہان آباد	۴۸۵	۱۱۶۸۳۹۸۲۶۹	(۲) آگرہ	۴۳۰	۱۰۵۱۷۰۹۲۸۳
(۳) لاہور	۳۳۰	۹۰۷۰۱۶۱۲۵	(۴) اجمیر	۲۳۵	۶۳۶۸۹۴۸۸۲
(۵) احمد آباد	۲۰۰	۴۴۰۰۸۳۰۹۶	(۶) الہ آباد	۲۶۸	۴۳۶۶۸۸۰۷۲
(۷) اودہ	۱۴۹	۳۲۰۰۷۴۱۹۳	(۸) بہار	۲۵۲	۷۲۱۷۹۷۰۱۹

نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین	نام صوبہ	تعداد پرگنات	آمدنی داموں مین
(۹) بنگال	۱۴۱۹	۵۲۳۷۳۹۱۱۰	(۱۰) اڑیسہ	۲۴۴	۱۹۷۱۰۰۰۰۰
(۱۱) کاشمیر	۵۱	۴۱۳۰۷۴۸۲۶	(۱۲،۱۳،۱۴،۱۵) دکن کے چار صوبے اورنگ آباد ظفر آباد		

برار خاندیس ۵۵۲ پرگنے آمدنی ۴۹۶۷۰۰۰۰۰

(۱۶) مالوہ	۲۵۷	۴۲۵۴۷۶۶۷۰	(۱۷) ملتان	۹۸	۲۴۵۳۱۸۵۷۵
(۱۸) کابل	۴۰	۱۵۷۶۲۵۳۸۰	(۱۹) ٹھٹہ	۵۷	۷۴۹۷۶۹۰۰

اس صوبے مین چار سرکارین ہیں

+ احمد شاہ کی سلطنت

غرہ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۸ء مین تخت سلطنت پر احمد شاہ جلوہ افروز ہوا۔ اوسکی سلطنت کا آغاز مبارک معلوم ہوتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید کچھ پھر سلطنت کے بُرے دن پھرے۔ وہ خود بیس برس کا جوان تھا۔ اوسکے دربار مین بڑے بڑے لائق اہلکار تھے۔ آصف جاہ مرہٹونکو دکھن مین روکے ہوئے تھا۔ شمالی حملونکا جو طوفان ابھی آیا تھا وہ بھی رفع دفع ہوگیا تھا۔ مگر تمام کام اور انتظام جو شخصی اور شخصی سلطنتون کے ہوتے ہین اونمین سخت عیب یہی ہوتا ہی کہ اونکا اعتبار نہین ہوتا۔ ایک مصیبت اس سلطنت پر اول ہی سال جلوس مین یہ پڑی کہ آصف جاہ مر گیا اول اُسنے وزارت کی درخواست کی گئی۔ مگر جب اوسکے مرنیکی خبر آئی تو ابو المنصور خان کو وزارت کا منصب ملا۔ عمدۃ الملک امیر الملہام کو برہان الملک کا خطاب عنایت ہوا۔ آصف جاہ کے چھ بیٹے تھے اول بیٹا میر محمد شاہ تھا جسکا لقب غازی الدین خان فیروز جنگ تھا۔ دوسرا بیٹا میر احمد جسکا لقب ناصر جنگ تھا وہ باپ کی جگہہ قائم مقامی کرتا تھا۔ تیسرا پیر محمد جسکا لقب صلابت جنگ تھا۔ چوتھا میر محمد شریف جسکا خطاب برہان الملک تھا۔ پانچوان نظام علی خان۔ چھٹا میر مغل اوسکا لقب ناصر الملک تھا۔ اول بیٹے کو بادشاہ نے مشرف دیوان خاصہ اور بخشیگری رسالہ والا شاہی کی مرحمت کی۔ احمد شاہ درانیون کے حملہ سے ڈرا بیٹھا اسلئے اوسنے ناصر جنگ کو سپاہ سمیت دکن سے اول بلایا۔ مگر جب معلوم ہوگیا کہ احمد شاہ درانی اپنی شمالی مہمات مین مصروف ہے تو اس امداد کی کچھہ ضرورت نہ رہی اسلئے اوسکو برہانپور سے اولٹے جانیکا حکم بھیجدیا۔ غرض سب ہلکارون اور

سلطنت کا انتظام کرکے بادشاہ عیش و عشرت شاہانہ میں مصروف ہوا۔ گویا اب بادشاہی کے یہی معنی ہو گئے تھے کہ سارے دن مونوشی ہو اور عورتون سے صحبت ہو۔ رات دن طبلہ سارنگی کھڑکا کرے۔ ڈوم ڈھاڑیون اور گویّون بھویّون کی دھوم مچا کرے۔ اور دنیا سے خبر نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس رنگیلے بادشاہ کی سلطنت کے بڑے ہنگامے یہی ہیں کہ دو صوبے پنجاب اور روہیل کھنڈ کی لڑائیون کے خون سے رنگین ہوتے رہے +

وزیر الملک صفدر جنگ کے ہمسایہ مین رہیلے لگے ہوئے تھے۔ اس ہمسائگی کے سبب سے اوسکے لیے اونکی طرف سے خار اور عنا رہتا تھا جب علی محمد خان مر گیا تو اوسنے قائم خان پسر محمد خان بنگش کو لکھا کہ اوسکے بیٹون سے ملک چھین لے۔ ان دونون کی لڑائی مین خواہ کوئی مارا جائے وزیر اپنی جیت جانتا تھا۔ قائم خان ملک کی طمع مین آنکر سعد اللہ خان پسر علی محمد خان پر لشکر چڑھا کر لیگیا اور اوسکو بدایون کے قلعہ مین جا کر گھیر لیا۔ ہر چند اوسنے عاجزی کی مگر اوسنے ایک نہ سنی۔ آخر کو مرتا کیا نہ کرتا وہ قلعہ سے لشکر لیکر نکلا اور اوس نے قائم خان کو شکست دی اور اوسکی جان لی جب یہ واقعہ وقوع مین آیا تو وزیر بادشاہ کو لڑائی پر آمادہ کرکے کوئل مین لایا۔ اور خود فرخ آباد مین پہنچا۔ اور بیچارے قائم خان مرحوم کی بیوہ اور بال بچون سے سارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا۔ فقط فرخ آباد اور چند مواضعات اوسکی مادر بی بی کو دیدئے باقی سب کچھ ضبط کر لیا۔ بادشاہ اُلٹا ۱۱۶۳ھ مین دلی میں چلا آیا اور وزیر یہان چند روز تک مقیم رہا۔ اور نول رائے اپنے نائب کو جو ملک اوده مین تھا یہ سارا نیا ملک لیا ہوا اوسکے سپرد کیا۔ اس نائب نے قنوج کو اپنا صدر مقام بنایا۔ قائم خان کا بھائی احمد خان صفدر جنگ کی خدمت مین رہتا تھا جب اوسنے دیکھا کہ یون بھائی اور بھائی کا ملک چھین گیا تو اوسنے وزیر کی رفاقت سے جدائی اختیار کی اور اپنے ملک پر قبضہ کرنے چلا گیا اور رہیلون کو اپنی امداد کے لئے بلا لیا اور اسی زمانہ مین بنگلہ مراد آباد مین حمت خان اور دوندے خان نے بھی ایک فتح حاصل کی تھی اوسنے ۱۱۶۳ھ مین نول رائے پر لشکر کشی کی۔ اوسکو شکست دی کہ جان سے مار ڈالا۔ جب یہاں یہ حال گذرا تو صفدر جنگ سورجمل جاٹ کو ساتھ لیکر ان پٹھانون سے لڑنے آیا مارہرہ پر دونون لشکرون مین مقابلہ ہوا صفدر جنگ زخمی ہوا اور شکست پائی یہ شکست پاکر

جو دلی میں گیا تو وزارت میں خلل پڑا۔ مگر اہلکارون کو رشوت دے دلا کر پھر وزارت کی بنیاد کو پختہ کر لیا۔ بعد ان فتوحات کے احمد خان نے اودھ اور الہ آباد کو نائب صوبوں سے خالی پایا تو اونکے لینے کا ارادہ کیا۔ اور بے حساب فوج لیکر الہ آباد پر حملہ کیا۔ یہان صفدر جنگ کے رفقا رلقا اللہ خان اور علی قلی نے قلعہ مین پناہ لی۔ اونسے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ الہ آباد سے لیکر قلعہ تک سارے شہر مین آگ لگا دی اور اوسے لوٹ لیا صرف دریا باد کو جسمین افغان رہتے تھے چھوڑ دیا شیخ افضل الہ آبادی کے مقبرہ کو بھی مقدس سمجھکر ہاتھ نہیں لگایا پھر ۱۱۶۳ھ مین بلگرام کے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر چند آدمیون کے خیر گذری کہ وہان کچھ روشناس احمد خان کے نکل آئے۔ غرض یہ لوٹ مچ رہی تھی۔ احمد خان کی حکومت اچھی طرح ان صوبون مین نہیں بیٹھی تھی کہ اب وزیر الملک نے دیکھا کہ اوسکی پریشانی اور خرابی کی کوئی حد باقی نہیں رہی ہے۔ اور وہ مرہٹون کے مقابلہ مین ضعیف و ناتوان ہے تو اوس نے اس بدنامی کے دھبہ کو اسطرح دھو ڈالا کہ وہ اوپر پھیل گیا یعنے اوس نے مرہٹون کو اپنی امداد پر مستعد کیا۔ ملہار راؤ ہلکر اور جیاجی سندھیا سے جنکو بالاجی نے ابھی مالوہ کو بھیجا تھا اعانت کی درخواست کی۔ اور سورجمل جاٹ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور ان ہندوؤں کو بہت ملک اور دولت دینے کا وعدہ کیا۔ یہ تدبیر اوسکی درست بیٹھی۔ اول جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ کو اودھ کو چڑھ گیا۔ جالیسر اور سعد آباد میں احمد خان کی ملازمت سے شادل خان حاکم تھا اول اوسکو شکست دی جب احمد خان نے اس شکست کا حال سنا تو الہ آباد کے محاصرہ کو چھوڑ کر فرخ آباد میں آیا۔ اور دریا کے کنارہ پر حسین پور پہنچا یہان سعد اللہ خان رہیلہ بھی امداد کو آگیا ۱۱۶۴ھ میں یہان لڑائی ہوئی۔ افغان بیچارے اکیلے اپنے دم سے تھے جانب مخالف مین مرہٹے جاٹ وزیر کی فوج قدیم جدید اسلئے دس بارہ ہزار افغان مارے گئے اور اونکو شکست ہوئی۔ مگر احمد خان اور سعد اللہ خان زندہ نکل گئے۔ اور کوہ کمایون مین جاکر پناہ لی اب سرحد کوئل اور جالیسر سے لیکر کوہ ہمالیہ کی سب پہاڑیون تک مرہٹونکا قبضہ ہوگیا اور اونکو اجازت ہوگئی کہ وہ چوتھ وصول کرین یہ مرہٹے وہ سبز قدم تھے جس باغ مین قدم رکھتے اوس کو جنگل بنا دیتے جس آبادی مین بیٹھے تھے اوسکو ویرانہ کر دکھاتے تھے۔ غرض یہ شادابی رسبز کر مرہٹون کی [illegible] وزیر الملک کا نامہ اعمال [illegible] سے سیاہ ہوا۔ افغان بھی

ان مرہٹون کے ہاتھ سے تنگ آئے۔ اور اونکے توسط سے وزیر سے صلح کی درخواست کی مرہٹونکی عادت تھی کہ وہ کسی طرف کو بالکل غارت نکیا کرتے تھے۔ دونو فریق کو قائم رکھکر اپنا مطلب حاصل کیا کرتے تھے غرض ان مرہٹون نے رہیلون کے وزیر سے صلح کرادی +

یہان یہ فتح حاصل ہوئی۔ وہان اجمیر کے صوبہ دار کو شکست ہوئی سلطنت کو فتح شکست کا فائدہ ونقصان برابر ہوا۔ اجمیر کی شکست کی تفصیل یہ ہے کہ سید صلابت خان ذوالفقار جنگ اجمیر اور اکبر آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسوقت جودہ پور کی ریاست کے لئے تخت سنگھ اور مہاراجہ سنگھ چچا بھتیجے لڑ رہے تھے کہ تخت سنگھ بادشاہ پاس آیا اور ذوالفقار جنگ سے ملا صلاح یہ ٹھیری کہ اکبر آباد اور اجمیر کے صوبون کے انتظام کیواسطے تخت سنگھ فوج لائے۔ اور ذوالفقار جنگ اوسکو جودہ پور کی ریاست دلائے۔ تخت سنگھ تو ناگور مین لشکر لینے گیا اور ذوالفقار جنگ جاٹون کے ملک پر متوجہ ہوا۔ نیم رانا پر حملہ کرکے اوسے فتح کرلیا۔ آگے نارنول مین گیا۔ اور اول یہ ارادہ کیا کہ اکبر آباد کا بندوبست جاٹون کو شکست دیکر کرے چنانچہ اوسنے اونکو شکست دیکر اوس سے صلح کرلی تخت سنگھ جب سترہ اٹھارہ ہزار سیاہ لیکر آیا تو اوسنے جاٹونکو ذوالفقار جنگ کے خیمے میں بیٹھا پایا۔ اتنے میں مہاراجہ سنگھ بہت سے راجپوت راجاؤن کو ساتھ لے اوسے لڑنیکے لئے آیا۔ لڑائی ہوئی تخت سنگھ کی مرضی کے برخلاف ذوالفقار جنگ نے کام کئے اسلئے شکست فاحش پائی اور نادم اور پشیمان دلی مین آیا۔ یہان اوسکی امیر الامرائی اور صوبہ داری چھن گئی اوسپر وہ بڑا افروختہ ہوکر بادشاہ کی جان کے درپے ہوا تھا کہ بادشاہ نے اوسکو قید خانہ میں بھیجدیا +

اجمیر کا صوبہ ذوالفقار جنگ کا شکست پانا +

یہان یون سلطنت بگڑ رہی تھی کہ یکایک یہ خبر آئی کہ احمد شاہ درانی ہندوستان مین لاہور کے قریب آن پہنچا ہے معین الملک ناظم صوبہ نے شہر سے نکل کر اوسکا مقابلہ کیا۔ چار مہینہ تک برابر لڑائیان ہوتی رہین آخر ایک دن سخت لڑائی ہوئی۔ مادینہ بیگ اور کوڑا مل نے معین الملک کی اعانت نکی اسلئے اوسکو شکست ہوئی۔ اسوقت اوسکو یہ خوب تدبیر سوجھی کہ وہ احمد شاہ درانی کی خدمت مین چلا گیا۔ اوسنے نہایت اعزاز واکرام کیا۔ اب یہان سے بادشاہ کے خطوط متواتر صفدر جنگ کے بلانے کے لئے جاتے تھے۔ اونے ملہار راؤ سے وزارت عظمیٰ کا وعدہ کیا اور اپنے ساتھ لیکر دلی کی طرف چلا

احمد شاہ درانی کا حملہ +

اور یہ اوسے کہا کہ شاہ درانی کو شکست دیکر لاہور اور ملتان کا خود انتظام کرلے ابھی یہ دلی مکمل نہ تھے کہ وہاں جاوید خواجہ سرا نے جو بادشاہ کی منہ بیت چڑھا ہوا تھا۔ اور نواب بہادر کا خطاب بھی حاصل کیا تھا شاہ درانی کو صلح کا پیغام دیا۔ یہاں بادشاہ نادشاہ کا زمانہ دیکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا ملتان اور لاہور دونو صوبے دیکر صلح کرلی اور غنیمت جانا کہ یہ بلا ٹلی۔ احمد شاہ درانی یہ دونو صوبے معین الملک کو دیکر چلا گیا +

جب صفدر جنگ دلی مین آیا تو بڑا آشفتہ خاطر ہوا۔ اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مین ملہار راؤ کو جو ر خطیر کا وعدہ کرکے یہان لایا ہون اوسکو کس گھر سے روپیہ دون۔ سپہ سالار امیر الامرا فیروز جنگ خلف آصف الدولہ جو ناصر جنگ کے مرنیکے بعد دکھن کے چھ صوبون کے لئے بادشاہ سے درخواست کرتا تھا اور بادشاہ اون سے بھاری نذرانہ مانگتا تھا۔ اوسنے کہا کہ اگر یہ صوبے مجھے عنایت ہون تو مین ملہار راؤ کو اپنے ساتھ لیجاتا ہون اور جو روپیہ ٹھہرے وہ دلا دیتا ہون یہ درخواست منظور ہوگئی اور ملہار راؤ دکھن کو فیروز جنگ کے ساتھ رخصت ہوا۔ اب یہ الملک کو اس خواجہ سرا کا بڑھنا بھی ناگوار خاطر تھا اور اوسکے سبب سے اوسکے رعب داب مین بھی فرق آگیا تھا۔ اوسنے ایکدن جاوید نواب بہادر کو دوستانہ اپنے گھر ضیافت مین بلاکر مار ڈالا۔ اس خواجہ سرا کو بادشاہ دل وجان سے عزیز رکھتا تھا صفدر جنگ کی اس حرکت سے ظاہر اور باطن مین ناراض ہوگیا۔ اور اوسکی انتقام کی دھن ہوگیا

جب فیروز جنگ ملہار راؤ کو لیکر دکن مین گیا تو وہ اپنے بیٹے شہاب الدین محمد خان کو نیابت میر بخشگیری پر چھوڑ گیا فیروز جنگ جب رنگ آباد مین پہنچا۔ تو بھائی اوسے لڑنے کے لئے آیا۔ مگر ہنوز لڑائی نہ ہوئی تھی کہ اجل کا حکمنامہ اوس پاس آپہنچا شہاب الدین محمد خان کو باپ کا سارا مال ہاتھ لگا۔ اگرچہ وہ عمر مین سولہ برس کا تھا مگر آفت روزگار تھا۔ وہ عیش و عشرت کی لذت سے ناآشنا تھا۔ ایام طفلی میں لہو و لعب سے نفرت تھی۔ اراوہ بلند ہمت عالی رکھتا تھا۔ اپنے برادر اور دون کے پورا کرنے مین کسی بڑے کام کے کرنے مین پس و پیش نہ کرتا تھا۔ اور عجب حکمت سے اونکو پردہ اخفا مین چھپائے رکھتا قتل کرنا اور دغا دینا اوسکی عادت مین داخل تھا۔ برے کاموں کے نتیجون کی پروا نہ وہ اپنے لئے کرتا نہ اوروں کے لئے سوچتا۔ متفنی ایسا تھا کہ صفدر جنگ کو روز سلام کرنے جاتا جس روز اوسکا باپ فیروز جنگ دہلی سے گیا ہے تو صفدر جنگ بڑا خوش تھا مگر یہ نہین جانتا

صفدر جنگ کی نیابت +

صفدر جنگ کی دغا بازی الدین خان عم و الملک کا حال اور خلاف ورزی +

وہ اپنا لڑکا اوسکی جان کے لئے عذاب چھوڑے جاتا ہے یہانتک اوسنے وزیر کو پوچھا کہ اوس بادشاہ سے غازی الدین خان عماد الملک کا خطاب اوس کو دلا دیا اور بیٹے سے زیادہ چاہنے لگا اوسکی محل سرا تک مین وہ جانے لگا صفدر جنگ پہلے جاوید خواجہ سرا کو تو شہید کر چکا تھا اب اوسکو یہ لو لگی کہ کسی طرح انتظام الدولہ خانخانان کو جو قمر الدین خان وزیر کا داماد تہا اور غازی الدین خان اوسکا بھانجا تھا ٹھکانے لگائے اول اونسے منافقانہ اتفاق پیدا کرنا چاہا مگر وہ اوسکے دم مین نہ آیا ایک خواجہ سرا کے ہاتھ صفدر جنگ نے بے قاعدہ عرضی بادشاہ کے محل مین بھیجی تھی اس گستاخی پر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکے حکم سے بادشاہی آدمیون نے قلعہ دار کو جو صفدر جنگ کی طرف سے تھا اور اوسکے آدمیون کو قلعہ سے باہر کر دیا غرض اس مین شہر کے اندر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ہزار دو آدمی قلعے کی گرد جمع ہو گئے صفدر جنگ نے جب دیکھا کہ بات بگڑ گئی تو اونسے عرضی بھیجی کہ صوبہ اودہ کے جانیکے لئے رخصت ملجائے یہ درخواست منظور ہوئی - وہ بادشاہ سے رخصت ہو کر دو تین روز شہر کے ادھر اودھر اس امید پر پھرتا رہا کہ شاید اب بھی بادشاہ بلا لے مگر بادشاہ اسے دل سے ناراض تھا اب سارے شہر کے اندر انتظام الدولہ اور غازی الدین خان کا انتظام ہو گیا شہر کے برجون پر سورچے لگ گئے اور پرانے اور نئے نوکر جمع ہونے شروع ہوئے صفدر جنگ نے جانا کہ دشمن میرا کام تمام کرنے مین کوئی کسر باقی نہین رکھینگے اسلئے وہ بھی لڑائی کے لئے مستعد ہوا اور سورج مل جاٹ اور اندر گسائین فوجدار بادنی محال مہاربنپور کو بلا لیا - اب طرفین سے مورچے قائم ہو گئے لڑائی شروع ہوئی غازی الدین خان نوجوان فتنہ انگیز نے ایران اور توران کا جھگڑا اور شیعہ سنیون کی عداوت کا معاملہ پیش کر دیا اور راجہ دیبی دت کو صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا کہ وہ روہیلون کے امرائے عظام سے ملکر اونکو ادھر بلا لے غرض یہ راجہ گیا ہی تھا کہ نجیب خان جو صفدر جنگ کے جماعہ داروں مین تھا اور دوندے خان روہیلہ کا داماد تھا گھوڑے پر سوار ہوا اور اونسے کہا کہ جس کسی کو اہل سنت و جماعت کا پاس ہو وہ میرے ساتھ ہو لے امر جو میرے ساتھ متفق نہ ہو وہ چلا جائے یہ کہنا تھا کہ ایک افغانون کا لشکر اسکے ساتھ ہو گیا - اور وہ بادشاہ کی خدمت مین چلا آیا غازی الدین خان نے ہولکر کو اپنی امداد کے لئے بلایا اونھون نے اپنے ہم مذہب

غازی الدین خان کی لڑائی جاٹوں سے

جاٹوں اور پرانے دوست صفدر جنگ پر حملہ کرنے میں کچھ تامل نہ کیا۔ غرض چھ مہینے تک یوں ہی جوتی پیزار چھری کٹاری توپ بندوق دارالخلافہ کے اندر باہر چلتی رہی۔ آخر کو مہاراجہ مادھو سنگھ کچھواہے بیچ میں پڑکر صلح کرائی۔ صفدر جنگ مغلوب ہو گیا تھا۔ اوسنے فقط اس بات پر قناعت کی کہ اودھ اور الہ آباد کی صوبہ داری اوس پاس رہے +

جب صفدر جنگ چلا گیا تو خانخانان وزیر اور غازی الدین خان امیر الامرا امیر المہام سلطنت نہرے ہر ایک جیب جاہ تھا ہر ایک ملکی اور مالی معاملات کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ باوجود قرابت اور اتفاق کے اونمیں نفاق پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اپنی رائے اور مدعا کے موافق کام کیا۔ جاٹوں نے صفدر جنگ کا ساتھ دیا تھا۔ اسپر عماد الملک خار کھائے بیٹھا ہوا تھا۔ اسوقت ملہار راؤ سات ہزار لشکر سے اوسکے ساتھ تھا۔ اسلئے اونسے جاٹوں کے مٹانیکا ارادہ کیا۔ خانخانان یہ چاہتا تھا کہ سورجمل بالفعل بیجاپور لاکھ روپیہ عفو تقصیر کے عوض پیش کش دیتا ہے اوسے لینا چاہیئے۔ یہ روپیہ لیکر سپاہ کی درستی میں صرف کرنا چاہیئے جب استقلال خوب ہو جائے تو سال آیندہ میں جاٹوں کا استیصال کرنا چاہیئے عیش آرام کے سبب سے بادشاہ کو یہ وقت ایسے امور میں الفصال کی رہی نہ تھی عماد الملک نے جوانی کے گھمنڈ میں اور مرہٹوں کی امداد اور بھروسہ پر سورجمل پر حملہ کیا۔ اور اوسکو قلعہ کمبھیر میں گھیر لیا اوسکے ملک پر قبضہ کر لیا تین مہینہ محاصرہ پر گذر گئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ اور ملہار راؤ کا بیٹا کھانڈیراؤ مارا گیا قلعہ کا توپوں بدون تسخیر ہونا مشکل تھا اسلئے عماد الملک نے عاقبت محمود خان کشمیری کو رسالہ سین داغ کے ساتھ شاہجہان آباد میں توپخانہ لینے کے لئے بھیجا۔ اور کہہ دیا کہ اگر یہ کام آسانی سے ہو جائے تو فبہا ورنہ جسطرح ہو سکے کرنا عماد الملک کی التماس عاقبت محمود خان نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی اور بہت اصرار کیا۔ خانخان یہ سوچا کہ اگر توپخانہ نہ گیا تو پھر واپس نہ آئیگا۔ جاٹوں کو شکست ہو جائیگی۔ پھر معلوم نہیں عماد الملک سنگ دل بے رحم مرہٹوں کے ساتھ ہو کر کیا کیا خرابیاں پھیلائے اسلئے اوسنے توپخانہ کے بھیجنے میں توقف کیا۔ عاقبت محمود خان اسپر رنگ بیٹھا تو اوسنے بادشاہ سے رسالہ سین داغ کی تنخواہ کا دعوی کیا۔ اور خود اوس رسالہ میں قیدیوں کی طرح ہو بیٹھا۔ اور سارے دن شہر میں ایک غدر مچا دیا۔ بادشاہ کے دربار میں بھی کسی کو نہیں جانے دیا۔ اور پانچ رنگ

وزیر کے گھر سے اپنی حفاظت کے واسطے لاتا تھا کہ راہ مین وزیر کے آدمیون نے جنہین لئے غرض جامع مسجد
کے نیچے لاٹھی پونگا توپ و بندوق ہونے لگی۔ آخر کو عاقبت محمود خان یہانسے ڈاسنہ چلا گیا اور وزیر
کی جاگیر اور خالصہ سے جو کچھ وصول کرسکا وصول کیا۔ انھی دنون مین عماد الملک نے نجیب خان کو باون محال
سہارنپور مین بھیجا تھا۔ اونسے تمام محالات پر قبضہ کرلیا۔ وزیر کے سب عمال کو باہر کردیا۔ اور سپہ وزیر
خفا ہوا۔ اور بادشاہ کو لونی مین لایا۔ اور نجیب خان کی تنبیہ کے واسطے اوسکا ارادہ مصمم کرایا۔ اس
اثنا مین نجیب خان نے اپنی عفو تقصیرات کی عرایضیں بھیجین۔ اوسکا قصور معاف ہوا۔ بادشاہ نے
باونی محال سہارنپور اپنی طرف سے اوسکو عنایت کیا۔ جب سے گجرات اور مالوہ مرہٹون کے قبضہ مین
آگیا تھا تو وہ ہر سال تازی سپاہین اپنے ساتھ لیکر ہندوستان کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے
تھے اور تمام راجپوتانہ کو لوٹ کر اونھون نے برباد کر رکھا تھا۔ اسلئے خانخانان کا ارادہ ہوا کہ مرہٹون
کی ترقی کو روکے۔ راجپوتانہ کے راجاؤن اور وزیر نے ایک محضر بنایا۔ اور سب نے دستخط کئے اور اوسکو
سورجمل اور صفدر جنگ کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ جب بادشاہ کوئل مین پہنچے تو صفدر جنگ اوس سے
آملے۔ اور وہان سے متفق ہوکر آگرہ مین آئیں تو سارے رجپوت اور جاٹ جمع ہون۔ غرض اُدھر
یہ محضر سورجمل پاس روانہ کیا۔ ادہر عماد الملک کو لکھا کہ ہم تیری امداد کے واسطے آتے ہین۔ جو
نوشتہ جاٹون کو لکھا تھا وہ عماد الملک کے ہاتھ پڑگیا۔ اونسے وہ خط اونھا بادشاہ کو لعنت ملامت
کرکے بھیدیا اور خود تو محاصرہ مین مصروف رہا اور ملہار راؤ کو بادشاہ سے لڑنیکے لئے بھیدیا +
ملہار راؤ نے آتے ہی بادشاہی خیمہ پر گولے برسانے شروع کئے۔ سارا لشکر بادشاہ کا
بھاگ گیا صرف تین سو آدمی ساتھ رہ گئے۔ بادشاہ اور وزیر بہزار مصیبت دلی مین پہنچے بادشاہ
قلعہ کے اندر گیا۔ وزیر باہر خیمہ مین اترا۔ سارا مال اسباب بادشاہی مرہٹون کے ہاتھ آیا۔ دوسرے
روز عماد الملک بھی محاصرہ کو چھوڑکر چلا آیا جو بادشاہ کا لشکر تباہ راہ مین ملا۔ اوسکی تسلی اور
کی۔ اور مہد علیا بیگم کا خیمہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اوسکے ساتھ وہ اور ملہار راؤ دہلی مین پہنچے۔ اب خانخانان
اور اور امراسے بادشاہ نے عماد الملک غازی الدین خان کے باب مین مشورہ کیا سب نے عرض کیا
کہ عماد الملک مرہٹون کا مطیع ہوگیا ہے۔ اب اوسے خانہ زاد کی توقع عبث ہے صلاح وقت تو یہی

+ احمد شاہ کا قید ہونا

کہ حکم صادر فرمایا جاتا کہ خانہ زاد جسقدر ہیں وہ اپنا حق نمک واکرین صفدر جنگ کو امداد کے واسطے
لکھئے اور سورج مل کو اعانت کے واسطے بلائے۔ جاٹ رجبوت صفدر جنگ سے سب ملکر ضرور کملکے نیگے
لیکن غازی الدین خان تو راہ ہی میں سے لشکر کے آدمیون کو دم دلاسا دیتا آتا تھا۔ سارے منصب دارون
اور افسرون نے لڑنے سے انکار کر دیا۔ اسپر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ غازی الدین خان میرا
نمک پروردہ ہے وہ میرے ساتھ دغا نہیں کرے گا۔ اب تم چند روز جب تک ہمارے ہین گھر بیٹھو۔ باہر
نہ نکلو۔ اگرچہ وزیر نے تین دفعہ بادشاہ سے کہا کہ حضور کی یہ رائے خطا پر ہے مگر بادشاہ نے وزیر کو تسلی آمیز
جواب دیدیا۔ اب چار وزیر اپنے گھر گیا اور اپنی حفاظت کا خوب سامان جمع کیا عماد الملک کی طرف سے
عائبت محمود خان بادشاہ کے وزیر بنے۔ ابدالی نے تمام لشکر کو اپنے پاس جمع کیا۔ اور یہ تقریر اونکے
سامنے بیان کی کہ اے امیرو سنو کہ یہ احمد شاہ ہمارا بادشاہ کیسا نالائق ہے۔ اوسکے سبب سے سلطنت
برباد ہوئی جاتی ہے قیام سلطنت کا اسباب نظر نہین آتا۔ نہ اوسمین ایسی جرأت اور ہمت تھی
کہ وہ اپنے دشمنون سے یعنی مرہٹون سے لڑتا۔ نہ اوسمین راست بازی تھی کہ وہ اپنے دوستون
کے ساتھ سچا ہوتا اور وعدہ خلاف نہ ہوتا غرض وہ نامرد کم ہمت جھوٹا تلون مزاج ہے اسلئے
بہتر ہے کہ کسی اور شاہزادہ کو بادشاہ بنائیں۔ عماد الملک کے خوف کے مارے کسیمین دم نہ تھا کہ چون وچرا
کرتا۔ سب نے تسلیم کیا۔ علما بلائے اونھون نے فتوے لکھکر یہ شہادت دی کہ حدیث اور آیتیں قرآن کی
لکھین آگے اوسنے یہ تحریر کیا کہ بادشاہ سے ایسے افعال قبیح سرزد ہوئے ہین کہ خدا اور رسول کے حکم کے
موافق اوسکا معزول ہونا چاہیئے۔ حاشیہ پر سبکی مہرین ہوگئین غرض ۲۰ شعبان ۱۱۶۷ھ جولائی ۱۷۵۴ء کو
احمد شاہ کو تخت سے اوتار کر قید خانہ مین بٹھایا۔ اور سلطان عزیز الدین بن محمد معز الدین جہاندار
کو تخت پر بٹھایا۔ اور اوسکا لقب عالمگیر ثانی رکھا۔ احمد شاہ نے چھ سال دس مہینہ سلطنت کی
افسوس ہے کہ اس بادشاہ کے عہد میں اکبر اور اورنگ زیب کی سلطنت قابل رحم ہوگئی۔ اگرچہ
بادشاہ کے نام کی عزت سارے ہندوستان مین ابتک چلی جاتی تھی مگر اوسکے قبضہ مین دوآبہ
چند ضلعے اور جنوب مین ستلج کے کئی ایک ضلعے رہ گئے تھے۔ گجرات مرہٹونکی پامالی میں تھا۔ بنگال
بہار اڑیسہ علی وردی خان جانشینون کے تصرف میں تھا اودہ میں صفدر جنگ کا ڈنکہ بجتا تھا۔

وسط دوآب مین بنگش حکمرانی کرتے تھے۔ اور وہ اضلاع جنکو اب روہیل کھنڈ کہتے ہین روہیلون
پاس تھا۔ پنجاب احمد شاہ درانی کو حوالہ ہوا تھا۔ باقی سارے ہندوستان مین ہندو متسلط تھے
صرف اتنا ٹکڑا دکھن کا اونکے ہاتھون سے بچا ہوا تھا جنمین نظام کی اولاد جھگڑ رہی تھی میدان
سلطنت میں کچھ کچھ انگریزی سوداگر بھی پیر جماتے جاتے تھے۔ بادشاہ کا حال ایسا ہوگیا
تھا جیسا پتھر یا کاٹ کے ستون کا ہوتا ہے خواہ اپنی جگہہ پر رکھہ کر اونکی پرستش کی خواہ
توڑ پھوڑ کر پیرون کے تلے ملا +

عالمگیر ثانی کی سلطنت کا بیان

عالمگیر ثانی نیا بادشاہ ہوا۔ غازی الدین خان اوسکا نایب وزیر ہوا۔ احمد شاہ کی طرف سے عاقبت
محمود خان نے یہ جعلی رقعہ خانخانان نظام الدولہ کے نام لکھا کہ مجھے اس قید سے چھڑاؤ اور اجوبانہ
مین بھیجا دیا۔ اسی رقعہ کو پکڑ کر بادشاہ کو بڑی بے عزتی کے ساتھ اندھا کیا۔ اور جب صاحب جانی اپنی
بیٹے کی رہائی کے روپیہ ہوئی تو اوسکی آنکھونکو بھی بے نور کرکے نور چشم کے ساتھ قید کیا۔ خانخانان کو
بھی جو خیر خواہ ملازم وزیر کا تھا اوسکو بھی ٹھکانے لگایا ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ نے بھی انتقال کیا۔ شجاع الدولہ
اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ یہ بھی وزیر کے سر سے گیا۔ اب وہ دل کھول کر اپنے اختیار اور اقتدار
کو بڑھایا۔ بادشاہ کسی بات مین کچھہ خلل نہ دیتا تھا۔ نام کا بادشاہ تھا پہلے تمکو یاد ہوگا کہ رسالہ
سین داغ کو کیسا گستاخ اور با اقتدار صفدر جنگ اور جاٹون سے لڑنے کے لئے خود وزیر نے کیا تھا
اب وہ خود وزیر صاحب سے تنخواہ کا مطالبہ کیا اونکو وزیر نے تمام محالات خالصہ پرگنہ پائی
اور ہتک وغیرہا اونکی تنخواہ مین دیدئے۔ دو تین چار مہینہ تک یہان کی رعایا کا روپیہ وصول کرکے
مزا اڑاتے رہے مگر وزیر نے بھی محالات قطب شاہ روہیلہ کو دیدئے اب دونون مین لڑائیان شروع
ہوئین قطب شاہ کو آخر فتح حاصل ہوئی اب وزیر نے لاہور لینے کے قصد سے کوچ کیا تھا +
پانی پت مین پہنچا تھا کہ ان سین داغ کے سواروں نے وزیر کو گرفتار کیا۔ اور اوسکو پیادہ پانی پت کے
کوچون مین گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر مین لے گئے۔ وزیر صاحب کی دستار کہین تھی اور ازار کہین
اس بے حال پر بھی زبان کا لیان دینے سے بند نہین کی وہ کہتا تھا کہ اے قوم ساقو اگر تم کو مجھے

مارنا ہے تو مار ڈالو نہیں تم سب مارے جاؤ گے۔ اور اگر مارنا منظور نہیں ہے تو یہ بد نہاد ہی کیا ہے
غرض زندگی باقی تھی کہ بادشاہ کا پیغام اون پاس آیا کہ وزیر کو چھوڑ دو اور اپنی تنخواہ آنکر لیجاؤ۔
اسوقت بادشاہ کے گرد سارا دربار اس بیت سے اکٹھا تھا کہ وزیر کہیں ٹھکانے لگے مگر جسکو خدا رکھے
اوسے کون چکھے۔ باغیوں کے افسرون نے وزیر کو ہاتھی پر بٹھایا اور دستار اور لباس درست کر کے
چھوڑ دیا جون ہی وہ اپنے خیمہ مین پہنچا اوس نے اپنے سپاہیونکو حکم دیدیا کہ رسالہ سین داغ کے سواروں
کو جہان پاؤ وہان قتل کرو۔ تھوڑے عرصہ مین سب اسباب اور جان و مال اور لشکر برباد گیا۔ بادشاہ
دلگیر ہو کر دلی مین چلا آیا۔ اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی جو بادشاہ کے لئے سب گناہون
سے بدتر ہے اختیار کی +

تمکو یہ یاد ہوگا کہ جسوقت ملتان اور لاہور کے صوبے شاہ ابدالی کے ہاتھ آئے تھے تو اوسنے اوسکے
پہلے صوبے دار معین الملک کے پسر قمر الدین خان کو دیدئے تھے۔ اب خیال کرنیکی بات ہے کہ لوگون کے دلونمین
اس بادشاہی ملازم کا کیا ادب اور لحاظ ہوگا کہ اوسکو اس نئے بادشاہ نے یہ صوبے دیدئے اور اوسپر مزید یہ
کہ جب وہ اتفاقاً گھوڑے پر سے گر کر مر گیا تو اوسکے کم عمر بیٹے میر مومن کو صوبہ داری عنایت کی اور مہمات
ملکی کا اختیار اوسکے ماں کے سپرد کر دیا۔ مومن خان کا بھی انتقال ہو گیا تو خواجہ موسیٰ داماد معین الملک کو
صوبہ دار مقرر کیا۔ بھکاری خان رستم جنگ کو مدار المہام مقرر کیا۔ مگر اوسکو ایک دن معین الملک کی بیگم
نے بلا کر لونڈیون کے ہاتھ سے سولی دیدی۔ خفیہ خفیہ مرزا ادینہ بیگ نے اپنے نام نائب صوبہ داری کی
سند شاہ ابدالی سے منگالی۔ مرزا ادینہ بیگ جوانمرد اور فطرتی تھا اور اس ملک کی حکومت مین اوسکو
بڑا تجربہ حاصل تھا۔ عماد الملک کی رگ رگ مین شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اوسنے یہ ایک
فساد کھڑا کیا کہ سپاہ کو اور شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد کو لیکر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہانسی حصار کی
راہ سے لدہیانہ مین پہنچا۔ اور مرزا ادینہ بیگ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور یہان سے سید جمیل الدین خان کے
ساتھ سپاہ روانہ کی اور معین الملک کی بی بی یعنی اپنی ممانی کو خط لکھا کہ وہ اپنے لڑکی کو جسکے
اوسکی نسبت ٹھہری تھی بھیجدے۔ اس بیچاری نے مع جہیز کے اپنی لڑکی کو بھیجدیا۔ بعد
اوسکے مرزا ادینہ بیگ اور اپنے سردارون کی فوج بھیجکر لاہور سے اپنی ساس کو جو بیچاری

حاشیہ: معین الملک کی بیوی کا نام مغلانی بیگم تھا +

بے خبر پڑی سوتی تھی پکڑ بلایا۔ اور جب وہ لدھیانہ مین آئی تو عذر معذرت پیش کی اور لاہور اور ملتان کی صوبہ داری تیس لاکھ روپیہ پیشکش لیکر مرزا ادینہ بیگ کو دیدی۔ اور دلی کو واپس چلا آیا سارے رستہ اوسکی ساس یہ کہتی چلی آئی کہ یہ کام اچھا نہیں کیا۔ اوسکا برا انجام دیکھوگے کیا ہوتا ہے شاہ ابدالی جسکا نام ہے وہ جب ہیسی گا تو دلی کی اینٹ سے اینٹ بجادیگا +

احمد شاہ ابدالی کا شاہجہان کے وقت مین آنا +

جب عماد الملک کی اس حرکت کو شاہ ابدالی نے سنا تو ظاہر تھا کہ وہ اوس ملک مین جسکو وہ اپنا سمجھتا تھا کب ایسی مداخلت بیجا کی برداشت کرسکتا تھا بیقرار ہوکر پاشنہ کوب قندہار سے لاہور پہنچا۔ مرزا ادینہ بیگ اوسکے آگے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکا۔ ہانسی حصار مین جہان پانی کم ملتا ہے چلا گیا۔ یہ بادشاہ کوچ بکوچ سنبت مین پہنچا۔ اب وزیر نجیب خان کو ساتھ لیکر لڑنیکے لئے دلی سے چلا مگر اوسکو اپنا اصل حال معلوم نہ تھا کہ اوسکی درشت خوی اور بیباکی اور سفاکی نے لوگون کے دلون کو اوسکی طرف سے کیسا برگشتہ کر رکھا ہے جب اوسنے دیکھا کہ نجیب خان کے ساتھ بہت سپاہ دشمن کے لشکر مین چلی گئی۔ اور وہان اوسکی مدارات مہمانون کی سی ہورہی ہے تو اوسکو اپنی حقیقت کھلی۔ اوسنے اپنے تئیں بڑی لیاقت سے بچایا۔ اب کوئی چارہ سوا تابعداری کے اوسکو نہ تھا۔ اول ساس پاس دوڑا گیا۔ اور اوس سے سفارش کرائی اور پھر شاہ ابدالی کے وزیر ولی خان کو جو شاہ درآمد سے اپنے ساتھ ملا لیا۔ غرض ان حکمتون سے اپنے قصور معاف کرائے بلکہ وزارت بھی قائم رکھی اور اس سیدھے سادہ سپاہی بادشاہ کو پرچا کر اختیار اور اقتدار پہلے سے بھی بڑھا لیا۔

اب احمد شاہ ۱۱۷۰ھ مین شاہجہان آباد مین آیا۔ اور بادشاہ سے ملاقات کی اور بادشاہانہ اختیارات اپنے ہاتھ مین لئے۔ اب اس مہم کا خرچ لون وصول کرنا شروع کیا کہ عماد الملک وزیر کو حکم دیا کہ دوآبہ سے خراج وصول کرے اور اپنے ایک بڑے سردار خان جہان کو بھیجا کہ وہ جاٹون سے جاکر خراج تحصیل وصول کرے۔ اور شہر سے روپیہ کے وصول کرنے کا خود ارادہ کیا۔ ان تین کامون مین سے عماد الملک نے اپنا کام خوب انجام دیا۔ اوسنے جان نثار خان درانیون کے ایک سردار کو اور شاہزادہ ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی اور مرزا بابر کو ہمراہ لیا اور دریاے جمن سے پار اترا۔ اور سیدھا فرخ آباد پہنچا۔ یہان احمد خان بنگش نے مال اسباب بہت تحفہ

شاہزادون اور وزیر کے پیشکش کیا۔ اور لشکر جمع کرکے اونکے ہمراہ گیا۔ اب وہ دریاے گنگ سے پار اُترا۔ اور شجاع الدولہ سے نذرانہ طلب کیا۔ وہ لڑنیکے لیے مستعد ہوا۔ اور کچھ لڑائی ہوئی۔ مگر سعد اللہ خاں رسیلہ کی معرفت پانچ لاکھ روپیہ پر فیصلہ ہوگیا۔ اور شوال ۱۱۷۱ھ مین عماد الملک یہ نذرانہ لیکر فرخ آباد مین آگیا۔ اور شاہ ابدالی کی حرکت کا منتظر رہا۔ اب وسرا کام جاٹون سے خراج لینا آسان نہ تھا۔ اونہون نے قلعے نہیں بنا لیکر افغانون سے لڑنا شروع کیا اور افغانون کی رسد اور بار برداری کو بھی کئی دفعہ لوٹ لیا۔ آگرہ کے بادشاہی قلعہ دار مرزا سیف اللہ نے بھی قلعے سے ایسی گولیان برسائین کہ خانجہان اوسکے پاس نہ پھٹکنے پایا۔ آخر کو اونہون نے کئی لاکھ روپیہ نذرانہ کے دیکر اس بلا کو بھی ٹالا۔ جب انی جاٹون پر کامیاب ہوئے اور آگرہ کے قلعہ کو لے نہ سکے تو اس اپنی جلن کو یون ٹھنڈا کیا۔ کہ بیچارے غریب شہر متہرا پر جہان ایک میلا تھا دفعۃً آن پڑے سارے شہر کو خوب لوٹا۔ اور عورت بچون تک پر ہاتھ دراز کیا۔ اب تیسرا کام دلی کے لوٹنے کا تہا جسکو بادشاہ نے خاص اپنی ذات کے لئے رکھا تھا۔ ایسا لوٹا کہ نادر گردی کو بھی بہلا دیا۔ گو احمد شاہ اپنے مزاج اور طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک اور بے رحم نہ تھا۔ مگر اوسکے ساتھ سپاہ نادر کی سپاہ سے زیادہ اجڈ اور وحشی تھی وہ اوس کے کہنے مین نہ تھی۔ ۱۱ ستمبر ۱۷۵۷ء کو وہ داخل ہوا اور دو مہینہ تک برابر لوٹتا رہا۔ بڑے بڑے امیرون کے گھر مین جھاڑو کا تنکا نہ چھوڑا۔ یہ کام سرانجام کرکے شاہ درانی انوپ شہر کی چھاؤنی مین گیا۔ اور وہان سلطنت کے حصے کرکے اپنی مرضی کے موافق امرا مین تقسیم کئے۔ اتنے مین گرمی ایسی پڑنے لگی کہ اوسکے لشکر مین سے ہزارون مرنے لگے اور اوسکے وطن سے بھی کوئی بری خبر آئی۔ اور اب لوٹنے کے لئے بھی کچھ یہان نہ بچا تھا غرض جون ۱۷۵۷ء ۱۱۷۱ھ مین اپنے ملک کو چلا گیا اور نجیب خان رسیلہ کو بادشاہ کا امیر الامرا مقرر کر گیا (اس امیر کا نام نجیب الدولہ لکھا جائیگا) اور جاتے ہوئے شہزادی احمد شاہ سے محمد شاہ کی بیٹی سے جو نہایت خوبصورت تھی اپنی شادی کی۔ پہلے اس شاہزادی سے شادی کرنیکا ارادہ خود عالمگیر ثانی کا تھا۔ اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی بھی شادی بادشاہ کی بھتیجی سے کی۔ اور اسی شاہزادہ کو لاہور ملتان تھٹھہ کا ناظم مقرر کیا۔ اور خانجہان کو اوس کا

سپہ سالار مقرر کیا اور خود اپنی سپاہ عظیم لیکر قندھار چلا گیا +

دلی سے جسوقت احمد شاہ ابدالی روانہ ہوا تو غازی الدین خان فرخ آباد مین تھا اوسنے نجیب الدولہ کی مخالفت کے سبب سے احمد خان بنگش کو امیر الامرا مقرر کیا اور شاہجہان آباد کی طرف چلا مگر وہ یہ جانتا تھا کہ نجیب الدولہ کو معطل بٹھانا کچھ اکیلے کا کام نہیں ہے - اجکل مرہٹون کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا اسلیے اوسنے رگھناتھ راؤ اور ملہار راؤ ہلکر کو دکھن سے بلایا اور شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ محصور ہو گئے ستائیس روز تک روز لڑائی توپ گولہ سے ہوتی رہی آخر ہلکر کو بادشاہ نے بہت سی رشوت دی جسکے محاصرہ سے نجات ہوئی عماد الملک نے بہت آسانی سے نجیب الدولہ کو شہر سے نکالدیا وہ اپنی جاگیر مین جو سہارنپور چاندپور ندینہ وغیرہ مین تھی چلا گیا اور اوسنے باقی امیرون کو بھی جو بادشاہ کے طرفدار تھے نظر بند رکھا - اور ولیعہد کو بھی اپنی قابو مین لانا چاہا عالی گہر علم گیر ثانی کا بڑا بیٹا تھا - اور وہی ولیعہد تھا - ابھی شاہ ابدالی کی بعد عماد الملک دلی مین نہیں آیا تھا کہ اوسکے خوف کے مارے ولیعہد کو محالات جھجھر و ہانسی - دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر بادشاہ نے رخصت کر دیا تھا اور فوج دیکر اوسے کہدیا تھا کہ جتنے ملک پر تم سے قبضہ ہو سکے قبضہ کرو جب عماد الملک دلی مین آیا تو اوسنے بادشاہ کو مجبور کیا کہ ولیعہد کو بلائے سیف الدین محمد خان کشمیری کو دس ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ جسطرح ہو سکے شہزادہ کو لے آئے - ناچار شہزادہ دلی مین آیا - اور عماد الملک نے چاہا کہ وہ قلعہ مین جائے مگر وہ نہ گیا علی مردانخان کی حویلی مین جو جمنا کے کنارہ پر تھی فروکش ہوا - اب اس شہزادہ کی عمر سینتیس برس کی تھی - ابھی محل کے مزے نہیں اوڑائے تھے اوسمین ساری صفتین فیاضی کی موجود تھین جو اس خاندان کے ساتھ مخصوص ہین اب وزیر نے اس شہزادہ کو حکم دیا کہ اپنے آدمیونکو موقوف کر کے اپنی جاگیر پر بھیجو خزانہ مین اونکی تنخواہ دینے کے واسطے روپیہ نہین ہے اسطرح سے اوسکی سپاہ اور آدمیونکو پراگندہ کیا پھر اکبدن اوسکی حویلی کا محاصرہ کر لیا - اور یہ ارادہ کیا کہ اوسکو سلیم گڈھ کے قلعہ مین قید کرے شہزادہ نے یہ ارادہ دیکھکر اپنے رفقا راجہ رام ناتھ اور میر جعفر اور سید علی اعظم خان سے مشورہ کیا سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ جسطرح ہو سکے دشمنونکو چیر پھاڑ کر اس محاصرہ سے نکلجاؤ - دوسرے روز بہت سویرے وہ گھوڑون پر چپ چاپ

وزیر کا دلی مین آنا اور شہزادہ کا اسے للانا +

شاہزادہ ولیعہد کا دلی سے نکلجانا +

سوار ہوئے۔ اب کچھ اور مہلت اونھیں نہ ملی جو سپاہ محاصرہ کیے پڑی تھی اونسے دیوارون کو توڑ کھوڑ کر
چڑھ بندوقین مارنی شروع کیں اور دروازہ کا خوب بندوبست کر لیا۔ مگر اتفاق سے دریا کی
طرف ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اوسپر سے شاہزادہ اور اوسکے چند رفیقون نے گھوڑے کو دا کر
دریا میں ڈالدئے اور فقط تن تنہا جوانمرد سید علی اعظم خان دشمنون کے روکنے کے لئے کھڑا
ہو گیا اور دشمنون سے لڑتا رہا جب تک کہ شہزادہ دور نکل گیا اسپر وفادار جان نثار کی جان گئی۔ مگر
شاہزادہ مجنون کے ٹیلہ تک پہنچ گیا۔ یہان ایک مرہٹہ راجہ کا لشکر اترا ہوا تھا۔ اونسے شاہزادہ کو دیکھکر
بڑی آؤبھگت کی۔ اور ایک خیمہ مین اوتارا اور فرخ نگر بھیجدیا۔ یہان موسیٰ خان بلوچ پسر کامگار خان
نے کئی ہزار روپیہ پیشکش کئے۔ یہ مرہٹہ سردار تو علحدہ ہو گیا اور شاہزادہ سہارنپور مین نجیب الدولہ
پاس پہنچ گیا۔ آٹھ مہینہ تک وہ یہان رہا۔ اس زمانہ مین ملک بنگالہ مین انقلاب عظیم برپا تھا۔ اور
خان جعفر انگریزون کی حمایت سے اوسپر متسلط ہو گیا تھا۔ اس لئے نجیب الدولہ نے شاہزادہ کو سمجھایا
کہ آپ بنگالہ جائیے (اب آگے حال پھر لکھا جائیگا)

ملک بنگالہ پر بھی احمد شاہ کا قبضہ

ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ ۱۷۵۷ء مین احمد شاہ درانی متہرا اور دہلی کو لوٹ کر اپنے ملک کو گیا۔ شاہ
عالمگیر ثانی نے عماد الملک کو وزیر اعظم اور خانجہان کو نایب مقرر کر گیا۔ خان جہان نے ادینہ بیگ کو جسکی دغا بازی مکاری اور بیوفائی
اور بے ایمانی کا حال پڑھ چکے ہو۔ اپنا نائب کر کے دوآبہ جالندہر مین مقرر کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد
جو ادینہ بیگ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ اور پہاڑون مین بھاگ گیا۔ خان جہان نے مراد خان کو دوآبہ
مین اوسکی جگہ مقرر کیا۔ ادینہ بیگ نے سکھون کو سکھا پڑھا کر اپنی طرف کھڑا کیا اور مراد خان سے
لڑنیکے لئے دوآبہ مین بھیجدیا۔ وہ اونکے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکا لاہور مین خان جہان پاس چلا آیا۔
سکھون نے دوآبہ کو خوب لوٹمار کیا۔ مگر ادینہ بیگ کو جب معلوم ہوا کہ نرے سکھون کی اعانت سے
کام نہیں بنے گا تو اونسے رکھنا تھا اور شمشیر بہادر کو متواتر خط بھیجکر بلایا۔ مرہٹے ایسی تقصیرون کی
راہ تکا ہی کرتے تھے شعبان ۱۱۷۱ھ مین دونون پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔ اول سرہند مین
جہان احمد خان جو درانیون کی طرف سے حاکم تھا۔ لڑکر مارا۔ اور لاہور اور سارے پنجاب پر
قبضہ کر لیا۔ درانیون پاس جماعت کم تھی وہ مرہٹون کے آگے سے پیچھے ہٹتے ہٹتے اٹک پار اتر گئے

اتنے مین برسات آگئی مرہٹون نے لاہور کا صوبہ ادینہ بیگ کو دلایا۔ اور پچھتر لاکھ روپیہ نذرانہ سالانہ ٹھہرالیا۔ اور رگھناتھ اور شمشیر بہادر دکن کو چلے گئے۔ اور خنگوجی کو یہان راجپوت راجاؤن سے لڑنے کے لئے دہلی میں چھوڑ گئے۔ ادینہ بیگ ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۹ء مین مرگیا خنگوجی نے سرہند کی فوجداری پر تو ادینہ بیگ کے دوست صدیق بیگ خان کو اور دوآبہ مین ادینہ بیگ کی بی بی کو اور لاہور کی صوبہ داری پر سامامرسٹہ کو مقرر کیا۔

صفدرجنگ نے پہلے مرہٹون کو بلاکر دوآبہ مین دخل دلادیا تھا اب تناجی سیندھیا نے ۱۱۷۲ھ ۱۷۵۸ء مین دکن سے آکر یہ ارادہ کیا کہ سارا ہندوستان خاص فتح کرلے غازی الدینخان اوسکے ساتھ اس کام کا محرک ہوا اور شریک ہا پنجاب پر قبضہ ہوہی گیا تھا۔ رہیل کھنڈ اور اودہ باقی تھا ایک سال تو ممالک قدیمہ کے انتظام مین اوسنے صرف کیا۔ اور پھر روہیل کھنڈ کے فتح کرنے کے ارادے وہ جمنا پار اترا اور نجیب الدولہ پر حملہ کیا۔ وہ مرہٹون کے سامنے نہ ٹھہرسکا گنگا کے کنارہ پر سکرتال مین مقیم ہوا۔ یہان برسات کے چار مہینے نہین برابر توپ گولہ مرہٹون سے چلتا رہا۔ سعداللہ خان و حافظ الملک رحمت خان اور دوندے خان سب نے نجیب الدولہ کی اعانت کا قصد کرلیا تھا۔ ان سب نے ملکر شجاع الدولہ کو لکھا کہ مرہٹے دوآبہ مین موجود ہین۔ برسات کے منتظر ہین جسوقت دریا کا پانی اوتر گیا تو اول وہ ہمارے ملک مین اترینگے۔ اور ہم کو خون سے تربتر کرینگے پھر ملک اودہ پر پانی پھیرینگے۔ اسلئے رسد کی تدبیر کچھ پہلے سے کرنی چاہئے شجاع الدولہ پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ نجیب الدولہ کی اعانت مین سستی وقاہل کرنا اپنا نقصان کرنا ہے اوسنے پہلی دھمکیون کو بھلادیا لکھنؤ سے شدت کی برسات مین لشکر لیکر شاہ آباد مین شوال ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین پہنچا۔ اور گنگا کی طغیانی کے سبب سکرتال مین نہ پہنچ سکا جسوقت دریاؤن کے پانی اترے۔ تناجی سیندھیا نے گوبندرام بندیلہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتھ دریا کے پار رہیل کھنڈ مین صدر مچانے کیواسطے بھیجدیا۔ اوس نے تمام چاندپور ندینہ اور پرگنونکو خراب کیا اور رام گنگا سے پار اوترکر امروہہ تک ملک کو لوٹ لیا یہان اوسکا مقابلہ نکرسکے اسلئے پہاڑونکی طرف بھاگ گئے شجاع الدولہ اس خبر کو سنتے ہی سکرتال مین جہان نجیب الدولہ محصور تھا پہنچا۔ یہان چار و نطرف سے گوبندرام نے ایسا سامان رسد نجیب الدولہ کا

مرہٹون کا ارادہ کل ہندوستان کی فتح کرنے کا اسدا اون کا مقصد بلکہ رہا +

بند کر رکھا تھا کہ سارا لشکر اوسکا حالت نزاع مین تھا جسوقت شجاع الدولہ بلندر مین پہنچا۔ اوسنے دیکھا کہ مرہٹے کچھ رسد وغیرہ لوٹ رہے ہین تو اوسنے انپر گر گسائیں اور امراؤ گر گسائیں اور مرزا نجف خان کو حکم لڑنیکا دیا۔ اونہون نے مرہٹون کو مار کر گنگا پار اُتار دیا اور بہت کچھ مال اسباب اونکا چھین لیا۔ اب پٹھانون کی جان مین جان آئی۔ وہ پہاڑون سے اپنے ملک مین آئے اب اس گوبند رام بندیلہ کی سیاہ کے غارت ہونیسے دتاجی سیندھیا کی فوج بہت ضعیف ہوگئی تھی ادہر احمد شاہ ابدالی کے آنیکا کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اسلیے ۱۲ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ۱۲ نومبر ۱۷۵۹ء مین مرہٹون نے شجاع الدولہ اور اوسکے رفیقون سے صلح کر لی۔

احمد شاہ درانی کا ہندوستان مین آنا

۱۱۷۲ھ ۱۷۵۸ء مین تیمور شاہ پنجاب کی حکومت سے خارج ہوا تھا۔ اسوقت احمد شاہ ابدالی اپنے ملک کے شمال مغرب مین لڑائی مین مصروف تھا اور جب وہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ مین لانیکی غرض سے روانہ ہوا تو ناصر خان بلوچ کے حاکم نے اوسکی مزاحمت کی اور خود مختار ہونیکا ارادہ کیا۔ اس لیے بلوچون کے بکھیڑے مین پھنس گیا اور خاطر خواہ انتظام کرنے مین اوسکو توقف ہوا۔ بعد اوسکے وہ شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ محرم ۱۱۷۳ھ ستمبر ۱۷۵۹ء مین پارا اور ترا ہر مرہٹون نے اوس سے خفیف مقابلہ کیا۔ سامانھی لاہور سے بھاگا۔ سردار صدیق بیگ اور ادنیہ بیگ کی بی بی بھی کونون مین چھپ کر شاہ درانی ویران ملک اور دریاؤں سے بچکر شمالی پہاڑون کی راہ سے آیا اور سہارنپور مین دریائے جمن سے اوتر کر دوآبہ مین آگیا۔

عالمگیر ثانی کا قتل

ممالک ایشیا مین فقیری بھی عجیب چیز ہے اوسکے لباس مین ہزارون بڑے کام بھی طرح سرانجام ہوسکتے ہین اس ٹٹی کی اوجھل مین سیکڑون شکار ہوئے ہین عالمگیر ثانی کی بھی جان اس فقیری کے ہاتھون سے گئی۔ فی الحقیقت یہ اعتقاد فقیری ہی انسان کے لیے دار عظیم اور عذاب الیم ہی۔ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ کو جو تعلق و ارتباط احمد شاہ درانی کے ساتھ تھا اوسکو شجاع الملک اپنی جگہ مین بہتر سمجھتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ اسلیے اس بادشاہ نے اُس بادشاہ کو بلایا ہے کہ میری تمام بدکرداریون کا انتقام اس بادشاہ کے ہاتھون سے لے۔ اور معلوم نہین کہ نجیب الدولہ کو

کس رتبہ کو پہنچائیگا غرض اس جہل سے اوسنے اپنے خالو نظام الدولہ کو جو قید میں تھا قتل کیا اور تیسرے روز مہدی علیخان کشمیری کو سکھا پڑھا کر بادشاہ کی خدمت مین بھیجا بیچارہ بیکس بادشاہ سلطنت کے کاموں سے ہاتھ اوٹھا کر خلوت نشینی میں اوقات بسر کرتا تھا فقرا پر اعتقاد رکھتا تھا مہدی علیخان نے بادشاہ سے آنکر عرض کیا کہ ایک درویش کامل فیروز شاہ کی کوٹلہ میں قابل زیارت آنکر وارد ہوئے ہیں اونکی کشف وکرامات کی تعریف مین نہیں کرسکتا۔ یہ بھولا شاہ اس شیطان کشمیری کی اغراپردازی کو کیا جانتا تھا۔ تنہا فقیر باکرامت کی زیارت کو روانہ ہوا جب پہلے دروازہ پر پہنچا تو اوس کشمیری نے تلوار ہاتھ سے لے لی اور اوسکو پردہ اوٹھا کر اندر لے گیا۔ دروازہ اندر سے بند کیا۔ مرزا بابر بادشاہ کا داماد ہمراہ تھا اوسنے تلوار کھینچ کر ایک آدمی کو زخمی کیا۔ مگر اوسکو آدمیون نے زخمی کرکے بادشاہ کے محافہ میں ہتھا سلیم گڈھ کے قلعہ میں بھیجدیا بادشاہ نے جو پردہ اٹھا کر دیکھا تو موت کے فرشتے کھڑے ہوئے تھے دو چار اوزبک ننگی تلوارین لیکر اوسپر پل پڑے اور سر کو تن سے جدا کیا۔ اور بے سر و پیکر کو جمنا کے ریت پر پھینک دیا۔ بدمعاشون نے لاش پر یہ ظلم کیا کہ اوسکے کپڑے اوتار کر لیگئے یہ واقعہ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ سنہ کا ہے کئی روز بعد اس کشمیری کے حکم سے لاش ہمایون کے مقبرہ میں دفن ہوئی اور اوسی روز کام بخش کو تخت پر بٹھا کر شاہجہان ثانی کا خطاب دیا۔ مگر اس بادشاہ کو کسی نے بادشاہ نہ مانا۔ اسوقت شاہزادہ عالی گہر جو ولیعہد تھا (جسکا حال پڑھ آئے ہو) وہ دہلی ہی مین تھا بنگال مین اپنی سلطنت کے جمانے کی تدبیرین کر رہا تھا۔ اب شاہزادون نے متفق ہوکر بغیر بادشاہ کے لڑائی کا منہ کو جاری کیا

جب احمد شاہ ابدالی یعنی گنگا جمنا کے دوآبہ مین گیا تو سعد اللہ خان و نجیب الدولہ و احمد خان بنگش حافظ رحمت خان و دوندی خان سب کے سب اوسکی خدمت مین گئے۔ اسوقت تک مرہٹون کے جاٹ محمد و مددگار نہ تھے تو بھی مرہٹون کا لشکر تیس ہزار کے قریب اس ملک مین تھا مگر اوسکے دو گروہ تھے ایک دتاجی سندھیا کے ماتحت تھا دوسرا ملہار اور ہلکر کے پاس تھا اور اونمین آپسمین فصل تھا یا شد اس ملک کے اوکی لوٹ مار سے تنگ ہوگئے تھے۔ اونہون نے احمد شاہ کے آنیکی خبر بھی نہین غرض احمد شاہ درانی نے اوس گروہ پر جو دتاجی سندھیا کے ماتحت تھا حملہ کیا اور شاہجہان آباد

ہندوستان خاص مین مرہٹون کی فوج کا احمد شاہ سے لڑنے کو برگشتہ ہونا

کے پاس بادلی پر ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین سیندھیا اور وہ تہائی فوج اوسکی ماری گئی جنکوجی کچھہ آدمیون سمیت دکن مین اس خبر کے سنانے کے واسطے چلا گیا کہ احمد شاہ ابدالی اوسکے تعاقب مین نارنول تک گیا ملہرراؤ ہلکر اسوقت سکندرہ مین تھا یہہ خبر سنکر چنبل کی طرف گیا اور سورجمل جاٹ سے اعانت کی استدعا کی اوسنے انکار کردیا کہ مین دانیون سے اگر وہ میرے ملک مین آئینگے تو مستحکم قلعون کی پناہ مین جو کچھہ مجھسے ہوسکے گا کرونگا افغان اپنے ملک سے رسد کا سامان لیکر شاہ ابدالی کے لشکر کو جاتے تھے ہلکر نے اونکے لوٹنے کا ارادہ کیا افغانون نے یہ چالاکی کی کہ جو کچھہ نقد و جنس تھا وہ گنگا پار بھیجدیا اور جسطرح صید کے پھنسانیکے لئے دانہ بچھاتے ہین اس طرح کچھہ تھوڑا سا اسباب ہلکر کے ہاتھہ لگوادیا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو حکم دیا کہ ہلکر کے لشکرون پر حملہ کرین وہ نارنول سے بڑی کڑی منزلین کرکے سکندرہ مین پہنچے اور ہلکر کے لشکر مین ایسا ہار مچادیا کہ وہ صرف تین سو سوارونکو جو گھوڑونکی ننگی پیٹھون پر سوار تھے ساتھہ لیکر بھاگ گیا۔ باقی اوسکا لشکر مارا گیا یا قید ہوا اور تمام اسباب بدالیون کے ہاتھہ لگا +

احمد شاہ اور نجیب الدولہ کا ملنا +

اب موسم برسات کا آگیا تھا شاہجہان آباد پر مرہٹونکے حملہ کا کچھہ اندیشہ نہ تھا اوسکی حفاظت کیواسطے احمد شاہ نے تھوڑے سے درانی مقرر کرکے انوپ شہر مین شجاع الدولہ سے ملنے کے لیے چھاؤنی ڈالی نجیب الدولہ کو اوس پاس بھیجا کہ وہ اوسکو رفاقت پر راضی کرے اور اوسکو لے آئے نجیب الدولہ انوپ شہر مین پاس گیا اسمین عہود و مواثیق ہوئے اپنے بیٹے مرزا امانی کو نائب صوبہ دار اور راجہ بنی بہادر کو مدار المہام مقرر کرکے شجاع الدولہ احمد شاہ پاس دس ہزار سوار لیکر ۱۳ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ کو آن پہنچا یہان آپسمین تعظیم و تکریم کے ساتھہ ملاقات ہوئی اسسے پہلے بادشاہ کے ساتھہ سب مسلمان متفق ہوگئے تھے شجاع الدولہ کی خط و کتابت مرہٹون کے ساتھہ بھی جاری رہی اور اس سبب سے وہ مرہٹون اور ابدالیون کے معاملہ مین ایک واسطہ بنا رہا

مرہٹون کا حال +

ان شکستون سے پہلے یہ کہنا تھا دکن مین پہنچا تھا اوسکی فتوحات سے مرہٹونکو خوشی حاصل ہوئی مگر وہ چیز جسپر مرہٹے عاشق ہین وہ اون پاس نہ تھی فیضے لوٹکا مال جسکے لیے مرہٹے منہ پسارے

بیٹھے تھے بلکہ ان مہمات کا خرچ کا قرض ایک کروڑ روپیہ گھر سے دینا پڑا۔ اسی زمانہ میں سداشیو راؤ نے احمد نگر پر قبضہ کرلیا تھا اور اودگر کی لڑائی میں ایک ایسا عہدنامہ حاصل کیا کہ جس سے بہت ملک اور دولت دونو ہاتھ لگے۔ غرض جو کام اوس نے دکن میں کئے تھے اوسکے مقابلہ میں گھنٹھ جی کے کام بیکار تھے۔ اسلئے دونو بھائیو نمیں بڑی قابلیت پیدا ہوئی۔ سداشیو راؤ نے بھائی کو فضول کہا اور سیر گھنٹھ جی نے کہا کہ ایکدفعہ آپ تشریف ہندوستان خاص کی لڑائی پر لیجائیے۔ ساری حقیقت کھل جائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ دکن اور ہندوستان خاص کی مہمات میں کیا فرق ہے اسلئے ان دونو کے کام ادل بدل ہوگئے۔ جو دکن میں تھا وہ ہندوستان خاص کو چلا جو ہندوستان خاص میں تھا وہ دکن رہا۔ اسوقت مرہٹو نکی عملداری کو جو وسعت حاصل تھی وہ کبھی نہ پہلے ہوئی اور نہ آیندہ حاصل ہوئی شمالی سرحد اوسکی اٹک اور بنالیہ کے پہاڑ تھے اور جنوب میں جزیرہ نما دکن کے پچھلے سرے تک یعنی سمندر تک جو جو ملک ان سرحدوں درمیان خارج از حکومت تھے وہ باج گزار تھے۔ اب وہ صرف لٹیرے ہی نہیں تھے بلکہ اونمیں سب شان بادشاہانہ پائی جاتی تھی۔ بڑے بڑے عمدہ تنخواہ کے پیسالار نوکر تھے دس ہزار سپاہ فرنگستانی قواعد دان اون پاس تھی وہ آدھے بادشاہ آدھے راہزن تھے +

جب دکن میں ستاجی سیندیہ کے قتل اور ملکہ کی سپاہ کی بربادی کی خبر پہنچی سداشیو راؤ عرف بھاؤ چچا راؤ بھائی بالاجی راؤ کا بڑے کروفر سے دکن سے چلا اوسکے ساتھ لشکر نہایت آزمودہ کار توپخانہ فرنگستانی حضور پر قواعد دان سپاہ تھا۔ اور توپخانہ کا افسر ابراہیم گاردی شاگرد رشید لبی فرانسیسی جنرل کا تھا۔ سوا اس اوسکے پسر بالاجی راؤ بھی اس سب سے ساتھ ہوا تھا کہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر بیٹھے اور خاندان بابریہ کا خاتمہ کرے اور ابدالیوں سے انتقام لے۔ جب لشکر اس کروفر کے ساتھ اکبرآباد میں پہنچا سورجمل جاٹ بھی ملکہ کی وساطت سے ملاقات کو آیا اور تیس ہزار سوار ساتھ ہولیگیا اور راہ میں فوج رجپوتو نکی بھی اونکے لشکر میں شامل ہوتی گئی۔ عماد الملک بھی متہر امین بہاؤ سے آنکر ملا۔ بہاؤ نے سوچا کہ جمنا پار ہوکر ابدالی سے تو رسات میں لڑنا مشکل ہے اسلئے بہتر ہے کہ چل کر شاہجہان آباد لے لیجے چنانچہ وہ ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۱ھ میں شاہجہان آباد میں داخل ہوا اور سعد اللہ خاں کی حویلی میں اترا اور اوسنے سپاہ کو قلعہ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ احمد شاہ کی طرف سے یعقوب علی خاں بہت

سداشیو راؤ کا لکھنؤ فتح کرنا اور شجاع الدولہ کا مرہٹوں سے مدد مانگنا اور ابدالی کی شکست یانا ۲۰

قلعہ دار تھا۔ اوسنے مقابلہ کیا کچھ مرہٹے خضری دروازہ توڑکر قلعہ مین داخل ہوگئے تھے اونکو درانیون نے مارکر نکال دیا پھر ابراہیم بیگ روہیلے جہروکہ کی طرف سے توپ کے گولہ مارکے دیوان خاص اور رنگ محل کو کئی جگہہ سے توڑ پھوڑ دیا غرض آخر کو یعقوب علی خان نے اپنی جان بچاکر مرہٹون کو قلعہ حوالہ کیا اور خود شاہ درانی کے پاس چلا گیا۔ بھاؤ نے قلعہ کی قلعہ داری شنکر راؤ کو سپرد کی مرہٹون کو اوسکی حفاظت کے لئے متعین کیا۔ اس اثنا مین بھاؤ نے کئی دفعہ شجاع الدولہ کی معرفت چاہا کہ شاہ ابدالی سے صلح ہوجائے۔ مگر شجاع الدولہ نے صاف کہدیا کہ دکن کے برہمن ہندوستان پر مدت سے متسلط ہین اونکے سر پر وفور طمع و حرص و بدعہدی و بدقولی کے سبب سے یہ بلا شاہ درانی آئی ہے ایسون کے ساتھ کیا کوئی صلح کرے جو کسی کی آبرو اور آسائش کے روادار نہون سب چیزین اپنے اور اپنی قوم کے لئے چاہتے ہون آخر سب لوگ انکے ہاتھون سے ایسے عاجز ہوئے کہ اونھون نے اپنے پاس ناموس اور حفظ آبرو اور رفاہ خلائق کے لئے شاہ ابدالی کو منتین کرکے ولایت سے بلایا ہے اور اوسکے صدمات کو مرہٹونکی ایذا رسانی سے سہج سمجھا۔ بالفعل صلح کا ہونا ناممکن تھا اب مرہٹون کی یہانتک نوبت دنات اور تنگ چشمی پر پہنچی کہ دیوان خاص کی چھت کہ نقرہ مینا کاری کی تھی اوتار لیا۔ اوسکے سال مین بھیجدیا۔ قدم شریف اور حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ مین اسباب سے چاندی کا تھا وہ بھی لے لیا اور اوسکے سکے بناڈالے۔ دانہ گھاس کی قلت سے بھاؤ بہت تنگ ہورہا تھا آخر ایام برسات مین اوسنے شاہجہان آباد کے چھوڑنیکا ارادہ مصمم کیا۔ ۲۹ صفر ۱۱۷۴ھ اوسنے شاہجہان ثانی کو کہ نام کا بادشاہ تھا معزول کرکے مقید کیا اور مرزا جوان بخت خلف شاہ عالم عالی گہر کو تخت پر بٹھایا۔ اور شجاع الدولہ کو غائبانہ وزیر مقرر کیا تاکہ شاہ ابدالی اوس سے بدگمان ہوجائے اور شنکر راؤ کو بدستور اپنے عہدہ قلعہ داری پر بحال رکھا۔ ارادہ تو اسکا یہ ہوا تھا کہ بسواس راؤ کو تخت سلطنت پر بٹھائے مگر لوگون نے صلاح دی کہ شاہ درانی کی مخمصے کو مٹ جانے دو جب کام کرنا۔ ان کو سورجمل نکہکر بہت گھبرایا۔ وہ کچھ پہلے سے بھی ناراض تھا کیونکہ جب سے بھاؤ کو صلاح دی تھی کہ آپ اپنی بھاری بھاری توپون اور اسباب کو ہمارے قلعہ مین چھوڑ جائیے۔ اور پیادونکو ساتھہ لیجائیے صرف سوار اور نیزہ اوس طریق سے جو آپکے باپ دادا کے آزمایا طور ہے لڑیئے۔ احمد شاہ ابدالی کے لشکر کو

سنا ئیے کچھ دنون وہ یہاں کے موسم کی شدت سے آپ گھبرکر چلا جائیگا - اور مرہٹون نے بھی اوسکی تا ئید کی - مگر بھاؤ اپنے نشۂ نخوت میں مست تھا اس نیک صلاح پر مطلق جیان کیا اور یہ کہا کہ سورجمل چھوٹا سا زمیندار ہے وہ ان باتونکو کیا جانے - یہ سنکر سورجمل بھی دلی سے علحدہ ہوکر اپنے قلعہ بلگڈہ میں تماشا دیکھنے جا بیٹھا - اب بھاؤ دلی سے کنجپورہ کی طرف گیا - وہان عبدالصمد خان ابدالی اور بعض اور سردار رسد بہم پہنچاکر احمد شاہ کے لشکر میں بھیجتے تھے - ۷ ربیع الاول کو بھاؤ وہان پہنچا اور قلعہ کنجپورہ کو فتح کرلیا اور سب افغانی سردارونکو مار ڈالا - اور قلعہ کو لوٹ لیا - یہ سنکر شاہ درانی بھی غصہ میں بھرآیا - اور وہ ۱۰ ربیع الاول کو چلا - اور باگپت کے گھاٹ جمنا سے پار اوترا - یہان کہیں جمنا پایاب تھی کہیں غرقاب تھی - اگرچہ اسطرح اترنے میں اوسکے کچھ ہمراہی بحر فنا میں غرق ہوئے مگر دشمنون پر اس دلیرانہ کام کا ایسا رعب بیٹھا - اور بھاؤ کو خوف ہوا کہ وہ سر پر جا جاتا اور الٹا پانی پت آیا اور اوسکے سواد شمالی میں برخلاف دستور کے توپونکا حصار لشکر کے گرد باندھا - اوسکے مقابل شاہ ابدالی کا لشکر بھی تیسرے روز ۱۲ کو آن پہنچا - تفصیل ان دونو لشکر وں کی یہ ہے کہ بھاؤ پاس پچیس ہزار سوار جرار قواعد دان تنخواہ دار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جنمیں سے نو ہزار فرانسیسی قواعد جانتے تھے اور اونکا سردار ابراہیم بیگ خان گردی تھا جو فرانسیسی جرنیل بسی کا شاگرد رشید تھا اور دو سو توپیں سوا قلعہ شکن توپون کے اوسکے ساتھ تھیں راہ میں جو اور لشکر اور رجپوتون کی سپاہ اوسکے ساتھ ہوگئی تھی - وہ سب ملکر تین لاکھ آدمی لڑنے والے تھے - احمد شاہ کی فوج میں پچاس ہزار سوار اور چالیس ہزار ہندوستانی پیادے اور تیس توپیں تھیں - احمد شاہ اس قلت سپاہ کے سبب سے مرہٹون پر حملہ نہ کرسکتا تھا - اوسنے بھی اپنے لشکر کا حصار باندھا - روز چھیڑ چھاڑ لڑائیونکی ہونی شروع ہوئی چار و نطرف سے مرہٹون کے رسد رو کنے کا سامان کیا گیا - بہر سندکی طرف سے آلا جاٹ زمیندار رسد کی امداد کرتا تھا - سلہٹی درآنیون نے اوسپر بھی حملہ کیا - جب احمد شاہ ابدالی نے دیکھا کہ مرہٹے باوجود تنگ ہونیکے بھی توپخانہ کی ذخیرہ سے نہیں نکلتی تو اوسنے ۱۸ ربیع الاول کو توپخانہ پر یورش کی - مرہٹے بھی مستعد ہوکر سامنے آئے دوپہر سے شام تک لڑائی رہی - بھاؤ کا سسر الہلوت راؤ مارا گیا - اور رات کے ہوجانیسے کچھ لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا - لشکر اپنے اپنے جیمونکو چلے گئے - نجیب الدولہ اور روہیلون نے اپنی شجاعت اور بہادری دکھائی - اسی اثنا میں

خبر پہنچی کہ گوبند رائے بندیلہ ضلع اٹاوہ سے دس ہزار سپاہ اور خزانہ اور بہت سا سامان رسد کا لئے چلا آتا ہے۔ اور شاہدرہ شاہجہان آباد کے قریب آ پہنچا ہے اور اوسکا ارادہ ہے کہ میرٹھ وغیرہ کو لوٹتا کنج پورہ کی راہ سے پانی پت مین بہاؤ سے ملے۔ شاہ ابدالی نے عطائی خاں درانی کو پانچہزار سوارون کے ساتھہ اوسے لڑنیکے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے اول شاہدرہ مین شنکر راؤ قلعہ دار شاہجہان آباد کو قتل کیا۔ پھر غازی آباد میں رگھوناتھو نکا خون بہایا۔ اور جمنا پار آباد مین پہنچا۔ یہان گوبند رائے بندیلہ ٹہرا ہوا تھا۔ اوس سے لڑائی شروع ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ سارا سامان رسد اور خزانہ اسباب انیون کے ہاتھہ لگا۔

دونو لشکرون مین روز چھیڑ چھاڑ رہتی کبھی کبھی بھاری دھاوا ہو جاتے۔ اودھر ہندی ابتدا سے تنگ تھے۔ ادھر احمد شاہ درانی کے لشکر مین ہندوستانی امیر اس امتداد جنگ سے عاجز تھے۔ اونھون نے احمد شاہ درانی کی منت سماجت شروع کی کہ آپ معاملہ کر کے اس لڑائی کا فیصلہ کر دیجئے۔ اس پر احمد شاہ نے ہندوستانیون کو جواب یہی دیا تھا کہ آپ لڑائی کے نشیب و فراز سے واقف نہین۔ اور سب معاملہ ملونگا آپکو اختیار حاصل ہے مگر اس معاملہ کو میری رائے پر چھوڑ دیجے۔ خیمہ کے سامنے ایک برخ خیمہ اوسنے کھڑا کرایا تھا۔ اوسمین اشراق کی نماز پڑہتا تھا۔ اور شام کو کھانا کھاتا تھا۔ دن بھر گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کے پھرنکو مختلف مقامات پر دیکھتا بھالتا تھا۔ ہر روز لیچاس ساٹھہ میل سے کم نہ چلتا تھا۔ دن بھر کا یہ کام تھا۔ رات کو پانچہزار سوارونکا بکٹ دشمن کی جانب کچھ جہانتک قریب دس کا ممکن تھا لگاتا۔ اور لشکر کے گرد سارے مین وہ گشت پھرتا تھا وہ ہندوستانی امیرونسے کہہ دیتا کہ آپ چین سے آرام کرین مین آپکی خبرگیری کرتا ہون کوئی آفت آپ پر نہین آنے دونگا۔ اوسکا حکم قضا و قدر سے کم نہ تھا کسی آدمی کا مقدور نہ تھا کہ اوسکے حکم کی تعمیل مین ذرا بھی توقف کرے۔

اب بھاؤ کا قافیہ یہانتک تنگ ہو گیا تھا کہ اوسنے کاشی راؤ کی معرفت شجاع الدولہ پاس پیغام بھیجا کہ وہ بیچمین واسطہ ہو کر احمد شاہ سے صلح کرادے۔ جب یہ درخواست صلح احمد شاہ کو سنائی گئی تو اوسنے یہ کہا کہ مین آپ سب صاحبونکا مددگار ہون اور مجھے سوا لڑائی کے اور معاملہ سے کچھہ سروکار نہین۔ اونکا فیصلہ جسطرح چاہئے فیصل کیجے۔ سب ہندوستانی امیر صلح پر راضی ہو گئے مگر نجیب الدولہ ہمیشہ صلح کی مخالفت کرتا رہا

اور یہ کہتا ہا کہ اگر بادشاہ چلا گیا۔ اور مرہٹونکی قوت باقی رہی تو وہ ہم کو برباد کر دینگے۔
بھاری لشکر بھاؤ کا جب ایک حصار مین محصور ہوا تو غلاظت اور نجاست کے سبب سے اوسمین ٹھیرنا
مشکل ہوا۔ اسپر اسباب سد کی تنگی ہوئی سیکڑون بھوکے مرنے لگے آخر کار سب سردارون نے متفق ہوکر
بھاؤ کو جا گھیرا۔ اور یہ کہا کہ آخر گرسنگی کے ہاتھون سے آدمی اور جانور ہلاک ہوتے ہین اسی بہتر ہے کہ
سب ملکر ایک دفعہ دشمنون پر جا پڑین جو کچھ نصیب مین ہونا ہو ہو جائے غرض سب نے یہان کا بیڑا کھایا
اور لڑنے مرنے پر دستم کھائی۔ سارے لشکر مین حکم سنایا گیا کہ کل صبح کو لڑائی ہے بھاؤ عین تنگ کیوقت
شجاع الدولہ کا زندہ کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے یہ لکھکر بھیجا کہ اب بیالہ لبالب ہے ایک بوند کی
اوسمین سمائی نہین اگر بن پڑے تو آپ کچھ کیجیے ورنہ صاف جواب دیجے پھر لکھنے پڑھنے کے لئے وقت نہین
ملیگا۔ رات کے تین بجے یہ کاغذ شجاع الدولہ کو وہ سنا ہی رہا تھا کہ جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح
ہوے ہین شجاع الدولہ احمد شاہ کے خیمہ مین گیا وہان وہ ہتیار لگائے تیار بیٹھا تھا گھوڑے پر جواوسکے
خیمہ کے آگے کسا کسایا تیار رہتا تھا سوار ہوا دشمن کی طرف چلا لشکر اوسکے پیچھے ہوا۔
۶ جمادی الآخر ۱۱۷۴ھ کو مرہٹون نے ابراہیم خان گردی کے لشکر کو آگے رکھا اور توپ گولہ کی مار شروع کی
مسلمانون نے توپون سے کچھ کام نہ لیا مرہٹونکی توپین بہت قریب آگئین تو ابراہیم خان گردی نے
اپنے سپاہیونکو گولیون کے مارنے سے منع کیا اور سنگینون سے لڑنیکا حکم دیا۔ وہ سنگینون پر گرے
چونکہ وہ قواعد دان نہ تھے اسلئے وہ بہت سے مارے گئے اور اونکی پہلی صفین ٹوٹ گئین اور اسلئے
شاہ ولی خان وزیر کی سپاہ قلب کا داہان بازو کھل گیا اور اوسپر بھاؤ اور وسواس راؤ نے اپنی
نہایت عمدہ فوج سے حملہ کیا۔ اس حملہ مین وزیر کا بھتیجا عطائی خان اوسکے پہلو مین مارا گیا۔ اور اوسکی
سپاہ ورانی بھی پیچھے ہٹی وہ گھوڑے سے اترا اور اوسنے چند رفیقون کے ساتھ لڑکر مرنیکا قصد
کیا۔ شجاع الدولہ کا لشکر وزیر کے لشکر کے عقب مین تھا مگر خاک اور دھوئیں کے سبب سے کچھ نظر نہ آتا تھا
کہ کیا ہو رہا ہی جب اوسنے دیکھا کہ آدمیون اور گھوڑون کی آواز نہین آتی تو اوسنے کاشی راے کو
دریافت کرنیکے لئے بھیجا تو اوسنے آکر یہ دیکھا کہ وزیر گھوڑے سے نیچے کھڑا ہے اور اپنے
آدمیونکو لعنت ملامت بھاگنے پر کر رہا ہی اور سپاہ کو جمع کرتا ہی اوسنے یہ کہا کہ شجاع الدولہ پاس

جلد جاکر خبر دو کہ وہ میری مدد کو آئے نہیں ہیں مارا گیا۔ مگر شجاع الدولہ اپنی جگہ پر قائم رہا اوس کی
امداد پر جرأت نہ کر سکا۔ احمد شاہ اس معاملہ سے بے خبر نہ تھا اوسنے فوراً وزیر کی کمک کے لئے لشکر بھیجدیا
اور عین وقت پر آن پہنچا۔ لڑائی میں بڑا گمسان ہوگیا۔ مگر اب بھی مرہٹون کا پلہ بھاری تھا احمد شاہ
اپنے بھگوڑے سپاہیون کو گھیر کر قتل کرنیکا حکم سنایا اور یہ کہدیا کہ جو بھاگے گا وہ مارا جائیگا۔ بعد
اوسکے اوسنے اپنی صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک سپاہ کو اپنے بائیں طرف دشمن کے بازو
پر حملہ کا حکم دیا۔ اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا۔ قلب سپاہ مین بھاؤ اور سدا سیو راؤ
گھوڑون پر سوار لشکر کو لڑا رہے تھے۔ خنجر اور کھانڈے بازی ہو رہی تھی کہ یکایک معلوم
کیا ہوا کہ مرہٹون کے لشکر کا قدم میدان جنگ سے اوکھڑ گیا۔ قدم کا اوکھڑنا تھا کہ میدان
جنگ کا اونکے مردون سے بھرنا تھا لشکر اسلامیہ اونکا تعاقب بڑے جوش خروش سے ہر جانب مین پندرہ
پندرہ بیس بیس میل تک کیا اور مرہٹونکو مار مار کر ڈھیر لگا دیا جو مرہٹے ان دشمنون کے ہاتھ
سے بچگئے اونکو گنوارون نے مار ڈالا۔ سدا سیو راؤ اور بھاؤ مارے گئے جنکو جی سیندھیا کو
کسی درانی نے چھپا رکھا تھا وہ بھی تلاش کرنے سے پکڑا گیا اور مارا گیا۔ ابراہیم خان گردی بھی
قید ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد موت نے اوسکے زخمونپر بھی مرہم رکھا۔ شمشیر بہادر بھی بھاگتے ہوئے مارے
مالوہ مین ملہار راؤ جان بچاکر نکل گیا۔ آپاجی سیندھیا بھی لنگڑا ہوکر وہان جا پہنچا مان و سرارونکے
سوا کوئی اور نامور سردار نہیں بچا۔ مرہٹون کو ایسی شکست کبھی نہیں ہوئی تھی نہ ایسی مصیبت پڑی
تھی اس سے ساری قوم کا دل پژمردہ اور افسردہ ہوگیا۔ اس صدمہ سے بالاجی بھی تھوڑے دنون
بعد مرگیا جب سے شکست کی خبر سنی تھی ایک مندر مین بیٹھکر سنسکرت پڑھنا اختیار کر لیا تھا۔

بعد اس فتح کے احمد شاہ پانی پت سے نواح دہلی مین آیا۔ اور چند روز متوقف ہوا ہندوستان کا
بادشاہ شاہزادہ عالی گہر یعنے شاہ عالم کو مقرر کیا۔ اور بادشاہ سے شجاع الدولہ کے وزیر ہونے
اور نجیب الدولہ کے امیر الامرا ہونے کی سفارش کی۔ شاہ عالم اوسوقت دہلی مین نہ تھا۔ اس لئے
اوسکے بیٹے جوان بخت کو بادشاہ کا نائب دہلی مین مقرر کیا۔ اور نجیب الدولہ کو دہلی کا منتظم مقرر کیا
اور شجاع الدولہ کو خلعت دیکر اودہ اور الہ آباد کے صوبونپر بھیجدیا۔ اور خود قندہار کو چلا گیا +

احمد شاہ درانی کا واپس جانا

عماد الملک کا حال +

اس بڑی لڑائی کا سبب تو عماد الملک تھا مگر کہین وسکا نام نہین آیا شاید اسی خیال سے لوگونکو ہوگا کہ وہ مر گیا حقیقت مین یہ فتنہ انگیزی اوسکی آخر بازی تہی جسکی جیت مین اوسکے واسطے سب کچھ تھا اوسکی ہار مین کچھ بھی پاس نہ تھا جب شاہ ابدالی آگیا اور اوسنے مرہٹونکا حال دیکھا تو وہ میدان سے کھسک گیا کچھ دنون سورجمل بہرتپور کے ٹھاکر پاس رہا اور پھر وہ ناچار ہوکر آہستہ آہستہ دکن مین چلا گیا بیس برس تک بھیس بدلے پڑا پھرا کیا کوئی کام اوسنے ایسا نہین کیا کہ جسکا بیان تاریخ مین کیا جائے ۱۷۹۹ء مین انگریزی پولس کے ہاتھ لگ گیا لارڈ کارنوالس گورنر جنرل کے حکم سے وہ ملک معظم بھیجا گیا۔ آخر عمر مین پھر وہ ہندوستان مین آیا۔ اور احمد شاہ ابدالی کے جانشین تیمور شاہ سے خلاص پیدا کیا۔ اور ملتان کے صوبہ دار سے یارانہ جوڑا۔ یہان اگر موت کا وارنٹ نہ آجاتا تو ضرور کوئی نہ کوئی فساد کھڑا کرتا +

شاہ عالم کی سلطنت کا بیان

شاہزادہ عالی گہر کا نام بادشاہ ہونے پر شاہ عالم ہوا۔ ہم نے اوسکا حال وہانتک لکھا ہے کہ وہ دہلی سے باہر نکل آیا جب وہ نجیب الدولہ پاس گیا تو عماد الملک وزیر کا سبکو خوف ایسا پیچھے لگا ہوا تھا کہ اوسنے اس شاہزادہ کو صلاح دی کہ ممالک شرقیہ مین چلا جائے اسی عرصہ مین عرضیان محمد قلی خان صوبہ الہ آباد کے بلاوے مین آئین وہ شجاع الدولہ کا چچازاد بھائی تھا اور بڑا صاحب حوصلہ اور عالی ہمت تھا اوسکا ارادہ تھا کہ ملک بنگال اور اڑیسہ اور بہار پر جہان انگریز اور علی وردی خان کا نواسہ سراج الدین خان لڑ رہے تھے قابض اور متصرف ہو شاہزادہ خدا سے یہی چاہتا تھا وہ الہ آباد کا عازم ہوا۔ اور اول لکھنؤ مین ۹ جمادی الاول ۱۱۷۴ھ مین آیا شجاع الدولہ صفدر جنگ کا بیٹا یہان صوبہ تھا۔ باپ کی ساری لیاقتین اوسمین موجود تہین فن سپہ گری سے خوب واقف تھا۔ انتظام ملکی سے بھی ناآشنا نہ تھا میدان جنگ میں بڑا جوانمرد تھا سوا اسکے وہ اپچ پیچ کی باتین اور مکر و فریب کی گھاتین جنکا آجکل جہان جہان سارے ملک مین پھیل رہا تھا خوب جانتا تھا ملکی جوڑ توڑ خوب لگانے آتے تھے اوسنے سوچا کہ اسوقت ایسے شاہزادہ کا ساتھ دینا

جو بگڑا وہ عہد ایسے بادشاہ کا جسکی سلطنت پر سر زوال ہو مناسب اور مصلحت نہیں ہے
گو اوسنے شاہزادہ کی بہت خاطر کی اور نذر پیش کی مگر اوسے یہ کہا کہ آپ محمد قلیخان پاس
تشریف لیجائیے - وہ میرا عزیز ہے اوسمیں اوسکی کامونمیں دل جان سے شریک ہونگا اور اوسنے جو ارادہ کیا ہے
مین پسند کرتا ہون غرض دم دیکر شاہزادہ کو الہ آباد روانہ کیا - یہان محمد قلی خان نے اوسکا نہایت اعزاز
کیا اوسنے اپنی طرف سے صوبہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری کی سند محمد قلیخان کو لکھدی اور
اوسنے کہا کہ بادشاہی جھنڈا کھڑا کرو اور سراج الدولہ اور انگریز دونو سے سمجھ لے غرض نوامبر ۱۷۵۹ء مین
شاہ عالم کرم فرما سا سی پارا اترا - اسی زمانہ مین اوسکا باپ عالمگیر قتل ہوا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے
مگر ڈاک تو پہلے نہین تھی کہ آدہ آنہ مین دوسرے روز خبر ہوتی - یہ ایسی بڑی خبر بھی اوس زمانہ ایک مہینہ
بعد بہار کے ایک گانو کو تونی مین پہنچی - شاہزادہ نے اوسیوقت تخت سلطنت پر جلوس کیا -
اور اپنا نام شاہ عالم رکھا اور اوسنے حکم دیا کہ باپ کی تاریخ انتقال سے میری تاریخ جلوس شمار ہو
چنانچہ فرمانون مین یہی تاریخ لکھی گئی +

بادشاہ کی خصلت و لیاقت +

وہ اپنے باپ کی طرح متحمل رحم دل سخا و جاہت تھا مگر اوسمین عیب بھی ایسے تھے کہ وہ ان
خوبیونکو بھی لے ڈوبے تھے اوسکی دلیری تھی تو وہ یہ تھی کہ مصیبت کے وقت گھبراتا نہ تھا - مگر اسمین وہ
جوانمردی اور شجاعت نہ تھی جو اسوقت مین اوسکی حالت کے لئے پر ضرور تھی تحمل اور رحم نے اوسکو اور
خاک مین ملایا تھا اوس وجہ پر تھا کہ کسی شخص نے خواہ — کیسی ہی بیوفائی اور کج ادائی کی ہو مگر
جب اوسکی تقصیر معاف کردی تو پھر اوسکو خیال بھی نہوا کہ اوسنے میرے ساتھ کچھ کیا بھی تھا انکہون
کی مروت نے اوسے اندھا کردیا تھا - جو امیر اوسکے پاس ہوا اوسکے خلاف مارے مروت کے کوئی کام نہ کرسکا
جسنے اوسے اور بھی ذلیل کردیا تھا - جو کچھ اوسکے آگے پیش آتا تھا وہ اوسے راضی تھا اپنی مصیبتونکو
ہمت بلند کرکے اور حوصلہ کو بڑھاکر یونہی ٹالتا تھا - وہ شاعر بھی تھا - آفتاب تخلص تھا چار جلدون
مین ایک قصہ لکھا ہے جس سے ہر زمانہ کے آدمی ادنی متوسط اعلی کی طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے - اوس کا
نام شاہ عالم کا قصہ ہے - زبان اوسکی فصاحت اور سلاست مین میر امن کے چار درویش سے
کم نہین ہے اوس کا یہ شعر مشہور ہے + شعر - عاقبت کی خبر خدا جانے + ابتو آرام سے گذرتی ہے +

اسی برادر کا عمل تہا۔ وہ ایسا ناعاقبت اندیش تھا کہ کل کی کچھہ نہ سوچتا۔ نرائن
انگریزون نے جسوقت میر جعفر کو شرقی صوبون کا نواب بنایا تہا۔ بہار میں رام نرائن کا نائب حاجی رام
ایک ہندو تہا میر جعفر نائب کی کمک کے لیے مرشد آباد و کلکتہ سے فوجی بھیجے مگر وہ نہ آئے کہ بادشاہی فوج نے اوسکو
شکست دیدی وہ زخمی ہوکر پٹنہ مین چلا گیا۔ اوسپر حملہ کرنا بادشاہ نے مناسب جانا۔ اتنے عرصہ
مین نواب کی فوج کو انگریزی کمپنی نے امداد بہیجی۔ اسنے ۱۸ فروری ۱۷۶۰ء کو بادشاہ کو شکست
دیدی۔ اب بادشاہ نے یہ بڑا ارادہ کیا کہ جسوقت مرشد آباد سپاہ سے خالی ہوا تو بہاڑون کی راہ
سے لشکر اور مرشد آباد کے بیچ مین پڑکر اوس دارالسلطنت کو لے لے۔ مگر پہلے اسسے کہ وہ مرشد آباد
پہنچے انگریزون نے اوسکو ایلیل کو شکست دیدی اسی سال مین اوسنے موسیو لاملا موسیو فرانسیسی مین
نام کے ساتھہ تعظیم کے واسطے لگاتے ہین) اون پاس سو فرانسیسی تھے اوسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور اپنے دلی ارادہ کو مجھسے فرمائین۔ بادشاہ نے اوسسے سچی سچی بات کہدی کہ محمد قلی کی اعانت سے
جو مسلمان ضرر سے ہین وہ بہم پہنچ سکتے ہین اور کچھہ سامان میرے پاس نہین ہے کہ ممالک مشرق کی فتح کرنے کا
سامان کرون اسلیے جھیر لیور کو جاتا ہون غرض یہ فرانسیسی افسر اوسکا سفر مین شریک ہوا لیکن بہت
بادشاہ سے آگے جایا کرتا۔ حسین علی متاخرین لکھتا ہے کہ ایک دن میری اس سے سہسرام مین ملاقات ہوئی
تو وہ کہنے لگا کہ مین پٹنہ سے شاہجہان آباد تک سپاہ کہین سلطنت کا نام نہ پایا سوا غریب آزاری
اور مسافرون کی غمخواری کے کچھہ اور نہ دیکھا۔ ہر چند مین نے ان سے بڑے بڑے سرداروں شجاع الدولہ اور
عماد الملک سے کہا کہ ملک بنگال کا انتظام کرین انگریزون کے کرین۔ مگر کسی احمق نے اس درخواست پر
التفات نہ کیا۔ اور اوسکی حسن خوبی کو کوئی نہ سمجھا۔ اسوقت اس فرانسیسی سردار کا بھی ملجا بادشاہ
کے حق مین اون ہزارون ہندوستانی سپاہ سے بہتر تہا جسکا کوئی ہندوستانی افسر غدار ہوتا
ان فرانسیسیون کی اعانت سے بادشاہ نے پٹنہ کو گھیر لیا۔ تو کپتان نوکس سو دو ان سے سپاہ لیکر
چلا۔ اوسمین دو سو گورے تھے۔ باقی ہندوستانی سپاہ تھی۔ تین سو میل کا سفر تیرہ روز مین طے کیا
اور یہان پٹنہ مین آنکر بادشاہ کو شکست دیدی۔ اور جنوب کی طرف گیا مین بھگا دیا۔ اب اسوقت
بادشاہی سپاہ کا سپہ سالار کا مگار خان تہا کیونکہ احمد قلی خان الہ آباد کو چلا گیا تھا۔ اور وہان

شجاع الدولہ نے الہ آباد کے صوبہ اور قلعہ پر تصرف کیا تھا۔ اور راجہ بنی بہادر کو وہان متعین کر رکھا تھا
کہ جسوقت احمد قلی خان وہان آئے تو اوسکے ہاتھ پیر باندہ کر اوس پاس بھیجدے اور جسطرح ہو سکے
اسے گرفتار کرلے۔ اس راجہ نے اوسکو بنارس پر روکا وہ خود اس راجہ کی معرفت شجاع الدولہ پاس
گیا اور مارا گیا۔ اب بادشاہ جنوب کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ اوسکو یہ خیال تھا کہ ملک اوسکا ساتھ دیگا
مگر سوار خادم حسین خان کے کوئی اور اوسکی کمک پر نہ کھڑا ہوا۔ یکایک بادشاہ نے پٹنہ پر پھر حملہ کیا
مگر کپتان نوکس نے راجہ شتاب رائے کو اپنی طرف کرکے بادشاہ کو پھر شکست دیدی۔ اب بادشاہ کو
اس لڑائی سے بڑا اضطراب ہوا۔ اور وہ شمال کی طرف چلا۔ انگریزی اور نواب کی سپاہ نے تعاقب کیا
نواب کی سپاہ کا سپہ سالار اوسکا بیٹا میرن تھا۔ اوسپر جولائی کے مہینہ میں بجلی
گری وہ اوسی دم مرگیا نواب کی سپاہ اپنی چھاونی میں پٹنہ چلی گئی پھر بادشاہی لشکر اپنی پرانی آماجگاہ
گاہ میں گیا۔ اور آغاز ۱۷۶۱ء میں بنگالہ کی سپاہ نے جسنے قواعد سیکھی تھی بادشاہی فوج کو شکست
دی۔ اور اسمین موشیر لاہبی گرفتار ہوا۔ وہ آخر تک لڑتا رہا اور اپنے تئین دشمنون کے حوالہ
نہیں کیا جبتک اوسے یہ وعدہ نہین کیا گیا کہ تلوار اوسے نہیں لی جائیگی۔ دوسرے روز انگریزی
افسر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب بادشاہ تنگ آگیا تھا۔ دو برس سے برابر لڑائی جھگڑے مین مصروف
تھا۔ جنسے کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ اب اوسکو سب طرف سے مایوسی تھی۔ مگر اوسکو وہ سارا حال معلوم
تھا جو شاہ ابدالی نے بعد فتح پانی پت کے اوسکے لئے تجویز کیا تھا۔ انگریزون نے اندنون میں میر جعفر کی
جگہ میر قاسم کو بنگال مین نواب بنایا تھا۔ اور اوسکی منظوری بادشاہ سے منگائی۔ اور چوبیس لاکھ
روپیہ سالانہ خراج کا بادشاہ کے واسطے مقرر کرادیا تھا۔ اب بادشاہ کا یہ ارادہ تھا کہ انگریزون کی استعانت
سے دلی مین جاکر تخت سلطنت پر بیٹھے۔ مگر بیچ مین ایک جھگڑا کھڑا ہو گیا جسکے سبب اس کام مین بہت
دیر لگ گئی اس جھگڑے کو آگے بیان کرتے ہیں +

شجاع الدولہ دہلی سے اودہ مین آیا اور یہان سے چلکر سراسید راجی مین شاہ عالم سے ملا۔ اور اوسکے
ساتھ الہ آباد مین آیا۔ اب ہیکٹر منرو کا تسلط بالکل دوآبہ سے اوٹھ گیا۔ سب جگہ بادشاہی پہرہ چوکی
بیٹھ گئے۔ کالپی میں کچھ ہیٹے تھے سو وزیر نے بادشاہ کو ساتھ لیجاکر ۱۷۶۱ء میں اونکو بھی نکال دیا۔

شجاع الدولہ وزیر کا دلی سے آنا اور بادشاہ سے ملنا +

اور بندیل کھنڈ کا بھی انتظام کر لیا۔ بادشاہ نے اوسکو خلعت و زارت بھی مرحمت کیا جھانسی کے قلعہ کو فتح کر کے وہ پھر الہ آباد مین آگیا اب میر محمد قاسم خان علی جاہ انگریزون سے شکست پاکر بادشاہ پاس آیا اور شجاع الدولہ سے استعانت کا خواستگار ہوا۔ شجاع الدولہ بادشاہ کو ساتھ لیکر بنارس کی طرف انگریزون سے لڑنیکے لئے چلا یکم ستمبر ۱۷۶۴ء کو دونو نوابون کو انگریزی سپاہ نے شکست دی۔ ان لڑائیون کا حال میں نے سلطنت انگلشیہ ہند مین لکھا ہے۔ دو برس تک بادشاہ کو شجاع الدولہ ساتھ ساتھ لئے پھرا کبھی بنارس لے گیا کبھی الہ آباد کبھی لکھنؤ۔ ظاہر مین بادشاہ بادشاہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر درحقیقت وہ قیدی اعزاز کے ساتھ تھا اس سبب سے انگریزون کا بڑا نقصان ہوا۔ بادشاہ اونکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اگر یہ معاملات بیچ مین حارج نہ ہوتے تو بادشاہ انگریزونکی استعانت اور حمایت سے دلی مین اپنے ملک کا مالک ہو گیا ہوتا +

بادشاہ بکسر کی لڑائی مین کچھ نہین بولا بعد لڑائی کے دوسرے دن شام کو وہ انگریزی لشکر مین خود آیا اور انگریزون سے یہ عہد و پیمان اونسے کیا کہ شروع سال ۱۷۶۵ء سے بنگال بہار اڑیسہ تینون صوبون کی دیوانی بلا شرکت غیرے بطور التمغا کے سرکار کمپنی کو دی گئی اور خراج دیوانی جو اب تک لیا جاتا تھا معاف کیا گیا۔ اور چھبیس لاکھ روپیہ جو پہلے نواب دیتا تھا اوسکا ادا کرنا سرکار کمپنی کے ذمہ کیا گیا اور سرکار بنارس اور غازی پور بطور جاگیر کے سرکار کمپنی کو دی گئی صوبہ الہ آباد بادشاہ کے پاس رہا۔ انگریزون نے بادشاہ کی سالانہ کچھ نقدی بھی مقرر کر دی۔ اور نواب بنگال صوبہ دار رہا۔ سرکار کمپنی اوسکی شریک نظامت اور مال کی مومنیس رہی۔ نواب کی فطامت کا خرچ اوٹھانا اور بادشاہ کا نذرانہ ادا کرنا سرکار کمپنی کا کام تھا۔ شجاع الدولہ اول فیض آباد مین اپنے ملک مین بھاگ گیا۔ اور جب اوسنے سنا کہ الہ آباد بھی انگریزون کے ہاتھ پر گیا تو وہ لکھنؤ بھاگا اور روہیل کھنڈ کے افغانونسے مدد مانگی۔ اونھون نے اس نواب کے خاندان کو بڑی عزت سے بریلی مین رکھا۔ اور تین ہزار آدمیون سے امداد بھی کی۔ اور ملہار راؤ ہلکر سے مدد لیکر انگریزون سے لڑنا شروع کیا۔ مگر کانپور کے قریب اوس کو شکست ہوئی۔ اسلئے وہ اپنے ملک کو چلا گیا اور بادشاہ الہ آباد مین انگریزونکا ایک پنشن دار ہو گیا +

بادشاہ کا الہ آباد میں رہنا +

اب خاندان تیموری کے بادشاہ پاس ملک میں صرف صوبہ الہ آباد تھا اور آمدنی میں وہ روپیہ تھا جو انگریز اوسکو دیتے تھے - دربار کی یہ کیفیت تھی کہ پرانے پرانے سردار اس امید میں حاضر ہوتے تھے کہ شاید بادشاہ کے بھلے دن آئیں بادشاہ بھی اونکی خاطر بہت کرتا تھا - انگریزی جرنیل کرنیل بھی موجود رہتے تھے اور ملکی معاملات مین صلاح اور مشورہ دیتے تھے - اسوقت میں مرزا نجف خان بادشاہ کا بڑا رفیق تھا اور وہی دربار مین آفتاب تھا - شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسنے سرکار انگریزی کے ساتھ رفاقت کی تھی اسلئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انگریزون نے کوٹھ جہان آباد مین اوسکو دیدی تھی - اوسنے فوجداری کا خوب انتظام کیا تھا - امیر الدولہ کو خان سامانی کی خدمت تھی - وہ سارے گھر کا مدار المہام تھا - اور سب فقیرون کا سرگروہ اور سارے نوکرون چاکرون کی موقوفی بحالی کا اوسے اختیار تھا - اور انگریزون سے جو معاملات ملکی مین سوال وجواب ہوتے تھے وہ اسی کی معرفت ہوتے تھے - اونکے سوا باقی سفلے ملازم تھے جیسے کہ حسام الدین خان اور راجہ رام تا در بہادر خان محلی - وہ بادشاہ کی طبیعت سے بہت مناسبت رکھتے تھے - ان سب میں سرآمد وہ حسام الدین خان تھا وہ بادشاہ سے اس سبب سے بہت تقرب رکھتا تھا کہ نکہ بائے نوخاستہ کو قص و سرود دکھا کر بادشاہ کا دل خوش کیا کرتا تھا اور اس کام سے بہت سا نفع اور فائدہ اوٹھاتا تھا وہی معتمد السلطنت تھا شجاع الدولہ کا بیٹا مرزا سعادت علی جو اپنے باپ کے آخر کو قائم مقام ہوا نائب و زیر تھا +

ہم لکھ آئے ہین کہ ۱۷۶۵ء مین نجیب الدولہ کو امیر الامرا اور جوان بخت کو نائب بادشاہ دہلی مین شاہ ابدالی نے مقرر کیا تھا نجیب الدولہ سے کوئی شخص بہتر اس کام کیواسطے نہیں مقرر ہوسکتا تھا شاہزادہ نوجوان تھا نیک بخت ایسا ہی تھا جیسے کہ اوسکے خاندان مین نوجوانی مین ہوا کرتے ہین نجیب الدولہ ایسا جانفشان ہوشیار دانشمند تھا کہ کمتر ہوتے ہین امانت داری اور ایمانداری تو اوسمین ختم تھی وہ پرانے آقاؤن نواب بندے خان سہیلہ اور نواب وزیر شجاع الدولہ کی فرمانبرداری کئے جاتا تھا ملہار اولکر سے بھی اوسکا ساز باز چلا جاتا تھا - یاد ہوگا یہ مرہٹہ پانی پت کی لڑائی سے اپنے ہم وطنون کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا غرض یہ جو المرداس ٹوٹی پھوٹی سلطنت کو نبھا رہا تھا دوآبہ سے اوس نے مرہٹون کے عاملون کو نکال دیا تھا آگرہ کے قلعہ مین جاٹون کا تصرف تھا - پانی پت مین جو نرمیت مرہٹونکو

دہلی مین نجیب الدولہ کے معاملات +

ہو چکی تھی اوسکے سبب سے آٹھ برس تک اُنکا منہ نہوا کہ جو ہندوستان کی طرف رخ کرتے۔ مگر ملہرراؤ اسسے مستثنیٰ ہی۔ اب یہ نجیب الدولہ کی عملداری اور انتظام دلی کے ارد گرد تھوڑی دور پر تھا۔ سو میل پر جاٹون کا عمل دخل تھا۔ اور اسوقت اونسے کچھ لڑائی نہ تھی +

جاٹون کے ساتھ نجیب الدولہ کی لڑائی +

جاٹون کا اگر مفصل حال لکھا جاوے تو ایک کتاب بنجائے اسلئے ہم اونکا حال جہان سکھونکی عملداری کا ذکر کرینگے وہان لکھینگے۔ مگر بالفعل تو راجہ سورجمل کا ذکر کرتے ہین یہ راجہ بڑا ہوشیار اور لائق تھا سپہداری کا سلیقہ صفآرائی میں مہارت ملک ستانی میں کاردان پہلے درجہ کا تہا۔ وہ بھاؤ کے ساتھ پانی پت کی لڑائی مین ہوا تھا۔ اگر بھاؤ غرور مین آنکر اشرف درراجہ کو چھوٹا راجہ نہ گنتا اور پوربی اوسکی امداد لیتا تو یقینی پانی پت کی لڑائی کی کچھ اور ہی صورت ہوجاتی۔ اور سارے ہندوستان کی تاریخ کچھ سے کچھ ہوجاتی جبوہ مرہٹونسے جدا ہوا تو اُسنے آگرہ سے جسمین ایک مرہٹہ سردار تھا نکال دیا اور میوات مین اوسنے قبضہ کیا چار قلعے نہایت مستحکم بنائے۔ غازی الدین خان عماد الملک اوسکے پاس پناہ لیکر آیا تھا مگر اوسکو تو نکال دیا اب اوس پاس ایک اور بدمعاش فرانسیسی شمرو آگیا تہا شمرو جو فرانسیسی شمر تھا اور اوسنے شجاع الدولہ کو لڑایا تہا۔ اوسکی نوکری چھوڑکر سورجمل پاس ایک پلٹن سپاہیونکی اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپ کے بچے بدمعاش لیکر آیا جب اس راجہ کو یہ امداد ملگئی تو اوسنے دلی کی سلطنت سے ایسی درخواستین کرنی شروع کین جس سے سلطنت کا نام بھی نہ رہے اسوقت نجیب الدولہ نے اس عقلمندی اور دانشمندی کا کام کیا کہ کچھہ دنون سلطنت کو تھام لیا اور جاٹون کو بڑا صدمہ پہنچایا اور مسلمانونکو خواب غفلت سے جھنجھوڑکر اوٹھایا۔ اس لڑائی میں بلوچون نے بڑی امداد نجیب الدولہ کی کی اور اونہیں کی بدولت جاٹون پر فتح نصیب ہوئی +

مدت سے بلوچ فوج نگر میں رہتے تھے اونمیں سے کامگار خان عہد محمد شاہ مین ایسا بخت بیدار اور صاحب اقتدار ہوا کہ وہ اکثر اوقات فوجداری کا کام کرتا اور کبھی کبھی پانی پت اور حصار کی حکومت بھی اوسکے سپرد ہوجاتی۔ پھر اوسکے ملازمون مین سے بہادر خان نے عروج پایا اور وہ نہار مین فوجدار ہوا۔ اوسنے عماد الملک اور نجیب الدولہ سے موافقت بہم پہنچاکر ایک قلعہ بلدہ کوس پر دہلی بنایا اور اوسکا نام بہادر گڈہ رکھا جب کامگار خان مرگیا تو اوس کی اور مین جھگڑا ہوا۔ تو سورجمل نے

بلوچون کو مار دھاڑ روا ڑی اور فتح نگر پر قبضہ کر لیا اور نجیب الدولہ سے یہ درخواست کی کہ بہادر گڈھ بھی اوسکے حوالہ کیا جائے۔ بہادر خان نے نجیب الدولہ سے استعانت چاہی اور بڑی عیزت دلائی مگر نجیب الدولہ کچھہ نہ بولا جب سورجمل نے یہ دیکھا کہ میرے خوف سے اوسنے بلوچونکا ساتھہ ندیا تو اوس نے فوجداری کی درخواست کی۔ نجیب الدولہ نے یعقوب علی خان کو کہ شاہ ابدالی کا وزیر کا بہائی تہا۔ اور شاہجہان آباد کی بھی قلعہ داری کر چکا تہا سورجمل پاس بھیجا۔ ملتانی جھینٹ کے تھان بھی بطور تحفہ کے اوس پاس بھیجے۔ اس سفیر نے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں اور جھینٹ کے تھان بھی پیش کئے۔ وہ سورجمل کو بھی پسند آئے دنڈی کو بلا کر اوسنے کہا کہ ہمارے لئے ایک جیڑا بھی اسکا تیار کر لاؤ۔ اس جیڑے مین ایسا لگا کہ وکیل سے کچھہ بات بھی نہیں کی جب وکیل نے اوسکو اس کام مین مصروف دیکھا تو وہ رخصت ہوا اور اوسنے کہا کہ ٹھاکر صاحب جلدی اور جہالت سے کام کرنا نہین چاہئے۔ اب مین رخصت ہوتا ہون کل پھر آؤن گا اوس پر سورجمل نے کہا کہ اگر آپ کل صلح کے لئے آئین تو کبھی نہیں آئیے گا غرض یعقوب علیخان نے آنکر نجیب الدولہ سے یہ کہا۔ اوسے بھی غیرت آئی اوسنے کہا کہ اب اس کا فیر انشاء اللہ جہاد کرون گا۔ اوسنے چارون طرف سے مسلمانونکو جمع کیا۔ کرا پتنے مین سورجمل سپاہ لیکر شاہدرہ کے قریب ہیندن پر آیا ہمیشہ اوسکا لڑائیون مین یہ رویہ رہا کہ وہ فوج کا انتظام کرتا اور خود جھروکھون کے مقامون سے جدا رہتا۔ قاعدے موافق اوسکو دلی کا محاصرہ کرنا چاہیئے تھا اگر وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھہ وہان آیا جہان بادشاہ کی پرانی شکارگاہ تھی اپنی گنوار پنے سے اوسکو بڑی شان سمجھا کہ مین بادشاہون کے شکارگاہ مین شکار کھیلنے آیا۔ سید محمد خان پچاس سواروں کا رسالہ لئے جاتا تہا ایک شخص نے بتلا دیا کہ خانصاحب آپ کدہر جاتے ہین دیکھئے سورجمل اکیلا کھڑا ہے خانصاحب اوسپر پل پڑے اور شکارگاہ مین شکار کر نجیب الدولہ پاس لے آئے نجیب الدولہ کو دو روز تک یقین نہ آیا کہ سورجمل مارا گیا جب یعقوب علیخان نے اوسکا وہ ہاتھہ پہنچایا کہ جسمین نامہ تھا اور اوسکی آستین کو دیکھا کہ وہ اوسی پھینٹ کی تھی جو اوسنے تحفہ بھیجی تہی تو اوسکو یقین ہوا۔ اوس کا بیٹا جواہر سنگھ سکندرآباد سے سپاہ لئے چلا آتا تہا کہ دفعۃً مغلون نے اوسپر حملہ کیا اسکے ساتھہ ایک نیزہ پر سورجمل کا سر بھی تھا۔ اس نیزہ کو جواہر سنگھ کی فوج دیکھہ کر ایسی گھبرائی کہ شکست کھا کر اپنے ملک کو بھاگی جواہر مل اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا

ادا و نسے یہ بڑی غلطی کی کہ وکیلو نکو بھیجکر ملہرا و کو اپنی امداد کے واسطے بلایا۔ اول مین تو وہ کامیاب ہوا۔ شاہجہان آباد کا محاصرہ کرلیا۔ اور دو تین مہینہ تک نجیب الدولہ کو ستایا کیا۔ مگر ملہرا و ہمیشہ مسلمانون کا رفیق دل سے تھا۔ وہ جاٹون کو چھوڑکر بھاگ گیا۔ اس سبب سے صلح ہوگئی اور حضر آباد مین نجیب الدولہ کی جواہر سنگہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر جواہر سنگہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اب اس نوجوان کے ہمراہ وہ شمرو فرانسیس پھر ہوا۔ یہ بھی عجب مرد آدمی تہا پہلے وہ میر قاسم عالی جاہ کا نوکر ہوا۔ اوس کو نمک حرامی سے پکڑوا کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور پھر شجاع الدولہ کا نوکر ہوا۔ اوسکو خراب کیا۔ پھر جواہر مل کا نوکر ہوا۔ اور اوسکو چڑہا کر راجہ مادہو سنگہ جیپور والے سے لڑنے کے لئے لے گیا۔ اجمیر کے قریب پوکھر کے تالاب پر رجپوتون سے شکست پائی تو پھر وہ راجہ جے پور کا نوکر ہوگیا۔ اب جواہر سنگہ پھر الور مین آیا۔ پھر وہانسے پھر تیوپور مین گیا۔ وہانسے آگرہ مین پہنچا۔ اور تھوڑے دنونمین مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جے پور کے راجہ نے قتل کرادیا۔ اسکے بعد جاٹون کی ریاست مین بہت سے جھگڑے برپا ہوئے۔ اور سورجمل کے دو بیٹے اور مارے گئے باقی تیسرا بیٹا رنجیت سنگہ راجہ ہوا۔ اوسکے عہد مین جاٹونکی ریاست کا بڑا عروج ہوا۔ جس ملک پر وہ فرمانروائی کرتے تھے اوسکے شمال مغرب مین الور اور جنوب مغرب مین آگرہ تہا۔ اوسکی آمدنی دو کروڑ روپیہ کی تھی ساٹھ ہزار فوج اون پاس تھی +

اسوقت دکن مین مرہٹے اپنے جھگڑونمین آپ پھنسے ہوئے تھے۔ اونہون نے ہندوستان پر بالکل توجہ نہین کی اور ۱۷۶۶ء مین جوالہ آباد مین اونسے بادشاہ سے معاملے ہوئے اونکا بھی کچھہ لحاظ نہین کیا۔ مگر اوس ملک مین ننگہ مچایا جہان وہ یہ جانتے تہے کہ بادشاہ انگریزون کی اعانت سے قابض ہوگا۔ نجیب الدولہ نے گو اپنی پاک طینتی اور حسن نیتی سے شاہجہان آباد کا انتظام کیا۔ اور سب کو خوش راضی کیا۔ مگر وہ دہلی کی سلطنت کو مستحکم نہ کرسکا اور نہ وہ ملک دوبارہ لے سکا جسسے بادشاہ چین آرام سے اپنے باپ دادا کے قلعہ مین بسر کرتا۔ ابھی مشرق مین جاٹون سے اوسنے اپنی دلیری اور جوانمردی سے پیچھا چھڑایا ہی تھا کہ مغرب سے سکہون نے دہلی پر آفت لانیکا ارادہ کیا۔ مگر اسوقت شاہ ابدالی نے پھر اوس کی امداد کی سکہون نے اس بادشاہ کے نائب کو نکال دیا تھا اور سارے ملک مین غدر مچا رکھا تھا اسلئے ۱۷۶۷ء مین وہ لاہور مین آیا۔ سکہہ بھاگ کر پہاڑونمین چلے گئے۔ آلا جات نے سرہند مین دو لاکھہ کے قریب سپاہ جمع کی

+ شاہ ابدالی کا ہندوستان پر حملہ

شاہ ابدالی نے نوے کوس دو روز مین طے کرکے اوسپر حملہ کیا اور شکست دی - اور بیس ہزار آدمیون کو قتل کیا - اور پانی پت کے نواح مین پچاس ہزار سپاہ لیکر آیا - لیکن نورالدین خان کو لاہور مین اپنا نائب مقرر کرکے چلا گیا - پھر کبھی ہندوستان مین نہین آیا - شجاع الدولہ کو ایک لعنت ملامت کا خط لکھکر بھیجدیا کہ ہم نے تجھسے کیا کہا تھا اور تونے بادشاہ کے ساتھ کیا سلوک کیا - مگر یہ بیوفا اوسکی روانگی کے بعد کب اوسکی بات کو مانتا تھا +

اب مرہٹون نے ۱۷۶۸ء مین تمام اپنے آپس کے جھگڑونسے فرصت پائی - اور جنبل بارا ترسے اور اس سنہ کے آخر مین وہ جے پور پر گرے - اور یہان سے ۱۷۶۹ء مین ہرتپور مین پہنچے وہانسے محصول لیا اور دہلی پر حملہ کا ارادہ کیا - اونکے سردار دو تھے - ایک دھوجی سیندھیا پٹیل دوسرا نوجی سیندھیا کا بیٹا تھا - وہ رہیلون اور پٹھانون کا جانی دشمن تھا - دوسرا ٹوکاجی ہلکر تھا وہ ملہرا و ہلکر کا سردار فوج کا تھا - یہ آپس کی طرح پٹھانونکو دوست رکھتا تھا - غرض ان دو سردارون مین ہمیشہ سے اختلاف رائے چلا آتا تھا - اسی سبب سے مرہٹونکے معاملات سرسبز نہوے اور اس اختلاف سے اونکو بڑی بڑی نوبتین آئین اب دہلی مین نجیب الدولہ نے ہلکر کے ساتھ اتفاق کرکے حملہ کرنیوالون سے مصالحہ کرلی اسمین جاٹونکو تو نقصان ہوا مگر رہیلون نے جو نجیب الدولہ کے کہنے سے صلح کی اوسکے سبب دوآبہ کے اضلاع مرہٹون کے حوالہ کرنے پڑے جو بادشاہی اضلاع دہلی اور الہ آباد کے درمیان تھے تھوڑے دنونکے بعد یہ وزیر نیک تدبیر ساٹھ برس کی عمر مین گیا - کچھ ضرور نہین کہ ہم اس شریف نجیب وزیر کی خوبیون کا زبان قلم سے اظہار دین خود اوسکے کام اوسکا اظہار کر رہے ہین کہ بچاس سوار اونکی سرداری سے اونسی میدان جنگ مین دلاورانہ کام کرکے اپنے تئین اس رتبہ پر پہنچایا - اور خوش خلاقی اور نیک نیتی سے انپر ان پڑھ ہونے اور عالی خاندان نہونے کے عیبون کو مٹایا - سلطنت کی کل جو بالکل بندوبستی تھی اوسکو اپنی حوالگذاری کے ہاتھون سے چلایا - ضابطہ خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا - اگر اس بیٹے مین بھی باپ کی سی لیاقتین ہوتین اور شاہ عالم بھی عالی حوصلہ اور صاحب ہمت ہوتا تو سلطنت تیموریہ کے سوکھے کھیت کو یون ہرا کرلیتا - کہ پھر رہیلونکو اپنا رفیق بناتا - سیندھیا اور ہلکر کو آپسمین لڑاتا اور انگریزون کے ساتھ دوستی رکھتا +

رہیلون کا پھر تیسری دفعہ آبہ کا لینا +

جب مہٹے دوآبہ کے ادھر کے حصونمین پھیلے اور تمام روہیلکھنڈ مین فرخ آباد کے سوا پھیل گئے تو ضابطہ خان نے کوئی لڑنیکا سامان نہین کیا۔ یہانتک کہ ۱۷۷۳ء مین مہٹے دارالسلطنت پر بھی قابض ہو قلعہ مین اونھون نے جوان بخت کو بدستور قائم رکھا۔ اور خود اوسکی طرف سے انتظام کرنا شروع کیا ضابطہ خان نے مرہٹونکا مقابلہ نہین کیا بلکہ وہ اپنی ریاست سہارنپور اور نجیب گڈھ کو چلا گیا +

ضابطہ خان کا مرہٹون کا مقابلہ نہ کرنا +

شاہ عالم کا دلی مین آنا +

شاہ عالم اپنی پست فطرتی اور کم عقلی سے ہمیشہ محکوم اپنے کسی ملازم کا ہو جاتا آجکل وہ امیر الدولہ اور انگریزون کے کہنے مین چلتا تہا۔ اب یہان الہ آباد مین رہتے رہتے ایسا تنگ ہو گیا تھا کہ اونسے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا مگر اسکا وہ محتاج تہا۔ کہ کوئی اوسکو وہان تک پہنچائے اس کام کے واسطے مرہٹے مقرر ہوئے اور سیف الدین خان سفیر بن کے مرہٹونکے سردارون پاس دکن مین گئے۔ اور ۱۷۷۱ء مین بادشاہ نے کلکتہ مین انگریزی حاکمون سے اس امر مین مشورہ پوچھا۔ اونھون نے نہایت اپنی مرضی کے خلاف یہ ارادہ بتایا شجاع الدولہ اپنے اغراض نفسانی کی سبب سے در پردہ بادشاہ کے اس ارادہ کی تائید کی مئی ۱۷۷۱ء مین الہ آباد سے بادشاہ دلی کو چلا اوسکے ساتھ اسوقت فوج تھوڑی تھی مگر آراستہ تھی۔ ایک پلٹن انگریزی وردی پہنے ہر تھی میڈوک فرانسیسی اوسکا افسر تھا۔ اگرچہ اَن پڑھ تھا مگر سپاہی اچھا تھا سید سالار مرزا نجف خان تھا۔ اور میجر جرنیل سر رابرٹ صاحب کچھ فوج لیکر کڑہ تک بادشاہ کے ساتھ گیا یہان ان جرنیل صاحب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ دلی نہ جائیے۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا جن اضلاع مین بادشاہ ہو کر چلا گیا پھر اوسکی حکومت کا کوئی نشان نہین رہنے دیا نہ ہوا اب اس بادشاہ کی سلطنت مین دو مخالف گروہ تھے۔ ایک مسلمان جو یہ چاہتے تہے کہ شاہ ابدالی جسقدر ملک ہمارے لئے چھوڑ گیا ہے اوسکو اپنے قبضہ مین رکھین۔ دوسرے مرہٹے تھے جو یہ چاہتے تھے کہ پانی پت کی لڑائی مین جو نقصان ہمارا ہوا ہے اوسکو پورا کرین۔ اوسکے سوا شجاع الدولہ تھا جو اس تاک مین رہتا تھا کہ جو گروہ ضعیف ہو اوسی سے کچھ لے مرے۔ انگریز بھی اپنی دانشمندی سے اعتدال کے ساتھ اسی منصوبے کے درپے تھے۔ اب بادشاہ فتح گڈھ مین پہنچا۔ یہان احمد خان بنگش ان ہی دنون مین مرا تھا اوسکے بیٹے مظفر الدولہ نے پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ کا پیش کیا۔ بادشاہ نے یہان برسات کے سبب سے مقام کیا۔ اسوقت تین ہزار مرہٹونکی سپاہ دہلی مین تھی۔ مادھوجی سیندیا پہلے فرخ آباد مین

بادشاہ پاس آیا۔ اور اپنے عہد و پیمان بادشاہ سے ٹہرا گیا۔ اور ۲۰ دسمبر ۱۷۵۷ء کو بادشاہ قلعہ مین داخل ہوا۔ عبدالاحد خان کشمیری بادشاہ کا مقرب ہوا۔ مجدالدولہ کا اوسکو خطاب ملا وہ مدارالمہام بادشاہ کے گھر کا ہوا۔ یہ ایک آدمی بڑا مکار اور فریبیا تھا۔ اوسکے کامون سے آگے حال معلوم ہوگا۔ مرزا نجف خان نے سپاہیون اور بہادرون کو تلاش کرکے اپنے تئیں لائق سپہ سالار بنایا۔ اب یہان بادشاہ کو اوسکے دوستون یعنے مرہٹون نے چین نہین لینے دیا +

مرزا نجف خان کا عروج اور ضابطہ خان پر

ابھی ہم نے لکھا ہے کہ ضابطہ خان کو ایک برس گذر گیا تھا کہ وہ اپنے علاقہ بادنی محال یعنی صلاح سہارنپور اور مظفرنگر کو چلا گیا تھا۔ اوسکے پاس تین بڑے مضبوط قلعے تھے۔ دو پتھر گڈہ و سکرتال دریاے گنگ کے پائین اور اوس طرف تھے۔ یہ اوسکے باپ کے بنائے ہوئے تھے۔ تیسرا قلعہ غوث گڈہ مظفرنگر کے قریب سنی خود بنایا تھا جسکی عالیشان مسجد آجتک اوسکا نشان بتاتی ہے۔ اول ان قلعون پر بادشاہی لشکر نے حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اوسنے اول سکرتال کا محاصرہ کیا اور مدت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور ضابطہ خان محاصرہ سے تنگ ہوا تو اوسنے بھائی بندونکو لکھا کہ جہان جہان گنگا پایاب ہوگئی ہے اون مقامات کی حفاظت کرو۔ اگر دشمن گنگا پار اوتر آئینگے تو نہ مجھے چھوڑینگے نہ تمھین۔ اس لکھنے پر ان افغانون نے معابر کا انتظام کیا۔ اس انتظام سے مرہٹون اور نجف خان کو بھی معلوم ہوا کہ گنگا پایاب ہے۔ اسلئے وہ چند معابر کے سامنے اسے گذرا جسے محافظین نے یہ جانا کہ وہ اوپر کو چلا گیا مگر دفعتہً ایک معبر سے اُتر کر حملہ آور ہوا۔ ضابطہ خان کے مقابلہ اوسکا اچھی طرح کیا مگر شکست کھاکر شجاع الدولہ پاس بھاگ گیا گھر بار اہل و عیال اور خزانہ اوسکا دشمنون کے ہاتھ لگا۔ ان اہل و عیال مین غلام قادر خان اوسکا بڑا بیٹا بھی تھا۔ وہ ایسا خوبصورت تھا کہ جب بادشاہ پاس بھیجا گیا تو اوسنے محل سرا کی بیگم بنایا شاید اسی کا عوض آخر اوس نے لیا۔

مرزا نجف خان کا حال +

اگرچہ یہ لڑائی مرہٹون کی ضابطہ خان کے ساتھ تھی مگر اسمین مرزا نجف خان نے بڑا نام پایا۔ واقعی وہ ناموری کے لائق ہی تھا۔ اصل دیوہ ایران کا شہزادہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا اور اوسکی بہن آصف الدولہ کے بھائی اعزالدولہ کو بیاہی گئی تھی اوسنے لیاقت اور شجاعت سے ایسا عالی خاندان ہونا اور ہندوستان کے امیرون سے برتر ہونا دکھادیا۔ اول اپنی بہنوئی کے بیٹے محمد قلی خان پاس

الہ آباد میں رہتا تھا جب شجاع الدولہ کے دغا سے اپنے بھتیجے کو مار ڈالا تو وہ پھر شاہ عالم کی رفاقت میں رہنے لگا۔ اوسکے ساتھ جو رفاقت اور لیاقت کے کام کئے اونھیں آگے بڑھ لینا +

بادشاہ نے ۱۷۷۱ء میں سات تو دہلی میں بسر کی مرہٹے آگرہ کے اردگرد پڑے رہے ہیلیوں نے شجاع الدولہ کے ساتھ اتفاق کرکے اہل اسلام کو متفق کرنا چاہا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپسمیں صلحنامہ لکھا گیا اور اسمیں سربرآوردہ صلح جنکے نیل شریک تھا اور اسی کی صلاح اور مشورہ سے یہ صلح ہوئی کہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کے ساتھ اون سب معاملون میں اطاعت کرے جو ضابطہ خان کی معاونت کے معین ہون اور چالیس لاکھ روپیہ چار قسطون میں اس کام کے واسطے ادا کرے کہ مرہٹے روہیل کھنڈ سے خارج کردئے جائیں غرض یہ صلح جو مرہٹونکے حق میں نہ ہوئی۔ ۱۱ رجولائی ۱۷۷۱ء کو لکھی گئی پھر ان افغانون میں آپسمیں ایسی تلوار چلی کہ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا۔ بیٹا باپ کے لئے تلوار سونتے پھرتا تھا۔ باپ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ڈھونڈتا تھا۔ شجاع الدولہ کی تحریک سے ضابطہ خان نے مرہٹون سے سازش کی۔ مرہٹون نے اوس سے وعدہ کیا کہ بادشاہ سے تیرے قصور معاف کرادینگے۔ اور باپ کا عہدہ امیرالامرائی دلادینگے +

مرہٹونے رنجیت سنگھ کو اکسایا کہ وہ اپنے کسی بھائی سے ریاست بلگڈہ کی چھین لے جب اسکے ارادہ کی خبر رئیس بلب گڈہ کو ہوئی تو اونسے بادشاہ سے استعانت چاہی ۱۷۷۱ء کے آخر میں مرزا نجف خان نے جسکا اب خطاب ذوالفقار الدولہ ہوگیا تھا ایک لشکر اوسکی استعانت کے واسطے ایک برجور سردار کے ماتحت بھیجا مرہٹونے اپنا لشکر بھرت پور کے جاٹون کی کمک کے لئے بھیجا۔ اوسنے بھرت پور کے لشکر کے ساتھ ملکر بادشاہی لشکر کو دلی کی طرف پس پا کیا۔ سیندھیا نے اس لڑائی کو اسلئے نہیں پسند کیا کہ اوسمیں ضابطہ خان کا بیٹا بیچمیں تھا۔ اوسکو ہیلیونسے نفرت تھی اسلئے وہ تو جیپور لوٹھی چلا گیا تو کاجی ہلکر اور مرہٹے آگے دلی کی طرف بڑھے۔ بدر پور پر مرزا نجف خان نے اوس کا مقابلہ کیا اگرچہ سپاہ اچھی تھی اور اونکے ساتھ مسٹر سیدٹوک تھا مگر تعداد اوسکی قلیل تھی۔ دشمنون کے کثیر لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکی اور پست یا ہوکر ہمایون کے مقبرہ کے پاس آئے چار روز یہان بھی لڑائی کا ہنگامہ برپا رہا اور مرزا کا بھانجا مرزا حسن لڑائی مین مارا گیا۔ مرزا بھی پست یا ہوکر دریا گنج کی راہ سے

ہیلیون اور شجاع الدولہ کی صلح +

دلی کے قریب لڑائی اور ضابطہ خان کا امیرالامرا ہونا +

شہر مین داخل ہوا - دشمن بھی اوسکے پیچھے آئے قلعہ کی حفاظت مرزا نے اچھی طرح کی مگر حسام الدولہ مرہٹون کے لشکر مین پیغام صلح لیکر چلا گیا - اسوقت بادشاہ کی ضعیفی اور نالائقی سے مرزا کی ساری بہادری خاک مین مل گئی مرہٹونکو اسوقت دکن جانیکی ضرورت تھی اسلئے بادشاہ سے فقط یہ شرائط ٹھیر گئین کہ ضابطہ خان امیر الامرا ہو - اور وہ اضلاع دوآب جو بادشاہ پاس انگریزونکی حمایت کے سبب سے تھی وہ اونکو دیے جائین - یہ شرائط منظور ہوگئین اب مرہٹون نے سکرتال کی لڑائی کی تنخواہ کا دعوے مرزا سے شروع کیا - اور اوسکے دربار مین نہ آنیکا حکم بادشاہ سے دلا دیا - یہ ذکر دسمبر ۱۷۷۳ء الغیر بادشاہ کے آنیسے گیارہ مہینے بعد کا ہے - اب آگے ۱۷۷۳ء کی وارداتین سنو +

اسوقت مرزا نجف خان کے ساتھ تھوڑیسے آدمی مرنے لڑنے والے جوانمرد تھے - سہارنپور سے اُسنے اپنے متبنیٰ افراسیاب خان کو بھی بلا لیا - اور ملہرا دروازہ کی طرف اسمعیل خان کابلی کی مستحکم حویلی مین ہو بیٹھا - مرہٹون سے کسی طرح نہ دبا - برابر جواب دیتا رہا - اور اونسے کہدیا کہ مین تمہاری تنخواہ نہین دے سکتا - ایک دن نجف خان ہتیار لگا اور سبز کپڑے پہن اور اپنے لشکر کو لیکر مرہٹون سے لڑنے کو نکلا - اور جب وہ اُنکے لشکر کے قریب پہنچا - تو کوچی نے مرزا کا استقبال کیا - اور بڑی خاطر داری اور عزت سے اپنے خیمہ مین لے گیا +

اب مرزا نجف خان سے اتحاد پیدا کرکے مرہٹون نے رہیلہ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا اور رام گھاٹ سے وہ رہیل کھنڈ مین آن پڑے - بادشاہ نے جو صوبے اپنے دوآبہ زیرین مین چھوڑے تھے اور اُن کا انتظام نہ کر سکتا تھا وہ انگریزون نے پچاس لاکھ روپیہ کو شجاع الدولہ کے ہاتھ بیچ ڈالے تھے - اب انگریزی سپاہ شجاع الدولہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنے کے لئے رہیل کھنڈ مین مستعد ہوئی - حافظ رحمت خان کو چالیس لاکھ روپیہ کی ضرورت پڑی - اوسنے مرہٹون سے دوستی کرلی - جب شجاع الدولہ اور انگریزون کی فوج اوس کو نظر پڑی تو وہ پھر مرہٹونکو چھوڑ کر آن ملا - مرہٹے اسلئے آئے تھے وہ کو چلے گئے - پیشوا کے مرنیکے سبب سے اونکو ضرورت دکن مین جانیکی تھی وہ وہان چلی گئی +

مرزا نجف خان شجاع الدولہ کا رشتہ مند تھا اوس پاس چلا آیا - نواب وزیر شجاع الدولہ نے

مرہٹون اور نجف خان کا لالچ +

رہیلون سے لڑائیان + ۱۷۷۴ء

اوسکو اپنا نائب مقرر کرکے بادشاہ پاس بھیجا اور انگریزون نے اوسکے بہت سفارش بادشاہ سے کی کیونکہ وہ ایک ایسا سردار تھا جو انگریزون کے دشمنون کا یعنے مرہٹون اور رسیلون دونون کا دشمن تھا اسلئے وہ بھی اوسکا بادشاہ پاس رہنا چاہتے تھے غرض ان سفارشون کے زور اور کچھ اپنی سیاہ اور جوانمردی کے بل سے وہ اپنے عہدہ پر بحال ہوا ضابطہ خان جاٹون پاس چلا گیا حسام الدولہ قید ہوا - اور سارا روپیہ جو ناجائز طور سے کہا گیا تھا وہ پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب اگلوایا گیا - اسی شاہ عالم کا انتظام سمجھ لینا چاہئے کہ ایک نوکر جو دو برس سے نوکر تھا پندرہ لاکھ کہا گیا - اوسکی جگہ عبدالاحد خان مدار المہام مقرر ہوا منظور علی خان ناظر ہوا عبدالاحد خان کشمیری کا حال پہلے لکھہ چکے ہین منظور علیخان بھی سنگدل غابا بے نمک حرام تھا +

جاٹون سے مرزا نجف خان کی لڑائیان +

مرزا کا مدت سے ارادہ جاٹون سے لڑنیکا تھا - مگر وہ ۱۷۷۴ء مین روہیل کھنڈ کی مہمات مین مصروف رہا اوسنے اکبر آباد کا قلعہ جاٹون سے لیکر محمد بیگ ہمدانی کے سپرد کردیا جاٹون کے راجہ رنجیت سنگھ کو اس کا بڑا داغ تھا - اوسنے دارالسلطنت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا - اور دس ہزار سوار لیکر سکندر آباد مین پہونچا دلی مین اسوقت سپاہ پانچہزار سوار اور دو بٹالین سپاہیون کی تھین وہ ان جاٹون کے نکال دینے کے واسطے کافی ہوئین مگر پھر رنجیت سنگھ شمرو کو ساتھ لیکر آیا - اسوقت مرزا روہیل کھنڈ سے آگیا تھا ۱۷۷۵ء کے برسات کے بعد وہ اونسے لڑنیکے لئے روانہ ہوا - ہریانہ سے ایک سردار نجف قلی خان دس ہزار سپاہ لیکر آگیا تھا - یہ سردار بڑا عمدہ سپاہی تھا - اور وہ بڑا وفادار اور خیر خواہ اپنے آقا کا تھا وہ ذات کا راٹھور رجپوت بیکانیر کا رہنے والا تھا - پہلے محمد قلی خان کے باپ کے پاس رہتا تھا مرزا کے کہنے سے مسلمان ہوگیا تھا اب اس زمانہ مین سیف الدولہ خطاب ہوگیا تھا - اور جو بیس لاکھ روپیہ کے ملک سے صوبہ تھا جب مرزا اس بڑی لڑائی کے لئے روانہ ہوا تو عبدالاحد خان مجد الدولہ کی بن آئی جہانتک ہوسکا مرزا کی طرف سے شاہ کے کان بھرے - اور بہت سے منصوبے اوسکے بگاڑنے کے سوچے اور یقینی وہ بڑا فساد کھڑا کرتا - مگر اسوقت آصف الدولہ نیا نیا وزیر اپنے باپ کی جگہ ہوا تھا - اسکا رسمل لطافت خان پانچہزار سپاہ بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے حاضر تھا - اس لشکر نے عبدالاحد خان کی بدولت سے دلی کو بچا لیا - اب جاٹ ہوڈل مین تھے یہان سے اونکو مرزا نے نکالدیا تو وہ

کوٹ بن بن چلے گئے۔ یہان دو ہفتہ تک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ رہی۔ بہروہ ڈیگ مین چلے گئے
اب مرزا نے یہ دیکھکر کہ جاٹونکے حملے موقوف ہوے وہ اُنکے لشکر کو اپنے پیچھے چھوڑکر برسانہ مین
چلا گیا۔ یہان بڑی لڑائی ہوئی۔ بادشاہی فوج کا ہراول نجف قلی خان تھا قلب سپاہ مین
مرزا خود تہا۔ اوسکے بازو مین بلیٹنین سپاہیون کی تھین جنکے افسرون نے بنگال مین
انگریزی قواعد سیکھی تھی لشست پہاہ پیغلون کے سوار تھے دشمنون کی سپاہ مین پانچہزار
پیادے قواعد دان تھے شمرو اونکا سپاہ سالار تھا۔ اونسے حملہ کیا۔ اور اپنی توپ بندوقون کی آتشبازی
شروع کی۔ اوسکا جواب دوسری طرف سے بھی توپون سے دیا گیا۔ مگر اوسمین مرزا کی سپاہ کے عمدہ
افسر مارے گئے اور خود اوسکے بازو مین زخم آیا جسکو اونسے ایک کنوے پر بیٹھکر باندہا۔ پہر اونسے
تکبیر کا نعرہ مارکر اپنے مغل سوارون سے دشمنون پر حملہ کیا۔ اور نجف قلی خان پیادونکی بلیٹنون سے جاٹونپر
گرا۔ شمرو نے اپنی بلیٹنون سے اوسکا سخت مقابلہ کیا۔ مگر تہوڑی دیر بعد وہ پست پا ہوا۔ اور سیدھا
ہیچ ڈیگ کی طرف چلا گیا۔ فتح پانیوالون کے ہاتہ مین بہت غنیمت آئی۔ اور اونہون نے جاکر
قلعہ ڈیگ کا محاصرہ کرلیا۔ برس روز کے بعد محاصرہ مین وہ ۱۷۷۶ء مین ہاتہ آیا۔ جسمین کروڑ روپیہ نقد اور
اسیکے ملا جاٹ ہاتھیونپر بیٹھکر اپنا ہلکا اسباب کمبہیر کے قلعہ مین چلے گئے۔ جسمین زاید فتوحات
عظیم حاصل کرکے ملک کا انتظام کررہا تہا تو اوسکو دربار شاہی سے یہ خبر آئی کہ عبدالاحد خان
مجدالدولہ دیوان کی شرارت سے ضابطہ خان نے بہت سے سکہونکی فوج بہرتی کرلی ہے اور اوسکا
ارادہ شاہجہان آباد مین آنیکا ہے۔ یہ جوانمرد مرزا دہلی مین فوراً چلا آیا۔ یہان لوگون نے
اوسکی بڑی تعظیم کی۔ برسانہ کی لڑائی مین شمرو بہی اوسکے ساتھہ ہوگیا تھا۔ اوسکا یہ قاعدہ تھا
کہ جس سیکو زبردست اور چلتا ہوا دیکہتا اوسکے ساتہہ اپنی بلیٹنون سمیت ہولیتا اب مرزا کے
سبب سے مرد کا سلطنت مین دم آتا جاتا تھا۔ اسطرف ہندوستان مین سوا انگریزونکے بنگال مین کوئی
صاحب اقتدار اور شمر مرزا سے زیادہ نہ ہوتا۔ جاٹون پاس صرف تین قلعے رہگئے تہے آگرہ مین جو
صوبہ مقرر کیا تھا اوس پاس سوا ایرانی اور مغلون کے سوا دو بریگیڈ پیادونکے تہے جنکے افسر شمرو اور
میڈوک تہے مرزا کے دلی رفیق ہندوستانیون مین نجف قلی اور محمد بیگ ہمدانی تہے مرزا شفیع بہی ایک

رتبہ امیر اوسکا بڑا رفیق تھا۔ بادشاہ اسوقت قلعہ معلی مین عیش و عشرت مین مصروف تھا نجف خان
کے اقتدار پر گرکسی کو حسد تھا تو عبدالاحد خان کشمیری اور اور نامور امیرون کو تھا۔ قاعدہ ہے
مرد اور نامرد مین محبت نہین ہوسکتی۔ رسیلون کی ریاستین برباد ہوگئی تھین اسلئے مرزا کے گرد رسیلونکا بھی
جمگھٹ کا جمگھٹ رہتا تھا مگر عبدالاحد خان نے مخفی مخفی ضابطہ خان کو بہکا کر باغی کردیا مرزا نے
بھی اوسکی گوشمالی واجب جانی اور اوسکے لشکر کو تباہ کردیا ضابطہ خان کو کچھ مرہٹون اور جاٹون سے
اعانت کی امید ہی نہ تھی اسلئے ایکی دفعہ اوسنے سکھونکا دامن پکڑا۔ ان دنون مین سرہند کے اندر
پٹیالہ اور جیند مین سکھونکا بڑا زور و شور ہو رہا تھا۔ ضابطہ خان سکھونسے ایسا مل جل گیا کہ اوسکے
سکھ ہونیکا شہرہ ہوگیا یہ سنکر سکہ اوسنے غوث گڈھ کے قلعہ مین جمع کئے نجف خان امیر الامرا بھی
نے جاکر خود قلعہ کا محاصرہ کیا پٹھانون نے بھی مورچے باندھے غرض ایک مہینہ تک بڑی بڑی لڑائیان
رہین ایکدفعہ ضابطہ خان خود پیغام صلح لیکر مرزا پاس آیا مگر صلح اپنی مرضی کے موافق نہین دیکھی
اسلئے اولٹا چلا گیا۔ پھر سکھون اور رسیلون کو ساتھ لیکر سخت کرکئی لڑائیان لڑا۔ ایالی اور مرہٹونکی لڑائی
جو پانی پت مین ہوئی تھی اوسکے بعد سخت لڑائی ہوئی سارے دن ہنگامہ کارزار گرم رہا دونو طرف کے
مردونے مردانگی اور مردی دکھائی۔ جب شام ہوئی تو سکھ اپنے گھرونکو چلے گئے۔ ضابطہ خان اپنے
قلعہ غوث گڈھ مین چلا آیا۔ دوسرے روز صلح کا امیدوار اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہوا۔ مرزا نے قصور
معاف کردئے۔ تھوڑے دنون وہ اونکی خدمت مین رہا۔ اور شریف مندی اونمین یہانتک ہوگئی کہ
ضابطہ خان کی بہن خود امیر الامرا سے اور اوسکی بیٹی نجف قلی خان سے بیاہی گئین اور اوس وسیلہ سے
سہارنپور کی فوجداری پھر اوسکو مل گئی۔ بعد اس لڑائی کے ہندوستان مین امن ہوگیا۔ امیر الامرا
دوبارہ آگرہ مین گیا اور ملک کا انتظام شروع کیا۔ انگریزون نے بھی اوسسے عہد و پیمان کرنے چاہے
مگر اوسنے شمرو کے حوالہ کرنیسے انکار کیا اسلئے عہد و پیمان نہوئے۔ اسوقت اودھ مین آصف الدولہ
بادشاہ کا وزیر صوبہ تھا سرہند مین ملا احمد داد فوجدار مقرر ہوا نجف قلی خان بھی اوس ملک کا
صوبہ تھا جو سرہند کی سرحد راجپوتانہ تک پھیلتا تھا۔ شمرو کو وہ ملک دیا گیا جو ضابطہ خان کے
ملک کے پاس تھا اسلئے اوسکا صدر مقام سردھنہ مقرر ہوا۔ یہ ملک چھ لاکھ روپیہ کی آمدنی کا اوسکو لشکر کی

تنخواہ مین دیا گیا۔ اس بدمعاش کو بھی اپنی بد کاریون کا پورا انعام مل گیا۔ اور وہ اوسکی امداد ہو گئی جو اوسکے ملک کے اچھے اچھے امیرون کی نہ تھی +

ایسے مرزا نجف خان کو بہر دلی مین لڑنیوالون کے لئے آنا پڑا۔ سکھون نے سرہند کے فوجدار احمد داد خان کو ۱۷۷۳ء مین شکست دیکر مار ڈالا۔ جب یہ خبر بادشاہ پاس آئی تو عبدالاحد خان نے یہ سمجھکر کہ مین سکھونکو شکست دیکر اوپر ہاونکو بلاکر مرزا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاؤنگا اس مہم کا بیڑا اوٹھایا اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو یا مرزا فرخندہ بخت کو یا مرزا اکبر کو ان تینون سے کسی شاہزادہ کو ساتھ لیکر خیمہ باہر کھڑا کیا اور صلاء عام خلائق کے ازدحام کے نوکر رکھنے کے لئے کی چونکہ اوسمین شاہزادہ کا بھی حکم تھا اسلئے اوسکے ساتھ لشکر کا ہجوم ہو گیا اور پرانے سپاہی اور افسر بھی جمع ہو گئے ایسی زمانہ مین نوکری کہان ملتی تھی اور مرزا نجف خان کے لشکر کا بھی ایک حصہ اوسکے ہمراہ گیا۔ غرض جب عبدالاحد خان پاس بیس ہزار آدمیونکا لشکر ہو گیا اور ایک توپخانہ ساتھ تھا۔ کرنال مین سکھون کے قریب پہنچا لڑائی سے پہلے صلح چاہی اور سکھون سے کہا کہ تم ہمین لاکھ روپیہ بالفعل دو اور آیندہ سالانہ خراج دینے کا وعدہ کرو غرض سکھون کے لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر وہ شمال کی طرف چلا مگر امیر سنگھ جانے پٹیالہ نے اوسے روکا عبدالاحد خان نے پھر صلح کا پیغام دیا اب کیا تو وہ اس پیغام سے اس کشمیری کی شرارت اور حماقت کو سمجھ گیا۔ یا وہ کشمیریون کے قول و فعل کو معتبر نہ سمجھتا تھا کیونکہ اس بیوفا ملک مین بھی کشمیری بیوفا مشہور ہین مگر ہندی و کشمیری دوستی مین اپنا جواب نہین رکھتے جب کشمیری بیچ نہ چلا تو لڑائی کی تیاریان ہوئین سکھونکا لشکر جو بادشاہی لشکر سے ملا تھا وہ بھاگ گیا۔ امیر سنگھ کے پاس ملا ہوا ایک اور لشکر امداد کو آگیا غرض بادشاہ کے لشکر کا سردار عبدالاحد خان نامرد تھا شاہزادہ ناتجربہ کار تھا خفیف سی لڑائی ہوئی تھی کہ عبدالاحد خان تو ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہین دیکھا بیچارے لشکری مارے گئے اور تباہ ہوئے غرض بادشاہی لشکر پر بڑی آفت آئی۔ بہت راہ مین مارے گئے۔ یہ واقعہ ۱۷۷۹ء کے موسم برسات کا ہے اب یہ فتح پاکر پنجابیونکا حوصلہ ہوا کہ دوآبہ مین لوٹ مار کرنے لگے۔ اور عبدالاحد خان کے درخت امید مین کوئی پھل نہیں لگا ساری کلیان جھڑ گئین +

نجف خان کا دلی مین آنا اور بہرو کو شکست دینا +

۱۷۷۹ء مین نجف خان آگرہ مین آیا کچھ لڑائیان اُن رجپوتون سے ہوئی تھین جنھون نے عبدالاحد خان کے بہکانے سے سرکشی اختیار کی تھی اب بادشاہ نے اوسکو تاکید کرکے بلایا۔ وہ وہان سے آیا جب شاہجہان آباد کے قریب عبدالاحد خان اور شاہزادہ سے ملاتو اونسے فوراً اوس کشمیری کو پکڑ لیا اور اوسکی فرودگاہ مین قید کردیا اور دہلی مین جاکر اوسکا سارا گھر بار ضبط کرلیا بیس لاکھ روپیہ کا سرمایہ کل نکلا۔ وہ خزانہ شاہی مین داخل ہوا یہ اس زاہی کی ایمانداری تھی کہ اوسکے اسباب مضبطہ مین سے سوا چند کتابون اور دواؤن کے صندوقچے کے کچھ نہ پاس نہین رکھا عبدالاحد خان کی حرکات بھی عجیب و غریب تھین اوسکو کھانیکا اور دواؤنکا بڑا شوق تھا ہمیشہ وہ کشمیر کے چانول کھاتا تھا اور چانول کو دیکھکر کہدیتا تھا کہ وہ کشمیر کے ہین یا نہین مرزا نے اس کام کو تمام کرکے مرزا شفیع کے ہاتھ لشکر سکھونکی تنبیہ کیواسطے روانہ کیا میرٹھ کے قریب ایک لڑائی ہوئی مغلونکی بہادری اور قواعد کے سامنے سکھونکی کچھ نہ چلی۔ اونکا سردار مارا گیا پانچ ہزار سکھہ قتل ہوئے اور اس ملک سے بالکل نکل گئے +

سمرو کا مرنا اور اوسکی بیگم کا ریاست ملنا +

۴ مئی ۱۷۷۸ء کو آگرہ مین سمرو مرگیا اوسکی قبر پر یہ تحریر مین یہی تاریخ لکھی ہے یہ بڑا سفاک بے رحم بے وفا بے ایمان تھا جو لشکر اوسکا تھا اوسکی سردار اوسکی بیگم ہوئی۔ یہ بیگم ایک عرب کی بیٹی کسی کنچنی کے پیٹ سے تھی وہ کتانہ مین رہتی تھی ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوئی تھی جب باپ مرگیا تو سوتیلے بھائی کے ہاتھ سے عاجز ہوکر وہ اور اوسکی ماں ۱۷۷۰ء مین دلی مین جارہے کچھ دنون اوسکی سمرو سے آشنائی رہی۔ پھر اوسسے شادی ہوگئی سمرو کے بیٹا ایک مسلمان عورت کے پیٹ سے تھا مگر مرزا نجف نے شمرو کی بیگم ہی کو لائق سمجھکے ریاست عنایت کی ۱۷۸۰ء مین اس بیگم نے معلوم نہین کس سبب سے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ جوہانا اوسکا عیسائی نام رکھا گیا۔

مرزا نجف کی وفات اور مرزا شفیع اور مرزا سلیمان کا جیل مین مرنا +

۲۶۔ اپریل ۱۷۸۲ء کو مرزا نجف نے بھی انتقال کیا بیالیس برس وہ ہندوستان مین رہا۔ اٹھارہ برس کی عمر مین یہان آیا تھا۔ ساٹھ برس کے قریب اوسکی عمر تھی۔ ماں کی طرف سے سید تھا۔ باپ کی طرف سے صفوی تھا۔ جہانتک بن سکا اونہون نے نیک نیتی اور ایمانداری سے سلطنت کے بحال کرنیمین کوشش کی جو اسکا نتیجہ ہوا وہ تم نے پڑھ ہی لیا ہے۔ اب اوسکے جاہ و منصب کے دو مدعی کھڑے ہوئے۔ ایک فرہاد خان جس کو اوسنے اور اوسکی بہن نے بیٹے کی طرح پالا پوسا تھا۔ دوسرا مرزا شفیع اوسکا قریب کا رشتہ دار تھا اوسکو بھی

سپاہ بہت تھی۔ ان دونو سببوں سے اوسکا دعوی قوی معلوم ہوتا تھا مگر مرزا نجف خان کی بہن کی
بہت سی آخر امیر الامرائی کا خلعت افراسیاب خان کو بادشاہ سے لیساطت مرزا جوان بخت دلاوایا مگر اوسکے
ساتھ ہی ایک پرچہ مخفی مرزا شفیع کو بھی بھیجا گیا کہ جلدی آؤ۔ اب افراسیاب خان نے اول کام یہ کیا کہ
نواب عبد الاحد خان کو قید خانہ سے رہا کرایا پھر وہ بادشاہ کے منہ چڑھا۔ اب مرزا شفیع دہلی مین آیا۔ اور
نجف خان کے گھر مین اترا۔ اوسکی بہن سے اپنی بیٹی کی شادی کرنیکا وعدہ اوسنے کیا غرض کچھ معاملہ ایسا ہوا
کہ افراسیاب خان اعتقاد دیکر باہر چلا گیا۔ اور اپنے معاملہ کا فیصلہ عبد الاحد خان اور نجف قلی خان کو
سونپ گیا مرزا محمد شفیع ان دونون کے گھر ونکے گرد پھرا۔ اور عبد الاحد خان کو قید کیا اور نجف قلی خان
کو اپنی خالہ کے گھر مین گھیر کر اپنی آنکھونکے سامنے رکھا شاہزادہ جوان بخت پاس بادشاہ کا حکم آیا کہ مرزا
سے عہد و پیمان کرلو۔ غرض وہ امیر الامرا مقرر ہو گیا۔ اس عہدہ کی تمنا مدت سے تھی مگر حریف اوس کا
اسوقت یہان سے غائب تھا۔ مسٹر پولی جو سمرو کی بیگم کے لشکر کا افسر تھا۔ دوسرا لطیف خان جو
نواب وزیر کا نائب لشکر کے ساتھ دلی مین بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے رہتا تھا۔ دونو اوسکی
حمایت کے لئے کھڑے ہوئے چند روز مین مرزا شفیع کے پاس لشکر بہاگ گیا۔ بادشاہ خود لشکر لیکر جامع مسجد تک
گیا کہ مرزا شفیع کو سی ضلع متھرا مین بھاگ گیا۔ پھر عبد الاحد خان قید خانہ سے رہا ہوا۔ جس وقت یہ سارے
سانگ سلطنت کے بگڑنے کی دلی مین ہو رہے تھے مرہٹے بھی جیل کی طرح تاک لگائے بیٹھے تھے جب
انگریزون کو یہ معلوم ہوا تو انھونے بھی اس حرف سے کہ کہیں مرہٹے بازی نہ لیجائین بادشاہ کے پاس
اپنے دو افسر ایلچی بناکر بھیجے۔ پہلے اس سے کہ یہ ایلچی دار السلطنت مین پہنچے وہان اور ہی گل کھلے
مرزا شفیع مرزا محمد ہمدانی کو جو آگرہ مین صوبہ تھا ساتھ لیکر آیا۔ اور اوسنے بادشاہ کی خدمت مین یہہ
درخواست بھیجی کہ ہمارے پرانے موسل الطف خان اور مسٹر پولی کو ہمارے پاس صلح کی تمام شرائط ٹھہرانے
کا اختیار دیکر بھیجدو۔ یہ درخواست منظور ہوئی اور یہ دونو گئے۔ ہر چند مرزا جوان بخت سر مارتا رہا کہ
کمبختون کیا کرتے ہو ان سرکشون پر لشکر کشی کرنی چاہیئے۔ مگر اسوقت سب کی عقل کے کان بہرے
ہو گئے تھے یہ دونو ایلچی بنکر وہان گئے اور دونو مارے گئے۔ پھر محمد بیگ اور مرزا شفیع مین آپس مین جھگڑا شروع ہوا
اب اسوقت بادشاہ بھی بڑا دق تھا مگر مرزا جوان بخت نے افراسیاب خان کو بلاکر اوسکو بھی راضی کر دیا

اور مرزا شفیع کو امیر الامرا کا خطاب دلادیا اور عبد الاحد خان کو مدار المہام مقرر کیا۔ اسوقت شاہ عالم پر غم الم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی کچھ سوچتا تھا کہ کیا کرے۔ اوسکے سارے نمک حلال نوکر و معین حیران اور پریشان تھے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ شاہ عالم کو اس بندی مصاحبوں میں انگریزوں کے سوا کوئی دوست نظر نہ آتا تھا۔ جب خواہ اوسکے کہتے تھے کہ ہماری ان مصیبتوں کو خدا ٹالے یا انگریز۔ اب ۲۴ ستمبر ۱۷۸۳ء کو مرزا شفیع جو آگرہ سے آیا تو اوسکو قلعہ کے اندر جانکی ممانعت ہوگئی۔ شاید افراسیاب خان کو پھر تمنا امیر الامرائی کی ہوئی ہوگی اوسنے یہ تحریک کی ہوگی۔ اسوقت پھر مرزا محمد بیگ جاسوس کے طور پر اوس پاس صلح کے لئے بھیجا ملاقات کی کھلے میدان میں ٹھہری جب دونوں ہاتھیوں پر سوار برابر آئے تو مرزا نے بغل گیر ہونیکے لئے ہاتھ بڑھائے کہ محمد بیگ نے تنبچہ اوسپر چلا کر موت کا ہم آغوش کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اوسکے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے جو آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا یہ کام کیا۔ گو یہ کام افراسیاب کی تحریک سے ہوا۔ اور وہ اب امیر الامرا ہوگیا مگر مرزا جوان بخت کا دل دلی سے بیزار ہوگیا۔ انگریزوں کے پاس جانیکا ارادہ کیا جب اوسنے سنا کہ ۱۷ مارچ ۱۷۸۵ء کو انگریزی گورنر لکھنؤ میں آگیا ہے تو یہ ارادہ کیا کہ کسی حیلے سے میں دلی سے بھاگ کر اس گورنر کے پاس جاؤں اور سارا حال دلی کا سناؤں +

شاہزادہ نے اپنے بھاگنے کے ارادہ کو سوا اپنے حقیقی ماموں کے کسی اور کے آگے نہ بیان کیا۔ ماموں اوسکے لے اوڑ نکیہ اسطے جمنا کے کنارہ پر گوجر بھٹا پہنچا۔ ۱۴ اپریل بھاگنے کی تاریخ ٹھہری جب یہ دن آیا تو اوسنے کہلا بھیجا کہ آج میں ہمارے ہون کوئی میرے پاس نہ آئے۔ اپنے مکانین جا کر بھیس بدلا اگرچہ رات کو آندھی چل رہی تھی اور اوسکو بخار چڑھا ہوا تھا مگر وہ ارادہ کا ایسا پکا تھا کہ اپنے محل سے چھتونکو کودتا پھاندتا فیض نہر کے اندر سے ہوتا ہوا اوسکے کسی موکھے سے سلیم گڈھ کی فصیل پر پہنچا اور فصیل پر سے رسی پر اوترا جس شخص نے اوسکو رستہ دیا میں پایاب بتایا وہاں پاؤ پانی نکلا اسپر شاہزادہ کو غصہ تو ایسا آیا تھا کہ گولی سے اوسے اڑا دیتا۔ مگر اس خاندان کی رحم دلی اسپر موقوف مشہور ہے وہ غصہ پی کر چپکا ہو رہا اور اپنے تئیں خدا کے حوالہ کیا۔ مگر وہ آدمی اس غصہ کی نگاہ کو پہچان گیا۔ فوراً پہرہ والے سے جا کر اوسکا حال کہدیا پہرہ والے اوسکے پیچھے آئے مگر وہ اونکے ہاتھ کب آتا تھا یہ دریا سے نکلتے ہی ہوا ہوا۔ اور لکھنؤ میں پہنچا سب سے بڑے اخلاق اور تپاک سے ملا

مرزا جوان بخت کا دلی سے انگریزوں پاس جانا +

اور جو کام کیا اوسے عاقل ہوتا اوسکا ظاہر ہوا +

اب محمد بیگ نے وزیر افراسیاب خان کو بھی تکلیف پہنچانی شروع کی اسلئے وزیر نے بھی مادھوجی سیندھیا کی طرف رخ کیا - بادشاہ بھی ایسا اپنے امیرالمکارون کے ہاتھون سے تنگ آگیا تھا کہ اوسنے بھی یہ چاہا کہ مین اپنے تئین بالکل سیندھیا کی حوالہ کردون چنانچہ بادشاہ دلی سے آگرہ کی طرف چلا اور سیندھیا آگرہ کی طرف اس نظر سے آیا کہ دونو ملکر آگرہ سے محمد بیگ کو نکالین مجدالدولہ نے بادشاہ کو آگرہ جانیسے منع کیا - اوسپر بادشاہ ایسا خفا ہوا کہ اوسکا گھر بار ضبط ہوگیا اور قیدخانہ مین بھیجدیا جہان ۱۷۸۸ء مین وہ مرگیا - اب سیندھیا کے افراسیاب خان سے ملاقات ہوئی - دونونے ملکر ارادہ کیا کہ محمد بیگ پر حملہ کرین مگر تیسرے روز ۱۹ نومبر ۱۷۸۸ء کو مرزا محمد شفیع کے بھائی زین العابدین نے افراسیاب خان کو مار ڈالا - لوگ کہتے ہین کہ یہ قتل سیندھیا کی شرارت سے ہوا اسلئے کہ قاتل مارتے ہی اوس پاس چلا گیا - کوئی کہتا ہی کہ اوسنے اپنے بھائی کے قتل کا عوض لیا - راجہ ہمت بہادر ساکے مغلیہ امیرون کو سیندھیا کے خیمہ مین لیگئے - وہان باہم سرکباد ہی دی گئی - اب الی اودہ تو وزیر تھا پیشوا امیرالامرا مقرر ہوا اور مادھوجی سیندھیا نائب امیرالامرا آگرہ اور دلی کے صوبے اوسکے سپرد ہوئے ساری فوج کا وہ سپہ سالار مقرر ہوا پینسٹھ ہزار روپیہ ماہوار بادشاہ کے خاص خرچ کیواسطے اوسنے مقرر کردیا انگریزونسے جو شرقی صوبون کا خراج لیا جاتا تھا وہ بھی بادشاہ نے معاف کردیا ۱۷۸۵ء مین ضابطہ خان مرگیا محمد بیگ کے پاس سے سپاہ بھاگ گئی وہ بھی سیندھیا کے پاس چلا آیا - آگرہ کا قلعہ ۲۰ مارچ ۱۷۸۵ء کو سیندھیا کے حوالہ کیا گیا - اب مغلون کے پاس سوا رعلی گڈھ کے قلعہ کے کچھہ نہ رہا - افراسیاب خان کی بی بی بال بچون پاس وہ تھا جب سیندھیا نے اونکو بندوق توپ کا خوف دکھایا تو اونھون نے خوف کے مارے قلعہ اور مال اسباب سب اوسکے حوالہ کیا - سیندھیا نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال اوسکے بڑے بیٹے کا مقرر کرکے قلعہ بھی لیلیا اور اوسکا اسباب بھی کروڑ روپیہ کا ضبط کرلیا - ترکون کی ترکی تمام ہوئی سب سردار سیندھیا کے مطیع تھے اور بادشاہ لال قلعہ مین ایک معزز قیدی تھا - معلوم نہین کہ ان لڑائی جھگڑون سے رعایا کیا گذری ہوگی اوس کو تو کسی مورخ نے لکھا نہین مگر مصائب مین چالیسا قحط غضب تھا

مادھوجی سیندھیا بادشاہ دلی پر حاوی ہوتا ہے

روپیہ کا آٹھہ سیر اناج بکا۔ وہ سنہ ۱۸۴۱ مین یعنے ۱۲۵۷ھ مین واقع ہوا تہا +

جب ضابطہ خان کا انتقال ہوا تو باون محال مین اوسکا بیٹا غلام قادر باپ کا جانشین ہوا اور اوسکو نجیب الدولہ ہوشیار جنگ کا خطاب ملا۔ یہ افغانون مین اور مغلون مین محمد بیگ ہمدانی بڑے تھے محمد بیگ کو سیندھیا نے راگھوگڈھ کو فتح کرنیکے لئے الوہ مین بھیجدیا تھا یہہ قلعہ نہایت مضبوط کچھواہہ راجپوتون کے پاس تھا +

سارے دوآبہ مین سیندھیا کا عمل دخل ہوگیا تھا اب اوسنے مرزا جوان بخت سے پیغام سلام شروع کئے اور اوسکو دلی مین بلایا۔ مگر نواب اودھ نے انگریزون کی صلاح سے اوسے جانے نہ دیا۔ کیونکہ اگر شاہزادہ وہان چلا جاتا تو مرہٹون کا پیر پورا جم جاتا۔ اور وہ نواب اودھ اور سرکار کمپنی کے حق مین اچھا نہ ہوتا ۱۸۳۸ء مین گورنر جنرل نے دوآبہ مین اپنی چھاؤنی قائم کی ۱۸۳۹ء مین کالپی گزٹیر مین شہر کیا گیا کہ مسلمانون کی سلطنت تو نہایت حقیر اور ذلیل ہوگئی ہے ہندؤن سے ہمکو کچھہ خوف نہین ہے۔ اگرچہ بہت آدمیون نے یہ صلاح دی کہ مسلمانون کو تقویت دیکر ہندؤنکی قوت کو مغلوب کرنا چاہئے۔ مگر یہ تدبیر و انتظام اچھا نہین ہے کچھہ ضرور نہین ہے کہ ہم ایسے کام کرین جو ہندوستانکو ناگوار خاطر ہون اور سلطنت جو برسر زوال ہے اور وہ حقیقت مین ہماری مخفی دشمن اور رقیب ہے اوسکے حامی و مددگار ہون گورنر نے سیندھیا کو یون بھی دھمکا دیا کہ ایک اپنا وکیل پیشوا کی دربار مین بھیجدیا۔

اب سیندھیا نے اپنی استقلال حکومت کے لئے اول یہ کام کیا کہ سپاہ کو قواعد دان بنایا اور خوب آراستہ کیا اوسکی سپاہ کا نہایت عمدہ فرنگستانی انتظام دی بوائن تھا۔ اور سپہ سالار اوسکا آپو کھانڈکر تھا انتظام ملکی اوسنے یہ کیا کہ مسلمان امیرزادون کو جاگیرین سپاہ کی عوض مین دی گئی تہین — جب سپاہ کی ضرورت نہ رہی تو پھر ان جاگیرونکا ضبط ہی ہونا چاہئے تھا لیکن اوسنے محمد بیگ ہمدانی کو بھی راگھوگڈھ سے بلالیا اور اوسسے کہا کہ اپنی سپاہ کو موقوف کردے یہ باتین سیندھیا کی عام سیندھیا نہ تہین سارا کیا درحرکت یہہ وہ یہ کی کہ راجہ نرائن داس کو جس کی سالانہ خراج کی آمدنی کا حساب نہ تھا موقوف کیا اور اوسکی جگہہ شاہ نظام الدین عرف شاہ جی کو مقرر کیا اور راجہ بہت بہادر تھا جب محاصرہ سے

علاقہ راگھوگڈھ کا نواب کی جاگیر سے ضبط ہونا +

سیندھیا کی ملکی انتظامی +

جاگیر کا طلب ہوا تو اوسنے صلاحیہ سرکشی اختیار کی +

جب محمد بیگ راگھوگڈہ کو فتح نہ کرسکا تو راجپوتونکو حوصلہ ہوا اور اُن سبنے آپسمیں اتفاق کیا جسکے سبب سے سیندھیا کے دولت اور قوت دونوں میں فرق آگیا اور پونہ کی خط و کتابت کی آمد و رفت بند ہوگئی جیپور کے راجہ نے جودھپور کے راجہ بجے سنگھ کو بلایا۔ اور پھر ان دونونے مانا اور دیوپور سے اتفاق کیا اور چھوٹے چھوٹے راجپوت راجاؤنکو جمع کیا۔ یون ایک لاکھ فوج اور چار سو توپین لال سوت مین جمع ہوئیں جو جے پور سے ۴۳ میل مشرق کو ہے اور یہان وہ منتظر تھے کہ بادشاہی فوج اونپر حملہ کرے گی اور یہ بھی جانتے تھے کہ مرہٹون سے مغل سردار ناراض ہین ضرور اونسے کچھ کام نکلے گا۔

اب یہان ۱۷۸۷ء کے آخر مین سیندھیا خود سپاہ کو لیکر گیا۔ امباجی انگلیا۔ لاکھ ڈاندے راؤ۔ مسٹر ڈی بوائن اور بعض اور مرہٹے سردار ہمراہ تھے۔ محمد بیگ کا بھتیجا مرزا اسمعیل بیگ اول چلا تھا اول اوسنے تین سو سوارون سے راجپوتون پر حملہ کیا۔ بہت سے راجپوت اوسکے آگے سے بھاگ گئے مرہٹون نے اوسکی اعانت کی اسلئے اوسکے آدھے سوار مارے گئے۔ وہ اُلٹا پھر کر چلا آیا۔ دوسرے چچا بھی ہاتھی پر بیٹھکر بھتیجے کے ساتھ لڑائی مین گیا۔ اور راجپوتون سے خوب لڑائی ہوئی۔ اونھون نے مرہٹون پر خوب تلوار چلائی۔ اتنے مین آندھی چلنے لگی رات بھی قریب آئی توپ کی لڑائی شروع ہوئی۔ اتفاق سے ایک گولہ مرزا محمد بیگ کے دائیں بازو مین آکر لگا۔ وہ ہاتھی پر سے گرا۔ ہاتھی کے آگے چارہ کے واسطے درختون کی ٹہنیان بڑی تھین اونکی کنپٹی مین ایسی ضرب آئی کہ فوراً مر گیا۔ اوسوقت اسمعیل بیگ نے پکار کر کہا کہ اب چچا کی جگہ مین سپاہ کا سردار ہون۔ اول خون کو تیری مدد سے لڑائی شروع ہوئی اور شام تک جاری رہی۔ کہ اتنے مین چودہ ہزار مغلون کی سپاہ نے سیندھیا کے خیمہ کو گھیر لیا کہ تنخواہ عنایت کیجئے۔ اور راجپور پاس پیغام بھیجدیا کہ اگر دو لاکھ روپیہ دیدو تو ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ اس راجہ نے روپیہ کا وعدہ کرلیا۔ یہ سپاہ اونسی جا ملی۔ اور اپنی خیمہ کے تلے روپیہ لیا۔ اسوقت اس بیگانہ ملک مین مرہٹونکے لشکر مین بڑی مصیبت پڑی گیہون روپیہ کی چار سیر بکتے تھے۔ روز بروز قحط زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ راجپوت چارونطرف سے رسد کو لوٹ لیتے تھے۔ ہاتھیون اور مویشیون کو چرا کر لیجاتے تھے غرض اسوقت سیندھیا نے یہان کا خیمہ اُٹھایا اور آلور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ ہزار سوار اور چار پلٹنین اور

ہ پورے کا اضافہ اور لال سوت کی لڑائی۔

بھیجہ تو بین لیکر آگرہ کو روانہ ہوا۔ اب جب سیندھیا نے یہ حال دیکھا تو اوسنے رنجیت سنگھ جاٹ سے بہت سی خوشامد کرکے استعانت چاہی اور اوسنے لمک لیکر پھر اوسکے لئے روانہ ہوا۔ اور قلعہ آگرہ مین سپاہ کو متعین کیا اور لکھواد ادا کو قلعہ دار بنایا۔ اور پونہ کو بھی کمک کے لئے بہ تاکید لکھا اسمعیل بیگ بھی خالی نہ بیٹھا۔ اول اوس نے راجپوتون کو بلانا چاہا۔ اگرچہ ان دونون کا اتفاق ہوجاتا تو مرہٹون کا عمل پھر اوٹھ جاتا۔ اور نجف خان کا زمانہ اقبال آجاتا۔ مگر اس مغرور قوم نے اپنی کاہلی سے اوسکا ساتھ نہ دیا۔ اب یہ نسبت ہوہی رہا تھا کہ ایک تازہ گل یہ کھلا کہ غلام قادر غوث گڈھ سے آیا۔ اور اوسنے مسلمانون کے معاملات مین نازہ جان ڈالنے کا اور آپ فائدہ اوٹھانیکا قصد کیا۔ شاہ عالم کے پیغام سلام راجپوتون سے چلے چلے ہو رہے تھے اوسنے ان کے ایک اور شکست امیاجی کو دیدی تھی سیندھیا نے آخر لاچار ہوکر اس لڑائی سے ہاتھ اوٹھایا اور گوالیار چلا گیا۔ اور اسمعیل بیگ نے آگرہ کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے شروع کیا۔

۱۸۰۳ء مین جب برسات ختم ہونیکو آئی تو غلام قادر دلی کے قریب پہنچا۔ مین جنمیر اس سبب سے ڈالی گئی اسنے باپ کا جاہ و منصب حاصل کرنے اور اوسکا بڑا رفیق شفیق مددگار صلاح کار منظور صیحان ناظر تھا۔ اس ناظر کو یہ منظور نظر تھا کہ نوجوان پٹھان کو دربار مین داخل کرکے انتظام ملکی مین ایسا دخل دے کہ کچھ مسلمانون کا بھرم رہے کچھ ہندو مین سیندھیا کا داماد اسوقت دیس کھ دلی کا تھا۔ اور شاہ نظام الدین یعنی شاہ جی ناظم تھے ان دونو سردارون نے دریا کی طرف غلام قادر کے لشکر پر گولون کی بوچھاڑ شروع کی۔ اوسنے بھی گولون کو چھینٹے مارنے شروع کئے۔ اور کئی مکان قلعہ کے گولون سے توڑ ڈالے۔ پھر یہ سپاہ پیچھے کھیلا کر شہر کے مغلونکی سپاہ سے سازش کی اور اونکے وسیلہ سے شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور بادشاہی فوج اور افسر بھاگکر بلبھ گڈھ کے قلعہ مین چلے گئے اپنا سارا گھر بار مال اسباب دشمن کے بس مین چھوڑ گئے۔ اب منظور علیخان کی صلاح سے دیوان خاص مین جاکر اوسنے پانچ اشرفیان بادشاہ کی نذر کین اور اپنے باپ دادا کی حسن خدمات کا اظہار کرکے امیرالامرائی کی درخواست کی۔ اور آئندہ جان نثاری خدمت گزاری کا وعدہ کیا۔ جب دو تین روز اس گفتگو مین گذر گئے تو ایسا مضطر و بیتاب ہوا کہ وہ بادشاہ کے حکم کا منتظر نہ رہا کچھ سوارون کو ساتھ لے قلعہ کے اندر وہان مقیم ہوا جہان امیرالامرا رہا کرتے اس اثنا مین شمرو کی بیگم جو رسکھون سے لڑنے گئی ہوئی تھی پانی پت سے جلدی کرکے قلعہ مین آگئی سائب

غلام قادر اس خیر خواہ بیگم اور اوسکے فرنگستانی افسرون کی سپاہ سے ڈرا اور کوئی اور مغل افسر اوس کے ساتھ بھی نہ ہوا۔ اسلئے وہ حیران و پریشان ہوکر پھر شاہدرہ مین اپنی سپاہ پاس چلا گیا۔ لوائے بادشاہی کڑھی مین اوبال آیا۔ بادشاہ کو بھی حرارت شاہانہ آگئی۔ اوسنے نجف قلی خان کو رواڑی سے حمایت کے لئے بلایا۔ اور چھ ہزار سپاہ اپنی ذات خاص کے نوکر رکھے اور اپنے سونے چاندی کے برتن گلاکر سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم کردئے نجف قلیخان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور وہ ۲۷ نومبر ۱۷۸۸ء کو قلعہ کے بڑے دروازہ کے سامنے شمرو کی بیگم پاس خیمہ زن ہوا۔ ان دونو کے لشکرون کا سپہ سالار مرزا اکبر مقرر ہوا جب سے جوان بخت چلا گیا تھا یہی شاہزادہ دلسمیر گنا جاتا تھا۔ اوسکو سات پارچہ کا خلعت ملا۔ اور رام رتن مودی اوسکا نائب مقرر ہوا۔ اور غلام قادر کے لشکر پر گولہ زنی شروع ہوئی۔ اب اسوقت سیندھیا کا منصوبہ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تھا۔ وہ خود گوالیار مین تھا۔ اوسکا ایک سردار لکھوا دادا آگرہ مین اسمعیل بیگ نے گھیر رکھا تھا۔ امباجی کچھ سپاہ لیکر جودھپور کی طرف میں آیا۔ تو سب مخالفون مین مصالحت ہوگئی اور غلام قادر امیرالامرا ہوگیا۔ اور اوسکے سر پر جو بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے گوشوارہ باندھا اس خلعت کے پانیکے بعد اوسنے علی گڈھ کے قلعہ پر جو سیندھیا نے چھین لیا تھا حملہ کیا اور لے لیا۔ اور اب وہ آگے اسمعیل بیگ کے لشکر سے جا ملا۔ اور کئی مہینہ تک قلعہ آگرہ کا محاصرہ کرتا رہا۔ مگر جب مرہٹون پاس دکھن اور جاٹون کی کمک پہنچ گئی تو دونون نے محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا۔ فتح پور سیکری مین ۲۴ اپریل ۱۷۸۸ء کو لڑائی ہوئی۔ مرہٹون کا سردار رانا خان تھا وہ پانی پت کی لڑائی مین تو پانی بھرتا تھا مگر یہانسے سیندھیا کو بچا کر لے گیا تھا۔ اسلئے وہ اس درجہ پر پہنچ گیا تھا غرض مسلمان اسوقت خوب لڑے۔ رانا خان رات کو بھرت پور چلا گیا۔ اسمعیل بیگ نے پھر آگرہ کا محاصرہ شروع کیا۔ غلام قادر اپنی جاگیر مین یون دوڑ آیا کہ سکھون نے اوسپر حملہ کردیا تھا +

۱۷۸۸ء کے آخر مین والی جودھپور کا ایک ایلچی آیا۔ اور ایک معقول نذرانہ اور سونے کی کنجی لایا اور اوسنے یہ عرض حال کیا کہ بجے سنگھ نے یہ کنجی بھیجی ہے کہ حضور سپاہ لیکر تشریف لائین۔ اور جمیر کے ملک پر قابض ہوجائین۔ پرتاب سنگھ راجہ جودھپور کی بھی یہی تمنا تھی۔ بادشاہ نے برخلاف

+ جودھپور کی امداد کے لئے بادشاہ کا جانا

عقل کے یہ کام کیا کہ وہ ۵ جنوری ۱۸۰۸ء کو بہت سے شاہزادے اور شاہزادیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا۔ بادشاہ نے سیندھیا سے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لین اوسکی خدمات کا کچھہ خیال نہ کیا اسوقت جو بادشاہ کے ساتھہ لشکر تھا اوسکی تفصیل یہ ہی بخنیون کی پلٹن دلال کرتی قواعد فرنگستانی جاننے والی مغلون کے دستے سوارون کے دو سو فرنگستانی گولہ انداز تین پلٹنین شمرو کی قواعد سکھائی ہوئی اس سپاہ کے افسر شمرو کی بیگم تھی۔ اپریل ۱۸۰۸ء میں مٹ بھیڑ نجف قلی خان سے ہوئی جو باغی اس سبب سے ہوگیا کہ اوسکے علاقہ مین مراد بیگ کو کسی خدمت پہ مقرر کیا تھا وہ اسی ناراض ہوا اور اوسکو رواڑی مین قید کرلیا غرض وہ اسوقت گوکل گڈہ مین محصور کیا گیا۔ اپریل ۱۸۰۸ء کو اوسنے سخت مقابلہ کیا اور بادشاہ کے جنیون تک حملہ کرتا ہوا آیا مگر بیان شمرو کی بیگم اور طامس صاحب نے ایسی سرگرمی سے اوسپر حملہ کیا کہ لشکر شاہی کی غرت رہ گئی۔ پھر منظور علیخان کی سفارش اور شمرو کی بیگم کی شفاعت سے اوسکے قصور معاف ہوگئے غرض یہین یہ مہم ختم ہوئی سیندھیا کے خوف سے اور راجپوتون کے قول فعل کے معتبر ہونیکے سبب سے ۱۵ اپریل ۱۸۰۸ء کو بادشاہ اودلی میں جلوہ آرا ہوا شمرو کی بیگم سر دہنہ گئی۔ اوسکو بادشاہ نے زیب النسا کا خطاب دیا +

اس شہزادہ کے چلے جانیکے بعد اکبر شاہ ولیعہد شمار ہوتا تھا۔ اب پھر جوان بخت نے ولیعہدی کے واسطے یہ آخر کوشش کی کہ کچھہ سپاہ نواب اودھ سے لیکر دلی مین آیا۔ اوسنے ایک خط جارج سوم شاہ انگلستان کو جسکی پیشانی اور خلاصہ مضمون ذیل میں لکھا ہے خط لکھا جسکی پیشانی یہ تھی

نامہ جناب معلے القاب صاحب عالم مرزا جہاندار شاہ بہادر برائے گیتی آرا ممالک فرنگ

اول حمد و نعت لکھی ہے پھر لمبا چوڑا القاب ہے۔ اسکے بعد یہ لکھا ہے کہ شاہ انگلینڈ پر واضح ہو کہ اس نیازمند نے اسے پہلے تفصیل مشروحا ممالک ہندوستان کے ارکین کی اختلاف آرائی اور امراے درشت معتدکامون کو اپنے باپ کے ارشاد سے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہستنگس کی خدمت مین لکھکر درخواست کی ہے کہ وہ خاندان شاہی کی امداد کرین اس امداد کی توقع مین چار سال تک صاحبان انگریز اور برادر عزیز نواب وزیر کے ساتھہ مین متوقف رہا اور الیسٹ انڈیا کمپنی سے امداد کی استدعا مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا کہ وہ

مرزا جوان بخت کا دلی مین آنا اور بنارس مین جانا +

ہماری شاہانہ حکومت موروثی کو بحال کرین۔ اس اثنا مین دور و اطراف سے فتور بڑہتا گیا
مرہٹہ سیندھیا پٹیل جو شریرون کا سرغنہ ہے اوسنے سرکشون کو بادشاہ سے دس گنا
زیادہ سرکش کردیا ہے۔ ہرچند بادشاہ نے نصایح ہوش افزا اوسکو ارشاد کین کہ وہ کافۂ
برایا کی تالیف قلوب مین اور عامۂ رعایا کی حفاظت مین اور ممالک محروسہ کی آبادی مین
ساعی ہو مگر اوسنے کچھہ نہین سنا۔ اور ہر شخص سے اوسنے مخاصمت کی یہان تک کہ جودپور کے
راجہ پرتاب سنگھ سوائی اور جودہپور کے مہاراجہ بجے سنگھ نے جو قدیم سے دولت عظمی کے راکین
مین سے ہین اور خاندان شاہی سے رشتہ مواصلت رکھتے ہین اوسکو شکست دی اور الیور رائی
کے درجہ سے گرا کر ذلیل کیا۔ ان انقلابات تازہ مین سرکشون کی بغاوت اندازہ سے زیادہ
بڑہ گئی۔ ضابطہ خان کے بیٹے غلام قادر خان نے جسکی ساری زندگی سلطنت کے استیصال کی تدبیرون
مین گذری علم بغاوت بلند کیا۔ اسکی دیکھا دیکھی اورون کو بھی بغاوت پر جرأت ہوئی اور
محل شاہی تک اس بغاوت نے سرایت کی۔ میر بابنے اس آگ کے بجھانے کے لئے اپنے خاص شقے
مجھے اور برادر عزیز نواب وزیر و صاحبان انگریز اور گورنر جنرل کورن والس کو بھیجے کہ آن کر
میری مدد کرین۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کی درخواست پر گورنر جنرل کو یا دربار سلطنت
کو آپ نے حکم نہین بھیجا کہ وہ ہماری امداد کرین اسلئے وہ امداد مطلوبہ کرنے سے باز رہے
اگر اسوقت وہ اورنگ آرائے جہان و کشور کشائے دوران ہمارے
اولیائے دولت کے نشر کے لئے گورنر جنرل کو حکم محکم بھیجے تو مردی اور مروت سے بعید نہیں ہوگا
کہ خاندان تیمور کی اعانت کرنیسے اور اوسکو اپنی اصلی حالت پر لانیسے سرکشون اور متمردون کو
خاک مین ملائے گا اور اسطرح خلق خدا کو آرام ملے گا۔ رفاہ عباد اور امن امان بلاد سے آپ کی
روزگار مین نیکنامی پھیلے گی۔

یہ خط اسسے پہلے کہ شاہزادہ لکھنؤ سے دہلی کو روانہ ہوا تھا ۱۸۰۸ء کے شروع مین لکھا گیا تھا
مگر تحقیق کرنے سے یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ انگلستان روانہ ہوا۔ اس شاہزادہ نے اسمعیل بیگ
کی استعانت سے ہرچند چاہا کہ قلعہ آگرہ کو فتح کردون مگر اس کام مین کامیاب نہوا۔ اسلئے پھر

انگریزون پاس بنارس مین چلا گیا۔ اور یہین ۱۸۰۸ء مین مر گیا۔ اس شاہزادہ کا نام جہاندار شاہ مشہور ہے +

رجپوتون اور مرہٹون مین لڑائیان ہوتی رہین۔ پھر لکھوا دا کی حمایت کے واسطے سیندھیا آگرہ کے قلعہ مین گیا۔ یہان اسمعیل بیگ نے مقابلہ کیا۔ اور غلام قادر بھی اپنی جاگیر سے اوس کی کمک کے واسطے آیا۔ مگر اوسے نہ مل سکا۔ لڑائی مین اسمعیل بیگ زخمی ہوا۔ پھر فیروز آباد مین مرہٹونسے ایک لڑائی ہوئی جسمین آگرہ کا قلعہ مسلمانونکے ہاتھ لگ گیا۔ اب غلام قادر بیدلی مین آیا اور شاہدرہ مین اترا۔ اور منظور علیخان کی معرفت اپنی خیر خواہی کا اظہار شروع کیا۔ اوسکا اور اسمعیل بیگ کا یہ مطلب تھا کہ کسیطرح سے سلطنت کو مرہٹونکے ہاتھ سے بچائین۔ اسلئے مسلمانونکے آپسمین اتفاق کرنا شروع کیا۔ اور یہان لشکر کا جماؤ ہوا مگر جولائی کا مہینہ تھا۔ کھانے پینے کی تنگی کچھ ایسی ہوئی کہ یہ مسلمان کی جمعیت پریشان ہو گئی سیندھیا کا لشکر قلعہ مین بدستور جما رہا۔ اب شاہدرہ سے غلام قادر کے لشکر نے قلعہ پر گولہ زنی شروع کی۔ شاہ عالم نے سیندھیا کو اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ اسوقت اس نائب امیرالامرا کا کام تھا کہ بادشاہ کی اعانت کرتا وہ متہرا مین موجود تھا جہان سے ایک دو دن مین دلی مین پہنچ سکتا تھا مگر وہ بادشاہ کی تنگیون سے کچھ خفا تھا۔ دوسرے وہ مسلمانونکی لڑائیونکے مزے بھی بہت کچھ چکھ چکا تھا اسلئے وہ خود تو نہیں آیا مگر شمرو کی بیگم کو لکھا کہ آپ بادشاہ کی امداد کو جائے یہ سنہ شیاہ بیگم سمجھ گئی کہ دال مین کچھ کالا ہے جو سیندھیا خود اس مہم مین شریک نہیں ہوا۔ سیندھیا جی نے امباجی کو دو ہزار سوار دیکر بادشاہ کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ بلیب گڈھ کے جاٹ بھی کمک کو آ گئے۔

جب غلام قادر نے یہ سامان دیکھا تو اوسنے اپنے سب فیقونکو غوث گڈھ سے بلالیا۔ اسمعیل بیگ نے ساری مغل سپاہ کو بادشاہ کی طرف سے توڑ لیا۔ اب بادشاہ کا حامی کوئی مسلمان نہ تھا۔ یہ حال دیکھکر ہندو بھی چلتے بنے صرف ہمت بہادر گسائین بادشاہ کے ساتھ رہ گیا اوسکو بھی مسلمانون نے دھمکیان دیکر علیحدہ کر دیا۔ اب بادشاہ کو بڑا فکر و تردد ہوا اوسنے منظور علیخان سے کہا کہ غلام قادر اور اسمعیل بیگ کو میرے پاس لاؤ مین اونسے زبانی سب باتونکا فیصلہ کرونگا یہ دونو بادشاہ کے روبرو گئے اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ ہم جو کام کرتے ہین وہ صرف حضور کی خیر خواہی کے لئے کرتے ہین۔ بادشاہ نے

اسمعیل بیگ غلام قادر کو خلعت دے - الحاصل غلام پھر امیر الامرا ہوا - مادھوجی سیندھیا اپنے عہدہ سے موقوف ہوا - اسمعیل بیگ ساری سپاہ کا سپہ سالار ہوا - غلام قادر نے بادشاہ سے ملکر عرض کیا کہ اب سپاہ کا ارادہ ہے کہ مہرابین جاکر مرہٹونسے لڑین اور اوسکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا دین اور اہلکاران شاہی نے بھی اس قصد کی تائید کی - مگر سیتل داس خزانچی نے کہا کہ بادشاہی خزانہ مین روپیہ اس خرچ کے لئے نہین ہے +

خزانچی کی یہ بات سنکر غلام قادر غصہ کے مارے آگ ہوگیا اور منہ سے جھاگ نکلنے لگے کہین بادشاہ نے ایک خط سیندھیا کو لکھا تھا کہ امداد کے واسطے آؤ - وہ غلام قادر کے ہاتھ لگ گیا تھا - اسوقت اوسنے یہ خط بادشاہ کے آگے ڈالا اور اوسکو اور اوسکے سپاہیونکو حکم دیا کہ ہتیار ڈالدو - اونہون نے حکم کی اطاعت کی اس بخت موذی نے بادشاہ کو قید مین ڈالدیا - اور سلیم گڈھ مین سے کسی مرزا کو بلاکر بادشاہ کے تخت پر بٹھا دیا اور بیدار بخت اوسکا لقب رکھا اور سب امیر دن سے اوسکو بادشاہ منوایا تین روز بادشاہ پر بے دانہ و آب گذرے - اب غلام قادر نے انتظام کے ساتھ قلعہ کے توڑنے کا ارادہ کیا - برابر کا دعویدار اوسکا مرزا اسمعیل بیگ تھا اوسے یہ کہکر ٹال دیا کہ اپنے لشکر مین جلے جاؤ - وہ چلا تو گیا مگر بہت جلد اوسکو اپنی حماقت یہ معلوم ہوئی کہ بغیر لئے دئے چلا آیا - ایک آدمی غلام قادر پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ یار ہمکا حصہ بادرے - سارے شہر کے دولتمند اور معزز اہلکارونکو بلاکر کہہ دیا کہ ہوشیار رہو اور اپنی حفاظت کا بندوبست کرو اور اپنے سپاہیون اور رعایون کو حکم دیدیا کہ اگر پہلے لوٹین تو تم بھی لوٹو - غلام قادر نے اول اپنے نئے بادشاہ سے کہا کہ تمام بیگمات سے جواہرات لے لو - اونسے لے لئے جب اسے بھی پیٹ نہ بھرا تو شاہ عالم پر دولت بتانے کے لئے غضب تورنا شروع کیا اوسے یقین تھا کہ اس بوڑھے کو سارے خزانے دفینے معلوم ہونگے - اب کوئی ظلم و ستم باقی نہ رہا جو اس ظالم نے اس ضعیف پیرانہ سال بادشاہ اور اوسکی اولاد پر نہین کیا - اوسکو بیدار بخت کے ہاتھ سے پٹوایا - اور طرح طرح کی جسمانی تکلیفین دین - ۳۰ جولائی کو بیگمونکے بدن پر مار کر نیل ڈالے - اونکے گلابی گال مارے تھپیڑونکے لال کردئے - انکی دردناک آہ و نالہ سے سارا محل تھراتا تھا مگر اس بخت نے ذرا رحم نہ آتا تھا - اسمعیل بیگ سے ذرا کہنی دبتی تھی اونہون نے

غلام قادر کا شاہ عالم کی آنکھین نکالنی -

۳۱ جولائی کو پانچ لاکھ روپیہ بھیجدیا اور پھر کئی روز بعد سات لاکھ روپیہ بھیجا مہاجنون سے
بھی انسانیت کے ساتھ روپیہ لیا پہلی اگست کو پھر بادشاہ کو خزانہ بنانیکے لئے آئے ہاتھون لیا اسپر
بوڑھا بادشاہ چلایا کہ ارے کمبخت خزانہ کہان دھرا ہے میرے پیٹ مین رکھا ہے اوچیر کر نکال لے اب بوڑھی
بوڑھی بیگمون کی کمبختی آئی۔ ابتک اونکی تعظیم وتکریم ہورہی تھی کہ اونسے ساری دولت کا پتا لگ جائیگا
جب اونسے کام نہ چلا تو اونپر غضب ڈھایا۔ ان سب بیچاریون مین ممتاز محل سب سے زیادہ ممتاز تھین اونہین کی
سب سے زیادہ فضیحتی کی سب بال بچھین بیچاری کو قلعہ سے باہر نکال دیا جسکو بادشاہ بنایا تھا اوسکی
تعظیم وتکریم کو بھی اونسے سلام کیا حقے کی دم اوسکے سامنے اوڑائے۔ دیوان خاص مین تخت پر بادشاہ
کی برابر جا بیٹھا۔ تاریخ تخت کو بھی آگ لگا کر سارا چاندی سونا اوسمین سے نکال لیا تین روز کے اندر
سارا فرش اکھیڑ ڈالا کہ کہین اوسکے نیچے سے دفینہ ہاتھ لگے اب ۱۰ اگست ۱۸۰۸ء آئی یہ وہ تاریخ ہے
کہ جسکو ہمیشہ خاندان تیموریہ کی تاریخ مین یاد رکھنا چاہئے۔ غلام قادر نے یعقوب علی اور تین چار پٹھانون کو ساتھ
لیا۔ اور شاہ عالم کو دیوان خاص مین بلایا۔ اور پھر خزانہ کو پوچھا۔ اوسنے کہا کہ اگر خزانہ مجھے معلوم ہوتا
تو مین کیون اپنے ظروف نقرہ وطلائی کو بیچکر اپنے نوکرون کی تنخواہ تقسیم کرتا۔ اگر کوئی دفینہ گڑا ہوا
ہوگا تو مجھے کیا اوسکا علم ہے۔ اوسپر غلام قادر نے کہا کہ اب تو کسی کام کا نہین تیرا دنیا مین رہنا بیکار ہے
آنکھین تیری نکال لینی چاہئین۔ اسپر آہ سرد بھر کر بادشاہ نے کہا کہ یہ وہ آنکھین ہین جنھون ساٹھ برس تک کلام اللہ
پڑھتی رہی ہین اونپر رحم کر یہ سنکر ظالم نے بادشاہ کے بیٹے پوتونکو جو اس عالم مین بھی اوسکے ہمراہ تھے بے تحاشا
مارنا دھاڑنا شروع کیا۔ اوسپر بادشاہ نے کہا کہ ان آنکھون کے رکھنے کے لئے مین نے اس عذاب و مصیبت کے
دیکھنے کیواسطے نہین کہا تو ابھی انھین نکال لے غرض وہ سفاک تخت پر سے کودا۔ اور بادشاہ کو
نیچے لٹا چھاتی پر چڑھ ایک آنکھ اپنے خنجر سے نکال لی دوسری آنکھ نکالنے کو یعقوب علی سے کہا
اوسنے انکار کیا تو فوراً اوسکا تلوار سے سر اوڑا دیا۔ اس خوف سے اور پٹھانون نے دوسری آنکھ
نکال لی۔ اور پھر بادشاہ کو سلیم گڈھ مین لے چلے۔ اوسوقت جو قلعہ کی کیفیت تھی قلم سے بیان نہین
ہوسکتی۔ کوئی شاہزادہ بے بس بے کس غم کی تصویر بنا کھڑا تھا کوئی شاہزادی سکتہ کے عالم مین
بیہوش تھی کوئی ہائے شاہ عالم ہائے شاہ عالم کہہ کر سر پیٹ رہی تھی کوئی آنکھ نہ تھی جو آنسوؤن سے

پر نہ تھی۔ کوئی دل نہ تھا جو اس غم سے خالی تھا۔ ۱۲ کو اسمعیل بیگ پاس بہت سا روپیہ دے بھیجا۔ شہر والونکو اول خبر نہ ہوئی کہ ان لال دیوار وں کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ جب معلوم ہوا تو انہوں نے شہر چھوڑ کر بھاگنا شروع کیا کہ اتنے مین مہا۔ کو مرہٹے آگئے۔ انہوں نے کچھ شہر والون کو تشفی کی اور ۱۴۔ کو جمنا کے بائین کنارے پر بہت فوج مرہٹونکی آگئی اور انہون نے غوث گڈھ کی راہ بند کردی اور کتنے رہیلون کو مار ڈالا۔ اسمعیل بیگ پہلے ہی سے غلام قادر کے مزاج سے واقف تھا۔ وہ بھی مرہٹون کے سردار رانا خان سے مل گیا۔ اب قلعہ مین سامان رسد کی قلت شروع ہوئی۔ اور سپاہ نے لوٹ کا حصہ پانا چاہا۔ یون ماہ اگست دلی پر گذرا۔ ستمبر برپا ستم کردہ۔ اب غلام قادر گھبرایا۔ اونسے سلیم گڈھ مین بارود کے میگزین کو اوڑایا۔ اور بھاگ کر میرٹھ کے قلعہ مین چلا گیا +

اب ٹوہ کے دربار نے سیندھیا کی حمایت کرنیمین فائدہ سمجھا۔ اسلئے ٹوکا جی ہلکر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ مدد دانہ کیا۔ جب یہ لشکر آیا تو شہر والون اور رانا خان کو بڑی تقویت ہوئی۔ اس لشکر نے میرٹھ کے قلعہ مین غلام قادر خان کو گھیرا۔ ۲۱۔ دسمبر ۱۸۰۳ء کو رانا خان اور مسٹر ڈیسی بوائن نے سخت حملہ اوس پر کیا۔ دنگوا دسنے اچھی طرح مقابلہ کیا۔ اوسکے نوکر تھک گئے تھے۔ اور یہ جانتے تھے کہ اس ذات شریف اب پوری کمبختی آگئی ہے۔ اسلئے رات کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب اوسنے یہ دیکھا تو وہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے ساتھ وہ سارے جواہرات بیش بہا لیکر چلا گیا جو قلعہ سے ہاتھ آئے تھے۔ اور ہر دم اونکو کسی وقت کی ضرورت کے لئے ساتھ رکھتا تھا۔ اس جاڑے کی رات مین بارہ میل وہ چلا۔ اور اوسکا ارادہ تھا کہ جمنا پار ہو کر سکھون سے جا ملون۔ مگر صبح کو کہر پڑ رہی تھی گھوڑا ایک کنوئے کے نیچے مین جا پڑا۔ چاہ کن راچاہ درپیش کا مضمون پیش آیا۔ گھوڑا تو اوٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر ڈھلان پر چڑھ کر باہر نکل آیا۔ مگر سوار نہ اوٹھ سکا۔ اور وہیں پڑا رہا۔ جب دھوپ نکلی تو برہمن اپنے بیلون کی جوڑی لے کنوئے پر چرس کھینچنے کے لئے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت آدمی مکلف لباس پہنے پڑا ہے۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی حضرت ہین جنکے پاس مین یہ فریاد لیکر گیا تھا کہ ٹھاکرون نے مجھے لوٹ لیا ہے اور اونہون نے کچھ نہ سنا تھا۔ اس برہمن نے کہا کہ نواب صاحب سلام۔ غلام قادر نے جواب دیا

غلام قادر خان کا غلام قادر سے لڑنا اور اوسکو گرفتار کرنا +

مجھے نواب کیون کہتے ہو مین غریب سپاہی ہون زخمی ہوگیا ہون گھر اپنا ڈھونڈھتا ہون جو کچھہ میرے پاس تھا وہ سب کچھہ لٹ گیا۔ اب گلے کا ہار باقی ہے یہ میں تجھے دیتا ہون تو مجھے غوث گڑھ کا رستہ بتا دے۔ اوسنے کہا بہت اچھا میرے ساتھہ چلئے۔ اوس کو اپنے گھر مین لے آیا اور بند کر دیا اور رانا خان پاس دوڑا گیا۔ وہ یہان لڑائی کے سبب سے قریب ہی فروکش تھا۔ اوسنے یہ سنتے ہی آدمی دوڑائے وہ آنکر غلام قادر کو اپنے لشکر مین پکڑ لے گئے اور سیندھیا کے پاس اوس کو متہرا مین بھیجدیا۔ میرٹھہ کے قلعہ کو بیٹھانون نے خالی کر دیا۔ ادھر اُدھر چلے گئے۔ بیدار بخت پکڑ کر دلی بھیجا گیا وہان وہ قتل ہوا اور مظفر علی خاں بھی ہاتھی کے پیر سے باندھے گئے اور شہر کے بازارون مین گھسیٹ گھسیٹ کر مر گئے جب غلام قادر متہرا مین پہنچا تو سیندھیا نے اوسکی بڑی فضیحتی کی۔ ایک گدھے پر اولٹا سوار کیا۔ اور ایک پیر اساتھہ کیا اور ہر ایک کان سے ایک ایک کوڑی نواب یا ون محال کے نام سے منگوائی۔ پھر اوسکی زبان کاٹ لی۔ پھر اوسکی آنکھین پھوڑ ڈالین۔ پھر ناک کان ہاتھہ پیر کاٹ لئے۔ اسطرح لوتھڑا بنا کر بادشاہ کی خدمت مین دلی بھیجا۔ مگر راہ مین سوت نے بڑی رفاقت کی۔ کہتے ہین — ۳ مارچ ۱۸۰۸ء ایک درخت مین اوسکو لٹکا کے پھانسی دیدی۔ یہ لاش قیمہ قیمہ اندھے بادشاہ کے روبرو دیوان خاص مین پیش کی ہوئی۔ لوگ شاہ عالم کے استقلال و صبر و تحمل کی بڑی تعریف کرتے ہین کہ جس وقت آنکھین اوس کی نکالی گئین تو اوسنے اُف نہ کی اور خدا کو یاد کرتا رہا اور اس صدمہ کے بعد بھی اتنے دنون تک زندہ رہا۔ کاش اس استقلال اور عالی ہمتی کا سوان حصہ وہ میدان جنگ مین دکھلاتا تو اس دفعہ اپنی سلطنت کو بحال کر لیتا۔ اب سیندھیا نے شاہ عالم کو تخت پر بٹھایا۔ اگرچہ اب تک کوئی اندھا بادشاہ تخت پر نہین بیٹھا تھا۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ بادشاہ اندھا نہ ہونا چاہئے۔ نو لاکھہ روپیہ سالانہ اوسکے خرچ اخراجات کے لئے مرہٹون نے مقرر کر دیا۔ اور بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے بعد ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک صاحب اپنی انگریزی فوج لیکر دلی مین داخل ہوئے اور مرہٹون کو مار کر نکال دیا اور بادشاہ کی پنشن ایک لاکھہ روپیہ سال مقرر کر دئے۔ اسکا مفصل حال انگریزی زمانہ کی تاریخ مین مینے لکھا ہے۔ یہ بادشاہ

پنتیالیس برس تک تخت نشین رہا۔ اور ۱۸۰۶ء مین مرگیا شاہ عالم نے اندھی ہونیکی بعد مرثیہ لکھا ہے

چہ حادثہ برخاست پئے خواری ما — داد برباد سرو برگ جہانداری ما
آفتاب فلک رفعت شاہی بودم — برد در شام زوال آہ سیہ کاری ما
چشم من کندہ شد از جور فلک بہتر شد — کہ نہ بینیم کہ کند غیر جہانداری ما
داد افغان بچہ شوکت شاہی برباد — کیست جز ذات خدائے کہ کند یاری ما
کردہ بودیم گناہے کہ سزایش این بود — چیست امید کہ بخشند گنہ گاری ما
کردہ سی سال نظارت کہ مراد او برباد — زود دریافت تلافی ستمگاری ما
نازنینان پری چہرہ کہ ہم بزم بودند — کیست جز محل مبارک بہ پرستاری ما
حق طفلان کہ زسی سال فراہم کردند — کردہ تاراج نمودند سبکساری ما
عہد و پیمان عیان دادہ نمودند دغا — محلیان خوب نمودند وفاداری ما
شیر دادیم بہ افعی بچہ پروردیم — عاقبت گشت بجور پئے خونخواری ما
قوم افغان و مغلیہ ہمہ بازی دادند — لیکہ گشتند مجوز نگرفتاری ما
آن گدازادہ ہمدان کہ بدوزخ بردد — بانی جور و ستم شد بدل افگاری ما
گل محمد کہ زمردان بشمار است کم نیست — چہ قدر کرد وکالت بہ گرفتاری ما
ہم الہ یار و سلیمان و بدل بیگ لعین — ہر سہ بستند کمر بہر دل آزاری ما
شاہ تیمور کہ دارد سر نسبت با من — زود باشد کہ بیاید بہ مددگاری ما
مادہو جی سیندہیہ فرزند جگر بند من — ہست مصروف تلافی ستمگاری ما
راجہ و راؤ و زمیندار امیر و چہ فقیر — حیف باشد کہ نسازند بغمخواری ما
حال ما گشتہ بتر ہم چو اماں زیزید — کرد تقدیر ازل روزی ما خواری ما
بود جا نگاہ زر و مال جہان ہمچو مرض — دفع از فضل الٰہی شدہ بیماری ما
آصف الدولہ و انگریز کہ دلسوز من اند — چہ عجب کہ بنمایند مددگاری ما
آفتاب از فلک امروز تباہی دید — باز فردا دہد ایزد سر سرداری ما

ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی

مرزا جوان بخت جب مرگیا تو یہی شاہزادہ شاہ عالم کا ولیعہد ہوا ۱۱۷۳ھ ۱۷۵۹ء مین پیدا ہوا - اور بعد شاہ عالم کے مرنے کے ۱۲۲۱ھ ۱۸۰۶ء مین تخت نشین ہوا - اکہتیس برس تو تخت پر بیٹھا ۱۲۵۳ھ ۱۸۳۷ء مین اسی برس کی عمر مین مرگیا - شاہ عالم جب بوڑھا ہوگیا تہا تو اوس کے خرچ بھی بوڑھے ہوگئے تھے - کچھہ اوسکے مزاج مین خست بھی آگئی تھی غرض کئی لاکھہ روپیہ اوسکے خزانہ مین جمع ہوگیا - جب وہ مرگیا تو اکبر شاہ بادشاہ ہوا - نہ وہ آنکھون سے اندہا تھا نہ ہاتھون کا تنگ تھا - اوسنے یہ فریاد کرنی شروع کی - کہ ایک لاکھہ روپیہ مہینہ اوسکے خرچ کے لئے کافی نہین ہے - پہلے بادشاہون کی اولاد اور رشتہ کے شاہزادے جنکی پرورش بادشاہ کے ذمہ تھی ایک لشکر تھا شاہ عالم کی اولاد کے بڑے بڑے وظیفے تہے غرض بادشاہ کی اس درخواست پر لارڈ ہنٹنگ نے التفات کیا - پہلے انگریزی گورنمنٹ نے وعدہ بھی کیا تہا کہ جب انتظام مالی ہماری گورنمنٹ کا درست ہوجائیگا تو اضافہ بادشاہ کی پنشن مین کیا جائے گا - ۱۸۱۰ء مین گورنر جنرل نے اضافہ کا ارادہ کیا - جبتک شاہ عالم کا روپیہ جمع کیا ہوا باقی رہا اکبر شاہ چپکا بیٹھا رہا جب یہ روپیہ خرچ ہوگیا تو وہ اپنے اضافہ پنشن کے لئے جسکو وہ اپنے ملک کا خراج جانتا تھا بیقرار ہوا - اور اوسنے اپنے بیٹے کو جو لکھنؤ مین نواب وزیر کے پاس تھا اس مضمون کا خط لکھا کہ - نور چشم راحت جان طول عمرہٗ

بعد دعا درازی عمر معلوم ہو کہ جو روپیہ خزانہ مین شاہ عالم کا جمع کیا ہوا تہا وہ سب خرچ ہوگیا - انگریزی گورنمنٹ نے جو خراج ملک کا مقرر کیا ہے وہ اخراجات کے واسطے کافی نہین ہے تم ایسی تدبیر کرو کہ نواب وزیر سے میرے مدعا حاصل کرنیمین کوشش کرے - اتفاق سے یہ خط پہلے رزیڈنٹ لکھنؤ کے ہاتھہ پڑگیا غرض اسپر شاہزادہ کو مطلق العنانی سے روکا - اور بادشاہ کو بھی رزیڈنٹ دہلی نے سمجھایا کہ آپ کو ایسی حرکات سے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوگا بلکہ اولٹا نقصان ہوگا - دہلی کے آدمی مدت سے بادشاہ اور شاہزادونکو کاٹھہ کا الو سمجھتے تہے - کئی ایک بدمعاشون نے ایک اور

سازش شروع کی۔ ایک ہندو ایک مسلمان دو بدمعاش جمع ہوئے۔ ایک مولوی صاحب اونکے معاون ہوئے چیف جسٹس سل صاحب کا خط بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ ہم کلکتہ جاتے ہین اور مرزا جہانگیر کو ولیعہد مقرر کراتے ہین۔

بادشاہ سلامت اضی ہوگئے دو نو کو وکیل مقرر کرکے کلکتہ بھیجدیا مولوی صاحب یہین بادشاہ پاس سمجھانے بجھانیکے لئے رہے غرض مدت تک اس بھولے بادشاہ کو بہکاتے رہے خطوط بادشاہ کے نام بھیجتے رہے ایک خط مین لکھا کہ جب ہم نے حضور کی پریشانیو کا حال لارڈ رسل صاحب کے سامنے بیان کیا تو افسوس کرکے ہاتھ ملنے لگے اور جب حضور کا خط پڑھا تو رنج کے مارے ہونٹھ چبانے لگے۔ اونھون نے وعدہ فرمایا ہے کہ نظام الملک یعنے مسٹر صاحب رزیڈنٹ دہلی کو گورنر جنرل کیطرف سے حکم بھجواتے ہیں کہ ہم نے تمکو بادشاہ کی آرام اور آسایش اور اعزاز اور اکرام کے لئے مقرر کیا تھا یا تکلیف اور رنج پہنچانیکے واسطے اگر آیندہ کوئی ایسی حرکت سنی مین آئیگی تو موقوف کردئے جاوگے۔ اسکے بعد پھر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ اب ہم مسٹر سیٹن صاحب اور گورنر جنرل کے ساتھ لندن جاتے ہیں خرچ بھجوادیجے اور ہمارا ماہ بماہ گھر بھجواتے رہیئے۔ غرض یون ہی بدمعاش روپیہ مارتے رہے حیتک کہ انگریزونکو اس ساری سازش کا حال معلوم ہوا۔ بعد اوسکے لارڈ مٹکاف صاحب نے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ایسے دھوکہ بازونکے فریب مین آیندہ نہ آیئے مرزا جہانگیر نے سٹین صاحب کو لولو کہا تنیجہ مین گولی ماری وہ اونکی ٹوپی پر لگی۔ اس سبب سے یہ شاہزادہ الہ آباد مین عرصے کے ساتھ قید کیا گیا۔ یہان بھی نچلا نہ بیٹھا شادی کی تقریب سے نواب وزیر پاس لکھنؤ مین گیا۔ وہان بھی اونسے انگریزونکے خلاف سازش کرنی چاہی مگر یہ راز کھل گیا قلعہ مین بادشاہ کو کل اختیار تھا۔ وہان انگریزی حکومت کو مداخلت نہ تھی اسلئے اوسکی عجیب کیفیت تھی۔ سارے شہر کے بدمعاش اوسمن گھسے رہتے تھے۔ شہر سے مال چراکر لیجاتے تھے قلعہ مین کھلے بازار بیچکر کھاجاتے لاوارث لڑکون اور لڑکیون کو پکڑ لیجاتے اور وہان دام کھڑے کرلیتے۔ دگریار مارے مارے پھرتے قرضدار وہان مزے اڑاتے۔ شہزادی عجیب عجیب حرکتین کرتے کبھی مال چراتے کبھی کسی کو قتل کرتے کسی کو مارتے کسی کو پیٹتے الیسمین لڑنے

اوسکے زمانہ مین سوا ہ خفیف خفیف بدمعاشونکی سازشون کے کوئی اور بات نہین واقع ہوئی تعظیم و تکریم اوسکی اور نام بادشاہت کا اور قلعہ کی حکومت قائم رہی +

محمد سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ

یہ بادشاہ ۱۷۷۹ء مین پیدا ہوا تاریخ تولد اوسکی ابو ظفر ہے تعلیم اچھی ہوئی تھی خوشنویس تھا طغرا خوب لکھتا تھا شعر خوب کہتا تھا۔ اوسکی غزلونکا شور سارے شہر مین کیا اور دور رہتا تھا چار جلد دیوان اوسکے یادگار ہین مرزا اسد اللہ خان غالب جو فارسی زبان مین دوسرے میر حسن تھے اوسکے ہان متعلق تھے۔ ابراہیم ذوق طوطی ہند جو ریختہ گوئی مین دوسرے میر تھے وہ اوسکے اُستاد تھے۔ بادشاہ علم تصوف مین ماہر تھا۔ ساری گلستان کی شرح علم تصوف مین لکھی ہے وہ خاندان چشتیہ مین مرید تھا۔ اور خود بھی پیر و مرشد تھا اور اورون کو مرید کرتا تھا خاص مریدونکو دو دو روپیہ مہینہ بھی دیتا تھا۔ کثیر الازدواج اور کثیر الاولاد تھا۔ دو ولیعہد اوس کے سامنے مر چکے تھے سب سے بڑا زندہ بیٹا مرزا قویش مستحق ولیعہدی تھا۔ بادشاہ چھوٹے بیٹے مرزا جوان بخت کے لئے ولیعہدی چاہتا تھا غریب دری کی صفت اوسکی قابل یاد رکھنے کے ہے لنگڑے لولے اندھے بہرے اپاہج جتنے اوسکے ملازم تھے سب کی تنخواہ گھر بیٹھے پہنچتی تھی فقط انکی مہر قلعہ مین جاتی تھی۔ وہی تنخواہ لے آتی تھی ساری عمر مین شاید کسی نوکر کو موقوف کیا ہو ہمیشہ نوکرونسے محبت کی باتین کرتا اور کبھی سخت کلامی نہ کرتا سوا ایک دفعہ کے کہ اونسے دو ایک بدکا لونڈیونکا سر منڈوا دیا اور ایک لونڈی کی ناک کاٹنے کا ارادہ کیا۔ روز بروز بادشاہ کی قدر کم ہوتی جاتی تھی قلعہ کی لال حویلی کا ایسا ہی لحاظ رہا تھا جیسا کہ اور دولتمند شریفون کے مکان کا ہوتا تھا۔ غدر بھی لارڈ ڈلہوسی نے بند کردی تھی۔ قلعہ اب شہر کے اوباشون اور بدمعاشو کی کمین گاہ اور امن گاہ نہ رہا تھا نہ اوسمین بردہ فروشی ہوسکتی تھی۔ نہ کوئی مجرم سنگین بغیر تحقیقات کے رہا ہوسکتا تھا۔ نہ چوری کا مال غائب ہوسکتا تھا۔ نہ کوئی فرضدار عدالت کی ڈگری کی گرفتاری سے محفوظ ہوسکتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ جب چراغ بجھنے کو ہوتا ہے تو لو

اوٹھتی ہے جب وہ مرنیکو ہوتا ہے تو سنبھالا لیتا ہے اسیطرح جب سلطنت تیموریہ کا چراغ گل ہونیکو ہوا اور آخر وقت آیا تو اوسنے اپنی وہ روشنی چمکائی اور ایسا سنبھالا لیا کہ اوسکی نظیر کہیں مشکل سے تاریخ مین ملیگی ۱۸۵۷ء مین مئی کا مہینہ آیا۔ اور ہنگامہ بغاوت بنگالے کی انگریزی سپاہ کا برپا ہوا۔ کیا قدرت الٰہی اور شان کبریائی ہے کہ آن کی آن مین کیا سے کیا ہوگیا کہ اوس بادشاہ پاس جسکے خزانہ مین پھوٹا بادام نہ ہو پندرہ بیس روز کے عرصہ مین بے طلب لاکھون روپیہ جمع کرادے اوس بادشاہ پاس جسکے ہان چار سپاہی ایسے نہوں کہ بندوق کو بھر سکین ہزارون وہ سپاہ بلائے اکٹھی کردی کہ جسکے ہاتھ پر سارا ہندوستان فتح ہوا ہو۔ اور جسکے گلے مین لڑائیون کے فتح کرنے کے تمغون کے ہار پڑے ہوئے ہون۔ اوس بادشاہ کے پاس جسکے ہان ٹوٹی پھوٹی ایک توپ نہ ہو گھوڑونکے توبچانے اور ہزار ہا قلعہ شکن توپین ہم پہنچادین اوس بادشاہ پاس جسکے سگزین مین سیر بھر بارود اور ایک پٹاخہ نہوا وسکے قبضہ مین دلی جیسے سگزین کا لال پارہ آگیا ہو جس فقیر بادشاہ کی نذر مین کوئی پھوٹی کوڑی پیشکش نہ کرتا ہوا وسکے سامنے آج شاہ اودھ کی اور کل والی رامپور کی پیشکش رکھی گئی ہو جس ساقط الاختیار اور بے اعتبار بادشاہ کو کوئی رئیس خط بھی نہ لکھتا ہو اوس پاس جا روبرو سے عمائد ملک کی عرضیان آئی ہون ہندوستان مین کوئی بڑا راجہ نواب ہوگا جسکا کوئی وکیل یا کوئی آدمی شہر کے گلی کوچون مین چھپا ہوا نہ پڑا ہوگا۔ اور اوس نے اگلی پچھلی کتابون کو دیکھ بھال کر جانداران تیموریہ سے اپنے پرانے ناتے رشتے اور واسطے نکالے مسودہ نہ گھڑا ہو اور وقت کا منتظر نہ بیٹھا ہو۔ اسوقت دلی کے دیکھنے سے یہ حقیقت کھلتی تھی کہ اس دسلطنت تیموریہ کے نام کے بادشاہ کو کتنے ہندوستانی دل مین مانے ہوئے اور اس شہر کو اپنا ملک کا دارالسلطنت جانے ہوئے بیٹھے تھے۔

مئی ۱۸۵۷ء سے ستمبر سنہ الیہ تک ہنگامہ کارزار برپا رہا۔ بہتیرے بہتیرے لڑائیان ہوئین۔ سب مین باغیونکو شکست ہوئی۔ آخر سرکار انگریزی ہی نے دلی کو فتح کیا۔ باغیون کے جدھر سینگ سمائے اودھر چلے گئے۔ بادشاہ نے ہمایون کے مقبرہ مین اپنے تئین انگریزون کے

حوالہ کیا - رنگون کو جلا وطن ہوا - اپنے جوان بیٹون اور پوتون کو اپنی آنکھونکے سامنے قتل ہوتے ہوئے دیکھا - اس بادشاہ پر خاندان تیموریہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا - اسلئے میری تاریخ کا بھی خاتمہ بالخیر ہوا +

خاتمہ

مسلمانون کے ہاتھہ سے ہندوستان کی سلطنت کیا گئی اُن کے عروج اقبال کا زمانہ ہی گیا - اور اون کے زوال کا زمانہ ساری دنیا مین آگیا - ہم نیچے ایک مضمون لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہوگا کہ اب بھی اون کی سلطنتین ایشیا مین کہان کہان ہین +

مسلمانون کی سلطنتین ایشیا مین کہان کہان ہین اور بالفعل اونکا کیا حال ہے

اگرچہ مسلمانونکے عروج واقبال کا زمانہ وہ نہین ہا کہ اُنکی سلطنت وسطوت کا آفتاب ربع مسکون پر اپنی روشنی پھیلاتا تھا اور انکی مملکت کو وہ وسعت تھی کہ جسکے اندر ایک ہی وقت مین کہین سحر ہوتی تھی کہین دوپہر کہین شام کہین آفتاب لب بام کہین افق پر مقام مگر اس تنزل کے زمانہ مین بھی مینون براعظم ایشیا - افریقہ - یورپ مین انکی چھوٹی بڑی سلطنتین اور بڑی بھلی ریاستین موجود ہین ہم اونکا نہایت مختصر حال جو فی الحال ہے بیان کرتے ہین کہ اونکی وسعت کیا ہے نظم ونسق کیا ہے رعایا کی مرفع الحالی کی کیا حالت ہے +

اول ایشیا سے شروع کرتے ہین کیونکہ یہی انکی سلطنت کا سرچشمہ تھا - اسی مین ابتک انکی بہت سی رنگ برنگ کی قومین اپنی خصائل وعادات وقابلیت واستعداد مختلف درجونکی دکھا رہی ہین

ایک طرف مین تاتاری ترک بہت بیٹھے ہین جو نہایت صابر حلیم سخت جفاکش نفس کش مگر اپنی
حالت پر ایسے مستقل جمے ہوئے ہین کہ عقل و فہم کے اندر آگے ترقی کرنیکی قابلیت جاتی رہی
ہے - ایک طرف ارمنی ہین کہ نہایت ذہین اور کاروبار روزگار مین ہنرمند و سلیقہ شعار مگر قوم بنکر
قومی خوبیون کے دکھانے کی قابلیت نہین رکھتے - ایک طرف اہل عرب ہین کہ خدا پرست -
مستقل مزاج بڑے گنبھیر اپنی تنہائی مین آزاد - ایک جانب ایرانی ہین خوبصورت نفیس مزاج
زبان مین طلاقت رکھنے والے مگر کسی کام مین استقلال نہین رکھتے - بڑے متمدن ترکمان
اسلام کے غلام - ناحق پیرون کے اعتقاد کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے کہ کسی طرف حرکت
نہین کرسکتے - افغان جنگجو کینہ خو - بہادر غرض یہ قومین ایشیا کو حاکم عرب - الجزیرہ ایران
افغانستان - بلوچستان مین اپنی شائستگی و تہذیب مختلف درجون کی دکھا رہی ہین آپس کے
نفاق و عناد سے اور باہر کے حملون اور فساد سے کوئی خالی نہین ہان اہل عرب اپنے صحرا
اور ریگستان و کوہستان مین بڑے شادمان اور آزاد ہین +

اب ہم ایشیا کے چار حصے باعتبار سلطنت کے کرتے ہیں - اول مسلمانی ایشیا وہ ایشیا کا
مغربی حصہ ہے - دوم انگریزی ایشیا وہ جنوبی حصہ ہے - سوم روسی ایشیا وہ شمالی حصہ ہے
چہارم بدہ مذہب لون کا ایشیا وہ مشرقی حصہ ہے - یون چارون حصون مین ہر حصہ کی الگ
الگ کیفیت ہے اور دو مین عیسائی اور ایک مین مسلمان - ایک مین بدہ مذہب والے سلطنت کرتے
ہیں ایشیا گو مہد بنی آدم تھا - اور ساری قومون کو اس نے تہذیب اور شائستگی کا سبق پڑھایا تھا
اور ساری قومیں اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئیں تھین مگر اس زمانہ مین وہ پیر خستہ حال ہے
کہ اس مین ایسی سکت نہیں ہے کہ جبتک اسکی بغل مین اہل یورپ اپنے دونو ہاتھون کو نہ دین
وہ کھڑا ہوسکے یا آگے قدم بڑھا سکے جبتک اہل یورپ اس پیر نابالغ کو بچہ بنا کے اپنی
تہذیب و علم و ہنر کے مدرسہ مین بٹھا کے تعلیم نہ دین تو وہ خود ایسی ترقی شائستگی و تہذیب
نہیں کرسکتا جس سے انسان انسان کہلاتا ہے اب جہان کہیں اس مین ترقی کے آثار نمایان
ہوتے ہین وہ اہل یورپ ہی کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے غرض روز بروز اہل ایشیا

اہل یورپ کی سربراہ میں دست نگر ہوتے جاتے ہیں اہل یورپ کے ہاتھ میں سارا ایشیا ہے
اگر انھوں نے سارے ایشیا کو مہذب و شائستہ نہ بنایا تو سمجھو نئی آدم ہی شائستہ و مہذب ہوا
اسلئے کہ ساری دنیا میں جتنی آدمی رہتے ہیں اُنمیں وحشی و تہائی کے قریب ایشیا میں آباد ہیں اُنکی ترقی کا معدوم ہونا اور تہذیب سے
محروم ہونا گویا دو تہائی آدمیوں کا انسانیت سے محروم ہونا ہے۔ کوئی ایشیا کا ایسا حصہ نہیں کہ جہاں اہل یوروپ کا
کسی نہ کسی پیرایہ میں پاؤں درمیان میں نہ ہو۔ زمین پر ایشیا کے تمام ملکوں کا یورپ کی نسبت
ایسا حال ہے جیسا کہ آسمان پر ستاروں کا کہ ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی آفتاب کے گرد طواف کریں ایسی
ہی ہر ایشیائی سلطنت ضروری ہے کہ کسی یورپ کی سلطنت کے گرد صدقے ہو یعنی کوئی سلطنت یورپ
کی رعب اب کے اثر سے خالی نہیں۔ شمالی حصہ جو روسیوں کے عمل دخل میں ہے وہ کل ایشیا کی ایک
تہائی کے قریب ہے۔ سارے ہندوستان کی مالک جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند ہیں اور اسکے ساتھ برہما
سیام۔ لنکا۔ بحر ہند کے جزائر بھی زیر فرمان ہیں۔ بلوچستان اور افغانستان میں برٹش گورنمنٹ
کا رعب اب اثر کرتا ہے۔ مغرب میں شمالی ایشیا میں سلطان روم کی سلطنت میں ایشیاء کوچک
شام۔ عرب ہیں جنکی حفاظت میں سلطان روم کی صلاح کار برٹش گورنمنٹ اور اور سلطنتیں ہیں
اور ایران میں شاہ ایران کی حکومت ہے جسپر روس اور انگلستان دونوں کا رعب اب اثر کرتا ہے
مشرقی سلطنت کے چار حصے ہیں چین۔ جاپان۔ سیام۔ برھما۔ آخر کے دو حصہ انگریزوں کی عملداری
میں آگئے۔ باقی چین نے اپنے بندرگاہ تمام اہل یورپ کے ساتھ تجارت کھولنے کے لئے کھول
رکھے ہیں جاپان نے اہل یورپ کی ساری شائستگی اور تہذیب کو اختیار کرلیا ہے۔ ایک چھوٹی سی
ریاست مسلمانوں کی ملاکا ہے جسکو کشش ثقل خود بھاری سلطنت انگریزی کی طرف کھینچے
لئے جاتی ہے +

اب باعتبار آبادی اور وسعت ان حاروں حصوں کی کیفیت یہ ہے کہ جو مسلمانوں کی سلطنت
مغربی ایشیا میں ہے جسکا رقبہ اکیس لاکھ میل ہے اور آبادی تین کروڑ بیس لاکھ جنوبی ایشیا
جسمیں انگریزی سلطنت ہے اوسکا رقبہ ستائیس لاکھ میل اور آبادی سینتالیس کروڑ مغربی ایشیا جسمیں
بدھ مذہب کی عملداری ہے رقبہ پچیس لاکھ میل اور آبادی پچاس کروڑ شمالی ایشیا جسمیں روس

حکومت کرتا ہے سترہ لاکھ تیس ہزار میل اور آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ سب کل رقبہ ایک کروڑ بہتر لاکھ تیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک ارب دو کروڑ +

تمام ایشیا مین برٹش انڈیا اور سیلون میں نظم ونسق خوب ہے سیبیریا مین بھی عملداری مین اچھا بندوبست ہے - وسط ایشیا مین قوقند - بخارا خیوا مین روسیون کے اہتمام سے انتظام ہوتا جاتا ہے - کمبوڈیا کے جزیرہ نما مین فرانسیسی بھی عمل دخل کرتے جاتے ہین چین کی عملداری مین گو بعض بڑی خوبیان ہیں مگر بحیثیت مجموعی وہ نیم وحشی ہی ہے - جاپان نے تمام اپنے آئین قوانین تعلیم وتہذیب مین اہل یورپ کا چربہ اُوتارا ہے مگر ابھی یہ امر تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچا ہے کہ وہ اپنے سارے کامون مین اس تقلید کے اندر کامیاب ہو دونو ایران اور ٹرکی ایشیا مین کسی قدیمی قوانین آئین کی ترمیم نہین ہوئی عرب مین سب سے نرالا انتظام ہے وہ اپنے قدیمی انتظام جو قبیلوں کا ہے رکھتے ہین +

سلطان روم کی فرمان روائی ایشیا میں

عرب مین اور اس حصہ میں جو جنوب مغرب مین دریائے دجلہ کے واقع ہے ان سب مین سلطان روم فرمانروا ہے - اسکی سرحد پر روس اور ایران کی عملداری ہے ان سلطنتون سے اسکا ڈنڈا اسینڈ اکوہ ارارات کے قریب ملتا ہے - اسکے تینون طرف پانی ہے مصر کی طرف خشکی - اوسکے چار حصے ہیں ایک عرب دوم ایشیا مائی نر سوم شام چہارم فلسطین (پیلسٹائن) ایشیا کو چک جسکا یہ نام ایشیا سے چھوٹے ہونے کے سبب سے رکھا گیا ہے اسکو اہل یونان انٹی اولیا کہتے تھے اسکی سرحدین ہمیشہ متغیر ہوتی رہی ہیں +

اب ٹرکی نظم ونسق کی کیفیت ایشیا مین یہ ہے کہ وہ شخصی سلطنت ہے مگر شرع اسلام کی پابندی رسم ورواج کا پاس وآداب سلطنت کو مطلق العنان نہیں ہونے دیتا سوے اسکے سلطان کے بیجا ارادون کا مزاحم وزیر اعظم سلطنت اور دیوان بھی ہوتا ہے گو دیوان کے تمام ارکین کو سلطان خود مقرر کرتا ہے - ان ارکان سلطنت کے لئے کوئی مدت ملازمت پہلے سے نہین متعین ہوتی اس لئے

اس مین طمع و حرص ایسی دست درازیان کرتی ہین کہ اونکا روکنا مشکل ہوتا ہی ۱۸۶۶ء مین انتظام
ملکی اور مالی کے لئے ملک کی تقسیم ولایتون میں اور سنجکون مین ہوئی - ولایت کو ایسا سمجھو جیسے یہان
کمشنری کی قسمت ہوتی ہی اور سنجک ایسا جیسے کہ ضلع ولایت کا نام جو بڑا شہر اس میں ہوتا ہی
اوسپر رکھا گیا - اسمین والی حکمران مقرر ہوا انمین جو اعلی درجہ کا والی ہوتا اوسکو مشیر یا پاشا کہتے
ہین سنجک (یعنے ضلع) مین جو حاکم مقرر ہوتا اوسکو قیمقان کہتے ہین - ان اول درجہ کے حاکم کو
متصرف یا درجہ دوم کا پاشا کہتے پھر اونکے ماتحت قضائین ہین یعنی ضلعے کے حصے انمین جو
حاکم مقرر ہوتا اوسکو مدیر کہتے - اگرچہ برائے نام رعایا اُسکو اپنی طرف سے مقرر کرتی تھی - مگر
درحقیقت وہ والی ولایت کی طرف سے مقرر ہوتا تھا - ایک ناضی کا بھی عہدہ ہوتا ہی جو ذی اختیار
اور صاحب اعتبار آدمیون کی طرف سے ایک سال کے لئے مقرر ہوتا ہے - اسکے تقرر مین مدبر
کو بڑا دخل ہوتا ہے - اور بہت سے عہدے ہین مگر کسی عہدہ کے واسطے امتحان اور لیاقت کی شرط
نہین ہی بلکہ عہدہ ونکا پانا سفارش اور رشوت پر موقوف ہی +

قاضی وہان بمنزلہ مجسٹریٹ اور پولس افسر کے اور محتسب وہان بمنزلہ پریسٹ کے افسر کے ہوتے ہین
خراج وہان وہ یکی کے قدیمی انتظام کے موافق لیا جاتا ہی مگر جتنا روپیہ رعایا سے وصول ہوتا ہے
اوسکا خزانہ مین نہین جاتا بہت اہلکارون مین اُڑجاتا ہی - عدالت فوجداری اور دیوانی کے
قوانین نہایت انصاف پر مبنی ہین - مگر انکی تعمیل ایسے ملازمون کے ہاتھ مین دی جاتی ہی کہ انصاف
و عدالت مین بڑی خرابیان پیدا ہوتی ہین عدالتون کا بڑا جز اعظم رشوت ہی - گو ترک اپنی ذات سے
بڑے دیانت دار سچے ایماندار منصف ہوتے ہین مگر کچھ انتظام عدالتون کا ایسا ہوتا ہی - کہ اگر
کوئی فرشتہ بھی اسمین حاکم بنے تو شیطان ہوجاتا ہی - بالجبر اسکو بداخلاقی اپنے مین پیدا کرنی
پڑتی ہے عیسائی جو وہان رہتے ہین انکی شہادت تمام عدالت کی کچہریون مین لیجاتی ہے
مگر اسکی وقعت ایسی نہین سمجھی جاتی جیسے کہ مسلمان کی شہادت کی - اسی کی بڑی شکایت اونکو
ہے - اگر یہ دور ہوجائے تو شاید پھر کوئی اور شکایت نہین رہے سلطان فقط معاملات دنیا کے انتظام
واسطے بادشاہ نہین سمجھا جاتا - بلکہ وہ معاملات دین کے واسطے بھی خلیفہ گنا جاتا ہے - اسلئے

تمام قوانین اور آئین سلطنت کی بنا قرآن شریف پر رکھی جاتی ہے۔ اور ساری ضرورتون میں اسی کی طرف رجوع کرنی پڑتی ہے مسلمانون کا مذہب تمام اور مذہبون سے مستثنیٰ اس باب مین ہے کہ اس نے کوئی تخصیص کسی فریق کے ساتھ مرشد و ہادی دین ہونے کے نہین مقرر کی۔ ہر مسلمان مولوی ہوسکتا ہے۔ اور وہ قرآن شریف کے احکام اور مسائل کو مسلمانون مین بیان کرسکتا ہے۔ قرآن مین فقط احکام دین ہی نہین ہین بلکہ اس مین دنیا کے معاملات کے باب مین بھی احکام ہین اس لئے اُن مولویون اور عالمون کو دنیا کے معاملات و مقدمات مین فیصلے کرنے مین بھی مداخلت ہوتی ہے پس اس سبب سے شیخ الاسلام جو تمام عالمون اور مولویون کا امام و پیشوا ہے سلطان کے بعد دنیا کے معاملات مین اختیار رکھتا ہے اور دین کے معاملات مین اوسکا اقتدار سلطان سے بھی بڑھا ہوا ہے تعلیم جو اس زمانہ کے موافق ہونی چاہیئے اسکے بڑے حارج اور مزاحم یہ مولوی ہین ۱۸۴۵ء مین تعلیم کی ترمیم ہوکر دنیاوی تعلیم کی تجویز ہوئی اور اوسکے واسطے ایک نئی یونی ورسٹی قسطنطنیہ مین قایم ہوئی۔ اور ابتدائے تعلیم کے واسطے احکام جاری ہوئے کہ سب کو بالجبر دی جائے۔ مگر ان عالمون کا اثر عوام کے دلون پر ایسا تھا کہ اونھون نے اس انتظام تعلیم کو چلنے نہین دیا۔ اور صرف تعلیم عوام کو قرآن شریف کے پڑھنے اور حساب کے چند قاعدے سیکھنے پر محصور کردیا۔ غرض مسجدون اور مدرسون مین ہزارون طالب علم پڑھتے ہین۔ مگر کوئی گروہ ایسا کہ جن مین اصل تعلیم کے جوہر نمودار ہون وہ نہین دکھائی دیتا۔ پس یہی صورت تعلیم کی ٹرکی ایشیا مین ہے۔ عرب اس سے بھی مستثنےٰ ہے۔ جو کچھ تعلیم اسمین ہے وہ دینی ہے اور کچھ نہین۔

ایشیائے ٹرکی مین غیر مذہب والون کے ساتھ رعایتین اور حسن سلوک مسلمانون کا بڑھتا جاتا ہے +

ٹرکی ایشیا اور عرب کی آبادی اور رقبہ کی یہ کیفیت ہے +

نام	رقبہ	آبادی
اسیٹی اولیا ایشیا مائنر	۲۲۰۰۰۰	۱۰۸۵۹۱۲۴

نام	رقبہ	آبادی
آرمینیا ٹرکی	۳۰۰۰۰۰	۶۷۴۶۰۸
کردستان ٹرکی	۵۰۰۰۰۰	۱۵۰۵۸۷
میسوپوطانیہ (الجزیرہ)	۴۲۰۰۰۰	۹۳۴۳۳۳
شام یعنے سریا	۱۰۸۰۰۰	۲۳۰۹۸۳۷
فلسطین یا پیلسٹائن	۱۲۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
ٹرکی عرب	۳۰۰۰۰۰	۱۶۱۴۸۵۷
آزاد عرب	۵۰۰۰۰۰	۳۴۰۰۰۰۰
میزان	۱۴۴۰۰۰۰	۲۷۰۵۵۳۴۶

ان صوبون مین ترک عرب شامی کرد سرکیشین یورک ترکمان ینزی متولی مسلمان رہتے ہین اور ۳۶۱۰۰۰ عیسائی بھی آباد ہین بعض اور قومین یہودی اور سندری بصری بھی جنکی تعداد ۲۶۰۰۰۰ ہی آباد ہیں تمام ملک ۶ ولایتون اور ۲۰ سنجک مین تقسیم ہین - اونمین یہ ولایتین مشہور ہین سقوترہ قفنیہ ارض روم بغداد دمشق بیروت ۱۸۷۸ء مین روس و روم کی لڑائی کے سبب سے بطوم وغیرہ روسیون کے پاس اور جزیرہ سائی پرس انگریزون کے پاس اور فطور شاہ ایران کے پاس ترکون کی عملداری سے نکل کر آگئے ہین قصبے و شہر جنمین چار ہزار آدمیون سے زیادہ آباد ہیں ساٹھ تعداد مین ہیں انمیں سے یہ مشہور ہیں + سمرنا - اسمین ڈیڑھ لاکھ آدمی رہتے ہیں - دمشق اسمین ایک لاکھ تیس ہزار قصیریہ ساٹھ ہزار مسقط مین ساٹھ ہزار - ارض روم مین پچپن ہزار مکہ معظمہ مین پینتالیس ہزار - دیار بکر مین پینتالیس ہزار - عرفہ چالیس ہزار - جدہ تیس ہزار - عدن مین تیس ہزار - اور شلیم مین اٹھائیس ہزار - قفنیہ مین پچیس ہزار - حدیدہ مین پچیس ہزار - مدینہ منورہ مین بیس ہزار طائف مین آٹھ ہزار - مخا مین سات ہزار - ینبوع مین چھ ہزار بصرہ مین چھ ہزار بایزید مین پانچ ہزار +

سلطنت ایران

سنہ ۱۸۷۲ء مین جو سیستان اور افغانستان کا سرحدی کمیشن مقرر ہوا تھا اسنے اور روس اور ٹرکی کے ساتھ صلحنامون نے بالفعل ایران کی یہ سرحدین مقرر کی ہین شمال مین روس کی عملداری ہے۔ روس ایران کا سرحدی کمیشن ۱۸۸۱ء مین مقرر ہوا تھا۔ اوس نے ابھی اسطرف کی سرحد کا فیصلہ نہین کیا۔ اور مغرب کی طرف سرحد ٹرکی ایشیا کی عملداری سے ملی ہوئی ہے جنوب مغرب اور جنوب مین خلیج فارس و بحر عرب ہے۔ مشرق کی سرحد افغانستان اور بلوچستان سے ملی ہوئی ہے غرض ایران کی سرحدین مشرق و مغرب و شمال مین ایسی عملداریون سے ملی ہوئی ہین کہ ہر وقت وہان معرکہ جنگ برپا ہو سکتا ہے۔ وزیر کرمان نے اپنا لقب امیر بلوچستان رکھا ہے اور اوسنے اپنے علاقہ مین دو بڑے ضلعے بام پیرادر مغربی مکران شامل کر لئے ہین جو حقیقت مین ایران کی سلطنت سے متعلق ہین ان اضلاع کی علیحدگی نے ایران کی سلطنت کو ایک منحرف کی شکل سے مثلث کی شکل بنا دیا ہے۔ تمام پہاڑ اور میدان سلطنت ایران کی ملکر ایسی شکل اپنی بناتے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیڑھی پر بلی بیٹھی ہوئی ہے یہ مشابہت اس سبب سے بھی خوب مناسبت رکھتی ہے کہ ایران کی بلیان بڑی مشہور ہیں۔ کل رقبہ اسکا چھ لاکھ دس ہزار مربع میل ہے۔ اور پچاس لاکھ اور کروڑ کے درمیان آبادی ہے باوجودیکہ ایران کی سلطنت مین نو سو میل ساحل بحر واقع ہے مگر اس مین جزیرے نہین ہین صرف ایک جزیرہ ہے اور جزائر کشم جو ہین وہ سلطان عمان کے پاس ہین اشرده ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا وہ روسیون نے لے لیا ہے +

ایران مین ہمیشہ سے سلطنت شخصی چلی آتی ہے وہان بادشاہ کا لقب شہنشاہ ہے آج کل ناصر الدین شاہ جو ترک قوم کا قاچاری شاہ ہے قریب سوا دو کروڑ روپیہ کے تمام ملک کی آمدنی ہے۔ یہ آمدنی سلطنت کے خرچ کو کافی ہوتی ہے۔ آب و ہوا و زمین کی برائیون سے رعایا کی برائیان اور رعایا کی برائیون سے انتظام کی برائیان پیدا ہوتی ہین یہ برائیون کا

ایک دور چلا جاتا ہے۔ ملک مین ریگستان وکوہستان بہت ہی۔ قاعدہ ہے کہ جب ہوا ٹکر کر دیوار سے ٹکراتی ہے تو وہ اونچی ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ وہ دیوار کے اوپر اڑنے لگتی ہے اور پھر اوسکے تودے میدان مین لگنے شروع ہوتے ہیں اور وہ بلندی مین بڑھتے چلے جاتے ہین یہانتک کہ اوس دیوار کے نشان باقی نہین رہتے ہیں میدان مین فقط ریگستان ہی ریگستان نظر آتا ہے۔ اس طرح شہر کے شہر ریت کے تلے دب جاتے ہیں۔ پس جب ملک کی یہ صورت ہو کہ ریت یون اڑتی ہو اور پہاڑ اس سے اٹتے ہون اور پھر آئے دن لڑائیون فساد رہین چارون طرف سے دشمنون کے حملے ہوتے ہیں تو سلطنت کا کیون نہ زوال ہو آخر صدی مین ان سببون سے یہ سلطنت وسعت مین بہت کم ہوگئی ہے اور قوت مین ضعیف۔ نادرشاہ کے زمانہ سے اس ملک کے زوال آنا شروع ہوا ہے جس شان وشکوہ کی یہ سلطنت دنیا مین تھی اوسکے سارے نشان لڑائیون نے مٹا دئے ہیں۔ بادشاہان سلف کی عمارات عالیشان کا نام ونشان باقی نہین رہا نہ انکے وہ بڑے بڑے شہر ہین نہ میوہ دار باغ ہین غرض سارے ملک پر ایک ویرانی برستی ہے شاہ ایران جو آج کل ہی وہ نہایت مدبر دانا ہی اوس نے اپنی سلطنت کی صورت بنا رکھی ہے۔ ایک لاکھ سپاہی جسمین سے ایک تہائی مسلح رہتی ہے باقی مسلح نہین رہتی کھیتی کا کام کرتی ہے مگر وہ ایک ساعت کے اندر ضرورت کی حالت مین جمع ہوسکتی ہے۔ اونکے ہتیار بندوق وتلوار پرانی وضع کے فرانسیسی انگریزی ہین ۱۸۸۱ء مین سو توپین بھی انہین ملکون کی نئی ہوئی آگئی ہین۔ افسر مطلق جاہل ہین اور نہ قواعد دان ہین۔ سپاہیون کی وردی اکثر دریدہ اور بوسیدہ ایسی رہتی ہے کہ وہ محافظ ملک نہین معلوم ہوتے بلکہ مفلسون کی سی صورت ہوتی ہے۔ مگر اسمین کچھ نہ کچھ خرابی ہوتی ہے کبھی کبھی تنخواہ چڑھ جاتی ہے۔ گو انکے لباس اور ہتیارون کی حالت اچھی نہ ہو مگر سپاہیون کی صورت پر بہادری اور دلاوری برستی ہے وہ اس دریدہ بوسیدہ وردی مین سپاہیانہ شان دکھا دیتے ہین سخت جفاکش ترکمان کرد۔ آذربائیجان کی لودی قوین کردستان اور بختیار کے کوہستانی آدمی اکثر سپاہی ہوتے ہین۔ ایران کے برابر دنیا مین کہین اور

جوانمرد سپاہی نہین مل سکتے - اگر یہ قومین اہل یورپ کی قواعد سکھین اور اسلحہ جنگ دیدین تو انکے ہاتھ مین ہون تو ایک سپاہ بے مثل ونظیر تیار ہو سلطنت ایران مین پہلے زیادہ تر تعلیم فقط مذہبی ہوتی تھی - مگر اسکی اب ترقی ہوئی ہے کہ ۱۸۱۱ء مین اصفہان مین بڑے بڑے مدرسے قائم ہوئے ہین جس مین شرقی ومغربی زبانین اور علوم وفنون وہنر سکھائے جاتے ہین - ایران کا پہلے اصفہان اور اب طہران دارالسلطنت ہے سارا ملک بتفصیل ذیل ان اضلاع مین جنکو مملکت وہان کہتے ہین تقسیم ہوا ہے -

	نام	رقبہ	آبادی
شمال مین	استرآباد	۱۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰
	مازندران	۸۰۰۰	۴۵۰۰۰۰
	گیلان	۶۰۰۰	۴۰۰۰۰۰
	آذربائیجان	۳۵۰۰۰	۱۳۰۰۰۰۰
جنوب مین	عراق عجم	۱۱۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
	اردلان	۶۰۰۰	۵۰۰۰۰
	خجستان	۳۰۰۰۰	۶۰۰۰۰۰
	لورستان	۳۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰
	فارستان	۶۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰
جنوب	لارستان	۲۰۰۰	۸۸۰۰۰
	کرمان مع کوہستان	۱۵۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
	مکران مع سیستان	۱۴۰۰۰۰	۸۶۰۰۰۰
		۶۱۰۰۰۰	۶۹۹۸۰۰۰

ایران مین اکثر مسلمان شیعہ مذہب کے رہتے ہین اونکی تعداد کا تخمینہ ستر ہزار ہوا ہے ایک لاکھ پچھتر ہزار عیسائی رہتے ہین ۵۳ ہزار اور مذہب کے یہودی وغیرہ رہتے ہین علی الٰہی یا

نصیری بھی بعض جگہ ہین وہ مسلمان نہین سمجھے جاتے بہت سے عرب یہان اب کر شیعہ ہوگئے
اصل باشندے یہان کے آتش پرست بہت تھوڑے چالیس پچاس ہزار رہتے ہونگے۔
خاکستری رنگ کی کلاہ انکی علامت ہے سات ہزار باشندون سے زیادہ جن شہرون و قصبون مین
آدمی رہتے ہین ان مین سے مشہور یہ ہین۔ تبریز آبادی ایک لاکھ بیس ہزار۔ طہران آبادی
ایک لاکھ۔ اصفہان آبادی ساٹھ ہزار مشہد آبادی ساٹھ ہزار۔ کرمان شاہ تیس ہزار۔ شیراز
تیس ہزار۔ قزوین تیس ہزار۔ ستر پچیس ہزار۔ رشت پچیس ہزار۔ بوشہر پچیس ہزار۔ کرمان پچیس ہزار
استر آباد بیس ہزار کاشان بیس ہزار۔ قم بیس ہزار۔ بندر عباس ہزار۔ نیشاپور آٹھ ہزار۔ کل آمدنی
ملک سواد کروڑ روپیہ اور خرچ دو کروڑ قرض کچھ نہیں ۱۸۸۰ء مین ڈاکخانون کا انتظام ہوا
ہے۔ ۴۰ ڈاکخانے ہین جنمین تین لاکھ اسی ہزار خط سالانہ روانہ ہوتے ہین۔ چالیس ہزار روپیہ
سالانہ کی آمدنی ان ڈاکخانون کی ہے۔ ۶۶ دفتر تار برقی کے ہین۔ اسکی لین ۱۴۰۰ میل
طول مین ہے۔ ۵۰۰۰ میل تار لگا ہوا ہے۔ اور پچاس ہزار پیغام اس تار پر آتے جاتے ہین +

افغانستان اور بلوچستان

بلوچستان کا رقبہ ایک لاکھ ستر ہزار میل کا ہے۔ ان کو خانات قلات کہتے ہین۔ اور افغانستان
کا رقبہ دو لاکھ تیس ہزار ۱۸۷۳ء مین امیر کابل کو ایک لاکھ رقبہ ستر ہزار مربع میل کا سلطنت
ایران مین سے مل گیا ہے اسکو افغانی ترکستان کہتے ہین غرض اب افغانستان کی سلطنت کا
رقبہ تین لاکھ مربع میل ہے اور اوسکی آبادی کا تخمینہ پچاس ساٹھ لاکھ آدمیونکے درمیان کیا
جاتا ہے۔ کابل اور قلات کے درمیان جو سرحد ہے وہ اچھی طرح مقرر نہین۔ مگر ان دو سلطنتون
کی حدود جو برٹش گورنمنٹ کی سلطنت سے ملحق ہین وہ بہت اچھی طرح مقرر ہین۔ غرض ان دو
سلطنتونکا رقبہ ملکر چار لاکھ ستر ہزار میل کا ہوگا جسکی آبادی تقریباً پینسٹھ لاکھ آدمیونکی ہوگی +
افغانستان مین جو قومین رہتی ہین جنگجوئی ان کی طبیعت مین ہے۔ وہ نہایت مفسد
اور توانا زندہ دل ہوتے ہین ہمیشہ اپنے ہمسایہ سے لڑتے رہتے ہین اور زیادہ تر خونریزی اسلئے

کرتے ہین کہ وہ اپنے خیل کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں انہیں پوندہ کے خیل ایسے بھی ہیں کہ وہ دنگہ و فساد نہین پسند کرتے زراعت تجارت کرتے ہیں باوجودیکہ ان کو اور ہمسایہ کی قومیں ستاتی ہین۔ موسم گرما میں وہ اپنے خیمے قلات غلزی اور غزنین کے میدانون مین لگاتے ہین اور امیر کو کچھ خراج دیکر وہان مویشی کے چرانے کا اتفاق حاصل کرتے ہین۔ اور عورتون اور بچون کی بڑی حفاظت کرکے خود مثل قندہار۔ بخارا۔ ہرات۔ کابل مین تجارت کرنے چلے جاتے ہیں جاڑے مین وہ ہندوستان مین ملتان۔ لاہور۔ بنارس وغیرہ مین جاتے ہیں۔ دوائیں اونی ریشمی کپڑے گھوڑے۔ زعفران مشک میوے اور اور چیزین بیچتے ہین۔ پھر اپریل مین قندہار اور غزنین کو چلے جاتے ہین +

بلوچستان مین فرمان روا بلوچی نہیں ہیں بلکہ برھو قوم کے آدمی سلطنت کرتے ہیں وہی اس ملک کے اصلی باشندے ہین۔ وہان یہ نام بلوچستان کا کوئی نہیں جانتا۔ یہ نام انکے ملک کا باہر والے آدمیون نے رکھ لیا ہے۔ برھو سنت جماعت ہین۔ بلوچ شیعہ اکثر وہ کہتی کرتے ہین۔ امیر دوست محمد خان کا جب سے انتقال ہوا ہے آپسکے عناد و فساد کے سبب سے امیر کابل ملک کا انتظام سوائے اسکے کہ زمین کا خراج وصول کرلے اور کچھ نہیں کرسکتا۔ وہان اپنی جان و مال کی حفاظت بھی خود کرسکتا ہے کوئی گورنمنٹ کی طرف سے اسکا انتظام نہین ہے۔ امیر شیر علی خان نے جو انتظام کیا تھا سو وہ بھی اب جاتا رہا امیر عبدالرحمن خان جو بالفعل امیر ہے وہ انتظام کرتا ہے مگر اسکو لڑائیون سے فرصت نہین ہوتی۔

بلوچستان مین ایک امیر ہوتا ہے اوسکے ماتحت بہت سے جاگیردار رئیس ہین مگر ان مین ایسے تعلقات رہتے ہیں کہ جس سے ملک کے امن و امان پر اطمینان نہین ہوسکتا۔ افغانستان اور بلوچستان مین یہ بڑے بڑے صوبے ہین۔ بدخشان۔ قندز۔ بلخ۔ اندجوئی شبرغان اکچہ۔ سیرپل میمنہ غزنین۔ کافرستان چترال سوات +

مشہور شہر کابل جسمین پچھتر ہزار آدمی رہتے ہین۔ قندھار جسمین ساٹھ ہزار آدمی ہرات مین پچاس ہزار آدمی۔ مزار شریف مین پچیس ہزار آدمی بستے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد دہم

اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ جلد دہم کو پہلے نو جلدوں کا ضمیمہ بنا کے بہت سے مقید مضامین لکھوں مگر تاریخ اس قدر بڑھ گئی کہ ان سب مضامین لکھنے کی گنجایش نہیں ہی چند ضروری مضامین تحریر کرتا ہوں

(۱) ہندوستان اور ہندوؤں کو مسلمانوں کی سلطنت سے فائدہ پہنچا یا نقصان ہوا۔

یہ مقدمہ ایسا ہی کہ اسکو کوئی مسلمان یا ہندو انصاف سے بے تعصب فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہے اسلئے ہم اُس فیصلہ کو لکھتے ہین جو اس مقدمہ کا جیمس مل صاحب نے اپنی بیمثل تاریخ برٹش انڈیا کے باب پنجم مین لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مورخ نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے کہ مسلمانون کا یا ہندوؤں کا طرفدار ہوگا۔ بلکہ وہ عیسائی ہی اور عالی دماغ ایسا ہے کہ اسکی برابر مشکل ہے کہ کوئی ہندو یا مسلمان فیصلہ کرسکے۔ وہ لکھتے ہین کہ مسلمانون کی تہذیب و شائستگی کا تحقیق کرنا تاریخ کا واقعہ عظیم ہے اُسکا تحقیق کرنا اسلئے ضرور ہی کہ جسسے معلوم ہو کہ مسلمانون کی سلطنت و غلبہ سے ہندوؤں کا تنزل ہوا یا ترقی ہوئی — یہ تحقیق ثابت ہوگیا ہے کہ ایشیا کے مغربی حصہ مین جو قومین آباد تھین یعنی ایرانی اور عرب اور نیز ترک۔ بنسبت ان قومون کے جو اسسے پرے مشرق مین رہتی تھین (ہندو) دماغی قابلیتون مین بڑھی ہوئی تھین۔ کیونکہ یہ جاہل سوسائٹی کی ہر اُصول اور مزخرفات مین کم مبتلا تھین اور شائستگی کے بلند تر درجہ کو پہنچ چکی تھین۔

یہ بات ثابت ہوچکی ہی اور غالباً آیندہ اسکی تردید بھی زیادہ نہ کیجاویگی۔ اس تحقیق سے بڑا مقصد اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ قومین جنہون نے ہندوستان پر حقیقت مین

حملہ کیا اور جو ہندوستان کے اتنے بڑے حصہ ملک کے باشندون پر حکمران رہین وہ بہ اعتبار شائستگی کے اس درجہ تک پہنچ چکی تھین جسپر ایرانی اور عرب اپنی تہذیب کے معراج کے زمانہ مین پہنچ چکے تھے۔

مسلمان جنہون نے ہندوستان مین اپنی حکومت قائم کی وہ زیادہ تر اس بڑے ملک کے مغربی حصہ سے آئے تھے۔ جو کہ وسیع سلطنت ایران کی حدود مین واقع تھا۔

اس زمانہ مین جبکہ مسلمانون کی حکومت کو ہندوستان مین قائم کرنے والے مسلمان پیدا ہوئے۔ ایران کے مشرقی صوبجات بلخ اور ماوراء النہر اور اسکے مضافات تہذیب یافتہ ہونے کے اعتبار سے ایران کے سب شہرون پر فضیلت رکھتے تھے بلخ کی فارسی زبان نہایت ہی فصیح اور پاکیزہ زبان سمجھی جاتی تھی اور مسلمانون کے عقیدہ کے موافق خدا تعالیٰ اپنے عرش کے گردونی فرشتون سے اس بلخ کی زبان مین نرم اور دھیمی آواز سے باتین کرتا ہے۔ فارسی کے علم ادب مین جو نامور گذرے ہین وہ اکثر بلخ ہی کے رہنے والے تھے ان مین صرف تین شخصون کا ذکر کرنا ہم کافی سمجھتے ہین۔ محمد ابن عمر خاوندشاہ جسکو اہل یوروپ خوند کے نام سے زیادہ جانتے ہین۔ اس شخص نے ایک مکمل تاریخ لکھی ہے۔ اہل یوروپ کو ایران کی تاریخ زیادہ تر اسی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے۔ رشید یہ ایک نامور شاعر گذرا ہے۔ انوری ایک نامی شاعر اور علم نجوم کا بڑا ماہر ہوا ہے۔ چنگیز خان کے جانشینون کے عہد حکومت مین بلخ ایسی ترقی پر تھا کہ قبتہ الاسلام کہلاتا تھا۔

بخارا مشرق مین بہت بڑا دارالعلوم تھا۔ یہان کے مشہور معروف دارالعلوم مین تحصیل علم کی غرض سے دور دراز ملکون سے طالب العلم آتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مغلون کی زبان مین لفظ بخارا کے معنی ایک عالم آدمی کے ہین۔ ان نامور فاضلون مین سے جنکی وجہ سے بخارا کی دیرینگاہون کی شہرت تھی ایک شخص تھا جو اس وقت دنیا کے بڑے فاضلون مین شمار کیا جاتا تھا یہ شخص شیخ بوعلی سینا تھا۔ اسکی تصانیف ستو سے زیادہ ہین ۱۰۳۶ء مین ۵۸ سال کی عمر مین اسنے وفات پائی کچھ بڑی عمر نہ پائی۔

جبکہ مغلون نے مغربی ملکون کی طرف بڑھنا شروع کیا تو وہ کوئی وحشی قوم نہ تھے۔ یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ ان مین تحریر کا رواج تھا۔ ان کے حروف ابجی آ۔ ب۔ ت۔ الگ تھے چینی حروف کی طرح وہ مشکل نہ تھے۔ بلکہ رومی حرفون کی طرح نہایت سہل اور عمدہ تھے مغل بلکر کام کرنے کی قابلیت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہون نے فتوحات کین اور چین ایران اور بعد ازان ماوراء النہر پر۔ انہون نے نہایت ہی ذہانت اور عقلمندی سے باقاعدہ حکومت کی اور اسے ثابت ہوتا ہے کہ کس حد تک اپنی دانش کے لحاظ سے مغلون نے اپنے آپ کو ایشیا کی نہایت مہذب اور روشن ضمیر قومون کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔ ان ملکون پر چنگیز خان کے جانشینون نے جس دانائی اور لیاقت سے حکومت کی شاید پھر کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی ہوگی۔ اپنے فتوحات کے زمانہ مین تہذیب کے میدان مین قدم بڑھانے کے لئے مغل ایسے آمادہ رہتے تھے کہ جب وہ چین اور ایران کے تہذیب یافتہ لوگون مین پہنچے تو انہون نے حیرت انگیز عجلت سے اپنے آپ کو ان کی مثل کر لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ وہان سے اصلی باشندون سے کچھ کم تہذیب یافتہ ہونے کی وجہ سے نہین بلکہ اپنے آداب و اخلاق اور خصائص کی وجہ سے ممیز ہو گئے۔ ایران و ماوراء النہر مین علوم کے سیکھنے مین انکی مستعدی مشہور تھی۔ خاص کر انہون نے علم نجوم۔ علم جغرافیہ و علم ہندسہ کو بہت ترقی دی۔ خاص سمرقند مین جو چنگیز خان کے بیٹے اوراس کے جانشینون کا پایہ تخت تھا ایک بڑا مشہور درسگاہ تھا جسکی نسبت ایک یورپین سیاح ہیڈی کے مورخ نے لکھا ہے کہ یہ دار العلوم مسلمانون کی درسگاہون مین سب پر تفوق رکھتا ہے اور جہان قریب کے ملکون سے مسلمان پڑھنے آتے ہین۔ ابو الفدا مسلمانون کے اعلے تہذیب کے دو ثبوت دیتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اسکی زندگی مین بخته سڑکین بنی گئی تھین دوسرے شہرون مین پانی سیسہ کے نلون کے ذریعہ سے لایا جاتا تھا۔ سمرقند کا کاغذ جو ریشم سے بنایا جاتا تھا ایشیا مین نہایت نفیس کاغذ خیال کیا جاتا تھا۔ اور ایشیا کے تمام ملکون مین اسکی بڑی مانگ رہتی تھی۔

سلطان محمود غزنوی جسنے کہ ہندوستان مین مسلمانون کی حکومت کی بنیاد ڈالی

ایشیا مین سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسکے دربار مین فاضلون کا ہجوم رہتا تھا ایشیا کے
ملک الشعرا فردوسی نے اسکی دارالحکومت مین اپنی کتابین تصنیف کین اور سلطان کے سایۂ
عاطفت مین پلا۔ سلطان محمود اور اسکے ارکین نے غزنی مین وہ وہ عالیشان عمارتین تعمیر کرائین
کہ ایشیا مین غزنی اول درجہ کا خوبصورت شہر ہوگیا۔ سلطان نے اسمین ایک یونیورسٹی بھی قائم
کی جسکے لئے رقم کثیر وقف کی اور غزنی کو ایشیا مین علوم وفنون کا مرکز بنا دیا۔۔

محمود غزنوی نے اپنے تخت کے گرد بڑے بڑے عالمون اور فاضلون کو جو کہ
اسوقت کی تہذیب پیدا کر سکتے تھے جمع کیا تھا یہ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ ہندو اسکے
عہد حکومت مین ایسے لوگون کے ماتحت تھے جو شائستگی مین ہندؤن سے کم ہون اور نہ
یہ بات محمود کے جانشینون کی نسبت کہی جا سکتی ہے اگرچہ ذاتی لیاقتون مین تو وہ محمود کے
ہم پلہ نہ تھے تاہم انہون نے اور انکے تمام ارکین نے ایران کے علوم وفنون مین تعلیم پائی
تھی چنانچہ ایسا ہی حال خاندان غوری کے بادشاہون کا تھا وہ اور سردار جو انکی خدمت
مین رہتے تھے علم وتربیت کے لحاظ سے حقیقت مین ایرانی ہی تھے۔ اسبات کا کوئی انکار
نہین کریگا کہ خاندان مغلیہ جو کہ ہندوستان مین مسلمانون کا آخر حکمران خاندان تھا
ہندوستان کے فتح کرنے سے پہلے ایران اور ماوراء النہر مین کافی عرصہ تک رہ چکا
تھا اور اسنے وہان کی تہذیب اسی سیکھ لی تھی۔ ان کی زبان ایران کی زبان تھی
انکا قانون اور مذہب ایران کا قانون
اور مذہب تھا وہ ایران ہی کا لٹریچر پڑھتے تھے اور جبکہ وہ ہندوستان پر قابض
ہوئے تو وہ ایران کے علوم وفنون سے بخوبی فائدہ اٹھا چکے تھے۔۔۔

اب سوال یہ ہے کہ جب ایسی طرز حکومت کی جگہ جسکا نظم ونسق ہندؤن کے
طریقہ تمدن کے موافق ہوتا تھا وہ طریقہ سلطنت قائم ہوا جسکا انتظام ایران کے
اعلیٰ تہذیب اور اصولون کے مطابق ہوتا ہو تو ہندؤن کو فائدہ پہنچا یا نقصان؟
صرف اسی وجہ سے مسلمانون کی حکومت سے نفرت کرنا کہ مسلمان ہندؤن سے

غیر تھے۔ یا یہ کہ انکا مذہب اسلام ہے۔ حکومت کی اور خوبیون کو نظر انداز کرنا تعصب کی بات ہے اور عقل کے خلاف ہی۔ مغلون نے ہندوستان پر اس طرح حکومت نہین کی کہ ہندوستان کو کوئی غیر ملک خیال کیا ہو اور اسکو اپنے لئے یا وطن کی ترقی اور بہبودی کا ذریعہ قرار دیا ہو۔ بلکہ انہون نے ہندوستان کو اپنا وطن اور اپنا ملک سمجھا۔ جسکی وجہ سے مغلیہ حکومت کا ہندوستان سے اتنا قریب تعلق ہوگیا جتنا کہ شخصی حکومت مین بادشاہ کا اپنی رعایا کے ساتھ ہونا ممکن ہی۔ ہندؤن کے ساتھ مغلون کا برتاؤ ایسا نہ تھا جیسا کہ غیر قومون سے ہوتا ہے بلکہ ایسا جیسا کہ اپنے ہموطنون کے ساتھ ہوتا ہے جسوقت کوئی محقق ان سب باتون پر غور کریگا تو اُس کو اسبات مین بحث کرنے کی گنجایش نہین رہیگی کہ ہندؤن کے ہاتھ سے مسلمانون کے ہاتھ مین ہندوستان حکومت جانے سے ہندوستان کو فائدہ ہوا اور بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ اس بات کا کافی ثبوت بغیر تفصیلی حالات کے لکھنے کے ہمکو یہ تحقیق ہوسکتا ہے کہ جیسی ہندؤن کی حکومت خرابیون اور برائیون سے بھری ہوئی تھی ایسی مسلمانون کی حکومت مین انکی برابر برائیان نہ تھین —

ہندؤن کی تہذیب کا حال زیادہ تر نامعلوم اور پوشیدہ ہے۔ برخلاف اسکے ایران کی تہذیب کا علم اہل یورپ کے تعلیم یافتون پر بخوبی ظاہر ہی۔

مسلمانون اور ہندؤن کا مقابلہ ان چند عنوانون سے معلوم ہوگا —

(۱) رعایا کی تقسیم اور تفریق۔

اس اہم کام کو مسلمانون نے جس خوش اسلوبی سے انجام دیا تھا وہ بیان سے باہر ہے مسلمانون مین ذات کے جھگڑے نہ تھے۔ جتنی رسوم کہ تلون مزاجی اور خود غرضی کی وجہ سے جاری کی گئی ہین۔ ان سب سے زیادہ انسان کی ترقی کے مانع ذاتون کی تفریق ہے جمہوری سلطنتون کی مانند مسلمانون کی

خود مختار شخصی حکومت مین کل انسانون کے ساتھ یکسان برتاؤ کیا جاتا تھا۔ امرا و شرفا کی کوئی خاص جماعت نہ تھی۔ بلکہ صرف منصب دار و سرکاری عہدہ کے موافق لوگون کی عزت ہوتی تھی۔ عہدے کسی خاندان کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ ہر روز ادنیٰ درجہ کے لوگ ترقی کرکے اعلیٰ عہدون پر پہنچتے تھے۔ ہر ایک کی قدر و منزلت اسکی ذاتی لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے ہوتی تھی۔ نہ کہ صرف اسکے باپ کی ثروت و امارت کی وجہ سے۔

(۲) طرز سلطنت مسلمانون کی طرز سلطنت کی خوبیان جو ہندؤن کے طریقہ حکمرانی سے ممتاز ہین وہ یہ ہین۔

مسلمان بادشاہ انتظام سلطنت کے واسطے عہدہ دار مقرر کرتے تھے مثلاً بخشی وزیر۔ امیرالامرا وغیرہ وغیرہ۔ ہندو راجاؤن کے وقت مین عجب بے ترتیبی اور ابتری تھی۔ راجہ برہمنون کی جماعت کے وسیلہ سے حکومت کرتا تھا۔ جو راج کے اختیارات کو مجوزہ قانون کے مطابق عمل مین نہین لاتے تھے۔ بلکہ جو شخص سازش کرکے یا شہرت کی وجہ سے عروج پا جاتا تھا سو کرتا تھا۔ اس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ بعض لوگ قوت حاصل کر لیتے تھے اور اور لوگ ہر بات مین انکی فرمانبرداری کرتے تھے ایسے لوگ وزارت یا پیشواؤن کا رتبہ جیسے کہ مرہٹون مین ہوئے حاصل کر لیتے تھے۔ جس صورت مین یہ برہمنون کی جماعت باضابطہ مقرر نہین کیجاتی راجہ ایک وزیر منتخب کر لیتا ہے جسکو راج سے کل اختیارات حاصل ہوتے ہین اور وہ اختیارات کو ضرورت کے موافق عمل مین لاتا ہے اور رسم و رواج یا کسی خاص قاعدہ کا پابند نہین ہوتا۔

اگر بادشاہ مطلق العنان ہو اور سلطنت کا انتظام اچھی طرح نہ کرے تو جو بدنظمیان پیدا ہوتی ہین انکے انسداد کے لئے صرف تین چیزین ہین اول مذہب دوسرے بغاوت کا اندیشہ۔ تیسرے اخلاقی حالت۔ اول جب یہ ہے کہ بادشاہ کی مرضی کا مخالف مذہب ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ پیشوایان دین

پادشاہ کی مخالفت کرسکتے ہین۔ کیونکہ جسطرح ملکی تدبیرین بغیر مدبران سلطنت کے چل نہین سکتین اسی طرح مذہب بھی بغیر پیشوایان مذہب کے کچھ کام نہین کرسکتا۔ مذہب کے پیشوا صرف اس حالت مین راجہ کی مخالفت کرسکتے ہین جس صورت مین لوگون مین انکا رسوخ ہو اور انکے اختیارات اتنے بڑھے ہوئے ہون کہ پادشاہ ان کو ناراض کرنے سے ڈرتا ہو۔ راجاؤن کی سختیون سے رعایا کو پیشوایان مذہب اکثر بچا سکتے ہین جبکہ پادشاہ ملکی اختیارات مین انکو اپنا اصلاح کار بنائین جس صورت مین کہ راجہ پیشوایان دین کو اپنا اصلاح کار بنا لیتے ہین اور انکے ظلم کرنے سے پیشوایان دین کو بھی فائدہ پہنچتا ہے تو وہ ان راجاؤن کو ناجائز حرکتون سے روکتے نہین بلکہ انکو اور ترغیب دیتے ہین۔ ہندؤن کے طرز سلطنت مین پیشوایان دین اور راجاؤن کے اختیارات ایک دوسرے سے وابستہ تھے۔ کہ راجہ تو برائے نام ہوتے تھے۔ حقیقت مین پیشوایان دین راج کرتے تھے۔ جب کہ راجاؤن کی سختیون سے انکو فائدہ پہنچتا تھا تو انکو کیا غرض تھی کہ وہ راجاؤن کو برائیون سے روکتے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہندو راجاؤن کو بدنظمیون سے مذہب نے کبھی نہین روکا مسلمانون کی طرز حکومت مین مذہب اور سلطنت مین ایسا قریب کا تعلق نہین تھا۔ یہ بالکل درست ہے کہ ایک زمانہ مین خلیفہ ملک اور دین دونون کے بادشاہ ہوتے تھے لیکن اکثر حالتون مین مسلمان بادشاہون کے عہد مین سوائے چند باتون کے جو رواج پر منحصر تھین علماء دین کو بہت کم ملکی اختیارات حاصل تھے۔ لیکن وہ رعایا کی حالت کو بہتر نہین کرسکتے تھے۔ مسلمانون کی حکومت مین پیشوایان مذہب کبھی کافی رسوخ پیدا نہین ہوا۔ اور نہ ظاہر مین انہون نے اپنا میلان خاطر اس طرف ظاہر کیا کہ بادشاہ کی طرف سے جو سختیان رعایا پر ہوتی ہین انکا انسداد ہو اس بات مین مسلمان ہندؤن کی مذہبی جماعت سے اختلاف رکھتے ہین اور یہ بہت بڑا فرق ہے کہ مسلمانون کی پیشوایان مذہب ان لوگون سے کیے ہوئے

نہین ہوتے جو اختیارات کے بل پر رعایا پر ظلم کرتے ہین مسلمانون کے پیشوایان مذہب کو خود ان لوگون سے پناہ نہین ہوتی۔

(۳) ایشیا کی طرز حکومت مین بغاوت کا اصول رعایا کے حق مین اکثر مفید ثابت ہوا ہے اگر رعیت کو ہر قسم کی خوشی اور آسایش میسر ہوسکتی ہے تو صرف اسی ذریعہ سے ہوسکتی ہے جس صورت مین بادشاہون اور اسکے ارکین کی آرزؤن خواہشون اور تلون مزاجی کی کوئی حد نہ ہو تو حکام بالادست کی بیشمار خواہشون آرزؤن اور تلون مزاجی کی وجہ سے رعیت پر جو تباہی اور مصیبت آتی ہے۔ رعایا کو اس سے پناہ دینے والی کوئی چیز ایسی نہین ہے جیسا کہ اسکے باغی ہونے کا ڈر۔ لیکن جس صورت مین آدمیون کے پاس کوئی چیز نہو جسکے جاتے رہنے کا انکو اندیشہ ہو تو رعیت کو بغاوت پر آمادہ کر دینا کوئی دشوار بات نہین ہے۔ ایشیائی بادشاہون کو اسبات کا تجربہ ہے کہ اگر رعیت پر ایک خاص حد سے زیادہ ظلم کیا جائے تو وہ غدر کر دیتی ہے اور ظلم کرنے والون کو پامال کر ڈالتی ہے اور ایسی حالت مین اسکو سرگروہ کی بھی ضرورت نہین ہوتی۔ یہ خیال ہمیشہ حاکمون کے پیش نظر رہتا ہے اور انکو اعتدال کے ساتھ حکومت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایشیائی خود مختار حکومت مین کچھ خوبیان پائی جاتی ہین تو صرف اسی وجہ سے ہین لیکن ہندوستان مین بغاوت کا خوف بالکل جاتا رہا تھا۔ کیونکہ ہندؤن کو لڑائی کی طرف سے نفرت تھی اور مصیبت کے وقت مین انکا صبر اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ دنیا کی سب قومون سے بڑھی ہوئی تھی۔ البتہ ہندوستان کی مسلمان رعایا کی جرأت اور دلیری اور بہادری نے ہندوستان کے بادشاہون کو لیاقت اور دانائی سے حکومت کرنے کی تحریک کی تھی۔

ششم جو تہذیب ہندؤن اور مسلمانون مین پائی جاتی ہے اس سے کہین بڑھ کر تہذیب اسبات کے لئے درکار ہے کہ محض نیکی اور اخلاق کی وجہ سے

بادشاہ سختیون سے باز رہین جسقدر انسان لوگون کی تعریف سے خوش ہوتا ہی اور اُنکے برا کہنے سے بُرا رنجیدہ دل ہوتا ہے اسی قدر اخلاق اُسکے بیجا اختیارات کو روکتا ہے۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان بادشاہون پر اخلاق کا عمدہ اثر نہین ہوا تھا۔ اگرچہ کچھ اثر پایا بھی تھا تو مسلمانون مین تھا۔ مسلمان فاتحان ہند کے اوضاع و اطوار مین ایسی انسانیت اور دلیری اور عملی قابلیت پائی جاتی تھی کہ مسلمانون مین خود مختار حکومت اس قابل نفرت اور وحشیانہ عیاشی کے درجہ کو نہین پہنچ سکتی تھی جسمین کہ ہندون کی سلطنت کا اس درجہ کو پہنچنا آسان تھا۔

اگرچہ وحشت کے آثار مسلمانون مین بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ ایشیا کے تمام باشندون مین لیکن ساتھ ہی مسلمانون مین فہم اور فراست تھی برخلاف اسکے ہندوستان کے اصلی باشندون مین وحشی قومون کے علاوہ کام کرنے کی عقل سب قومون سے کم ہے جس قوم مین کام کرنے کی قابلیت ہوتی ہے اسکا اثر طرز حکومت پر اور بادشاہون کے دماغ پر ضرور ہوتا ہے چنانچہ ذیل مین تیمور کے آئین سے یہ بات ثابت ہی کہ مغلون نے ہندوستان مین آنے سے پہلے حکمرانی کی عمدہ عمدہ طریقے ایجاد کئے تھے وہ لکھتا ہی کہ

"مینے ایک قاضی مقرر کیا جو کہ نہایت عالی خاندان اور مقدس آدمی تھا۔ تاکہ وہ دین دار آدمیون کے حال و چلن کو دیکھتا رہے اور اس وقت کے آداب اور اخلاق کو درست کرے اور مذہبی امور کے واسطے لوگ معین کرے اور ہر ایک شہر اور قصبہ مین تین فہیم اور زیرک قاضی اور مفتی مقرر کرے اور محتسب مقرر ہون جو تجارت اور اوزان وغیرہ اور پیمانون کے نگران رہین"

ایک قاضی فوج کے واسطے اور دوسرا قاضی رعیت کے واسطے مینے مقرر کیا اور ہر ایک صوبہ اور شہر مین مینے شارع بھیجا تاکہ وہ لوگون کو برائیون سے باز رکھے اور انکو راہ راست پر لائے مینے حکم دیا کہ ہر ایک شہر اور قصبہ مین ایک مسجد۔ درسگاہ۔ خانقاہ۔ غریب اور محتاجون کے لئے خیرات خانہ اور مریضون کے لئے شفاخانہ بنایا جائے اور طبیب رکھے جائین جو شفاخانہ مین ہر دم موجود رہے ہر ایک مین سرکاری مکان اور عمارتین بنائی جائین۔ اور نگران مقرر کئے جائین تاکہ وہ مزروعہ زمینون اور زرخیز زمینداری کی خبرگیری کرین۔

مینے حکم دیا کہ معابد اور خانقاہین تعمیر کی جائین اور شاہراہ پر مسافرون کے ٹھیرنے کے واسطے سرائین بنائی جائین اور دریاؤن پر پل تعمیر کرائے جائین۔

مینے حکم دیا کہ شکستہ پلون کی مرمت کی جائے اور دریا ندی نالون پر پل بنائے جائین اور سڑکون پر ایک ایک منزل کے فاصلہ پر کاروان سرائے تعمیر کرائین۔ اور محافظ اور چوکیدار سڑکون پر تعینات ہون۔ ہر ایک کاروان سرائے مین آدمی رہین اور سڑکون کی حفاظت اُن کے سپرد کی جائے اور اگر سڑک پر غافل مسافرون کی کوئی چیز چوری جائے تو ان چوکیدارون سے باز پرس ہو۔

مینے حکم دیا کہ صدر اور مفتی وقتاً فوقتاً میرے مملکت کے دینی امور میرے سامنے پیش کرین اور مینے ایک قاضی مقرر کیا تاکہ تمام ملکی نزاع کے مقدمات جو کہ میری سپاہ اور رعایا کے درمیان ہون وہ میری رائے سے فیصلہ کرے۔

حکومت کے نہایت ضروری مقاصد مین سے چار منتخب مقصد تھے جنکے پورا کرنے مین شاہان مغل نے بہت کوشش کی اول عدل گستری کی۔ دوم انہون نے لوگون کو تعلیم اور تربیت دی تیسرے سفر کرنے مین آسانی کردی۔ چوتھے جو کچھ انکے ملک مین واقع ہوتا تھا اس سے باخبر رہتے تھے۔ اس بات کا ہمارے پاس کافی ثبوت ہے کہ ان مقصدون کو خاطر خواہ تو وہ پورا نہین کرسکے لیکن جسوقت سے یہ مقصد ضروری ثابت ہوگئے اس وقت سے طرز حکومت کے علم و فن مین بہت کچھ ترقی ہوگئی اور جب سے انکے حاصل کرنے مین ہر گرمی سے کوشش کی گئی تو اور بھی زیادہ کامیابی ہوئی۔

تیمور کی طرز حکومت کے بارہ اصولون کا انتخاب حسب ذیل ہے

نہایت ذی عقل۔ فہمیدہ۔ ہوشیار۔ محتاط۔ تجربہ کار۔ دور اندیش لوگون کو اپنا مشیر اور صلح کار بنایا۔

سپاہ اور رعیت کو ایک نظر سے دیکھا اور ان دونون مین ایسا بندوبست کیا کہ ایک دوسرے پر ظلم تعدی نہین کرسکتا تھا۔

دور اندیش اور عاقل لوگون مین سے چند آدمی منتخب کیے۔ جو کہ مجھ معتبر معلوم ہوئے

اور جنکو مینے اس لائق سمجھا کہ سلطنت کے کامون مین اُن سے صلاح لیجاوے اور ان سے مین سلطنت کے
رازکہہ سکون انکو مینے اپنا رازدار بنایا۔ درست کے اہم اور پوشیدہ کام مینے اُن پر ظاہر کیے
ذریعہ اور نشیبون اور مخبرون کے ذریعہ سے مینے دربار عام کا انتظام اور انصرام کیا مینے
اونکو اپنی سلطنت کا آئینہ بنا دیا جسمین کہ اُنہون نے سلطنت کے تمام کاروبار دکھائے۔ اور
رعیت اور لشکر کی ضرورتون سے مجھے آگاہ کیا۔ اُنہون نے شاہی خزانہ کو دولت سے مالا مال
رکھا۔ اور رعیت کی بہبودی مین اور ہر چیز اُن کے واسطے افراط سے مہیا کی۔ جہان جہان
ملک مین بندوبست تھی نہایت مناسب اور بہترین طریقہ سے اُنہون نے اسکا انسداد کیا۔ سلطنت کی
آمدنی اور خرچ کو اُنہون نے درست رکھا اور ملک کی آبادی بڑھانے مین اُنہون نے سعی کی۔
حاذق طبیبون اور تجربہ کار معالجون اور نجومیون اور مہندسون کو جو سلطنت کی زینت کے
واسطے ضروری ہین مینے اپنے گرد جمع کیا طبیبون اور حکیمون سے مینے بیمارون کو تندرست
کرایا۔ نجومیون کی مدد سے ستارون کا ملک پر نیک و بد اثر اور سیارون کی رفتار اور
گردش۔ مینے دریافت کی۔ مہندسون اور معمارون کی مدد سے مینے باغ لگوائے۔
اور عالیشان عمارتین تعمیر کرائین۔

علم تاریخ کے جاننے والے اور واقف کار لوگ میری پاس موجود رہتے تھے۔ وہ انبیا
و پیغمبرون اور شاہان سلف کا حال سنایا کرتے تھے اور مین ان واقعات کو غور سے سنا
کرتا تھا جسکی وجہ سے لوگ بادشاہی کے رتبہ تک پہنچے یا جو اُن کی سلطنت کی تباہی کا باعث
ہوئے۔ زمانہ قدیم کے بادشاہون کے تاریخی حالات سے اور روایتون اور انکے اخلاق اور
چال و چلن سے میرا تجربہ بڑھا اور میری علم کی توسیع ہوئی۔ ان لوگون کی زبانی مینے
روئے زمین کے مختلف مقامات کی کیفیت اور وہان کی روایتین سنین اور مینے معلوم کیا
کہ سلطنتین کہان واقع ہین۔

ہر ایک ملک کے مسافرون اور سیاحون کو مینے تحریک دی تاکہ وہ تمام قومون کی فراست
اور کاروبار سے مجھکو اطلاع دین۔ سوداگرون اور کاروان سرائے کے سردارون کو مینے

ہر ایک ملک اور مملکت کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ ختن۔ چین۔ ماچین۔ ہندوستان۔ عرب کے شہرون سے بصرہ شام۔ روم اور عیسائیون کے ملکون سے ہر قسم کے قیمتی اسباب تجارت اور نادر روزگار اشیاء لاوین اور ہر ملک کی حالت اور وہان کے باشندون کی عادات اور اخلاق سے مطلع کرین اور غور سے دیکھین کہ ہر ملک کے بادشاہ کا برتاؤ اسکی رعیت کے ساتھ کیسا ہے اور مجھ سے آکر کہین۔

یہ باتین جو حکومت کے قابل غور اور ضروری مقاصد مین لکھی ہوئی تھین صاف بتلاتی ہین کہ تیمور کے وقت مین لوگ عقل و دانش مین وحشی قومون سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔

ناقص طریقہ حکمرانی مین رعیت کی خوشی زیادہ تر مالگذاری کے جمع کرنے کے طریقہ پر منحصر ہوتی ہے اسکے واسطے حسب ذیل قانون جاری کیا۔ یہ قوانین انتظام کرنے کے اعلےٰ درجہ کی قابلیت ظاہر کرتے ہین۔

مینے حکم دیا کہ مقررہ محصول اور راہداری سے زیادہ لوگون سے ہرگز امیر نہ لینے پاوین۔

مینے حکم دیا کہ ہر ایک صوبہ مین جو بادشاہ کی طرف سے بطور جاگیر کے امراء کو دیا گیا ہو وہ عہدہ دار اسکے نگران مقرر ہون۔ ان مین سے ایک کو مالگذاری کا معائنہ کرے۔ اور رعایا کے حقوق کی نگہبانی کرے تاکہ کہین ایسا نہ ہو کہ رعیت تباہ ہو جاوے یا جاگیردار ظلم کرین اور تمام رقوم جو صوبہ سے جمع کی جاوین انکا حساب رکھے۔ دوسرا عمال اخراجات کا رجسٹر اپنے پاس رکھے و مالگذاری کے روپیہ کو سپاہیون پر صرف کرے

مینے حکم دیا کہ ہر ایک جاگیردار کے پاس جاگیر تین سال تک رہے اس کے بعد صوبہ کا معائنہ کیا جاوے۔ اگر وہان کے باشندے جاگیردار سے خوش ہون اور ملک مین ترقی ہو اور آبادی بڑھ گئی ہو تو پھر اسی کو جاگیر واپس دیدی جائے لیکن اگر صوبہ کی حالت اسکے خلاف پائین تو جاگیر سرکار کو واپس کر دی جائے اور تین سال تک جاگیردار کو جاگیر کی آمدنی نہ دی جائے۔

یہنے حکم دیا کہ اگر ضرورت پڑے تو رعایا کو دھمکا کر محصول جمع کرین لیکن آپہر ظلم اور جبر نہ کرین اور تازیانے نہ لگائین۔ وہ حاکم جسکا رعب لوگ اتنا بھی نہ مانین جتنا کہ کوڑے سے ڈرتے ہین حکومت کرنے کے لائق نہین ہی۔

یہنے حکم دیا کہ مالگذاری اور محصول اس طرح جمع کیا جاوے کہ رعایا کی تباہی کا باعث نہ ہووے اور ملک غیر آباد نہ ہو جاوے۔

زرخیز اور شادابی مینون کی پیداوار کا ایک ثلث سرکار مین داخل کیا جاتا تھا اور یہی آمدنی کا ذریعہ تھا۔

یہنے حکم دیا کہ جو شخص ویران زمین مین کاشت کاری کرے یا نہر لاوے یا باغ لگاوے یا غیر مزروعہ زمین پر زراعت کرے اس سے پہلے سال کچھ نہ لیا جائے دوسرے سال جو وہ خوشی سے دیوے لیلو تیسرے سال سے قانون کے مطابق اس پر جمع مقرر کرو۔

یہنے حکم دیا کہ اگر غریبون پر امیر ظلم کرین اور انکے مال و متاع کو نقصان پہنچائین تو ظالم امیرون سے نقصان کے برابر رقم لے کر مظلوم غریبون کو دو تاکہ انکی پھر پہلی سی حالت ہو جاوے

یہنے حکم دیا کہ ہر ایک ملک مین وزیر مقرر ہون ایک وزیر رعایا کے واسطے ہو اس کو یہہ زمہ سپرد کیا جائے۔ کہ وہ مالگذاری اور راہ داری کا باقاعدہ حساب رکھے کہ رعیت نے کیا اور کتنی زمین کس مد مین اور کس بات کی دین وہ ان سب کا نقشہ تیار رکھے۔ دوسرا وزیر فوج مین مقرر ہو جو حساب رکھے کہ سپاہ کو کتنا روپیہ دیا گیا ہے اور ان کو کتنا روپیہ اور دینا باقی ہی۔ تیسرے وزیر کو متفرق کام دئے ہین جنکے بیان کرنے کی یہان گنجایش نہین ہے۔

یہ سب باتین بتاتی ہین کہ مغل جب کہ وہ پہلی ہی دفعہ ہندوستان مین آئے علم سیاست مین خوب جانتے تھے اور انکے آنے سے ہندوستان کو بڑا فائدہ پہنچا۔ خاندان مغلیہ کے بڑے بادشاہون کے عہد مین مثلاً اکبر کے زمانہ مین سلطنت کے اختیارات بٹے ہوئے تھے اور ایسی لیاقت سے حکومت کی جاتی تھی جو علم اور تہذیب کے اعتبار سے اس مشہور زمانہ

شایان تھی۔

اگرچہ شخصی حکومت مین بہت سی چیزون کا انحصار بادشاہ کی صفات پر ہوتا ہے لیکن اگر حکمرانی کا عمدہ طریقہ ایک دفعہ بخوبی رواج پا جاتا تھا تو تھوڑے عرصہ تک اسکا اثر ضروری رہتا تھا اور اکثر وہ قاعدہ ہمیشہ کے لئے جاری ہو جاتا تھا۔

(۳) **قانون**۔ ہندؤن کا قانون ایسے لوگون نے بنایا تھا جنکی دماغی قوت ایسی ضعیف تھی کہ اسسے زیادہ اور ضعیف نہین ہوسکتی۔ قانون کا بڑا نتیجہ عظیم یہ ہے کہ ملک کو فائدہ پہنچین۔ لیکن دنیا مین جتنے قوانین آجتک بنائے گئے ہین۔ ان سب مین بدتر ہندؤن کا قانون ہے جسسے بہت ہی کم ملک کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور قانون کی علت غائی ملک کی نفع رسانی کی مقدار ہے اگر مفروضہ بہترین قانون سے مسلمانون کے ان قوانین کا مقابلہ کیا جائے جنکو انہون نے ہندوستان مین جاری کیا تو بہت سے نقص مین گے۔ لیکن اسکا کسی ملک کے موجودہ نظم قوانین سے مقابلہ کرو۔ مثلاً قوانین روم یا قوانین انگلستان سے تو وہ خوبیون مین ایسا کمتر نہین ہوگا جیسا کہ اُن قوانین کی نظمون سے جاننے والے جاہل آدمیون کے تعریف پر غش ہونے والے یقین کرتے ہین۔ مسلمانون کے قوانین لکھنے مین ہم انگریزی قوانین کا بھی ذکر کرینگے۔ تاکہ لوگ دونون قومون کے قانون سے واقف ہوجائین اور یہ اس وجہ سے اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین مسلمانون کا قانون منسوخ ہوکر انگریزی قانون جاری ہوا ہے خاص ہدایتین ہونگین۔

اول قوانین دیوانی ہین جنمین فوجداری کا قانون شامل نہین ہے۔ وہ حقوق شامل ہین جو قوم کے ہر فرد کو قوم کی بہبودی کے واسطے حاصل ہونے چاہئین۔ یا یون کہو کہ قانون دیوانی ان اختیارات پر مشتمل ہے جو قوم کی ترقی کے واسطے ہر شخص کو آدمیون اور اشیاء پر حاصل ہونے چاہئین۔ یہ اختیارات حقوق کے قائم کرنے کے لئے ضروری ہین اور عام تجربہ سے خوب معلوم ہوا ہے کہ اس باب مین مہذب قومین ایک دوسرے سے اتفاق کرتی چلی آئی ہین۔ البتہ حقوق کے استحکام کے واسطے انہون نے مختلف طریقے اختیار

کئے ہین۔

سب سے عمدہ اور بہتر ذریعہ جسکے بغیر لوگون کے حقوق کی حفاظت ناممکن ہی یہ ہے کہ لفظ حق کی صحیح اور درست تعریف کی جائے۔ حقوق کی درست اور ٹھیک تعریف کرنے کے اعتبار سے رومی اور انگریزی اور مسلمانون کے قانون ایک سے ہین۔ تعریفات کا درست ہونا گویا قانون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دینا ہے اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ قوم تہذیب کے اعلےٰ درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ تعریفات کے واسطے اول تو تمام مختلف واقعات کے تجربہ پر عبور ضرور ہے۔ دوسرے انسان کا دماغ اتنا مشاق نہین ہے کہ تمام واقعات کو ترتیب دے سکے اور بغیر عمدہ ترتیب کے صحیح تعریف کرنا ناممکن ہی۔ تیسرے رسوم کا منسوخ کرنا بہت دشوار ہے مقنن رسوم کی نابائداری سے خوش ہوتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ نہین رسوم ترقی نہ پکڑ جائے اور اختیارات کی وجہ سے وہ اپنی کوششون مین کامیاب ہوتا

زمانہ حال تک یورپ کے کسی ملک مین بھی قانون مال کلمبند نہین کیا جاتا تھا یعنی لوگون کے حقوق کی کیفیت مقررہ الفاظ مین نہین بتائی جاتی تھی۔ تمام قانون باقی تھا۔ بہت سے لوگ تو یہ بھی نہین جانتے تھے کہ لفظ حق کیا چیز ہے جج کے پاس اسکی رہبری کے لئے کوئی مقررہ تعریف نہین ہوتی تھی وہ ہر موقع پر حسب ضرورت نئی تعریف گھڑ لیتا تھا۔ یہ بیشمار تعریفات جو مختلف ججون نے بے شمار موقعون پر کی تھین۔ ایک دوسرے سے کم و بیش مختلف تھین اگر تعریفات مین کچھ صحت و درستی تھی تو صرف اس وجہ سے کہ فیصل شدہ مقدمات سے ایک حاصل کھینچ لیا تھا اور جج ہر موقع پر تغیر و تبدل ان فیصلون کی حد کے اندر کرتا تھا۔ کیونکہ جو شخص بے انصافی کرنے کی غرض سے مقررہ حد سے تجاوز کرتا تھا اسکو لوگ برا سمجھتے تھے۔ چند سال ہوئے کہ جرمن کی بعض ریاستون نے کوشش کی تھی کہ ضابطہ قوانین بنائین اور خاص عبارت مین لکھ کر قانون کو مستقل کر دین۔ یہ کوشش صرف تھوڑے ہی لوگون کی

طرف سے تھی اور اسمین زیادہ کامیابی حاصل نہین ہوئی شہنشاہ نپولین پہلا شخص تھا جسنے قانون کی تدوین کرکے رعیت کو بے حد فائدہ پہنچایا۔ اگر ہم نکتہ چینی کرین تو نپولین کے ضابطہ قانون مین بہت سے نقص نکال سکتے ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے فرانسیسیون کو بہ اعتبار قانون کے سب قومون پر تفوق حاصل تھا (انگلینڈ کا من لا (رسم ورواج) عام قانون جسمین دیوانی اور فوجداری دونون شامل ہین صرف زبانی تھا۔ قانون جو سٹیٹیوٹ لا (ایکٹ پارلیمنٹ) کے نام سے مشہور تھا وہ فضول لفظون سے محلو تھا۔ اسمین عجیب ترتیب فقرے ایسے مہمل ذو معنی ہین کہ مقنن کہتے ہین کہ عام قانون جسمین تغیر وتبدل ہمیشہ رہتا ہے اس سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔ صاحب ممدوح نے بہت کچھ اس قانون کے بابت لکھا ہے اور یورپ مسلمان ہندون کے قوانین کے مقابلہ کرکے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مسلمانون کے قوانین عیسائیون کے قوانین سے تہذیب مین بعض برابر بعض کم تھے مگر مسلمانون کے قوانین دیوانی اور فوجداری ہندون کے قوانین سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۴) ٹیکس محصول لگانے مین مسلمانون نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ہندون کے عہد حکومت مین تھا۔ پیداوار کا ایک خاص حصہ بادشاہ کو دیا جاتا تھا اور یہی سلطنت کی آمدنی کا ذریعہ تھا۔ اکبر بادشاہ نے مالگذاری جمع کرنے کے عمدہ طریقے مقرر کئے مالگذاری وبندوبست کے قانون کو ایسی ترقی دی جو دوسرے بادشاہ کے عہد مین کبھی نصیب نہین ہوئی تھی۔ جو کچھ کہ ہمکو ہندون کی طرز حکومت کی بابت معلوم ہی اور جس طریقہ سے مسلمانون نے سلطنت کے کام کو انجام دیا اس سے ہم یہ نتیجہ بخوبی نکال سکتے ہین کہ مغلون کے آنے سے ہندوستان مین بہت ترقی ہوئی۔ یہ بات کہ مسلمانون نے مالگذاری کے کام مین اکثر ہندون سے کام لیا اور ہندون کی مدد سے انہون نے اصلاحین کین اس خیال سے قطعاً قابل اعتراض نہین ہی کہ مسلمانون کے عہد مین مالگذاری کا کام ہندون کے زمانہ سے بہتر کیا گیا تھا۔ چونکہ پیداوار کا ایک خاص حصہ لیا جاتا تھا اسلئے

مالگذاری کے مفصل حالات سے آگاہ ہونا دشوار اور مشکل تھا اور اسکے واسطے رعایا کے اخلاق اور زبان سے واقف ہونا ضروری تھا اور یہ واقفیت صرف ہندؤن ہی کو ہوسکتی تھی۔ ہندو اس کام مین مدد دینے کے تو قابل تھے لیکن انمین اتنی قابلیت نہ تھی کہ خود کر سکین۔ مالگذاری جمع کرنیکا وہ طریقہ جو اکبر کے وقت مین اختیار کیا گیا تھا تاکہ مالگذاری کی بدانتظامیون کا انسداد کیا جائے اور رعایا پر ظلم ہونے نپائے اور تحصیل مین غبن نہ ہو جسوقت تک کہ مغلیہ حکومت مین کچھ بھی قوت رہی بے کم و کاست۔ وہی طریقہ چلا آتا تھا لیکن جب ملک کئی حصون مین تقسیم ہو گیا اور ہر ایک صوبہ خود مختار بن بیٹھا اور وہان کے حاکم صوبہ کی بدانتظامیون کا انسداد نہ کر سکے تو وہ طریقہ ٹوٹ گیا

(۵) مذہب۔ اسپر ہم بحث نہین کرتے۔

(۶) اخلاق و اوضاع مسلمانون کے۔ اخلاق و اوضاع ہندؤن کے اخلاق سے بہتر تھے۔ ہندیون کا اخلاق زیادہ تر ذات کی ظالمانہ زنجیرون پابندی پر مبنی تھا لیکن جو اخلاق مسلمانون کے اخلاق کی طرح نوع انسان کی مساوات و اخوت پر مبنی تھا وہ اس اخلاق سے جو سرتاپا بادشاہ کی بھلائی پر مبنی ہو ایسا فرق رکھتا ہے جسکی شکل سے کوئی تمیز مقرر ہو سکتی ہے۔ ہندؤن کا اخلاق مذہبی رسوم کے ادا کرنے پر مشتمل تھا۔ یہ رسمین آزار رسان و بیہودہ تھین۔ ہر ایک ہندو کی زندگی کا بڑا حصہ بیہودہ رسمون کے ادا کرنے مین صرف ہوتا ہی یا ہونا چاہیے مسلمانون کا مذہب نیم مہذب قومون مین سب سے زیادہ رسمون سے مبرا اور منزہ ہے۔

انسان کی زندگی کا بڑا حصہ لطیف اور لذیذ پوشاک اور کھانے مین صرف ہوتا ہے ہندو و مسلمانون کی خوراک مین فرق تھا مسلمان گوشت خوار تھے۔ ہندو گوشت سے اجتناب کرتے ان کی غذا نباتات تھی۔ ان غذاؤن کے فرق سے بھی انکے درمیان فرق تھا شراب ولغو ہندو مسلمانون مین ممنوع تھی۔

مسلمانون کی طرز گفتگو بہ نسبت ہندؤن کے ملائم و دلاویز کم ہوتی ہے انگریزی

حکام انکو پسند نہین کرتے کیونکہ وہ انکو محض اپنا تابعدار بنا کر رکھنا چاہتے ہین۔ اصل بات یہ ہی کہ ہندو خواجہ سراؤن کی طرح غلامانہ صفات مین بڑھے ہوئے ہین۔ انگریزی حکام سرکاری کام اور خانگی امور مین دیکھتے ہین کہ انکے عیش اور حفاظت اور خود بینی مین ہندو سب قومون سے کامل اور رافع ہوتے ہین۔ اگرچہ مسلمان ہندو جیسے نرم نہین ہین لیکن اسکے ساتھ ہی وہ مردانہ وار اور طاقتور ہین وہ زیادہ تر ہمارے نیم مہذب بزرگون سے ملتے جلتے ہین جو کہ برتاؤ مین تو ایسے نرم نہ تھے لیکن ہندؤن کے مقابلہ مین اعلیٰ درجہ کی تہذیب سیکھنے کی قابلیت رکھتے تھے۔

ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندؤن کا چال و چلن بہت خراب ہوتا ہے مسلمان ان سے کسی قدر بہتر ہین۔ ظاہرداری۔ دروغگوئی۔ بیوفائی۔ اور دوسرون کی دلآزاری کی طرف سے بے پروائی اور زر پرستی مین ہندو اور مسلمان دونون کی ایک سی حالت ہے مسلمانون کے پاس جب دولت آتی ہے تو وہ فضول خرچ اور عیاش ہو جاتے ہین۔ ہندو ہمیشہ کنجوس اور محتاط ہوتے ہین۔

(۷) **ارٹ صناعی وغیرہ**۔ یہ بات سب لوگ بخوبی جانتے ہین کہ مسلمان فاتحین ایران کے فنون کو اپنے ساتھ ہندوستان مین لائے۔

عمارت اور زیور اور کپڑے کے بنانے مین ہندؤن کی بہت تعریف کی جاتی ہے پہلے دونو چیزون مین مسلمانون سے ہندو بہت کم لیاقت رکھتے تھے۔ مسلمانون کی بعض عمارتین تو یورپ کے بہترین عمارتون کے نمونہ کی برابری کرتی ہین۔ محراب بنانے کی ترکیب سے ہندو بالکل ناواقف تھے اگر ہندؤن سے مسلمان کسی چیز مین گئے ہوئے تھے تو کپڑا بنانا تھا یہ بات فیصلہ طلب ہے کہ آیا فارس کے ریشمی کپڑے اور مخمل بھی صناعی کے ایسے حیرت انگیز نمونے تھے جیسے ہندؤن کی ململ۔ سوتی کپڑون اور پلون کے بنانے مین جسمین کہ سخت محنت اور ہنر درکار ہے مسلمانون کے حملہ سے پہلے ہندو وحشی قومون سے کچھ یون ہی سے بہتر تھے۔ تیمور کے قوانین کے انتخاب مین جس کا اوپر ذکر آیا ہے ہم دیکھ چکے ہین کہ مغلون کو ہندوستان فتح کرنے سے پہلے ہی

ان چیزون کا شوق تھا۔

علم موسیقی اور نقاشی اور سنگ تراشی مین مسلمان چینی اور ہندو ترقی کے میدان مین برابر تھے۔ نقاشی کے واسطے ان تمام قومون کا مذاق اور قابلیت ایک دوسرے سے ایسی ملتی جلتی تھی کہ حیرت ہوتی تھی۔ علم موسیقی مین ہندو ایسے ہی گھسے ہوئے ہین جیسے سنگ تراشی مین فارس کے لوگ ہندو اور چینیون سے بڑھے ہوئے ہین۔

فن جنگ خواہ ان فنون مین شامل ہو سکے یا نہ ہو سکے اور انسانی قابلیتون مین سے کتنی ہی قابلیتین اُسکے لئے درکار ہون مسلمان جیسا کہ امید کیجا سکتی ہے بوجہ ذہین اور عقلمند ہونے کے بنسبت ہندؤن کے لڑائی کے فن سے بہتر واقف تھے جبکہ کوئی قوم جو تعداد مین قلیل ہو اپنے سے بڑی جماعت پر غالب آجائے اور اُنکو اپنا تابع رکھے تو اس صورت مین یہ نتیجہ نکالنا بالکل درست ہے (بشرطیکہ قلیل التعداد فریق کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہو) کہ بمقابلہ مفتوح کے فاتحین فن جنگ کو بہتر جانتے ہین۔ جو باتین ہم ان دونو قومون کی بابت جانتے ہین وہ ہمارے اس نتیجہ کی تصدیق کرتی ہین۔

(۴) **علم ادب** ۔ یہ بات ثابت کرنی ناممکن ہے کہ ہندو علم مین مسلمانون سے بڑھے ہوئے تھے۔ غالباً اس بات مین کوئی بحث نہین کریگا کہ ہر قسم کا علم مسلمان حملہ آورون مین ہندؤن سے زیادہ تھا۔ علوم ہندسہ اور شاعری مین ہندؤن کی بہت تعریف کیجاتی ہے۔ علوم ہندسہ مین زیادہ تر تعجب اسکی فرضی قدامت پر کیا جاتا ہے نہ کہ اسکی ترقی پر وہ خواہ کتنا ہی قدیم ہو۔ یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ مسلمانون مین بھی یورپ کا علم ریاضی اتنا موجود تھا جتنا کہ ہندو جانتے تھے اس موقعہ پر صرف اتنا ہی ثابت کر دینا کافی ہے۔

جو لوگ ہندؤن کی نظم کی بہت تعریف کرتے ہین اور تعریف کرانی چاہتے ہین یہ بات تسلیم کرتے ہین کہ فارسی نظم ہندو نظم سے بہتر ہے۔ ہندؤن کی مشہور نظم مہابھارت کا شاہنامہ سے مقابلہ کرلو۔ شاہنامہ مین غیر حقیقی اور ناممکن باتین اس کثرت سے نہین پائی جاتین جیسے کہ مہابھارت مین۔ اسمین واقعات بعید از عقل نہین ہین اور افسانے صنعتون سے مملو ہین۔

لیکن جس علم مین کہ مسلمان ہندؤن سے بہت بڑھے ہوئے ہین وہ علم تاریخ ہی ہمارا تمام علم تجربہ پر مبنی ہی اور تاریخ کی خوبی اس بات مین ہی کہ زمانہ ماضی کے واقعات کو اس طرح ضبط کیا جاے۔ کہ لوگ آنیوالے زمانے مین اس سے سبق سیکھین۔ علم تاریخ سے ہندو بالکل بے بہرہ تھے ہندوستان کے مسلمانون نے ایشیا کے سب ملکون سے زیادہ علم تاریخ کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا تھا تاریخ فرشتہ اور غلام حسین کے تذکرہ سیر المتاخرین ایسی سلیس عبارت مین ہین اور ایسے معنی خیز ہین کہ فارسی زبان مین وہ اپنی نظیر آپ ہی ہین۔ یہ بات بھی قابل غور ہی کہ تاریخ کے علاوہ فارسی کی بہترین نظم شاہنامہ بھی ہندوستان کے مسلمان فاتحین کے عہد مین لکھی گئی

(۲) **دہلی مین مسلمان بادشاہون کے پایۂ تخت کا بدلنا اور انکی عمارات کا بننا۔** جمنا کے بائین کنارہ اور وہات تغلق آباد و مہرولی و چندراوان کے درمیان ایک قطعہ زمین ۵ مربع میل ہے جس سے زیادہ دلچسپ کوئی اور قطعہ زمین کہین روے زمین پر موجود نہین ہے جو مورخون کے مطالعہ کے لئے انقلابات و عمارات کے مشاہد کرنے کے واسطے موجود نہین ہے۔ اسی مین تیرہ شہر ہندو راجاؤن اور مسلمان بادشاہون کے دار السلطنت بنے اور بگڑے انمین سے ایک تو اب بھی سلامت ہی۔ باقی سب کے سب اپنے کھنڈرون یا حکایتون سے یا دلانے مین بعض کے کھنڈر اپنی خاموش زبان سے پکار رہے ہین

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدید است صناد یدِ عجم را

بعض کے کھنڈر بھی نہین ہین جو اپنی گنگی زبان سے انگلیون کے اشارون سے کچھ بتلاتے ہین صرف انکی روایتین اور حکایتین باقی ہین۔ فرنگستانی محققین کی یہ رائے ہی کہ حضرت عیسیٰ سے پندرہ سو برس پہلے راجہ یدھشٹر نے پانڈو کی سلطنت عظیم قائم کی اور جمنا کے بائین کنارہ پر شہر اندر پرست یا اندر پت آباد کیا جو بعض اوقات اسکا پایۂ تخت رہا۔ یہ شمالی ہندوستان کا دوسرا دار السلطنت تھا۔

اندر پرستھ کی تاریخ اگر کچھ صحیح مل سکتی ہی تو وہ اندر پت مہاتما یا مہابھارت مین ہی۔ اندر پرستھ نام ظاہرا اندر کے نام پر رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی اسکی وجہ تسمیہ یہ کہتا ہے کہ

اندر نے یہان پرستھ کیا تھا۔ اسلیئے یہ نام رکھا گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پرستھ کے معنی کھنے میدان کے ہین اس لیئے اس شہر کا نام اندر پرستھ یعنی اندر کا کھلا میدان رکھا گیا۔ اسکو اندر کھیڑا بھی کہتے ہین۔ اس شہر کی بنیاد ۳۱۴۱ برس پہلے حضرت عیسیٰ سے بتائی جاتی ہی۔ یہ صحیح نہین معلوم ہوتا کہ شمالی ہندوستان مین گنگا کے کنارہ پر ہستناپور دوسرا دارالسلطنت پانڈوؤن کا بنا۔ یدھشٹر کے خاندان مین بیس پشت تک راج نسلاً بعد نسل چلا آیا اور حضرت عیسیٰ سے بیشتر پندرہ صدی سے ساتوین صدی تک اندر پرست پانڈوؤن کی راج دہانی رہا۔ جب اس خاندان کی سینا پت ولیا ردلنے یہ راج چھین لیا تو اسکے خاندان کے راجہ دھون کا یہ شہر راج دھانی پانچسو برس تک رہا۔ بعد اسکے گپتا کے خاندان مین راج آیا جسنے اپنی راجدھانی پاٹلی پوتھر کو مقرر کیا اسلیئے اندر پرستھ شمالی ہندوستان کا دارالسلطنت نہ رہا۔ میری دلی دوست بڑے عالم پنڈت بشیشر ناتھ سرگ بانی نے نہایت تحقیق سے یہ ثابت کیا ہی کہ یہ شہر موضع دکھلہ سے موضع بہاری تک پھیلتا تھا۔ ابتک اس شہر کی دو یادگارین موجود ہین ایک جمنا کا گھاٹ نگم بودھ دوسری نیلی چھتری جہان یدھشٹر نے ہوم کرکے ایک مندر بنایا تھا جسکی وہ یادگار ہی۔ اندر پرست کی جگہ دہلی قائم ہوئی پرتھی راجہ اجمیر نے اندر پرستھ کو فتح کرکے اپنے راج مین ملایا اس شہر کو کہتے ہین کہ تواریس مین سے کسی نے حضرت عیسیٰ سے ۹۱۹ برس پیشتر آباد کیا اور اسکا نام دہلی اسلیئے رکھا کہ اسکی زمین ڈھیلی ہی۔ یہان کی زمین ایسی پولی ہی کہ اسمین میخین نہین گڑ سکتین۔ بعض یہ کہتے ہین کہ قنوج کے راجہ دیلو کا نام سروپ تھا جسنے اندر پرستھ کی جگہ جو ویران ہوگیا اس شہر کو آباد کیا اور اپنے راجہ کے نام پر اسکا نام دہلی رکھا مگر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ راجہ دیلو ۳۲۸ برس حضرت عیسیٰ سے ہوا ہے جسکو راجہ پورس نے مغلوب کیا ہی اور اس وقت دلی راجہ کمایون پاس تھی اس سے بہت پہلے دلی آباد ہوچکی تھی غرض کسی راجہ نے جسکا نام دیلو تھا اس شہر کو آباد کیا ہے گوتا بنس کے راجہ دھرم راج یا دھرمی دھنے اپنا راج دلی مین جمایا اس کی آخری راجہ کو قنوج کے راجہ نے مغلوب کیا اور بعد اسکے کئی خاندانون کے راج بدلے

تو تواربنس کا راج قائم ہوا ۷۳۱ء مین انتگ پال نے دلی کو ۱۰۵۲ء مین اور اسکے جانشینون مین سے انتگ پال دوم نے اس شہر کو دوبارہ بسایا۔ ان خاندانون کی انقلابات مین ۱۱۹۲ء برس تک دلی کو دارالسلطنت ہونے کا شرف نہ حاصل رہا۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اجمیر کے راجہ کے فتح کرنے اور انتگ پال کے دلی دوبارہ آباد کرنے کے درمیان گذرا ہے۔

۱۱۵۱ء مین چوہانون نے تواڑ کے راجاؤن کو شکست دیکر اپنا راج قائم کیا اور انکا آخری راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا شمال ہندوستان مین سب راجاؤن کا راجہ بنا اسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اب رائے پتھورا کا قلعہ لیا جاتا ہے۔ یہ قلعہ ۱۱۸۰ء یا ۱۱۸۶ء مین اس غرض سے بنایا گیا تھا کہ شہر کو شمالی ہندوستان کے مسلمانون کی حملہ آوری سے بچائے اس قلعہ کے بعض حصے اب بھی موجود ہین۔

۱۱۹۱ء مین مسلمانون نے دلی کو فتح کرلیا اور انکا پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک یہان تخت نشین ہوا۔ شمالی ہندوستان سے ہندؤن کا راج کالعدم ہوا۔

قطب الدین کے بعد جو آٹھ بادشاہ (۱) آرام شاہ (۲) شمس الدین التمش (۳) رکن الدین فیروز شاہ (۴) سلطان رضیہ بیگم (۵) معز الدین بہرام شاہ (۶) علا الدین مسعود شاہ (۷) ناصر الدین محمود (۸) غیاث الدین بلبن ہوئے انہون نے قلعہ رائے پتھورا ہی مین اپنا دارالسلطنت قائم رکھا اور انمین عمارات ذیل بنوائین۔

(۱) قصر سفید ۱۲۰۵ء مین رائے پتھورا کی وفات سے سولہ برس بعد قطب الدین ایبک نے بنوایا۔ اسکا ذکر تاریخ کی جلد اول مین دیکھو۔ اب اس قصر کا کوئی نشان باقی نہین رہا۔

(۲) کوشک فیروزی اسکو شمس الدین التمش نے بنایا۔

(۳) قصر سبز یہ ناصر الدین محمود کے زمانہ مین بنایا گیا۔

(۴) چبوترہ ناصرہ۔ ناصر الدین محمود نے بنایا۔

(۵) مسجد قوت الاسلام۔ قطب الدین ایبک نے رائے پتھورا کے مندر کی جگہ بنوائی ان سب عمارات کا ذکر اپنے محل پر مین نے جلد اول مین بیان کیا ہے ۱۲۸۶ء ۶۸۵ھ مین سوین

بادشاہ کیقباد نے جو نامور بلبن کا پوتا تھا موضع کیلوکھیڑی مین قلعہ بنانا شروع کیا۔ اُس نے جمنا کے کنارہ پر باغ لگایا غرض اس گاؤن کو جو پہلے سے بھی مشہور تھا ایک خوبصورت شہر بنا دیا۔ ۶۸۸ھ ۱۲۸۸ء مین کیقباد نے جو قلعہ بنانا شروع کیا تھا سلطان جلال الدین خلجی نے اسکی تعمیر کو پورا کیا۔ تھوڑے دنون بعد اس کیلوکھیڑی کو نیا شہر اور قلعہ رائے پتھورا کو پرانا شہر کہنے لگے۔

جلال الدین خلجی نے کوشک لال بنوایا جسکا اب کچھ نشان نہین ہی۔ جلال الدین کے بعد اسکا بھتیجا علاء الدین جانشین ہوا۔ وہ کچھ دنون قلعہ رائے پتھورا مین رہا۔ بعد اس کے اُسنے موضع سیری مین ایک قلعہ بنایا جو دہلی کی سلطنت کا پایہ تخت بنا۔

علاء الدین خلجی کے پسر خورد مبارک شاہ کا اور اسکے قاتل خسرو خان کا دارالسلطنت سیری رہا۔ اس قلعہ کی تصویر ۱ ستون بڑی عمدہ عمارت تھی۔ بعد اسکے خسرو خان کو غیاث الدین تغلق شاہ مار کر بادشاہ ہوا۔ اُس نے سیری سے تغلق آباد مین دارالسلطنت منتقل کیا ۷۲۱ھ ۱۳۲۱ء مین اس شہر اور قلعہ کی تعمیر شروع ہوئی اور ۷۲۳ھ ۱۳۲۳ء مین ختم ہوئی۔ ابتک اس قلعہ کو شکستہ حالی کی صورت مین جو باہر سے دیکھتا ہے تو اسکی شوکت و عظمت دل مین ہیبت پیدا کرتی ہی اور اندر جاکر اسکی ویرانی دیکھنے سے عجب عبرت ہوتی ہے اب گوجر اسمین بستے ہین مثل مشہور ہے کہ یا بسے گوجر یا رہے اوجڑ۔ سلطان غیاث الدین تغلق کے بیٹے محمد شاہ عادل نے عادل آباد یا محمد آباد بسایا۔ جو تغلق آباد سے تھوڑے فاصلہ پر تھا۔ اس مین دو قلعے ہین جو قلعہ تغلق آباد کے نمونے پر بنائے گئے ہین اور کچھ تھوڑے دنون کے بعد اُسنے قلعہ رائے پتھورا اور سیری دونو کو ملاکر ایک حصار اسکے گرد بنایا اور اسکا نام جہان پناہ رکھا اسکے جانشین فیروز شاہ تغلق نے اس دارالسلطنت کو چھوڑکر شہر فیروز آباد بسایا۔ یہ شہر ۷۵۴ھ ۱۳۵۳ء مین بسایا گیا ہے۔ پرانی دہلی کی عمارات کو مسمار کرکے انکا مصالح اس شہر کی عمارت مین لگایا گیا ہے اور عمارت کا مفصل حال تاریخ جلد دوم مین لکھا گیا ہے۔ امیر تیمور کے حملے نے پٹھانون کی

سلطنت کا خاتمہ کیا اور سیدون کی سلطنت کا عہد آیا ۸۱۴ھ ۱۴۱۱ء مین اول سید وون کے اول بادشاہ
خضر خان نے خضر آباد جمنا کے کنارہ پر بسایا۔ خضر خان کی قبر ۸۲۴ھ ۱۴۲۱ء مین بیٹے سید
مبارک شاہ نے بنوائی۔ جسکو خضر کی گمٹی کہتے ہین اسی بادشاہ نے ۸۳۳ھ ۱۴۳۰ء مین جمنا کے
کنارہ پر ایک شہر مبارک آباد بنانا چاہا مگر وہ پورا نہ ہوا تھا کہ اسکے اندر وہ شہید ہوا اور شہر
مبارک آباد سے نامبارک آباد ہوا۔ سیدون کے بعد لودیون کے خاندان کی سلطنت
شروع ہوئی۔ بہلول لودی نے آگرہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا اور دہلی کو چھوڑا۔
ہمایون نے اسکے بیٹے کو شکست دی اور ہندوستان سے نکالے جانے سے پہلے شیر
دین پناہ کی عمارات کو شروع کیا اسکے پاس ایک گانون اندریت ابتک اندر پت
کو یاد دلا رہا ہے یہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جسکا نام پرانا قلعہ مشہور ہے
ہمایون نے اس قلعہ کی مرمت کی اور اسکا نام دین پناہ رکھا۔ یہان کے دہاتی
اس قلعہ کے بعض حصہ کو پانڈو کے عہد کا بتاتے ہین۔ اس دین پناہ کا حال شیر شاہ
جلد سوم مین بیان ہوا۔ جب شیر شاہ نے ہمایون کو ہندوستان سے نکالا اور دہلی پر اسکا
قبضہ ہوا تو اسنے بھی شیر گڈھ آباد کیا جسکو دہلی شیر شاہی کہتے ہین شیر شاہ نے دین پناہ کے
حصار کو پورا کیا اور اسی کا نام شیر گڈھ رکھا جسکا بیان اپنی محل بر رزم نامہ شیر شاہی مین
مینے لکھا ہے۔ شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے قلعہ سلیم گڈھ جمنا کے اندر بنایا پھر ہمایون نے
خاندان سور سے سلطنت چھین لی اور دین پناہ مین وہ مر گیا۔ اسکا بیٹا اکبر روپوتا
جہانگیر اکبر آباد مین رہے اسکے پڑپوتے شاہجہان نے شاہجہان آباد کیا۔ جسکا حال ظفرنامہ
شاہجہان مین مینے مفصل لکھا ہے۔ یہ شہر ۱۲۱۳ھ تک دارالسلطنت رہا۔ پھر اس کو
انگریزون نے فتح کر لیا۔ جب سے وہ دارالسلطنت نہین ہا۔ مگر اب بھی وہ ہندوستان
کے اعلےٰ درجہ کے شہرون مین شمار ہوتا ہے مسلمان بادشاہون مین سے اکثر بادشاہون
کو اپنے نام و نمود کے لئے ایک نیا دارالسلطنت بنانے کا خیال رہا اسلئے پایہ تخت نے
اپنے مقامات بدلے۔

(۳۴) **سکون کا بیان** - مسلمانون مین بادشاہ ہونے کے لئے ضرور ہے کہ خطبہ مین اُنکا نام پڑھا جائے اور اُنکے نام کا سکہ جاری کیا جائے - یہ سکہ اور خطبہ بادشاہی کا قطعی ثبوت ہی یہان سکون کا بیان فقط اس سبب سے کرتا ہون کہ اُنکی قیمت معلوم ہو جائے - کہ کیا تھی جسکی بہت ضرورت تاریخ مین ارقام مجھنے مین پڑتی ہے - ہم اس قیمت کے بتلانے کے لئے سونے چاندی تانبے کے سکون کے وزن لکھتے ہین جس سے اُنکی اصلی قیمت آپ ہی معلوم ہو جائیگی - یہ سکے میرے پاس موجود نہین ہین کہ مین اُنکو کانٹے مین ہندوستانی اوزان سے تولکر بتلاؤن مگر میرے پاس طامس ایڈورڈ صاحب کی کتاب موجود ہے جسمین صاحب ممدوح نے ان سکون کو تول کر اُنکا وزن گرین مین لکھا ہے اور اس گرین کے وزن بتلانے کے لئے بتلاتا ہون کہ قیصر ہند کا روپیہ جو یہان ہندوستان مین مروج ہے اسکا وزن ایک سو اسی گرین ہی یعنی ایک تولہ بس تولہ کے یعنی ۹۶ رتی کے - ۱۸۰ گرین ہوئے اسی سے معلوم ہوا کہ ایک ماشہ مین ۱۵ گرین ہوتے ہین یعنی آدھی رتی کے قریب ایک گرین ہوتا ہے یہی مہر کا وزن تانبے کے اوھنے سکے کا وزن ۲۰۰ گرین یعنی ۱۳ ۱/۳ ماشہ اور پاؤ آنہ یعنی پیسے کا وزن ۱۰۰ گرین یعنی ۶ ۲/۳ ماشے اس بیان سے سکون کا وزن گرین مین جو ہم لکھتے ہین تم سمجھ کر ہر بادشاہ کے عہد کی چاندی سونے تانبے کے سکون کی قیمت کا حساب کر لیا کرو - خاندان تیمور کی سلطنت تک اول سے چالیس بادشاہ مختلف خاندان غوری - خلجی تغلق - سادات - لودھی سور افغان کے ہوئے ہین - انہون نے ۸۹۴ھ سے ۱۰۵۴ھ سے ۱۱۹۳ھ تک ساڑھے تین سو برس کے قریب سلطنت کی اور انکے سونے چاندی تانبے کے سکون کے وزن گرین ذیل مین لکھے جاتے ہین جنکی قیمت کا حساب کر کے بادشاہون کے عہد مین اجناس کی اور اسکے اور بخششون اور انعامون وغیرہ کی قیمتون کو سمجھ سکتے ہین مثلاً کسی بادشاہ کے خزانہ مین لاکھ روپیے کے جواہر لکھے ہین تو اسکے چاندی کے سکے کے وزن سے اپنے روپیے رائج الوقت کی قیمت پر حساب کر کے اس آگے کی

فہرست سکجہ ہائے سکتی ہین

(۱) معزالدین بن سام اول خاندان سلاطین کا بانی ہے اسکے سونے کے سکون کا وزن یہ تھا ۹۶ و ۶۱ و ۳۲ گرین چاندی کے سکے ۶۸ و ۷۴ و ۱۳۳ و ۶۲ و ۱۰۸ ½ گرین و چاندی و تانبے کے مخلوط سکے ۹۴ و ۳۸ و ۵۵ گرین مخلوط سکے سب جگہ یہ سمجھو کہ وہ چاندی اور تانبے کے مرکب کرنے سے بنائین ہین۔

(۲) قطب الدین ایبک کے عہد مین اوپر کے سکے جاری رہے۔

(۳) آرام شاہ کے عہد مین سونے و چاندی و مخلوط پہلے سکے جاری رہے اور تانبے کا سکہ ۴۵ گرین کا اس بادشاہ کے نام سے جاری ہوا۔

(۴) شمس الدین التمش سونے کا سکہ ۶۷ گرین چاندی کے سکے ۴۵ و ۱۵ و ۱۵ و ۶۸ گرین تانبے کے سکے ۵۴ و ۴۴ و ۲۸ و ۴۰ گرین و مخلوط سکے ۵۰ و ۴۲ و ۵۳ و ۹۲ و ۳۸ گرین۔

(۵) رکن الدین شاہ کے مخلوط سکے ۵۱ گرین (۶) سلطان رضیہ بیگم چاندی کے سکے ۱۲۵ و ۱۶۷ و ۱۷۴ و ۴۹

(۷) معزالدین بہرام شاہ۔ چاندی کا سکہ ۱۶۷ گرین مخلوط سکے ۵۶ گرین۔

(۸) علاءالدین مسعود شاہ چاندی کے سکے ۱۶۷ گرین۔ و تانبے کے سکے ۵۲ و ۴۹ ½ مخلوط سکے ۵۲ و ۴۱۔

(۹) ناصرالدین محمود۔ تانبے کے سکے ۵۴ و مخلوط سکے ۱۲۹ ۔

(۱۰) غیاث الدین بلبن تغلق سونے کا سکہ ۱۶۲ و چاندی کا سکہ ۱۶۷ و تانبے کا سکہ ۴۷ ½ و ۲۷ گرین و مخلوط ۲۶ گرین۔

(۱۱) معزالدین کیقباد۔ چاندی کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط سکہ ۵۲ گرین و ۲۹ گرین۔

(۱۲) جلال الدین فیروز خلجی چاندی کا سکہ ۱۶۸ و مخلوط سکے ۵۲ و ۲۹ گرین۔

(۱۳) رکن الدین ابراہیم۔ چاندی کا سکہ ۱۵۸ و تانبے کا سکہ ۵۹ و ۳۸ و مخلوط ۵۲۔

(۱۴) علاءالدین محمد شاہ سونے کا سکہ ۱۶۹ گرین و چاندی کا ۱۶۸ گرین و تانبے کا سکہ ۶۷ و ۴۹ و ۵۵ و مخلوط ۵۵۔

(۱۵) شہاب الدین عمر۔ مخلوط سکے ۵ر۴۵ گرین۔
(۱۶) مبارک شاہ سونے کا سکہ ۵ر۱۲۹ گرین و مخلوط ۵۵ گرین۔
(۱۷) خسرو خان مخلوط ۷ر۵۵۔
(۱۸) غیاث الدین تغلق سونے کا سکہ ۴ر۱۷۲ چاندی کا سکہ ۱ر۱۷۰ و تانبے کا سکہ ۳ر۵۵ و ۱۳۲ و ۱۰۳ و ۴۵ و (۱۹) محمد بن تغلق سونے کے سکے ۵ر۱۹۸ و ۱۲۷ و ۱۷۰ و ۹۹ و ۲۲۵ و ۱۶۹ چاندی کے سکے ۱۴۰ و ۵ر۱۶۸ و ۶۷ و ۵۲ و تانبے کے سکے ۵۳ و ۱۳۶ و ۱۰۳ و ۶۸ بیل کے سکے ۱۳۲ و ۱۱۲ و ۷۲ و ۵۵ و مخلوط ۱۴۰ و ۲۵۔
(۲۰) فیروز شاہ تغلق سونے کا سکہ ۱۷۰ گرین۔ مخلوط ۱۴۱ گرین و ۴۵ گرین و ۴۸ گرین ۱۴۰ و ۴ر۱۷۰ گرین تانبے کا سکہ ۵۵ گرین و ۱۰۲ گرین اس بادشاہ کے حال میں سکوں کی بڑی تفصیل لکھی ہے بعض سکے ایسے بھی ہیں کہ ایک میں دو نام فیروز شاہ و فتح خان کے لکھے ہیں سونے کا سکہ ۱۶۸ گرین مخلوط ۱۳۱ گرین اور ایسے سکے بھی ہیں جنمیں دو نام فیروز اور بیٹے ظفر کا نام لکھا ہے سونے کا سکہ ۴ر۱۶۸ گرین چاندی کا سکہ ۱۲۰ گرین مخلوط ۱۳۲ گرین ۱۰۳ گرین تانبے کا ۷۸ گرین۔
(۲۱) غیاث الدین تغلق شاہ دوم مخلوط ۱۳۲ گرین ۱۲۴ گرین و ۸۰ گرین و ۵۰ گرین ۸۰ گرین
(۲۲) ابوبکر شاہ بن ظفر خان مخلوط ۱۳۲ گرین۔ ۴۷ گرین و تانبے کا ۱۴۲ گرین ۵۰ گرین و ۱۴۰ گرین و ۵۸ گرین۔
(۲۳) محمد شاہ فیروز شاہ سیم قلب ۱۲ گرین و تانبے کا ۶۷ گرین سونے کا سکہ ۱۰۰ مخلوط ۱۴۰ گرین و تانبے کا ۶۷ و ۶۸ گرین ۳۰ گرین و ۵۲ گرین۔
(۲۴) ناصر الدین محمد۔ مخلوط ۱۴۲ گرین تانبے کا ۱۴۲ گرین و ۶۷ و ۳۰ گرین۔
(۲۵) محمود بن محمد۔ سیم قلب ۱۴۱ گرین تانبا ۱۴۰ گرین و ۶۵ گرین و ۳۲ گرین۔
(۲۶) نصرت شاہ تانبا۔ ۱۴۳ گرین و ۷۵ گرین و ۶۷ گرین۔
(۲۷) دولت خان لودہی۔ اور

(۲۸) خضر خان نے کوئی سکہ اپنے نام کا نہین جاری کیا۔
(۲۹) مبارک شاہ دوم چاندی کا سکہ ۱۷۲ گرین مخلوط ۱۷۲ گرین و ۸۳ گرین و ۸۴ گرین
(۳۰) محمد شاہ مخلوط ۱۷۲ گرین تانبا ۱۳۶ گرین و ۳۳ گرین
(۳۱) عالم شاہ۔ تانبا ۱۳۵ گرین و ۲۲ گرین و ۴۶ گرین۔
(۳۲) بہلول شاہ۔ تانبا ۱۷۰ گرین اوسط وزن ۱۴۰ گرین چاندی ۱۳۹ و ۱۴۵۔
(۳۳) سکندر شاہ لودی۔ تانبا ۱۳۹ گرین و ۵۵ گرین۔
(۳۴) ابراہیم سکندر شاہ۔ تانبا ۸۷ گرین و ۲۴ و ۱۱۰ گرین و ۱۲۰ گرین۔
(۳۵) ہمایون۔ سونا ۸ و ۱۰ و ۱۳ گرین چاندی ۱۷ گرین۔
(۳۶) شیر شاہ۔ سونا۔ ۱۶۵ چاندی ۱۷۶ گرین۔ تانبا ۳۲۹ گرین۔
(۳۷) اسلام شاہ۔ چاندی ۱۶۸ گرین تانبا ۱۷۸ و ۱۷۲ گرین و ۱۵۳ گرین۔
(۳۸) محمد عادل شاہ۔ چاندی۔ ۱۷۴ گرین۔
(۳۹) ابراہیم سور۔ چاندی ۱۷۵ گرین۔
(۴۰) سکندر شاہ کے بعد ہمایون پھر فرمان روا ہوا تانبا ۱۷۵ گرین۔

اکبر کے سکون کا مفصل حال اقبال نامہ اکبری مین پڑھو۔ سکون کی اصلاح و درستی طرح سے شیر شاہ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اُسنے سکون مین جو پہلے سے عیب و نقص چلے آتے تھے دور کئے۔ اوّل سب سے بڑی بُرائی سکون کی یہ دور کی کہ سب ٹکسالون مین مخلوط دھاتون کا سکہ بننا بالکل موقوف کر دیا۔ ظاہر ہے کہ جب سکہ مین دو دھاتین جنمین سے ایک بیش قیمت دوسرا کم قیمت ہو۔ کیسی بنج بیپاری مین دی شواریان پیدا کرتا ہے اور ٹکسالون کے اہلکارون کے ہاتھ مین دغا بازی کا کیسا اوزار دیتا ہے۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ شیر شاہ کے زمانہ مین سونے چاندی کے سکون مین مبادلہ کیا نسبت تھا مگر تخمیناً یہ تحقیق ہوا ہے کہ ۱۵۴۵ء مین انکی قیمتون مین ۱۰ یا ۱۱ اور کی نسبت تھی سونے کے سکے کو چاندی کے سکے سے نسبت ۹ و ۱۰ اور کی تھی۔ آئین اکبری سے سکون کی

تحقیقات کو ہم نے اقبال نامہ اکبری مین لکھا ہے۔ سنکہ اور جیپل وغیرہ سکون کا بیان بادشاہون کی تاریخ مین ہوا ہے + فقط

انتباہ

اول کل کتاب مین چار قسم کے سنون کا حوالہ دیا گیا ہے (۱) ہجری (۲) عیسوی (۳) جلوس (۴) سمبت - زیادہ تر سنہ کے اوپر ہجری اور نیچے عیسوی لکھے گئے ہین سن ہجری سے سنہ عیسوی چھ سو برس کے قریب بڑا ہے اسلئے اونکے ساتھہ ھ و ع کا اشارہ نہین کیا گیا۔ بغیر ان کے فقط سنون کے چھوٹے بڑے ہونے سے پڑھنے والے اُنکو سمجھہ سکتے ہین سن جلوسی اکثر چالیس پچاس برس سے زیادہ نہین ہوتا۔ وہ سن ہجری سے بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے اسلئے بغیر اسکے کہ جلوس کا لفظ اوسکے ساتھہ لکھا جاے۔ وہ جو ذرا سمجھہ جائیگا

دوم خطوط قوسی ( ) کے درمیان جو نام یا لفظ یا عبارت لکھی گئی ہے اوسکی یہ صورتین ہین (۱) ایک مورخ کے بیان مین دوسرے مورخ کا بیان ان خطون کے اندر زیادہ کیا گیا ہے (۲) فارسی کتابون مین ناموں کی املا مین بہت اختلاف ہوتا ہے پس ان اختلافون کو ان خطوط مین لکھہ دیا ہے (۳) کسی لفظ کے معنی بھی لکھے ہین +

سوم ہندوستان کے مختلف حصون مین بعض الفاظ کی املا مین اختلاف ہے اور سررشتۂ تعلیم نے اون کے کچھہ قواعد مقرر کئے ہین مثلاً پورب مین یاے معروف کے اوپر ہمزہ نہین لکھتے وہ اس سے کو ہی بجاے ہمزہ سمجھتے ہین مثلاً ہوئے وکئے کو ہوے وکے لکھینگے ایسا ہی نون غنہ کا بعض الفاظ مین حال ہے کوئی ہنسنا لکھتا ہے کوئی ہسنا۔ ایسی ہی صورت ہے جو الفاظ کے آخر مین ہوتی ہے اوسکی جگہ الف بھی لکھتے ہین جیسے بنگالہ کی جگہ بنگالا لکھینگے اور ان ہی کی جگہ انہین اور جون ہی کی جگہ جو ہین اور بعض اور الفاظ اسی قسم کے ہین۔ میرے قلم کو ان الفاظ مین نون لکھنے کی عادت پڑ گئی ہے خواہ وہ غلط ہو یا صحیح تلفظ پر زیادہ خیال رہتا ہے +

چہارم مین نے ہر جلد کے ساتھ غلط نامہ لکھدیا ہے مگر اکثر لفظون کی غلطیون کو یہ سمجھکر چھوڑدیا ہے کہ ؎ عاقلان پیروی نقطہ کنند + یا نخوانند یا غلط نکنند بہتر ہوگا کہ پڑھنے سے پہلے غلط نامہ کے موافق کتاب کو صحیح کرلین۔

پنجم۔ نام خواہ مقامون کے ہون یا آدمیون کے اون کی املا مین فارسی کتابون مین بڑا اختلاف ہے۔ مین نے اونکو اسلیئے مختلف طرح لکھا ہے۔ حروف قبیلہ کا تلفظ مسلمانون کے زبان سے پہلے زمانہ مین نہین ہوتا تھا اسلیئے وہ ڈ کی جگہ د اور ڑ کی ر اور علیٰ ہذا القیاس لکھتے تھے۔ مین نے اس بات پر خیال رکھا ہے۔

زمانۂ سابق و حال کے مسلمانون کے تلفظ مین بڑا فرق ہوگیا ہے۔ مین اس تلفظ کا بھی ناموں کے لکھنے مین پابند رہا ہون فقط

اشتہار

قیمت عہ جلد ہشتم بادشاہنامہ عالمگیری صفحہ ۵۲ محصول ۲

یہ بادشاہنامہ عالمگیری کتب مفصلہ ذیل سے تالیف کیا گیا ہے

(۱) عالمگیر نامہ از تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین۔

(۲) مآثر عالمگیری از تصنیف محمد ساقی مستعد خان۔

(۳) فتوحات عالمگیری جسکو واقعات عالمگیری یا ظفر نامہ عالمگیری بھی کہتے ہین از تصنیف محمد معصوم

یہ تینون عالمگیر نامے عہد نویس مورخون کی تصنیف سے ہین اور اُن مین صرف عالمگیر ہی کا حال لکھا ہے۔

(۴) منتخب اللغات جو تاریخ خافی خان کے نام سے مشہور ہے۔

(۵) وقایع نعمت خان عالی۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔

(۷) آداب عالمگیری۔

(۸) رقعات عالمگیری۔

(۹) مرہٹون کا حال جو خود مرہٹون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے +

(۱۰) سیاحت نامہ ڈاکٹر برنیر۔

انکے سوا، اور بہت سی چھوٹی موٹی فارسی اور انگریزی ہندوستان کی تواریخ مین سے اس بادشاہ کا حال انتخاب کیا گیا ہے۔ اورنگ زیب کی سلطنت کی نسبت جو اہل الرائے یورپ نے تحریر کیا ہے اوسکو بھی نقل کیا ہے۔

المشتہر

محمد عطاء اللہ مالک شمس المطابع جیلیون کا کوہلے +

اشتہار

تاریخ ہندوستان

قیمت ۴ر　　ہندوؤن کا عہد　　محصول ۰ر

صفحے ۱۱۰

اس تاریخ مین معتبر کتابون سے حالات لکھے گئے ہین - قدیمی جغرافیہ و نقشہ ہند - ہندوستان کی قومین اور اونکی زبانین - آریا قومون کا حملہ اور ویدون کا بیان - ہندوستان کو آریا کا فتح کرنا مہابھارت و رامائن کا حال اور اون سے جو تاریخی حالات معلوم ہوتے - برہمنون کا اختیار پیدا کرنا اور منو کے قوانین - ہندو کی حکمت نظری - بدہ مذہب کا حال - اور اوسکی ترقی کا حال - داریوش اور سکندر کا حملہ - باختر و تاریون کا حال - ہندوستانیون کا حال جو یونانیون نے لکھا ہے بدہ کے زمانہ کا حال اور موریا بنس مگدھ کا اور اونکے جانشینون کا - بدہ مذہب الون کا زوال اور برہمنون کا بحال ہونا - دکھن کی قدیمی تاریخ - سنسکرت کا علم ادب +

محمد عطاء اللہ مالک شمس المطابع

دہلی چیلون کا کوچہ

۹۰۳
خدا بخش
جلد ۹ جلد ۱۰
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
18 JAN 1953

RR

۹۵۳

ذیشہ

محمد ذکاء اللہ

تاریخ ہندوستان جلد ۹ و ۱۰

جلد ۹ جلد ۱۰

Rasheed Moosavi
M. Orali3

انتخاب

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس انتظامی مجلس

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ [illegible]

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible]